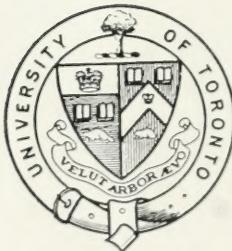
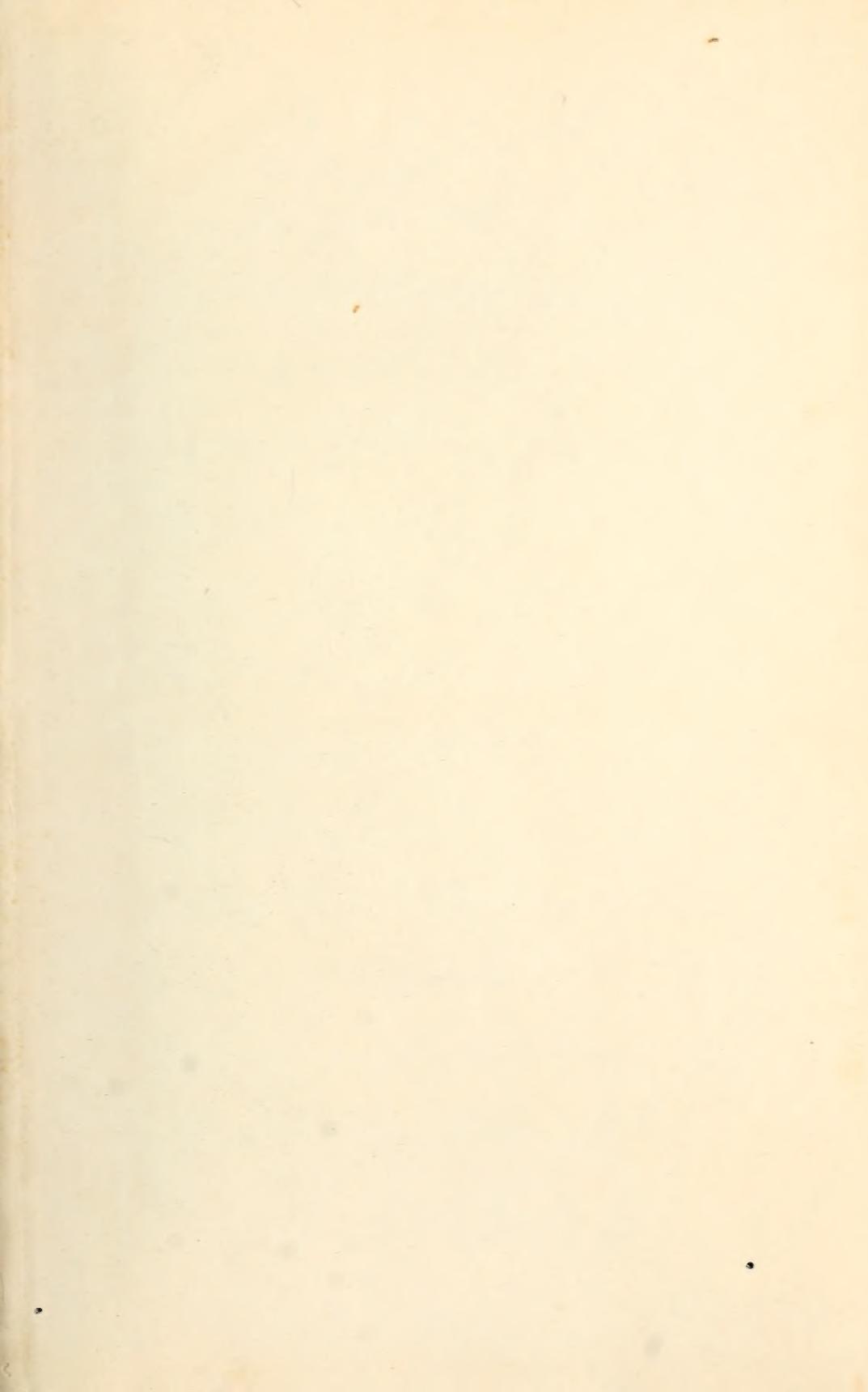


3 1761 00120238 1



PURCHASED FOR THE  
UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY  
  
FROM THE  
CANADA COUNCIL SPECIAL GRANT  
  
FOR  
ISLAMIC STUDIES





# بِقَضْلِ حُنْدَا

اُسٹیوٹ پریس میں (جو سرپید علیہ الرحمۃ کا قائم کیا ہوا اور محمدن کاج کی  
بلک ہونے کی وجہ سے تینی معنوں میں ایک قومی پریس ہے) لوہی اور پتھروں  
قسم کے چھاپوں میں اردو و انگریزی ہر قسم کا کام بہت صحت اور کفایت کے تھے  
ہوتا اور وقت پر دیا جاتا ہی۔ اہل ذوق و ضرورت کم از کم ایک بار ضرور  
امتحان فرمائیں۔ نہ زبانی یا خط و کتابتے طے ہو سکتا ہی۔

طبع کو اس کے قیم و اہل نظر سر پستوں کی جانب سے جو اطمینان نہیں  
اسنا و حصل ہوئی ہیں ان کی نقل عن الطلب روانہ کیجا سکتی ہی۔

علیکم طبیعت گرت نامی ایک خبار بھی اس پریس نے نکلتا ہی۔ جو کاج کا  
سر کاری خبار ہے اور جو سرپید علیہ الرحمۃ نے کاج کی بناء سے بھی قبل جاری کرنا شروع  
کیا تھا اور جس میں کاج کی خبروں کے علاوہ عام اور مفید و دلچسپ مضامین شائع ہوتے  
ہیں۔ قیمت سالانہ چار روپیہ تینجا ہی دو روپیہ آٹھ آنے۔ منوہہ مفت۔ اشتہارات کا  
نہ زبانی یا خط و کتابتے طے ہو سکتا ہی۔ ہر قسم کی خط و کتابتے کے لئے پتہ ہے :

میتوحہ صاحب اُسٹیوٹ پریس علیکم طب

نہایت عجیب سلطنت ملکہ سقطیہ قیصر شد مولفہ جناب خان بہادر سال علامہ مولوی گنڈ کا، اللہ صلی  
مرحوم رہنمائی پاپی سخنوار میں لکھی گئی ہے (حصہ اول) بعور تبدیل شدہ اونٹک لکھا ہے اونٹک ملکہ سلطنت  
سے کر طبع تعلیم پیدا ہوا اور انگریزوں کے فرماجیسیوں غیرہ کو کیونکر نکالا۔ اور اپنی فرمائی  
ملکہ کس طرح جایا۔

(دوسرے حصے) میں سنتہ ۱۴ سے ۲۳ء اونٹک کے حالات لکھی ہیں جس میں ایمان ہندے  
اونٹک پیکار میں برش گورنمنٹ کو فتح پانے کے حالات تفصیلی درج ہیں۔

(تیسرا حصہ) میں سنتہ ۱۴ سے ۲۷ء اونٹک کے جس میں حضرت علیانے وفات پائی،  
حالات لکھی ہیں اور واقعات عظیمه سنتہ ۱۴ کے خود و بغاوت کو تفصیل بیان کیا ہے، دیلی کا بیان ہو  
تلپی پشم دید لکھا ہے۔

احسنہ ارم میں ان محاربات غلیظہ کا ذکر کیا ہے جو ایکستان کے اور ملکوں سے یورپ  
ایشیا افریقہ میں ہوا کے ہندوستان کے ہوئے ہیں جیسے جنگ کریبا، جنگ تراشوا، جنگ ہوڑاں  
اور مصروفیں۔

(چاروں حصے) کامام آئین قیصری ہے اس میں مفصلہ ذیل مضمون ہے۔  
ساری دنیا میں قیصر بند کی سلطنت کیا ہے ہی۔ ہندو اونٹک میں گورنمنٹ کیونکر سلطنت ہوئی۔  
وقت فرقہ کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ ہندوستان کے لیے تو این کیونکر مدون ہوئے۔ خدا یعنی  
کیونکر مقرر ہوئیں۔ بحری و ریوی جدود کس طرح مستحکم ہوئیں۔ سپاہ کیونکر مرتب ہوئی وغیرہ دیروں بعد  
صحنات (۱۰۲۱) تیجت ہر پنج حصہ ملا جلد ہے۔

ملنے کا پتہ آنری ہنچیکی پو مدرسہ العلوم علی گردہ  
ڈیگر قسم کی کتابوں کے لیے مقصداً فہرست طلب فرمائے جو بالکل غفتہ و آنکھیاتی ہیں

سلطان علاء الدین کے عہدیں یہ ارزانی ہوئی ہو مگر اس ارزانی میں سلطنت کی مداخلت و ظلم اور صعبہ طرح کے وباً اور نزدیک تھیں مگر اس سلطنت میں ارزانی زمین کی پیداوار کی افزاط کے سبب تھی۔ سلطان سکندر کے عہدیں بھی ارزانی تھی مگر وہ سلطان ابراہیم کے زمانہ کی ارزانی کی برابر نہ تھی۔ ایک بہلوی کا دس من انماج آتا تھا۔ پانچ سیر گھنی کی۔ اور دس گز کپڑے کی بھی یہی قیمت دلیک بہلوں تھی۔ ہر چیز کی ارزانی کا یہی حال تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ باش حرب ضرورت ہوتی تھی جس سے معمولی پیداوار سے وس گناہ پیدا اور ہوتا تھا۔ سوائے اسکے سلطان نے یہ حکم دیدیا تھا کہ لگان میں رعایا سے انماج لیا جائے اور کسان سے نقدی کی بابت نہ لیجاۓ جن امیروں کی جاگیروں میں لاکھوں من انماج پڑا رہتا تھا وہ اسکو بہت سستا سلسلہ پیچ ڈالتے تھے کہ نقدر پیدا ہے تو انکا خرچ چلے یہونا چاندی مشکل۔ سے مٹتا رہا یہ خدا کی بڑی رحمت تھی کہ ایک بہلوی ۷۰ دس من انماج بکتا تھا۔ ایک مغزاومی جسکے اہل و عیال بھی ساتھ ہوں پانچ نکلہ ماہوار کی آمدی میں اپنی اوقات اچھی طرح بس رکھ سکتا تھا۔ ایک سوار کی تختواہ بیش سے نئیں نکلتے تک تھی۔ اگر کوئی مسافر دہلی سے آگرہ تک جانا چاہتا تو ایک بہلوی اس کو اور اس کے گھوڑے اور سائیں کو کافی تھی فقط

پاپر شاہ نے علاء الدین (علام خاں) کے ساتھ مغل اور اپنے امر اساتھ کر دیئے کہ وہ ملک ہند کی تیزی کر دیں  
علا، الدین اس لشکر کے ساتھ بیال کوٹ تک آتا۔ اور بعد ازاں یوسوں کو تابع بنانا ہوا ابھیں یا  
ہاں علاء الدین اور دولت خاں نے مغل سرداروں سے کہا کہ باپر کے آئے سے پہلے تم بخاری احانت و  
ملک سے دیلی کو تباخ کرو مگر انہوں نے نہ کہتا نہ ماننا تو علاء الدین ان سے علیحدہ ہو گیا اور حملی کی طرف  
روانہ ہوا۔ سعیل جلوانی اور امرا جواہر یہیم باشاہ سے مایوس ہو گئے تھے اور پر گنوں میں رہتے تھے اس سے  
ملکے اور اس پاس چالیس ہزار لشکر کی بڑی ویک جہت جمع ہو گیا اور اس نے جا کر دہلی کا حصار کر لی  
ابرائیم باشاہ نے جب یہ اخبار و حشت اثر سے قوہ آن کی طرف متوجہ ہوا۔ دھلی سے چہہ کوں کے  
فاصلہ پر ابراہیم شاہ کے لشکر پر علاء الدین نے شاخوں مارا اور صبح کے ہوتے ہوئے تمام لشکر بجا ہیم کو دھم  
بڑھ کر دیا اور علاء الدین سے باشاہ ابراہیم کے امر آن ملے۔ سلطان ابراہیم چند خواصوں کے ہاتھ پہنچے  
جنمہ میں نہایت سبقتالان سے کھڑا رہا اور حملہ کام کا نزدیکیں پاٹھتہ ہلایا۔ جب صبح صادق ہوئی تو  
علا، الدین کا لشکر لوٹ پریل پڑا اور اس پاس ہوڑے آدمی رہ گئے تو باشاہ ابراہیم نے پیش دستی  
کر کے سلطان علاء الدین پر حملہ کیا اور اول ہی صدمہ میں اس کو پانچ آنگے سے پہنکا دیا۔ اس کا لشکر  
جس جگہ لوٹ رہا تھا حملی سے بجا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ علاء الدین اور امرا لشکر پاک رہنے گئے  
اور سلطان ابراہیم نے دہلی میں قیام کیا۔ ۲۳۷۹ھ میں نظیر الدین محمد باشاہ نے خود سلطان  
ابراہیم سر لشکر کشی کی اور موضع پانی پت میں ان دونوں باشاہوں میں جنگ عظیم ہوئی اور یا پر  
شاہ نوئی خیسی پر ہوئی اور اس معركہ جانتا میں اُس کی جان گئی اور خاندان لوڈھی کی سلطنت  
انہما اور سلطنت خاندان چنتائیہ کی ابتداء ہوئی۔ سلطان ابراہیم نے بیس سال سلطنت کی ان  
واقعات کا بیان فضل باپر شاہ کی سلطنت میں ہم لکھیں گے۔

## سلطان ابراہیم کے زمانہ کی ارزائی و پیداوار کی وقار

سلطان ابراہیم کے عہد سلطنت کے واقعات عجیبیہ میں سے یہ ایک ہے کہ اناج بکڑا اور ہر  
قسم کی تجارت کی اشیا لیتی اور ادا نہیں کہ پہنچ کسی باشاہ کے زمانہ میں نہیں ہوئی۔ شہزاد سلطان  
علا، الدین کے عہد میں یہ ارزائی ہوئی ہو مگر اس ارزائی میں سلطنت کی مداخلت و ظالم اور بصرہ با

سوچا کہ الگین بیادوں کرتا ہوں تو نا احسانندی کا الزام مجھ پر لگے گا اور اگر بغا و شنہیں کرتا تو کسی طرح بادشاہی قهر و غصہ کے بجا نہیں پاسکتا۔ ناچار علمی الفت بلند کیا اور طلاقہ الدین محمد شاہ سے کہ کابل میں تشریف رکھتا تھا التجاہی کہ ہندوستان کی تحریر کا ارادہ فرمائی۔ یہ التجاہیونگار کی مختلف طور سے موجود بیان کرتے ہیں کہ عالم خاں جنکو علاء الدین بھی کہتے ہیں اور وہ سلطان ابراہیم کا چھاڑا دیہا میں تھا وہ قید سے بہاگ کر باپر کی خدمت میں چلا گیا تھا اس کی صرفت ہندوستان کی فتح کی بابت لفتگو ہوئی۔ احمد یادگار اپنی تایخ سلطانین افعانی میں یہ لمحہ پہ کہا نی کہہتا ہے کہ اُس نے اپنے پیٹے دلادر خاں کو باپر شاہ کی خدمت میں پہچاک وہ سلطان ابراہیم کی بد مزاجی سے اور امرا کی اپس کی نااتفاقی سے اور سپاہ کی خواری سے مطلع کرے اور ہندوستان پر حملہ کرنے کی درخواست کرے۔ دلادر خاں دوڑکر دس روز میں کابل پہنچا اور باپر کی خدمت میں نام پیاں کا حال عرض کیا کہ سلطان ابراہیم اپنے پاپکے زمانہ کے امیر و کوہہت ستا ہوتی تھیں اسراں میں سلطنت کو بلاصور و وجہ مار جکھا ہے اور اُنکے خاند انوں کو تباہ کر دیا ہو وہ امیر و نکود پیوار لوٹو لکھا تا ہے اور زندہ جلانا ہی جیسا مردی ہے تو مجھے حصہ حضور پاس پہنچا ہو وہ سب حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے میں حیوقت حضور نے ہندوستان میں قدھر رکھا ایسی وقت وہ کمر لبستہ طاعنت خدمت کیلئے حاضر ہو گئے۔ مرزا کامران کی شادی ہیں اُسوقت پاپر شاہ صروفت تھا جب اس سے فارغ ہوا تو وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں وکانہ شکر بجالا یا اور نیہ عانانی کر لے گذا اگر ہندوستان کی سلطنت میری قشیرت ہے لہی ہی نہ ہندوستان کے آم اور پانی میرے لئے تخت میں بخواہ اسکو اپنے لئے نیک فال سمجھو گا اتفاق ایسا ہوا کہ آموں کا موسم تھا کہ دولت خاں نے شہدی کی پاٹیوں میں کچھ آمر کہکرا اور احمد خاں کے ہاتھ پاپر پاس تختہ بخواہئے۔ دلادر خاں نے یہ تخت نذر میں دئے تو وہ تخت سے اتر کر شکر الہی بجالا یا۔ اور اس نے دلادر خاں اور احمد خاں کو خدمت اور گھوٹے نئے اور اُنکے یا تھے دولت خاں پاس دس گھوٹے عراقی اور بعض نفیس سکانی کیڑے بخواہئے۔ اس ونسے اس نے ہندوستان کی فتح کی تیاری کی اور جہاں گیر فلی خاں کو دو ہزار خلوں کے ساتھ آگے روادہ کیا کہ وہ راں اور پاؤں کی درتی کرے اور کشتیوں کے بنانے کے لئے لکڑی یا ہم پوچھائے پاپر کی چھاتہ ہو ہندوستان پر ہو گیں اس کو ہم باپر کی سلطنت کے ذکر میں لکھنے کیاں یہ فقط تھیں کہ

و خاں چھاں لو دی و میاں حسن خاں فرمی وغیرہ نے اطا عتستے سرترا بی کی بادشاہ نے میاں حسن خاں فرمی حاکم چین پیری کو بہاں کے او باش شخ زاد و نکو اشارہ کر کے آدمی رات کو قتل کرادیا۔ اس بیتے او بھی بادشاہ سے امر کو نفرت زیادہ ہو گئی اور سب کو اس سنے امیدی ہو گئی۔ کچھ ونوں کے بعد دریا خاں لوحانی حاکم بہار کا انتقال ہوا اور اس کا بھیا بہادر خاں سلطان بنے بُر شہزادہ ہو کر بہار میں باپ کا جائشن ہوا۔ اور پنے نام کا خطبہ اور سکہ چاری کیا اور سلطان محمد اپنا خطاب کھا انسنے ایک لاکھ سوار کا لشکر جمع کر لیا اور اور امرا جو سلطان نما حسن تھوڑیں سو انکل گئے۔ فتح خاں پر اعظم ہمایوں وس ہزار سوار و نکو لیکر آگئی۔ اور اور امر انسن بھی بہادر کی سرحد پر اپنے لشکر دن کو جمع کیا اسی زمانہ میں نصیر خاں لوحانی حاکم غازی پور جو پہ سالار بادشاہی فوج کا ہاتھ لٹکت پاکر بہاڑ جن سے آن طبا و اقعا بت شستاقی میں کھہا ہو کیا مصطفیٰ نے غازی پور پر تاختت کی اور نصیر خاں کو نکال دیا وہ محمد شاہ پاس چلا آیا۔ بادشاہ کے ساتھ کئی دفعہ محمد شاہ کی سپاہ کی لڑائی ہوئی جسیں وہی غائب نا ہیوں صوبہ بہار بادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا۔

## دولت خاں لو دی حاکم پنجاب کی بغاوت

اسی زمانہ میں دولت خاں لو دی پسرو تار خاں کو جو مدتنے پنجاب میں حکومت کرتا ہوا بادشاہ نے بلا یا مگر اسے آئنے میں ناخیز کی اور اپنے چھوٹے بیٹے دلار خاں کو بیجا بادشاہ نے اس بیٹو سے پوچھا کہ تیرا باپ کیوں نہیں آیا تو اس نے جواب دیا کہ وہ فیچھے خزانہ لیکر آئے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر تیرا باپ نہ آیا تو اسکا حال وہی ہو گا جو اور امرا کا ہوا۔ پھر بادشاہ نے اس سے کہا کہ تو قید خاں میں جا کر دیکھ لے کہ اپنے کس طرح دیواروں کی لٹکی ہوئے ہیں۔ دلار خاں قید خاں میں ہا کران امیر و نکو چوڑیوار و بے لٹکی ہوئے دیکھا تو اسکے ہوش اڑ گئے۔ جب ہے بادشاہ پاس آیا تو بادشاہ نے کہا کہ تو نے دیکھا کہ جنہوں نے مجھے بغاوت کی انکا کیا حال ہوا وہ بادشاہ کے آگے ناک رکھنے لگا۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ اسکی آنکھوں میں مسلمانی پہنچ لے اور دیوار میں لٹکا لئے مکروہ لاذ خاں ویکھا کہیں کسی طرح بادشاہ کے پیچہ ظلم سے نہیں بچ سکتا تو وہ دہلی تے بھاگ کر چڑھن میں باپ پاس پنجا اور باپ سے نے کہا کہ اگر تم اپنی حفاظت نکر دے تو بادشاہ تم کو بُری طرح۔ باریکا باری دولت خاں لو دی نے

را بیدار ہے ساتھ میں سو ناگیں لایا۔ سلطان ابراہیم کے عہد میں ساری باتیں اللہ پرست ہو گئی۔ اہنہ میں خیر خواہ بھی بد خواہ سرگش باعثی تجھما جاتا ہوں تیں اب بھی باو شاہ کی خدمت کرنے کو جو  
نجھے سیرہ کی جائے تیار ہوں۔

یہاں میں ہو بھی تھیں کہ رانا لشکر لیکر میاں گھنی سے لڑنے کو آئی جو جو اگر یاں میں خان نے  
باو شاہ کے زمانہ کا اتنا پاس کیا کہ رانا کے ساتھ اڑالی میں ڈایا سنبھولی بھادرا لشکر شاہی پر جو میں  
اور اسکے دیدی۔ شام کو میاں حسین خان میاں گھنی کو لکھا کہ اس معرکہ سے وہ یہیں پڑھے  
کہ ایک بھائی آدمی یکے قوی ہوتے ہیں کہ ہوڑے ہندوؤں نے جو یک دل تھے تیرتے تھے میں خراز حمار نکو  
شکست ہوئی اور جو امر اپنے باو شاہ کے ساتھ یہاں جیت ہوتے ہیں وہ کیسی کسی خدمت عظیم  
بجا لاتے ہیں اب تم یہاں میاں حسین خان میاں گھنی کے یہ مرے پاس آدمی رات کو یہ جو دو۔

میاں حسین خداوند چھپریز اسوار لیکر میاں حسین خان کے لشکر سے چالے۔ رانا کا لشکر خوشی خوشی بوٹھیں  
صدورت پر رہوت کے فرشتے گونہ جانتا ہے کہ اسکے سر پر کھڑا ہنس رہا ہے۔ جیساں دونوں کے  
لشکر ہے وہ ہونسہ بجا پایا تو رانا کے کان سے پنجہ خلفت باہر نکلا۔ افغان والوں نے اپنے لیکر اجرہ  
لیتے گئے کہ انکو پریشان پر گنہ کرو یا خود را سنا گزار فتحی ہوا مگر بھاگ کر جتنا مکمل گیا۔ جب  
میاں گھنی میں پیخراہی تو وہ پڑا شرمہد ہوا۔ اور باو شاہ پاس میاں گھنی پر عطا ہوئی تھی  
پاہنچ میں خان کا رشتہ دار تھا۔ اس فتح کی خوبی تھی اور میاں حسین خان نے پسندیدہ ماٹھی  
اوپر اپنے سوگا روڑے رانا کے دلی بھیجے۔ سلطان اس فتح سے بہت خوش ہوا اور خدا دیا نے ہجے اسے  
اوپر پیش کیا تھی اور چار گھوڑے اور خلعت اور پٹکے و خچر میاں حسین خان اور میاں  
حسین خداوند کے ادیگ فران لکھا۔ حسین اور دنوں بعد اور میں کی تعریف کا ایک طومار  
باندھا اور اپنے کمال رضا خندی ظاہر کی۔

## بھار میں بھاوار خان کی بغاوت

جب باو شاہ کی حملت خاہی وہاں امرا سکنے دی۔ باغتے یادہ بھر تی اور اسے بھتک لے کر  
قید نا۔ میں مٹراہش اکارا اور اسرا کے دلوں میں خوف و ہراس زیادہ ہوں۔ دیا خالی حاکم بیار

سپاہی ساتھ لاسے چنبوں نے اپنے تھیا رسید گپتوں میں چھپائے اور ان کو حکم دیدیا کہ جب بیس  
خیمه کے اندر جاؤں تو تم باہر کی خوبی پڑواری ہو شیاری سے گرنا رہیاں لکھی وہ صرف  
جنبوں میں ہزار سپاہیوں کو چھپا کر گھاست میں بٹھا رکھا تھا اور ان کو حکم دے رکھا تھا کہ جب رہیا  
معروف حسین خاں خیمه کے قریب آئیں تو میاں حسین خاں کو گرفتار کر لینا میاں حسین خاں  
جب خیمه کے قریب آیا تو ان کو لوگوں نے چکروی لختی کر دو ہر سے خیمه میں سپاہی اس کی اور  
میاں معروف کی گرفتاری کے لئے بیٹھے ہیں تو اُنے اپنے سپاہیوں کو حکم دیکھاں جئے کی  
طنابیں کٹوادیں جس کے سید سے میاں لکھی کے سپاہی کچھ دب گئے اور کچھ طاہر و کبائی دینے  
لگے اور پر میاں حسین خاں وہ صرف خیمه میں داخل ہوا اور میاں لکھی سے کہا کہ فرمان پڑھے  
میاں لکھی بنے کہا کہ فرمان شاید کا اس طرح پڑھنا و ستور کے خلاف ہے۔ اس پر میاں  
حسین خاں نے کہا کہ میں خوبی واقعہ ہوں کہ اس خیمه اور سپاہیوں کا طلب یہ تھا کہ مجھے اور  
میاں معروف کو گرفتار کرے گریں یہ تو ایسے دنوں میں کب آتا ہوں یہ کہکشان معروف  
کا ہاتھ میں ہاتھ لیکر خیمه سے وہ باہر نکل آیا۔

حسین میاں حسین خاں نے دیکھا کہ بادشاہ کے ظلم سے بخات کسی طرح نہیں ہو سکتی تو اُنے را  
شکا پاس اپنا کیلی بیجا کیس تھماں پاس آتا ہوں۔ رانا اُنکے آئیسے متrod ہو جا۔ اُنکی بیادری کی  
شہرت اسکے کافیں تک پیغام چلی تھی۔ اُنکو یہ گمان ہوا کہ اس میں کوئی مکروہ فیض ہو گا۔ مگر پرد و نو  
میں عہد پیمان ایسے ہو گئے کہ میاں حسین خاں اس پاس چلا گیا۔ رانا نے بی پلتے بیٹھیے کو اُنکے  
استقبال کے لئے بیجا۔ پہنچان میاں اور دنایں ملاقات ہوئی۔ باوجود یہ میاں لکھی پاس تسلی  
سوار اور تین ہو تویی بیکھل ہاتھی ہے۔ مگر حسین خاں کے چلنے جانے سے اس کی کمر ٹوٹ گئی  
میاں لکھی نے معروف خاں کو لکھا کر تم میاں حسین خاں کے پڑے دوست ہو۔ اور وہ سکش  
باعنی ہو کر سلطان کے دشمنوں سے جاما۔ بے پہنچ سارے ساتھیوں ہو اُس پاس کیوں نہیں جاتے  
میاں معروف کے جواب یا کہ میر سلطان بجلوں اور اُنکی اولاد کا تیس سال سے نک خوار ہوں اور  
سلطان سکندر کے عہد میں ہیں یہی بڑا سوال رہتا۔ قلعہ جونڈ کو یہی نے فتح کیا۔ راجہ نگر کوٹ کو یہ  
مارا۔ اور اس بہت وحشی پرستش تین ہزار سال سے ہندو رہیا کرتے تھے یعنی اسکو پا ماحلاً تک پہنچا

شاید ہی کبھی ہوئی ہو کہ میدان جنگ میں پہاڑی کا گلہ بھائی کاٹے اور بابا کا بیٹا اور بیٹے کو بابا کا بے تیر و کمان سے الگ رکھ دے تھے۔ تیرہ و تلوار اور چہری کھارکی لڑائی تھی جس نے خون کے نامے بھاوسے۔ اور وہی ہزار افغانوں کے خون سے زین کو سرخ کیا۔ باہشاہ کے ایک کابلی سپاہی نے اسلام خاں کی پیشانی پر ایسی گولی ماری کہ وہ زین پر گوکر مر گیا۔ اقبال خاں بھی باہشاہ اور سعید خاں لوحاتی اسیہ ہوا۔ عرض سارا شکر تشریف ہوا اما در باغیوں کا سارا جنگ مال باہشاہ کے ہاتھ آیا۔ باہشاہ پھر سنکھوئی خوشی شکر کی طرف گیا اور سنگی خیز خواہی کے سبب سے بہت کچھ نوارش کی گمراہ رسمکردی کے کینہ سے سینہ صاف نہ ہوا۔ اور زیبا و منظر ہو گیا۔

## رانا سنگا سے سلطان ابراہیم کی لڑائی

اس وقت رانا سنگا سے ٹرینکے لئے شکر کی تیاری ہوئی میاں ہی اس ہم کے پیسے سالار مقرر ہوئے۔ میاں حسین خاں زرخش میاں خاں خانہ فرمی میاں معروف جو سلطان سکندر کے ہمیں پڑھے والا درجہ عظیم حاصل کیں تھیں اور قلعے تیخیر کے تھے۔ یہ سب پیسے سالار میاں ہی کے ماتحت مقرر کئے گئے۔ جب یہ رانا سنگا کے ہلکے ہنچا تو باہشاہ نے میاں ہی کو حکم لکھ کر پہچاہ میاں حن خاں اور میاں معروف کو کسی عمدہ حکمت سے گرفتار کر کے پیچھہ میاں معروف کے سچے ہی میاں ہی کی گئے اور ہبہا نہ بنا پا کہ اُسکے بیٹے کی جو دہنیت پہلے مراہبا تعزیت کے لئے آیا ہوں۔ میاں معروف کو پہلے ہی حقیقت حال پر اطلاع تھی اس نے میاں ہی سے کہا کہ باہشاہ تو دیواں ہو گیا ہے آپ صحیح سلطنت پائیں خیمه کو تشریف لیجائے اور میاں معروف کے قید کرنے کی فکر شیکھے وہ آپ کے بس کا نہیں ہے۔ میاں ہی اپنا سامنہ لیکر چلے گئے اور باہشاہ کو اصل حال کہا۔ سلطان نے جواب بیجا کہ تم خود گھیوں لو گونکھ گھیوں میں گئے میں تک حکم دیتا ہوں کہ خود بڑا خیمہ لگاؤ اور اسیں امراؤ کو بلا کہ باہشاہ کا فرمان سامنے مقدم اول حسین خاں کو پکڑو۔ میاں ہی نے باہشاہ کے حکم کی تفہیل کی اور خیمہ لگانے کے امر کو بلا یا تو میاں حسین خاں خیمہ جگاہ پر اٹھا اور ایک ہزار

ایسا تھا شکستہ تھی اور علّم بغاوت بلند کیا۔ انہیں نوں ہیں باوشاہ پاس فتح گوالیار کی خبر آئی تھی جو سپرس سے ہندوؤں کے قبضہ میں تھا اسلئے وہ خاطرِ حجع سے کڑہ کے فتنہ کے تدارک میں صرف ہوا فتح عظیم ہماں یوں لو دی ویسید خان لو دی پس منیا فی مبارک خان لو دی کہ امرار کبار میں سے تھے لشکر گہرا لیا رہنے فرار کر کے لکھنؤ کو جوان کی چائی میں تھا پھلے گئے اور اسلام خان کے ساتھ مرا سلطنت کر کے فتنہ و فساد کو انہوں نے خوب پڑھا دیا۔ سلطان ابراہیم نے یہ دیکھ کر چاروں طرف سے لشکرِ حجع کیا۔ اور احمد خان برا در عظیم ہماں یوں لو دی کی جایت کب کے اور چند امرا کے ساتھ بھاری مختب لشکر کے کرمفدوں کی سرگوبی کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ لشکر قتوح کے قریب قصبه بامگر خویں پہنچا تو اقبال خان نے جو عظیم ہماں یوں کا خسلم اور پڑھا سردار تھا پاچھزار سواروں سے لینے سے نکل کر اس لشکر پر حملہ کیا اور بہت اُدھیزوں کو زخمی اور کشته کیا اور پیرا گنڈہ کر کے ہمگا دیا۔ جب یہ خبر سلطان ابراہیم کو پہنچی تو اس نے امراؤ کو لکھا اور پیغام بھیجا کہ جب تک تم اس ملک کو باخیوں کے ہاتھ سے نہیں نکالو گے تو مردوں ووں اور مترودوں میں سمجھے جاؤ گے اور میں تمہارا منہ بھی نہیں دیکھوں گا اور احتیاطاً اُنکی گماک کے لئے لشکر بھی پہنچ دیا۔ باخیوں کے لشکر کا شمار چالیس نہیں اور پاچھو ماں تھیوں کا تھا۔ سلطان کا لشکر پچاس ہزار تھا۔ جب دونوں لشکر نزدیک آئے تو اُو قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو کہ اسوقت مقدمہ اور عہدِ شرخ راجو بخاری نے پند اور نصانع ارجمند بیان کر کے باخیوں کو سمجھایا۔ باخیوں کی جماعت کیسے کہا کہ اگر عظیم ہماں یوں شرداری کو باوشاہ ہاکرے تو تم اسکے ملک کو چھوڑ کر کسی او۔ ملک میں وسرے باوشاہ پاس چلے جائیں گے۔ اسوقت دونوں لشکر اپنے خمونکو پھلے گئے اور شخراجو بخاری نے احمد خان سپہا لارشاہی سے مشورہ کر کے باوشاہ کو عرصہ استیحاجی۔ جبکہ کو پڑھ کر باوشاہ نہایت آشنا خاطر ہوا اور شرطِ صلح سے ایسا جلا کہ اسے فوراً اور یا خاص لوعانی حاکم ہوا۔ ونسیر خان لوعانی و شیخ زادہ فرمائی گو حکم بھیجا کہ وہ اس طرف سے باخیوں کے امداد میں کے لئے روانہ ہوں جب یہ دونوں لشکرِ حجع ہوئے تو باخیوں کو اُنے لشکر کی تعداد اور پرکھنڈہ تھا۔ باوشاہ کے قوتِ ملاعع کی خبر تھی۔ دونوں لشکر مرتضیٰ ہو کر راستے نے حجج۔ کشتوں پتھر پتھر کاٹ کر معلوم نہیں کئے تھے لیکن کر زمین پر گزے پہنچے اسی لڑائی

چالیس برس سے باو شاہ کا نک لکھا رہا ہوں جسے باو شاہ کے حکم سے سرتاہی نہیں ہوتی اما عظیم  
لکھن خاں لو دی اور داؤ و خاں شرداری نے اُس سے کہا کہ باو شاہ ہیں ایسے جو اسی باتیں تو  
کہ وہ بڑی بھتی خدماتیں تین تین کر سکے تیرے پاس تیس ہزار سواریں بیٹوں پاس چلا جا اور  
اپنی حفاظت کی تدپیر کر۔ ہمکو حقیقیں پے کر تجھکو اسلئے بلایا ہے کہ میاں ہوا اور حاجی خاں سے  
جو سلوک کیا ہے وہی تیرے ساتھ لکھے۔ استپہنی جواب یا کہ باو شاہ سے سرتاہی کر لے گیں  
اپنا منہ کالا نہیں کروں گا اور نگاہ حرام اپنے نہیں کھلواؤ نگا۔

اس مباحثہ کے بعد وہ ولی کی طرف روانہ ہوا۔ اٹھا رہا ہیں خیرانی کہ سلطان نے مجنوں را میں  
احسن خاں ساہبو خل کو قتل کرادیا اسلئے داؤ و خاں اور الہ واد خاں نے پہراۓ سے سمجھا یا کہ ابھی  
نک تجھر کوئی آفت نہیں آئی خیراکی ہیں ہے کہ بھانسے اپنے بیٹے پاس جو پور چلا جاگر کاوبھی  
آئنے گا اس نامانجہل ہوئی کے قریب پہنچا تو سلطان کا حکم آیا کہ پہنچ پہنچوڑے اور ہاتھی حوالے کے  
اُن حکم کے آئے ہی اسکا سارالشکر پر گزندہ ہو گیا جبکہ ولی سے دو کوں پر تھا تو باو شاہ کا آبدان خلص  
نافی خزانہ اور سب لوازم سپہداری یعنی آیاں اس و مخلص کو یعنی حکم تھا کہ عظم ہمایوں کو ایک ٹوپہ سوار  
کراب کے شہر کے اندر لا بے اور قید خانہ میں ڈال دے اُسے باو شاہ کے حکم کی پوری تعیین کی عظم ہمایوں  
غیر سلطان کو لکھا کہ جو تیرے ول میں آئے وہ تو ہمیرے ساتھ کر گل پیری وہ باتیں سنے کے اول یہ کہ میرا  
پشا (اسلام خاں سے مرا دی) فتنہ انگریزی پر بہت آمادہ ہے اسکا مدارک کر۔ دو میرے ضمود آپست  
سکے لئے پائی کو بند نہ کر۔ بعد اسکے اُنسنے کوئی اور درخواست باو شاہ سے نہیں کی۔ اس جوانمرد کو باو شاہ  
نے قید خانہ میں قتل کرادیا۔ اس کا قتل ہونا تھا کہ باو شاہ کے ہاتھ سے سلطنت کا جانا تھا۔

## باو شاہ اور پاغنی اصرار کی لڑائی

عظم ہمایوں کو کوئی ہونج لکھتا ہو کہ اگرہیں قید کیا کوئی لکھتا ہے کہ ولی میں اسکا ایک بیٹا کرہ  
ماں کے پوریں تھا ابھی اسلام خاں طلب کھاتا تھا اُسکو باو شاہ نے کہیں اور بدیل دیا اور اسکی  
جگہ احمد خاں کو مقرر کر کے پہنچا۔ جب اسلام خاں کو اپنے پاکے قید ہونے کی خبر ہوئی تو اُسے  
اپنے بانپ کے ساتھ ملکے مال پر قبضہ کیا اور لشکر جمع کرنے کے احمد خاں کو جو اسکی جگہ مقرر ہو گر

بُخْتے خوف زد ہو کر اسے بکھر بنا و ساختیا رکی ہے۔ آپ سچا جب نایت کر کے اس شہر کا نینجے  
ایسی بیٹے تمیر کرایا ہیز جمع ہو جئے اور صلاح مشورہ کر کے بنائیے کہ میں کیا کروں اور مجھے تم پر ایسا اعتماد  
ہے کہ تم جو صلاح دے گے وہ میرے لئے فائدہ منہد ہی ہوگی۔ حسب الحکم یہ سب بے تسلیل امکان ہیں جا کر  
صلاح مشورہ کرنے لگے کہ وفعاً سار امکان انگلیا اور یہ سب جیسی کو درست کیا ہے اسے اُنیں اڑکے  
اس مکان کے اڑیکی واسطہ فقط احمدیا وگار نے تیار نہ سلطان افغانی تیر کی سیکھی اور بیرون خانے  
نہیں لکھی۔ بلکہ کسی نے یہ لکھا ہے کہ میاں ہو اپید خانہ میں اپنی دستے مرگیا۔ کسی نے لکھا ہے کہ باہم شانہ نے  
اسے قتل کر ادا دیا اور بہاں یہ بتا یا کہ وہ بیماری سے مر گیا۔

## ہم گوالیار

حمد پا و کار نے تاریخ سلطان افغانیہ میں اس بہم کا حال جسکو ہم پہلے لکھے چکے ہیں جسح لکھا ہے کہ جو اس  
تاریخ پر اعظم طور پر جزو اسی پارہ ہزاری رکھتا ہماں اسکے پیٹونکے قلعہ گوالیار کی تیزی سے لے لے یہجا  
جب وہ حصہ کو الیاریں آیا تو اسے اپنی حضتی و چالاکی وہ تنہدی سے کوئی پر گنج فتح کر لئے اور قلعہ گوالیار کا  
ناصرہ کیا اور سب ام خند قش کھو دکرا پتے سپاہیوں کو قلعہ کے قریب پہنچا یا اور نور چہ بندی کر کے  
اُن پر اپنے افسوس تدریکے اور اُس نے قلعہ پر گول اندازی شروع کی۔ اور مندوں اُنے  
تسابیخیں تیل کی بیکی ہلی روئی چھر بھر کے اور روشن کر کے مسلمانوں پر مارنی شروع کیں۔ طرفین  
کے آدمی باتک ملتے۔ شکر با و شاہی نے تو پچانہ لگا کر دشمنوں کو ایسا بھجو کیا کہ، قلعہ کے  
اندر بھی اوہر سے اُدھر نہیں جا سکتے ہے اور اپنے چران ہوئے کہ عفرتیب اپنے تیل اُنک کرنے  
پر آمادہ ہوئے۔ راجہ نے میصمم ارادہ کر لیا تھا کہ سات میں سونا اور کلی زوج فیل اور پانچ ہی بیٹی ملنا  
پاس بیٹھے کریکا یک غلات برق خدا ہی حکم صادر ہوا کہ عظیم ہیا یوں اس فرمان کے  
چھپتے ہی حضور میں حاضر ہو۔

جب عظیم ہایوں نے یہ فرمان پڑا تو اسے عماصر سے ہاتھ اٹھایا اور چلنے کی تیاری کی کہ  
اس سکے پڑھاں اور وہ خان نے بھایا کہ کیا شہ بے کہ سلطان کا ارادہ اُسی طرح ترمی بان یعنی  
جس طرح الامری بان ہے۔ بڑے مٹھے مٹھے مٹھے اسپر عظم ہے اور سُنگلہاں

## میں بھکارا اور آن کے فسادات

جب اشکار سلطانی گوایا رین پوچھا تو در کے مارے سلطان جلال الدین سلطان محمد ذخیری پاپس والود گیا اُس نے اُبکی اُبھگت اچھی طرح نہ کی تو وہ کرہ کندنگر کو چلا گیا یہاں گونڈوں کی ایک جات نے اُسے گل قفار کیا اور لپٹنے رسوخ کے لئے مقید کر کے سلطان ابراهیم پاس بھیج دیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر مجلسِ عراجی کی اور بھائی کو جس کے ہاتھ پر بخیر و نیں بندھتے ہوئے تو بلا یا اور قلعہ ہائی کو قیدی میں رہنے کے لئے روانہ کیا مگر راہ ہی میں احمد خان کو بھیج کر اُسے ہاتھ سے قتل کرایا۔

بعد ان محدثات کے سلطان ابراهیم کو کسی ترتیبِ حریف کا خوف و خطر باقی نہیں رہا اور وہ دہلی میں آیا اور ایسا مغور ہو گیا کہ اپنے بابا کا طریقہ جو مردوں اور سلوک کا اپنے عزیز دن کے ساتھ تھا جھوڑ دیا۔ اور کنبہ لگا کہ بادشاہون کی نہ کوئی قوم ہوتی ہے نہ کوئی انکاخوں و درشتہ مذہب شماہد بس س کے خدمتگار ہوئے ہیں انکو نکروں کی طرح خدرست کرنی چاہتے اب وہ افغان نیکر کا بو شاہ کے بھائی بندی کا وہم بھرتے تھے سلطان بجلوں دشمن کی محیں میں برابر بیٹتے تھے اسے بادشاہ کے آگے دستِ بستہ کھڑے ہوتے تھے اور دل ہی ول میں کالیاں دیتے تو اور کچھ اور ہی تدبیریں سوچتے تو غرض اس بادشاہ کے عمد میں افغانوں ہیں جو اتفاق تھا وہ تفاہتے بدلتے گیا اور اس نے سلطنت افغانیہ کا خاتمہ کر دیا۔ اُنکی تفصیل آگئے آتی ہے بخیر کسی ظاہری سمجھ کے میان ہو سکے غلط مراہ و زر میں سکندر ری میں تھا بادشاہ ناراض ہو گیا اور اُس نے بھی حقوقی سابقہ کے اعتقاد پر بادشاہ کی اتر غنا سے غفتہ کی آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ اُس کو پا بخیر قید کر کے ملک آرم کے خالہ کیا اور اُس کے بیٹی پر نوازش کر کے باب کی چکے مقرر کیا۔ بعض امراء نے بوسیاں اسے عداوت رکھتے تھے بادشاہ کو صلاح دیکر ایک مکان بنوایا اور اُس کے نیچے ایک تھانہ بنایا جب یہ مکان بن بنا کر دو جیتنے میں بالکل چنگ ہو گیا تو تھانے میں باروٹکے بھرے ہوئے تھے کہا۔ میان بجا کو قید سے رہا کیا اور اسکو اور بعض ہمراکو جنکے خلافہ سازش کی گئی تھی جلعت اور تراویح کے لئے اسے ایک ایسے مکان بنایا جائے کہ اسکے دل سے بادشاہ کا خوف چاندارا۔ ایک دن بادشاہ نے ایک ہزار سے کمابھر اسلام خان کو پیرسے باب سلطان دشمن کے خیانتے امیر بنایا کوہاں

مذکور کو بادشاہ کی خدمت میں ارسال کیا اور حقیقت حال کو عرض کیا بادشاہ کا پی کو فتح کر کے اٹاواہ بین آگیا تھا اس نے اس صلح کو نہ قبول کیا اور شہزادہ کے سنتیصال کے درپے ہوا جب شہزادہ کو اس ارادہ کی خبر ہوئی تو وہ راجہ گوالیار پاس پناہ لینے گیا۔ اور اس کے تمام پر لے پر ہی پر اگرہ پر لیشان ہو گئے۔ سلطان ابراءیم نے اگرہ میں آنکر قیام کیا۔ یہاں بہت سے امیرون نے جو اس کے مخالف تھے اطا عتلختیار کی۔ کریم دادخان تونخ دار کو اور اورامر کو دہلی کی مخالفت کیلئے بیجا۔ شیخ زادہ محمود کو قلعہ چنڈیر میں کی حراست کے لئے اور شہزادہ محمدخان نواسہ سلطان اندر کا مالبوی کی دکالت کے لئے روانہ کیا۔

### حکم گوالیار

اب حصار گوالیار کی فتح کے لئے بادشاہ نے قشم شاہزادہ کیا۔ امیر الامر اعظم ہمایون شہزادی حاکم کڑہ کوتیں ہزار سوار دین سوز بجیہ فیل دئے اور قلعہ مذکور کی فتح کے لئے روانہ کیا اور بعد اس کے آئندہ اور امیر کرپرشکر غطیم کے ساتھ اور چنڈہاتھی اس کی کمک کے لئے بیسجے۔ شکر بادشاہی نے گوالیار کا محاصرہ کر لیا اتفاقاً قاتحت سے یہ تھا کہ اُسوقت راجہ مان سنگھ وائی کو لے فوت ہو گیا تھا وہ شجاعت و تدبیر میں اپنی امثال اور اقران میں ممتاز تھا۔ اور اسکا بیٹا بکر بیسجہ ایک مقام ہوا اور اس نے قلعہ کے تھکام میں خوب اہتمام کیا اور سلطان ابراءیم کے امر نے ایک دولتخانہ سلطانی بنایا۔ اس میں ہر روز وہ جمع ہوتے اور رحمات و معاملات قلعہ گیری میں مشغول ہوتے راجہ مان سنگھ نے قلعہ کے بیچے ایک عمارات عالیشان بنائی تھی اور اسے کردا یا کر سفبوطاً حصار بنایا تھا اور اسکا نام باول گڑھ رکھا تھا اسکے بیچے اہل اسلام نے نقین لگائیں اور ان میں باروت بھر کر انکو اڑایا جس ستر قلعہ کی دیوار گر پڑی اور وہ قلعہ کے اندر داخل ہوئے اور باول گڑھ فتح کریا اور وہاں ایک گائے روئین یا مسی تھی کہ جکلی ہندو ہڑپی پوچا کرتے تھے اور تیز سلاہیں افغانیہ میں لکھا ہے کہ اسے کہنے سے آواز بھی نکلتی تھی اسکو الٹھ والکر اگرہ بیجا اور یہاں سلطان نے دہلی میں بھیکر دروازہ بخرا دپر اسکے نسبت کرایا غنٹشاہ اگر کے عہد تک یہاں ہٹکنے سے سوجہ دتی۔

**سلطان جلال الدین کامراجا نا اور سلطان براءیم اور اس کے اصراء**

حاصل ہوئی جب وہ پاس آیا تو قیام کر کے اُس کے مقابل کے لئے ام اکو بھیجا اور اسکو نواز شاہ  
 خسر دانے سے سرفراز فرمایا۔ اور پیر جابر دانہ ہوا اسی زمانہ میں جسے چند زیندگار جڑ توپی پر گنہ کول  
 نے عمر خان پیر سکندر خان سور کو لڑکر شہید کیا اس نے ملک قاسم حاکم سنبھل اپر جڑ پھکڑ کر گیا اور  
 اس فتنہ بانگھانی کو فروپکر کے اور مسد کو قتل کر کے قتوح میں بادشاہ سے چالا جو پور کے الٹر  
 ام راجا گیر وار مثلاً سعید خان و بیخ زادہ فرمی وغیرہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دولت  
 خواہوں میں داخل ہوئے اس وقت سلطان نے اعظم ہمایون شریعتی و اعظم خان لوڈھی و  
 نصیر خان بومانی وغیرہ کو بھاری لشکر اور نامی ہاتھیوں کے ساتھ شاہزادہ جلال سے لڑنے کو  
 لئے بھیجا۔ ان امر کے پیو پختے سے پہلے شاہزادہ نے اپنے بعض طرفداروں اور اہل و عیال کو فلمہ  
 کاپنی میں چھوڑ کر تیس ہزار سوار اور تنخوب ہاتھی لیکر اگرہ کی جانب کوچ کیا ام را بادشاہی بننے فلمہ کاپنی  
 کا منحصرہ کیا چند روز قوب و تنفگ کے ساتھ لڑائی ہوئی تھی آخر کو اہل قلعہ عاجز ہونے اور تنفس کو  
 رشک سلطانی نے فتح کریا اور اسکو خوب لوتا اور لوت کے مال سے مالا مال ہو گیا جب سلطان ابراءیم  
 نے رہنا کہ بھائی وار بیضت آگرہ کو فتح کرنے کے لئے گیا ہے تو اسے ملک آدم گمکر کو اُسکی حفاظت  
 کے لئے بھیجا وہ جلد بیان آپنچا سلطان جلال الدین یہ چاہتا تھا کہ جب تھج اُس کے بھائی کے لشکر نے  
 قلعہ کاپنی کو لوٹا ما را ہے اسی طرح بیری سپاہ آگرہ کو لوٹے مارے گلے ملک آدم نے جلال الدین سے  
 میٹی باتیں بنا کر دم والا سے میں رکھا اور بادشاہ سے امداد طلب کی اور سارے حال سے مطلع کیا  
 سلطان ابراءیم نے اٹھا رہ نہ اسوار اور رہ ہاتھی ملک آدم کی مدد کو بھیجے اس نگہب سے اُسکو ایسی  
 تقویت طاہری اور باطھی حاصل ہوئی کہ شاہزادہ کو پیزاں بھیجا کہ اپنی ہوا وہوس باطل سے بازار  
 و پتھر و آفات بگیر و نوبت و نقارہ اور امارات شاہی کو بطرف کوادر اور امیر ہون کی طرح زندگی بکرہ  
 تو بیان عمردادی تقصیر بادشاہ سے درخواست کر کے معاف کر دیتا ہوں یقین ہے کہ سر کار کاپنی  
 بیکستور سابق عمردادی جاگیر میں مقرر ہو جائیگی سلطان جلال الدین نے باوجو دیکھ اُس کے پاس  
 تیس ہزار سوار اور ۶۷ جگی ہاتھی تھے ایسا بودا ہیں کیا کہ ان لشکر ایطکو ان لیا ہر چند ام را لے ۱۰ سے  
 سو چھاری کجھ تک ہم زندہ ہیں کوئی آفت تمپر نہیں آئے ویسے اپ کے لئے جانی لڑا یعنی گے  
 مگر اُس نے انکا کہنا بنا بنا۔ امداد اس بادشاہی کو ملک آدم پاس بھیجنے والک آدم نے اپا ب

و مکین کو خیرات دی گوشہ نشینون متوکلوں کو نذرین سمجھیں اس طرح امور جہاں درازی کو روشن تمازہ دی اور کار ملک کو استقامت شہزادہ جلال خان نے بادشاہ کی اس درائی کی عظمت کو اور اس طرف کے امر کی مخالفت کو دیکھی کہ جانا کہ اب سلطان ابراهیم سے مدارکی کوئی صورت نہیں بہی۔ وہ کاپی میں گیا اور علاوہ مخالفت اختیار کی اور جو جماعت اُسکے ساتھ متعدد تھی اُسکے مقابلے کے پانچ سو نام کا سکہ و خطیبہ جاری کرایا اس نواح کے راجاؤں اور زمینداروں کی تسلی کی اور شکر کو بڑا یا غرض بادشاہ بننے میں بھائی کی نقل اُتری اُسوقت عظیم ہمایوں بُرے شکر قلعہ کالجہ کا محاصہ کر رہا تھا اُس کے پاس جلال خان نے پیغام بھیجا کہ آپ پیرے پاپ ڈچا کی جگہ ہیں اور آپ کو خوب تسلیم ہے کہ میں نے کوئی تعصیہ نہیں کی کہ سلطان ابراهیم نے اپنے عمدہ پیمان تو توڑا ہے اور پاپ کے ملک والی سے جو کچھ بطریق ارشاد یعنی پیرے کے بھائی نے تجویز کیا تھا اب اُپر بھی اس کا داشت ہے اس نے پیوند موافقت اور صدر حرم کو منقطع کیا آپ کو چاہئے کہ حق کی جانب کوئی چھوڑیں اور مجھی مظلوم کی رعایت داعیت کو اپنے اور وابح جانیں سلطان ابراهیم سے چھلے ہی سے اعظم ہمایوں نا راض بھیا تھا۔ اب شہزادہ کی زار نامی اور شکستہ حالی نے اُپر اٹھ کیا قلعہ کالجہ کے محاصہ کو جبور کر شہزادہ سے عمدہ پیمان کرنے اور یہ قرار پایا کہ اول ولایت جو نور احمد او سکی حدود پر تصرف کرنا چاہئے۔ بعد ازاں کسی اور فکر کے درپے ہونا چاہئے کوچ پر کوچ کر کے سعید خان پیر سبارک خان نوہتی ضابطہ اور دہ کے سرپرده جا چھرے۔ اس سے مقابلہ نہ کر کا وہ لکھنؤ چلا گیا اور حقیقت حال سلطان ابراهیم کو لکھی سلطان ابراهیم نے ارادہ کیا کہ ایک اختیاری شکر لکھ کر اس فتنہ کے رفع درفع کرنے پر متوجہ ہو اکا اس حال میں بعض دولت خواہوں کی صلاح سے اُسے اپنے بھائیوں سعید خان و محمد خان دولت خان کو محمد خان کے حوالہ کر کے حکم دیا کہ قلعہ ہانسی میں انکو محفوظت سے رکھے اور ہر ایک کی خدمت کیلئے دو حرم مقرر کیں اور ساری خوارک و پوشانک و ماحتلچ کو معین کر دیا۔

التوار کے دن ۲۷ ذی الحجه ۱۲۰۹ھ کو دہ جو نور کی طرف رہی ہوا اور کونج پر کوچ کیا جب وہ بھوگا دن میں پوچا تو جر آنی کے سلطان جلال الدین سے بگشتہ ہو کر اعظم ہمایوں مولائے بیٹھ خان کے سلطان ابراهیم پاس چلا آتا ہے اس نو پیرے بادشاہ کو تقویت فل

چار میں یہ بعد خا بخمان لو حالی زبردی سے سلطان ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے  
وزرا و مکلا پر لعن طعن کی کہ با دشائی کو مشترک رکھنا انکی بڑی خطاب ہے ۵  
دو جان بیک پیکنگ خجہ دو فرمادہ بیک کشو گنبد

یون ہجاتے نے سلطان ابراہیم اُن عمد پہمیان کو بھول گیا جو اُس نے اپنے بھائی سے کئے تھے  
اُس نے اپنے ارکان ولت سے مشورہ لیکر یہ صلحت دیکھی کہ ابھی شاہزادہ اپنی دارالحکومت کو پہنچا  
نہیں ہے اور اپنی حکومت پر عقول نہیں ہوا۔ اسکو لکھنا چاہئے کہ ایک مہماں اُنکی مطلاع یعنی ہژور  
ہے اسلئے وہ تھنا دہلی میں چلا آئے مشورہ لینے کے بعد وہ دلپس سمجھ دیا جائیگا ہمیت بجان  
گرگ انداز جو رہ بادی میں استاد تھا اس کام کے سر انجام دینے کی واسطے متین ہوا کہ شہزادہ  
کو دلپس لائے مشورہ ہے کہ دیوار ہم گوش دار و شہزادہ کے کاونٹک یہ سارا حال ہوئے خیال گیا تھا  
ہمیت خان نے ہر ہند اُنکی چاپوں کی اور ملامت کی باتیں بنائیں گے شہزادہ اُنکی باقاعدہ میں نہ آئے۔  
اوٹے بھی ملکیم باتیں بنا کر عذر کئے اور لطفائیں لے لیں اُنکو شوالا اور آئی آئے پر رضی نہ ہوا ہمیت خان  
نے حقیقت حال پر با دشاد کو مطلع کیا۔ با دشاد نے اور اپنے امراء شہزادہ کی طلب کے لئے بھی گر  
انکابی افسون پر کوچیہ نہ چلا پہر با دشاد نے داشتمان و دو فیلسوفون سے مشورہ لیکر صوبہ پہنچا  
کئے امراء اور حکام کے نام فرمان جاری کئے ہر امیر کے رب تھے اور حالت کے متوافق الگ الگ  
ضمون لکھا گیا جکھا خلاصہ یہ تھا کہ شاہزادہ کی الماعت ہوا خراز کرے اور اسکے پاس نہ جائے اور کسی  
خدمت نہ احتیاگ کرے اور اس طرف کے بعض امراء جو صاحب شکوہ تھے او تین چالیس ہزار سو اربوئے  
رکھتے تھے قتل دریا خان لو حالی حاکم ولاست بھارا در نصیر خان حاکم غازی پور و شیخ زادہ خوردی  
صاحب اور وہ وکیل وغیرہ کو خلعت خاص دا سپ و خجرو وغیرہ ان مقابر اُریسون کے نام تھے جو اس کام  
میں محروم راستے بھیجی اور انکی دیجوانی کی جب ان ہر اپاس یہ فرمان پہنچے تو سب شہزادہ کی  
اطاعت سرتاہی اور اس سے مخالفت احتیاگ کی۔ اسوقت میں با دشاد ابراہیم نے تخت مرمع  
وکلیں بھجو اپنے بیان نصب کرایا اور وزر جمعہ ۱۵ فریج ۱۷۲۳ء کو اپنے علویں کی اور دربار عام  
کیا اور ملازمان درجگاہ اور اسیان دولت کو پندرہ مرتبہ و منہافت سر ایک کو خلعت و منصب خطا  
فوجیا و جا گیم حمت تکی اور از سر نوچب کو منون احسان ہر ہوں منت کرنے کے پس خوش کیا فوجا

پہر دلیش سے یہی کہا تو انہوں نے کہا کہ ہم تجارت پیشیہ ہیں اپنے پیشیہ کو چوڑکر دوسرا پیشیہ کیونکہ اختیار کر سکتے ہیں پہر شور و دون میں سے کا یتوں سے جو پہلے سے سنکرات کی لکھائی کی اجرت سے اوقات بسرا کرتے تھے یہ کہا تو انہوں نے بسر و سچم قبول کیا۔ اپنے حاکموں کو زبانہ امن کے بعد مسلمانوں کے عہد سلطنت میں انکا پہلے سے زیادہ عربوں ہو گیا۔ تھوڑے ہی دون میں ہند و دُون کو مسلمانوں کے علوم سے ایسی آنکھی ہو گئی کہ وہ ان علوم کا درس دینے لگے پہنچ دُونگرل تو شاعری ہو گئے جنکا یہ مطلع ہے ۵

دل خون نشدی حیثم تو خجنزندی گر رہ گم نہ شدے زلف تو ابتر نشدی گر  
با دشہ کو تصنیفات کا ایسا شوق تھا کہ وہ ہر علم میں کتابیں علماء سے تصنیف کر اتا اُس نے ام گھما ویک کاتز چہ سنکرات سے فارسی زبان میں کرایا۔ اُس نے خراسان اور ہندوستان کے طیینگو صحیح کیا دُونوں طرح کی طب کی کتابوں سے مفاد میں کو اُس نے انتخاب کرایا اور اسکا نام طب سکندری رکھا جو ایک معترکت ادب علم طب میں سمجھی گئی۔

## ذکر سلطنت سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی

جب گھر میں سلطان سکندر کا انتقال ہوا تو امرا و عائد افغان نے یہ قرار دیا ہے اسکا پڑا بدیا سلطان ابراہیم تخت دہلی پر بٹکر والا یت جو پور کی سرحد تک سلطنت کرے اور اسکا سکا بھائی شہزادہ جمال خان ہندہ شاہی جو پور پڑھیکا اُس طرف کے حاکم پر فرمانروائی کرے تھی سلطنت کی سبب جدا جدا سورج بتاتے ہیں کوئی لکھتا ہے کہ ایں سپاہ اور خاص کر منافق واقع طلب ایسی کوشش دسی کرتے ہیں کہ ملک میں کوئی فرماز و اور تخت پر کوئی حکم آرا ایسا مستقل نہ ہو کہ اسکو نہیں تسلط اور غایت تسلیا ہو جس کے سبب انکو نظامِ حمام کا اور پا گھری اور بیوی کی روائی دروازج کا موقع نہ لے سکے انہوں نے ان دو بھائیوں میں سلطنت کو تقسیم کیا۔ بعض یہ لکھتے ہیں سلطان ابراہیم سے امران اراضی تھے لعلے انہوں نے یہ کیا خرض، ذخیرہ ۲۳۰ کو اگرہ میں ری دہرم دیام اور بزرگ و احتدام سے سلطان ابراہیم کو تخت سلطنت پر اعتماد نہیں بھٹایا اور اُس کے پر اور تحقیقی کو سلطان جلال الدین کا خطاب بیکر پڑے لا اُشکن کے مباحثہ میکات جو پور کو زوانہ کیا

تو اُس نے مسلمانوں کے رو بروائیک دن کہا کہ اسلام بھی حق ہے اور میرا مذہب بنی حق ہے خلقت  
یعنی اسکا چرچا پہیلا علمائے کاغذین تک وہ پہنچا۔ لکھنؤی تین قاضی پیارے و شیخ بدر نے اس باب  
یعنی فتویٰ متناقض دئے۔ بیان کے حاکم اعظم ہمایوں نے اُس بیہن اور قاضی و شیخ کو سنبھل میں  
باوشاہ پاس بھیج دیا۔ باوشاہ کو تو تند کرہ علمی کا شوق تھا اُس نے مجب طرف سے بڑہ علماء ہماں کی کو  
بلایا اور مجلس میا حصہ کو مرتب کیا اور اسیں امر اکوہی بلایا مباحثہ کے بعد علماء کا اتفاق اپنے ہوا کہ بہن  
جس پر اُس نے کہا جائے کہ مسلمان ہو۔ اگر مسلمان ہونے سے اسکار کرے تو اُنکی جان لیجیا  
بہن نے اسلام نہیں قبول کیا قبل موگیا علماء کو باوشاہ نے القام دیکر خصت کیا۔ اس بیان  
کو ایک ہندو نے ہندی زبان میں قصہ کے طور پر لکھا ہے کہ یہ بہن نوجوان نہایت حیثیں تھا اپنے حاکم  
کو ایسا رحم آیا کہ اُس نے بہن سے کہا کہ تو مسلمان ہو جائے تو میں اپنی بیٹی بیاہ دون گمراں نے  
بیان کے آگے اپنی جان کی پرواہ کی۔ ایک نقل سلطان سکندر کی یہ بھی مشہور ہے کہ جن ن وہ  
ذہلی سے تخت سلطنت پر بیٹھنے کے لئے بلایا گیا ہج تو وہ شیخ سماں الدین (بھادر الدین) کا نام  
کے بزرگوں میں نے تو فاتحہ پڑھنے کے لئے گیا۔ اور ان سے عرض کی کہ میں آپ سے میران ہر ف  
بڑھنی چاہتا ہوں جو کہ آغاز بداں احمد ک المسنی الدارین سے ہوتا ہے یہ پڑھنا شروع کیا تھا دنے کما  
مکہ مبارکہ المسنی الدارین باوشاہ نے کہا کہ پرس کوفرا نے غفرانی فواد کو کبر کہوایا  
باوشاہ نے اس بزرگ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اُس کے ارشاد کو اپنے حق میں فال نیک کر جما۔

## سلطان سکندر کے محمد میں ہند و وون کا فارسی پرہنبا اور سکرت سے کتابوں کا فارسی میں ترجمہ ہونا

سلطان سکندر کے عہد سے پیشہ مسلمان باوشاہ نے زمانہ میں ہند و نینیں فارسی زبان پڑھنے  
کا رواج نہ تھا جب سلطان کو نوکری کے لئے فارسی خوان ہندو نجی ضرورت ہوئی تو اُس نے فرمایا کہ  
اکدام ہندو بچہا بیفت کہ فارسی می واند جواب ملا کہ کوئی نہیں تو اول اُس نے بہنون کو بلایا فارسی  
پڑھنے کی درخواست کی۔ بہنون نے یہ عرض کیا کہ مسراج ہنکو پختے دہرم کرہم دیا سے کہاں  
خرچت ہو جو فارسی پڑھنے پر جو تم لایں تھا یہ کہا گیا تو انہوں نے کہا ہم اہل بخشیدیں اپنی قلم بنانہیں جاتے ہیں

کہ کارزار کے وقت ایک قلندر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تیری فتح ہے اپنے بادشاہ نے جھنگا کر ہاتھ اپنا چھٹا لیا درولیش نے کہا کہ میں تیرے لئے نیک قال منہ سے نکالتا ہوں اور تو مجھے ہاتھ اپنا اس طرح چھٹا تاہے۔ سلطان نے کہا کہ جب لڑائی میں دونوں طرف مسلمان ہوں تو ایک طرف حکم لگانا نہیں چاہئے بلکہ یہ کتنا چاہئے کہ جس چیز میں اسلام میں خیر ہو وہ ہو۔ سلطان کو اپنی ابتداء محض سے تعجب نہ ہی دامتکر رہتا۔ ابی تخت سلطنت پر بٹھا بھی نہ تھا کلاس میتے یہ سنکر کہ کورو چھنپر میں بستیا رہند و جمع ہوتے ہیں یہ ارادہ کیا کہ میں تھا بیسر چاکران سب ہندوؤں کو ڈھکا نے لگاؤں۔ اپنے اس کے ایک صاحب نے کہا کہ بھتر ہو گا کہ آپ پہلے اس ہر کو علامو سے پوچھہ لیجئے سکندر نے علامو کو حجع کر کے اس سلسلہ کو پوچھا۔ ان میں میاں عبد اللہ اجوہ ہنری ملک اعلما نے اُنہوں نے پوچھا کہ تباہی سرہنین کیا ہوتا ہے تو سکندر نے کہا کہ وہاں ایک تالاب ہے اُس میں ہندو نہائی پڑنے کیا کیا ہے۔ سکندر نے جواب دیا کہ ان بادشاہوں نے اس نمان کا توضیح کچھ نہیں کیا تو ملک اعلما نے کہا کہ نہایت غیر مناسب ہے کہ ہندوؤں کے کسی قدیمی مسجد کو آپ غارت کیجئے آپ کو چاہتے ہے کہ ہندوؤں کی جو قدیمی رسم نہ منانے کی چیز آتی ہے اُسکو منع نہ کیجئے۔ سلطان اس کلام کو سنکر اپنا عرضہ ہوا کہ خچھ پر ہاتھ رکھ کر چلا یا کہ تو کافروں کی مدد کرتا ہے۔ اول میں تجاویل کرو گا۔ پھر سارے ہندوؤں کو میاں عبد اللہ نے کہا کہ جان تو سب کی خدا کے ہاتھ میں ہے کوئی بغیر حکم الہی کے فرمان نہیں۔ جو ظالم کے پاس رہتے ہیں وہ پہلے ہی اپنی جان سے ہاتھ دھوئے ہیں جب آپ نے مجھے سے سلسلہ پوچھا میں احکام شرع کے موافق جواب دیا۔ اگر ان احکام کا پاس آپ کو نہیں تھا تو پھر پوچھنا عبث تھا اس کرنے سے سکندر کا عرضہ دہنیا ہوا اُس نے کہا کہ اگر آپ مجھے اس کام کے کرنے کی اجازت دیتے تو اس میں ہزاروں مسلمانوں کا ہبلا ہوتا میاں عبد اللہ نے جواب یاد مجھے جو کہتا تھا۔ وہ میئے کہا اب آپ کو اختیار ہے کہ میری پند سے مسروپ ہوں یا رنجور ہوں جو چاہو گرے۔ سکندر جو میں سے اُنہلک چلا گیا اور علامہ ربی اُسکے ساتھ گئے مگر میاں عبد اللہ مغلیں میں میئے رہے انکو حکم ہوا کہ کبھی کبھی ہنسے ملنے آیا کرو۔

نقش ہے کہ ایک بیہن یودھن (یہ ہن۔ یودھن) نامی شخص کھیر میں رہتا تھا اسکی جو بھتی

بعد وہ ملتفات میں آئیں یا ہر روز سماشہ با دشاد کی گفتگو مر بوط و منصب ہوئی تھی بے ربط نہ ہوتی۔ ہر اسی کیوں اسٹے ایک جگہ تقریر کر دی تھی کہ سماشہ وہ دیں کھڑا رہتا۔ اُس کا حافظہ وہ بلا کا تھا کہ مدقون کی باتیں یاد رکھتا تھا۔ ہر روز اُس کے سامنے کل شیوا کا نز خانم اور سلطنت کے مختلف اخلاقیں کے واقعات اور حالات کا بیان پیش ہوتا۔ اگر ذمہ دی کیمین کوئی بات خالطہ نامالیکم دیکھتا تو اُس کی تحقیقات کا حکم دیتا۔ وہ اکثر اگرہ میں رہتا تھا۔

سلطان سکندر کی عمد میں جو امر امور سلطنت میں با اختیار ہوتے انہوں نے علماء مشائخ و صلحاء کو ایسی بڑی بڑی جاگیر میں بیان جو پہلے کبی اُس سے بڑی دلختنہ سلطنتوں میں بھی نہیں ہی تھیں اسکے عمد میں صلاحیت و دیانت و صداقت کے ساتھ کام ہوتے تھے۔ اولے اعلیٰ میں اخلاق خود داری۔ دیانت مندی۔ نہب کی پابندی ایسی پیدا ہوئی تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ زندگی کا طریقہ یا پیدا ہو گیا ہے خدا پرستی اور جانت کی بڑی عزت ہوئی تھی۔ تخفیل علم میں بھی عقلت نہ ہوتی تھی۔ صناعت کے کارخانے بھی قائم ہو گئے تھے۔ اور لوگوں امر اور سپاہی خانہ نہ کسب ہرنہیں مشغول ہوتے تھے۔ با دشاد خود شاخ رہتا اور کل ریخ شخص رکھتا تھا اسکے یہ اشارہ ہیں

پرسدے کہ سمن پسیہ ہن دکل لپتاش

مشک ختنی چیزیت کہ صد مملکت چین

در سوزن مژگان بکشم رشتہ جان را

روح است جسم کہ در پرہنتش  
در حلقة آن زلف شکن در شکنتش  
تاجاک بدوزم کہ دران پرہنتش  
کل ریخ چوکنہ جو هر دن ترا وصف  
شاعر دن کے ساتھ دھجت رکھتا۔ شیخ جمال کنبوہ اسکے عمد کے بڑے بالکل شاعر تھے وہ اپنی قوم کے ساتھ نہایت فخر بانی سے پیش آتا تھا جب وہ اپنے امراء میں سے کیا کا وظیفہ مقرر کر دیتا تو اپنے وہ پورا اعتماد کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہیں نے نیکی کا بیخ بویا ہوا بن سے مجھے پہنچنے کیا اس کا اسکا بڑا مطلب یہ تھا کہ خلق اندھا سے غیرہ کئے اُس نے اپنے امراء پریاہ کی خاطر سے اُسی ملک پر بکٹھا کی جو اسکو باپ سے میراث میں ملا تھا اور اُسی کے نئے لٹا تباہ رکھتا تھا اور یعنی با دشاد ہون سے اُس نے لڑنا بالکل ہو قوب کر دیا تھا اسے اونچے اعلیٰ کے دلوں کو تیز کر لیا تھا۔

وہ اپنے فخر ہے نفس بلالہ کو ز پاد غیرہ رکھتا تھا۔ ایک دن نہ پہنچ بھائی بزرگ شاہ نجف رہتا

حکم فرے رکھا تھا کہ قید خاتم کے سارے قیدیوں کی فہرست اُس کے سامنے پیش ہو بھایا یا کے مالگز ارسی کے بیجی جو لوگ قید ہوتے اونکورہائی کا حکم تحریری دیا جاتا۔ اگر وہ گھوڑے پر ہوا رجاتا ہوتا اور کوئی درخواہ آتا تو اُس سے وہ پوچھتا کہ تو کون ہے۔ اصرار کے دلیل اُس کے دربار میں رہتے تھے وہ اُس درخواہ کا ہاتھ پھر کُسی کے علاقت کے وکیل کے پھر دکھتا اور ایسی کوشش کرتا کہ مستحق راضی ہو جاتا جب کسی شخص کو جایگرد تباہ تو اُس میں تعجب ہوتا کہ پچھہ نہ ہوتا کہ جایگرد دار کے ذمہ کوئی نصیحت و جرم نہ ثابت ہوتا۔ اگر کسی ملازم ہم کوئی حبس نہ ثابت ہو جاتا تو پھر اُس کو کوئی کام نہ دیتا مگر اُس کی توقیہ و دعوت کرنے میں کمی نہ کرتا۔ اگر کوئی اور علم موسیقی کے ماہر اُس کے دربار میں آتے تو ان کو یہ اجازت نہ دیتا کہ وہ اپنا کمال وہنہ اُس کے سامنے ظاہر کریں۔ بلکہ اپنے دوسرے دوستوں میں ان سید روح المعد و سید رسول کر حکم دیتا کہ بارگاہ سلطانی کے قریب وہ قیام کریں اور یہ اہل موسیقی اپنا کمال دہان ظاہر کوئیں۔ اس طرح وہ ان کا گانا سُنتا۔ اُس کو سرنا کے سُننے کا ڈراما شوق ہتا۔ رات کو باہر کی دربار میں اُس کو اور شہزادی کو وہ بھے سے شام تک بجائے تھے اور صفت ان چا۔ راگوں کے گانے بجائے کا حکم ہتا۔ مالی کو رکھیاں کاڑا سیئی۔ بعض موخر لکھتے ہیں کہ چار غلام اُس کے تھے ان میں سے ان راگوں میں سے ایک راگ کو ایک ایک غلام خوب گاتا تھا۔

ہر کام کے واسطے ایک وقت میں ہتا۔ اور ہر وقت کی واسطے ایک کام۔ اس میں کبھی قدر نہ پڑتا تھا جو ایک بات وہ مقرر کرتا پھر اُس میں تغیر نہیں کرتا ایک دفعہ کسیکی جو خود دنوش مقرر کی پھر اُس میں اُسے آخر وقت تک تغیر نہیں کیا۔ ایک فہرست کہ باہدشاہ کی ملاقات کے لئے سچ عبدالخنی جونپوری آئی تو ان کی واسطے جو خوارک مقرر ہوئی اس میں گرمی کے موسم کے سب سے شربت کے چہہ شیشی تھے دوبارہ ان سچ صاحب کے آنیکااتفاق جائزے میں ہوا تو یہی کمانے کیسا تجویز شربت کے چہہ شیشی کے آئے اسپر انہوں نے کہا کہ یہ جاڑہ، اور یہ شربت تو کوئی نہ لئے کہا کہ باہدشاہ نے ایک فہرست حکم دیدیا اُسی میں تغیر نہیں ہوتا خواہ جاڑا ہو خواہ گرمی۔ اپنے عالم کے اراد بزرگوں سے جس طرح وہ بہلی ملاقاتیں ملت ایس طرح ہمیشہ ملتا خواہ برسنے کے

کوئی محض پرستی تو ہر دنیاں کو دو فرمان بھیتا۔ ایک صبح کی نماز کے وقت فرمان پوچھنا اس میں یہ حکم ہوتا کہ شکر سفر کر کے کہاں قیام کرے اور دوسرا حکم ظهر کی نماز کیوقت پوچھنا کہ لشکر قیام کر کے نی کی کام کرے۔ سرابینہین گھوڑے نکلی ڈاک تیار ہتی اگر لشکر پانوں کوں پری جاتا تو اس قاعدہ میں مفرق نہ تا۔ مسلمان عکشہ رکون پتے مذکوب کا تصریب ڈراہتا۔ اُس نے مختلف مقامات پہنچ دوں کے معابد کو ڈکھا کی برا بر کر دیا تھا۔ میرہ کے بڑے بڑے مندرجہ دون کے مرچج تھے بالکل غارت کر دئے اور مندرجہ دون کے کاروان سرسرے اور درسے بنادئے۔ بتوں کو تواریخ انسکھے پتہ دن کو قسائیوں کے حوالہ کیا کہ وہ انسکھ بٹ بناؤ کر گوشت تو لیں۔ یہاں کے تمام ہندو دون کو منع کر دیا کہ وہ داڑھی اور بہ نہ منڈایں اور استھان نہ کریں۔ تمام مراسم بت پرستی کو بند کر دیا۔ بی حال ہو گیا تھا کہ اگر میرہ امین ہندو داڑھی یا سرمشدا نما چاہتا تو اُسکو نافی بیسراہ ہوتا۔ ہر شہرین مراسم اسلام کے موافق کام ہوتا۔ ہر چیز بنازین پڑھی جاتیں اذانیں ٹھکار کر دی جاتیں۔ ادنے اعلیٰ سب کو علم کا شوق ہو گیا۔ اس نعمدین بعضاً تاجر بہت دل تند ہو گئے تھے۔ اور انکو یہ شوق پیدا ہو گیا کہ ایک دوسرے سے خرچ زنا دہ کر اُس نے حکم دیزیا تھا کہ نہ جا گیر دارالملک اور وظائف سے کسی طرح کا مخصوص نہ لے۔ حکم تباہ کہ گھنڑے سے مویشی بیکاریں نہ پکڑے جائیں۔

یہ دستور تھا کہ جب کوئی امیر و افسر ستار کا بادشاہ کا فرمان میرے پاس آیا ہے تو وہ ابھک استقبال کئے دو تین کوں جاتا اور ایک صحفہ (چبوترہ) بنایا جاتا جس پر فرمان بربپیتا اور وہ امیر اس چبوترہ کے پیچے کٹھے ہو کر دلوں ہاتھوں سے فرمان لیتا اور سر و جسم پر رکھتا۔ اگر وہ فرمان اُنکی ذات خاص کا ہوتا تو وہ خود ہی اُسکو اپنے آپ پڑھتا اور اگر وہ فرمان تمام رعایا کے لئے ہوتا تو وہ سعد و نین میں شیخہ دن پر پہنچتا۔ سالانہ سالار سعود کی چڑیاں جو جاتی تھیں اُن کو بالکل اپنی حملت میں ہوتوں کر دیا۔ فرارات پر زیارت نکلے خور توں کے جان کی سخت مماثلت کر دی۔

بعض مورخ بحث تھے ہیں کہ تھنڈوں کے نکلنے کو اور سینٹلا کی پوچھا کو بھی بند کر دیا جائیں۔ کے محدود میں ماناج اور اہشیا اور بارہ بیب کی ارزانی اُسی شی کہہ شوڑی آمدی کا اُنہی اپنی فراغت سے بس کرتا ہے اور یک جشن میں اور بارہ دفعت نکلے دن اُس نے

پر ایچھا می جاتی اور اسپر اس کے روپ و اور ان سترہ عالمون کے سامنے کہا تا جسنا جاتا  
بادشاہ کہا نہ کہتا۔ مگر یہ عالم اس کے روپ و کہا نہیں کہاتے تھے۔ بلکہ جب بادشاہ کہا کہا چکتا  
تو یہ عالم کہا نہ ہوا کے اپنے گھر لے جاتے اور وہ ان کہاتے بعض مرخون نے یہ لکھا ہے کہ  
بادشاہ اپنی حفظ صحت کے لئے چاکر کو کچھ پہش رایسا بھی پیا تھا۔

اس نے اپنی تمام ملکت میں مساجد بنوائیں اور ان میں واعظ قاری۔ جاروب کش قدر  
کے جگہ ماہ در ماہہ ملتا تھا۔ ہر جاڑے میں وہ کپڑے اور شالیں محتاجوں کو تقسیم کرتا تھا۔ اور  
جمعہ کے روز روپیہ کی ایک مقدار تعین تھی کہ وہ خیرات کرتا تھا۔ اس کے حکم سے شہر میں ہر روز کری  
جگا کچی بھی خواراں محتاجوں کو تقسیم ہوئی تھی۔ رمضان مبارک اور بارہ وفات میں وہ مسائیں اور  
ستقون کو خاصاہ بھیرات دیتا تھا۔ اس نے حکم دے رکھا تھا کہ رشتہ باہی میں اوس کی سلطنت میں  
جو مسائیں اُستختی ہوں ان کی عفضل حالت کی کیفیت اس کے روپ و پیش ہو جب یہ کیفیت پیش  
ہوتی تو مستحقوں کو انکی حیثیت کے موافق آثار روپیہ دیدیتا کہ وہ چند میلے تک اس میں اپنا گزارہ کرنے  
مختلف شہروں میں خدا ترس مسمی مقرر ہوتے تھے وہ خزانہ شاہی سے محتاجوں کی احتیاجوں سے قوت  
ہو کر روپیہ دلا دیں۔ بادشاہ کی دیکھا دیکھی اور ایں جاہ و اصرار و علماء و مشائخ بھی محتاجوں اور مسائیں  
کا وظیفہ اور مردم اپنے حسب شریعت مقرر کرتے جس کے سب سے وہ بادشاہ کے نزدیک محرز  
معتبر ہوتے اور وہ اُس نے کہتا کہ نہیں بھایوں خبر کا بیج بویا اس میں تم کو نعمان نہ ہو گا اس بادشاہ  
کے مبارک محمد بن زراغت خوب ہوتی اشتیا کی ارزانی تھی سو داگ کے کسان۔ اونجھوں خدا اپنے اپنے  
پیشے و کام کو نہایت آسانیں اور کرامہ سے کرتے جو کوئی اُسکے پاس نہ کری کیلئے آتا تو اُسکے حسب  
نشب کا حال پوچھتا اور اس کے باپ دادا کے حسب حال اسکو نوکری اور جاگیر دیتا اور اسید دار  
کے آمورے اور ہتھیار و مکونہ دیکھتا اور اس کو حکم دیتا کہ جاگیر کی آمدتی سے اپنا ساز و سامان  
کرے اس کے محمد بن اور حسب پیشوں میں سپاہی کا پیشہ زیادہ ممتاز و مغزز تھا اس کی ساری  
سلطنت میں راہ رکون اور چوروں کا کہیں پتہ نہ تھا۔ سب شرکیں امن زامان میں تھیں۔ اسکے  
اُن ہندوؤں کو بھی جاگیرین اپنے نک میں دیں تھیں جنہوں نے اسلام کی اطاعت قبول کر لی  
تھی۔ مگر جو شخص بُرگی اور بغاوت کرتا وہ قتل ہوتا بایا جلا وطن۔ اُنکا یہ دستور تھا کہ جب اشکر

## سلطان سکندر کے حفیاں و عاوات اور انتظامات اور امور حالت

بعض تاریخوں میں سلطان سکندر کے مناقب و مقامات سقدر بیان کئے ہیں کہ انہیں پڑا سب انسان مل مہم ہوتا ہے مگر ہم طبقات اکبری دنیا کی فرشتہ و قیامی داؤدی سے وہ باقین اُنکی لکھتے ہیں کہ جو صحبت تو قریب ہیں سلطان سکندر شہنشہور بادشاہوں میں ہے ایک تھا۔ وہ حسن اخلاق اور حداوت میں بہت مشہور تھا اسکی فضیلت سادگی پسند تھی۔ وہ صراحت و بیان شاہانہ میں تخلف کو پسند نہیں کرتا تھا۔ پا خلاق و زند اور باش آدمی اُسکے پاس پہنچنے نہ پاتے تھے۔ اُنکو علم و فقہ اور صلحائی کی محبت مرحوب تھی جمال ظاہری سے آرتا اور حسن بالطین سے چراستہ تھا وہ اپنی ہوائے نفسی کا پابند نہ تھا اور رہنمایت خدا ترس اور بندگان خدا پر ہربان تھا وہ عادل و شجاع بہتا قوی و صبغت کو وہ ایک نظر سے دیکھتا تھا وہ شہادت یعنی میں مقدمات کے فیصلہ کرنے میں اور امور سلطنت نکے انتظام میں اور رعایا کے خوش کرنے میں بھی شغول رہتا تھا اور فضیلت زد و نیز کی خود مدد و رہنمایت خدا و جمیں مصالح کی جاگیری شخص کو دیتا جا گیرا اور کو اس مصالح قدر سے خود لکھنا ہی زیادہ روپیہ وصول ہوتا تو وہ خود نہ لیتا جا گیرا اور ہر کو دیدیتا۔ جا گیرا اور بھی ایسے ایسا نہ کرتا کہ وہ مصالح کی خواہیں کوئی نہ پہنچاتے اور سچ پیچ بتاتے۔ اگر کہیں گڑا اور با خزانہ دفیعتہ کیسا ہی طریقے میں شخص کو مل جانا تو وہ نکالنے والے کو دیدیتا اور اُس کی طمع نہ کرتا۔ دریا خان و سیل کو حکم رہتا کہ عدالت کو اندر پھر رات گئے تک مجھے۔ ایک تاضی مدد بارہ عالماء کے مقدمات کا فیصلہ کرنا اور خاص جوان خلام ان مقدمات کی خبر سائی کے لئے منفر تھے کہ بادشاہ کو خبر کریں۔ ظہر کی نماز پڑھ کے وہ مجلس عالماء میں جاتا اور قرآن شریف پڑھتا جماعت کے ساتھ نسبت کی نماز پڑھ کر وہ اپنی حرم سرا میں جاتا اور ایک گھنٹہ شہریتا اور پھر خلوت خاص میں رہتا۔ رات کو جانشی دن کو دوپریں ہوتا رات میں ان کاموں کے کرنے کو پسند کرتا کہ مستعینہ شہربانی کی خریانہ کری۔ امورات سلطنت کی اصلاح خزاریں کی تحریر سلاطین وقت کے نام خلود ان لویسی پڑھ سے جیدا اور مستعد شریعت مالک کی خلوت خاص میں رہتے تھے۔ آدھی بارات کے بعد وہ کہہ کر اسٹاناتا تو یہ رسمی عالم کا تھا دہکو کہ اس کے ساتھ پہنچتے اور وہ خود ایک کوچ پہنچتا اور کوچ کے قبکے ایک بُری بُری بُری

رکھتے ہو یہ اُزبک کے لئے تفرعِ اسلام کے خلاف ہے اور خاصکر بادشاہ کے لئے تو اور ہمیں یاد ہے  
یہ کہ سلطان سکندر نے اُسکے جزا بین کما کہ انشاء الدّمیر اراواہ ہجہ کہ داڑھی رکونگا۔ اپنے شخ  
عبدالواہ بی نے کما کہ ہجہ در کار پھر حاجت پیچہ استخارہ نیست، پہنیاں کام کے کرنے میں تاجز  
نہیں چاہتے۔ بادشاہ نے کما کہ ہمیری داڑھی پہنی ہجہ اگر وہ بڑے ہے گی تو پھر ہبہ کھلے گی نہیں ہمیری  
حکوم ہو گی اور لوگ اُسکو برا کریں گے تو گھنگاہ ہونے کے میں یعنیں چاہتا کہ سلام ہی ہے سب گھنگاہ  
ہون جائی صاحبی کما کہ میں اپنا نہتہ آپکے چہرہ پر پھیرتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو داڑھی بھری تھکن لگی  
اور بڑی داڑھی والے آپکو سلام کرنے لگیں گے اور کسی کی مصال ہو گی کہ اپنے ہے۔ سلطان سکندر  
نے سہ جھکایا اور جواب کچھ نہ دیا۔ اپنے جائی صاحبی کما کہ شاہ عالم میں آئیے سامنے ایک حق  
بات کہتا ہوں اور آپ بچھے جواب نہیں دیتے سلطان نے کما کہ میں داڑھی جب کھونگا کہ ہمیرے  
ہمیرے مرشد بچھے داڑھی رکھنے کا حکم دیتے گے جائی صاحبی بچھا کہ حضور کے پیر کوں میں سلطان نے  
کما کہ ہمیرے پیر کبھی کبھی سیکھ پاس تشریف لاتے ہیں شکا سبو علاقہ جلیسی میں وہ رہتے ہیں جائی  
صاحبی بچھا کہ وہ خود ہمیری داڑھی رکھتے ہیں یا صفا چٹ کرتے ہیں سلطان نے کما کہ داڑھی  
نہیں رکھتے تو جائی صاحب لئے کما اگر اُنے میری ملاقات ہو گی تو میں اُسے لیقین دادو نگاہ کہ وہ  
غلطی کرتا ہے سلطان پُنکھا ہو گیا۔ اور جائی کی طرف سو منہ پہنچ لیا۔ جائی صاحب لام علیک کے  
محبسے خدعت ہوئے تو سلطان نے جائی صاحب کے چلے جائیکے بعد کما کہ جائی اپنی پسند و عطف  
سلسلے میں بڑی غلطی کرتا ہے اور ہمیری ہربانیوں کے سببے بڑا گستاخ ہو گیا ہے وہ یہ سمجھتا ہو کہ ہمیری  
ذات ہی میں کچھ فخر ہے کہ جو لوگ ہمیرے سامنے آتے ہیں وہ ہمیرے قدمو پر اپنا سر رکھتے ہیں وہ نہیں  
سمجھتا کہ اگر آج میں اپنے غلاموں نے کسی ایک کو یہ اعزاز دون کہ وہ ہمیرے پاس پہنچا ہیں مجکرا آجائے  
کرے اور سارے امر اسکو کندھا دیا کریں تو لوگ اُسکی تیطمہ ہی ہی کیا کریں کہ جیسی جائی کی کرتے ہیں  
غلاب گبلیں نے بادشاہ کا کہتا جائی صاحب ہے کہہ دیا جائی صاحب نے عبد گبلیں کے کندھوں پر  
ہاتھ رکھ کر کما کہ تو یقین جان کہ بادشاہ ملک نے مجرم سپا آل بنی کو غلام سے تشجد و می خدا نے چاہا تو  
ایک ان اسکا ملت بند ہو جائیکا۔ جائی صاحب آکر کو چپوڑا کر ہمیری بادشاہ سے رخصت ہوئے  
دہما رکھنے اس۔ سے کچھ دنوں بعد بادشاہ کے حلقوں میں ہر صن ہوا ازدروز برذر ہوتا گیا۔

## وفات سلطان سکندر

با وفات اب هر صحن میں صبا ہوا۔ مگر وہ عرض کو کچھ خاطر میں نہ لایا اور اسی حال میں دربار کرتا اور سوچتے تو تاکہ فتح رفتہ یہ نوبت بیوچی کہ سانس کی آمد و ختم بندھوئی جلت کے نیچے نوالہ نہ اُترتا۔ روز بیک شنبہ ساتھیں ماہ ذی القعده ۱۵۱۴ھ کو دارالسرور کو تشریف فراہم جیات الغزوہ سی  
تیرخ وفات ہے اور مدت سلطنت ۵ ماہ ہے۔ جب سلطان سکندر لئے دیکھا کہ حضرت  
سے میری حالت غیر ہوئی جاتی ہے تو اُس نے اپنے امام شیخ لاون دانشند سے پوچھا کہ ان  
گناہوں کا کفارہ کقدر ہوتا ہے قضا اغماز و روزہ و اڑھی منڈا۔ شراب پینا۔ آدمی کے ناک  
کان کاٹنے۔ ان گناہوں کے باہمین اپنی رلے لکھہ کر میکر پاس پسیدے شیخ لاون نے  
ان گناہوں کے کفارہ کی تفصیل کی مگر سلطان پاس پسیدی سلطان نے اپنے وقاریع بگار کو حکم دیا  
کہ اُسکے عمر سلطنت کے روز نامچے کو دیکھ کر تحقیق کرے کہ ایسے گناہ جو اور پیمانہ ہوئے کتنے  
ہوئے شیخ لاون سے پوچھ کر ان گناہوں کے کفارہ کا تجھنہ لکھہ سمجھے جس سے مجھے معلوم ہو کہ کتنا  
سو ناجھے دینا چاہیے غرض جو سلطان کے روبرو چینیہ پیش ہوا تو اُس نے خداونی کو حکم دیا کہ  
علماء کو اسقدر سونا دید و مگر خزانہ عامہ میں سے ایک بھولی کوڑی نہ لی جائے علماء کو اپنے حیرت  
ہوئی اور انہوں نے خداونی سے پوچھا کہ یہ زرطلویہ خزانہ کے سوا کہاں دہرا ہوا ہے تو خداونی  
نے کہا کہ سلطان کے پاس جو سلطان تحفے تھائے بھیتے تھے اور بعض ہوا ہے میں دیستے تو  
ان عرب کا خاص سالانہ طیار ہوتا تھا تو بادشاہ حکم دیتا تھا یہ سب و پیہ خزانہ نے علیحدہ رکھا جائی  
کہ میں جو بجا ہوں اُنکو اپنی حضرت کے موافق پڑھ کر دیں یہ بات سنکر سب علماء کی نیکیوں کی تغیر  
اور مدح و شناکرنے لگے۔

## حکایات وفات

اگرچہ یہ حکایات پایہ تاریخ سے تاقطع ہیں مگر مجتبی پڑھی ہیں اسلئے ہم تاریخ و ادیتی  
تقلیل کر سکتے ہیں با وضیع کو جو یہ بجا ہے یہ بھی ہوئی کہ جلت سے دابن پڑی نہ اُتر تھا اور سانس کی تھا اسی  
وجہ پر بخوبی لگتی تھی کہ اپکدن حاجی عجمہ ابو ہاشم سلطان سکندر سے کہا کہ تم سبلان بادشاہ ہو اور دار الحکومت

اور اپنی غادت محمود کے موافق اطراف سلطنت میں اس نے بحث خان کی اطاعت کھا اور  
ولایت چندیری میں خطبہ پڑھے جلنے کا اور فتوحات تازہ کے حامل ہونے کا استھار دیدیا اور  
مصلحتِ بلکی کے سبب سے بعض امر کو تغیر و تبدل کیا۔ سعید خان اعیانی مبارک خان لوڑھی و شخ  
جمال عربی و رائے اگر سین کجھ پو اہہ و خضر خان و الحمد خان کو چندیری بھیجا اور انہوں نے اس نسلخ بر  
بفضلہ کر کے اپنے تین مستقل کر لیا اور حربِ حکم شہزادہ محمد خان بنیہ سلطان ناصر الدین کو شہر سندھ  
کر کے ملک کی سلطنت جیسی تھی نبطا ہر قرار کی بحث خان حاکم چندیری بنے جو بھی کہ بادشا  
اہلکاروں نے سارا کار و بار حکومت لے لیا تو ہیان اپنا رہنا مناسب نہ جانا بادشاہ پاس چلا گیا  
ان دونوں باو شہر کی طبیعت حسین خان حاکم سارن سے بخوبی جاتی جاہی سازگار کو اس طرف بھیجا  
اُس نے اپنی حسن تدبیر سے اُس کے شکر کو اپنی طرف کر لیا اور اُسکی قید کی فکر میں ہوا جب اُنکو  
خیز ہوئی تو زہ علاء الدین شاہ والی بگالہ پاس چلا گیا۔

۳۷۰ میں علی خان ناگوری کو درج سر کا شیو یور میں تعین کیا اُس نے دولت خان حاکم  
رنتمبورو جو ملکوم سلطان محمود مالوسی کا اہم اوقافت پیدا کر کے بادشاہ کی اطاعت کی ترغیبی  
اور یہ تھی کہ بادشاہ پاس جا کر قلعہ مذکور کو پٹکیش میں دیدے۔ اس بادیں علی خان ناگوری  
کا علیفہ بادشاہ پاس آیا تو وہ بہت خوش ہوا اور اس طرف جائیکا قصد کیا اور نواحی  
میں چار ہمینے شکار کیسیتا رہا اور شاخ کبار کی زیارت کرتا رہا اور اس عرصہ میں شہزادہ  
دولت خان اور اُس کی ماں سے کہ قلعہ رنتمبورو کے مالک تھے بہت سے وعدے اُس نے  
کہ کہ بہت جلد بادشاہ کی ملازمت کے لئے دولت خان روانہ ہوا اُس کے استقبال کے لئے  
بادشاہ نے اپنے امر کو بھیجا۔ یہ ہر اُسکو بڑی غرت کے ساتھ شکر میں لائے بادشاہ نے اس  
سے ایسی ملاقات کی جیسے کوئی فرزندوں سے کرتا ہے خلعت اور چند زنجیر بدل اُسکو عنایت کئے  
اور قلعہ رنتمبورو کے پرورد کرنے کی فرمایش کی۔ مگر اتفاقاً وہی علی خان ناگوری مخالف ہو گیا اور  
دولت خان کو صلح دی کہ قلعہ مذکور کر رہا ہے۔ بادشاہ کو جب اسکا حال معلوم ہوا تو اُسکو را  
شیو پور سے بدل دیا اور اُس کی جگہ پر اُس کے بھائی ابو یکبر خان کو مقرر کر دیا اور حکم و کرم کیے  
جسکے اپر عتاب زیادہ نہیں کیا ہر دہ اپنی دارالخلافۃ میں چلا آیا۔

چندیری بجی وہ دہان رہے گا تم اُسکے ایسے مدد و معاون نہ ہو کہ مالوہ کی سپاہ ہجراں گو کوئی نہیں  
نہ پہنچے ہر سلطان سکندر بیر و شکار کے لئے دہو لیور گیا اور اگرہ سے دہو لپور تک اُس نے ہترل  
پر قصر و مکانات بنوائے ۱۵۱۶ء میں جب سلطان سکندر کی سلطنت کو انخلاء ہو گیا اور وہ بیرون شکار  
پس بھر دفہ تھا تو ایک اور بیاست اُسکو اس طرح ہاتھ لاس کی کہ ناگور کے حاکم محمد خان کے  
دوسرا شہزادہ فار علی خان اور ابو بکر نے اُس نے سازش کر کے یہ ارادہ کیا کہ محمد خان کو مار دالے  
اور اُس کے ملک پر قبضہ کر لیجئے مگر محمد خان کو اس سازش کی خبر ہو گئی اُس نے اُنکی کوئی تدبیر  
چلنے نہ دی اور ارادہ کیا کہ انکو گرفتار کر کے سخت سزا دی اس خوف سوچ دنوبھاگ کر سلطان سکندر پس آئے محمد خان  
نے جب یہ کیا کہ یہ دونوں سلطان عالی شان کے پاس پناہ لے گئے ہیں تو عاقبت اندیشی اُس  
یہ کی کہ بادشاہ کے پاس بہت سے تخفون نکلے ساتھ ہر یعنی اخلاقی میزبانیں اور اسے ملک ناگور میں پڑا  
کے نام کا خطیہ و سلکہ حاری کر دیا بادشاہ اُس کی اس طاعت سو ایسا خوش ہوا کہ ہمکو خلعت اور  
گھوڑا بھیجا۔ اب دہول پور سے بادشاہ اگرہ میں آیا اور کچھ نون بزم آرا رہا اور پھر دہو لپور بھلا  
گیا۔ اس زمانے سے بیہن چاہئے کہ بیانہ کے علاقہ بے اگرہ تکل کر دار سلطنت ہو گیا۔

بادشاہ نے بیہن بپھر کو حاکم خان چنان فعلی کو حکم بیجا کہ وہ اپنے شکر و حشم کے تھے  
اوٹ لگڑہ (ہنوت لگڑہ) اور حدود شیو لوہین جا کر حسین خان نوسلم کی لکھ کرے اُس نے اس  
حکم کی بجا آوری ہیں یہ عذر کیا کہ میں حضور کی یہ سرت سے دور ہونا نہیں جاہتا اس بیک بادشاہ  
اُس سے تخفۂ خاطر ہو گیا اور اُسکو اپنی خدمت سے درکردیا اور کہدیا کہ صحت تک اپنا جتنا مال شکر گاہ سے  
لیجانا چاہئے لیجائے ورنہ جو مال باتی رہنیکا صحیح کو لٹوادیا جائیکا اور پر گنہ رابری ہے دمحاش  
کے لئے اُنکی کو دیدیا کہ دہان جا کر رہے۔

اپنی دنون میں بحث خان حاکم چندیری کی نے جو باب دادا کے وقت سے  
سلطان مالوہ کا سطح تھا سلطان محمود سلطان مالوہ کی مملکت میں فتو ر دیکھر بادشاہ  
سکندر میں بہت تجھے تھا اور اس دیلہ سے انخلاء متسل ہوا بادشاہ نے عاد الملک  
یہ کو کہ جنہا نام احمد خان تھا چندیری بیجا کہ بحث خان فکے ساتھ ہو کر وہ چندیری  
میں بادشاہ کے نام کا خطیہ صفحی چندیری میں پڑا ہوا ہے۔ بادشاہ اگرہ میں آیا

خیال ہی کیا کہ پیغمبر نبودی شکم ہے کہ الگی و غم کے نامہ میں آگی تو پھر اُس کا دوبارہ لینا  
شکل ہو گا اسلئے اُس کے گرد ایک اور حصہ رہنا اکر اُس کو اور زیادہ مستحکم کرو یا۔

## ہمسٹ کا حرفِ لکھنیو چند یہی می ناگور سیہوں پور کے واقعات

ترور سے سلطان چلار قصبه تیرہ من ہمچا بیان ایک نیتیہ وقت کیا یہاں قطب بند لودھی کی  
زوری خفت فتحی حضور شاہزادہ جلال خان تھی شہزادہ کے ساتھ آئی سلطان اس سے ملنے گی  
اوڑنگی کمال ویجوں کی اور شاہزادہ کی جائیہ میں سرکار کا پیغام عطا کی۔ اور ایک سو بیس گھوڑے  
اور پیندرہ نیز پیش اور نقر سیسل عطا فرائے اور کاپی کو خفت کیا۔

شوال میں سلطان ہٹ کا نٹ کی طرف متوجہ ہوا اور دارالملک سے مقام گواہی کا جلا  
جبت بلگہماڑ میں پہنچا تو ان حدود کے سرکشون کے سر پر شکر بیجی اور باعیون کے ختن خاشاک  
سے اس لکھ کو پاک کیا اور جایجا تھا لے مقرر کئے اور خود بادشاہ آگہ چلا آیا۔

اسی وقت خیراںی کے احمد خان پیر مبارک خان حاکم کھنڈ سے کافروں کی ضعیت میں چلکار تدا  
اور المحاذ کا طریقہ اختیار کیا ہے اور دین اسلام سے پر گیا ہے۔ بادشاہ نے احمد خان کے  
چھوٹے بھائی محمد خان کو بیجا کہ اُس کے گھنے طوق ڈال کر حضور میں ہجیخادر اُس کے میخیلہ بھالا  
کو کھنڈ میں حاکم مقرر کیا۔

شوال میں شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین سلطان بالوہ نے باپ سے بخیدہ  
ہو کر سلطان سکندر پاں آئے کا ارادہ کیا۔ اور چند یہی سے چلکر جب ہی پیری علامہ بالوہ میں آیا  
تو بادشاہ نے اُسکے پاس خلوت اور گھوڑا بیجی اور یہ سیجام دیا کہ اگر تم چند یہی کو ہمارے حوالہ کرو  
تو پھر اپی امداد ہماری کرو یہاں سے گی کہ سلطان ناصر الدین سے ہماری صلح ہو جائے گی اور  
دہ ہمارا کچھ نہ کر سکیا گا۔ مگر شہاب الدین نے یہ خیال کیا کہ چند یہی حوالہ کر دیتے پر ہم اچھیکار ان  
ہو گا اسلئے وہ اٹا چنیوں کی جلا کیا سلناں نے قلعہ چند یہی کے پاس ایک درفلہ تعمیر کرایا۔

شوال میں سلطان ناصر الدین بالوی کا پوتا محمد خاڑوا پسے ذاوا کے قلعہ غفرنے کے درکر سلطان سکندر  
کی بیساہ میں آیا۔ بادشاہ نے شاہزادہ جلال خان کو حکم دیا کہ ہمہ محمد خان کی جائیہ میں سرکار

محممد ۱۵۹ میں بادشاہ نے آگرہ کی طرف راجحت کی راہ ایسی نامہوں والی بھی تھی کہ بادشاہ نے ایک دن قیام کیا کہ لوگ آرام کریں گریہاں اس دن پانی کی کمیا بی سوسائٹی شکر کو سخت شکیف ہوئی پاریرواری کے جائز و نامیں وہ بچل ڈپی کہ جسکے پاؤں کے پیچے آدمی بچکے گئے پانی کا ایک کوزہ پتھرہ سنکریانی کو بکتا تھا بعض آدمیوں کو پانی مان تو وہ آنساپی گئے کہ مر گئے بعض بسا سے ہی مرن گئے جب بادشاہ کے حکم سے ان مردؤں کا شمار ہوا تو وہ آئندہ ہوتے۔ ۲۴ محرم کو بادشاہ ہولپور میں ہبھجنا اور چند روز توقف کر کے اور سلطنت آگرہ میں تشریف لایا۔ بہتر برسات کا موسم کا ٹھیکانہ میں کے طبع ہونے پر زور کی محکم میں ہمدرد فہرست ہوا۔

### زور کی حکم

سنہ ۱۵۹ میں شاہزادہ کی تسبیح کی عزیت کی جو مالوہ کے تواریخ میں تھا اور ہندوؤں کے پاس تھا کالمی کے حاکم جلال خان کو حکم ہوا کہ میثیر جاگر زور کا محاصرہ کرے اور شکر اکھنا کرے جلال خان نے سلطان کے حکم سے موافق زور کا محاصرہ کیا۔ یہاں سلطان بھی جلد آنکر محاصرہ میں شریک ہو گیا۔ دوسرے زور بادشاہ سوار ہوا کہ وہ قلعہ مصہور کی طاقت دیکھ کر محاصرین کے کاموں کو آزمائے جلال خان نے اپنی سپاہ کتے ہیں جسے کئے کہ ایک حصے میں بیدل اور دوسرے حصے میں سوار تیہرے حصے میں لا تھی تھے سلطان سکندر کو اس شکر کے دیکھنے سے حیرت ہوئی اسی بنیت یہ ارادہ کیا کہ جلال خان کی طاقت کو تبدیل کر جگھانا اور حکومت سے خرول کرنا چاہیئے محاصرہ آئندہ کو س کا تباہ روز لڑائی ہوئی اور طائفین کے آدمی ہلاک ہوتے آنکھ میتھے کے بندہ علوم ہوا کہ بعض میتھا و می اسکے شکر کے اہل قلعہ سے ساز بزد کئے ہیں ایک دن بادشاہ محل پر کٹا یہ سر کر رہا تھا کہ قلعہ کے ایک جانب شکافت ہوئی اس کو اسی ساخت اہل قلعہ نے سردا در کر لیا۔ بادشاہ نے جانا کہ اہل قلعہ نے نیرے بعض امر اسازش رکھتے ہیں اس لئے اس نے جلال خان کو مقید کر کے قلعہ ہنوت گلہ میں بسیج دیا اور پھر اہل قلعہ کو بے آئی اور اسی قلعے سے ایسا تنگ کیا کہ انہوں نے اماں تھا ہی اور باہر آئے قلعہ فتح ہو گیا سلطان نگہ دیکھنے پہنچے جو میتھے تھم رہا۔ اور ۲۸ شب ہمان نگہ دیکھنے کو وہ بیسان سے روانہ ہوا ایک عرصہ میں تھا نون کو گرا کر اونکی جگہ سجن رہیں اور مفتی اور خطیب منفر نئے اور عرب بابو رو طلبہ اسکے وظیفے سفر رکر کے ہیں کہ متوطن انجوں بنا دیا سلطان کو پہ

موصع جتا ور (جنور) میں پوچھا۔ اور بیان سے طلبایہ پاسبانی شکر کے لئے دس کوس آگے گئے غینم کی جانب پہنچا تو رائے گواہیار کی فوج مراجحت کے وقت کمین سے مکمل رٹی اور سخت لڑائی ہوئی۔ داؤ خان اور احمد خان کی دلیری سے دشمنوں کو شکست ہوئی اور راجپوت بہت قتل اور اسیہر ہوئے۔ ان سرواروں پر بادشاہ نے بڑی نوازش کی۔ داؤ خان کو خطاب ملک داؤ دکا دیا۔ اور خود اگرہ میں آگر بر سات عیش و عشرت کے ساتھ بہر کی۔

## آشتہ گڑہ کی فتح

۱۲ میں خلہ آشتہ گڑہ (دادیت نگر۔ تسلک) کی طرف متوجہ ہوا جب دہول پور میں پہنچا تو بیان تو قفت کیا اور حما دخان فرمی اور مجاہد خان کو دس ہزار سوار اور سو ہاتھیوں کیا تھا قلعہ نہ کوہ کی جانب آنے گے روانہ کیا اور ۲۳۔ ذی الحجه کو خود انکر قلعہ کا محاصرہ کیا اُس کو وہ قلعہ گواہیا کی فتوح کا مقدمہ جانتا تھا اس نے تمام سپاہ کو حکم دیا کہ جنگ پر کار کے لئے مستعد ہو اور قلعہ کی تحریر میں ہر ہت صفت کرے خود اس ساعت سعید میں کہ اختر شناسوں نے مقرر کی میدان جنگ میں گیا اور چاروں طرف سے لڑنا شروع کیا۔ مور ملخ کی طرح قلعہ کی دیواروں پر سارے شکری چھٹے گئے اور مردانگی اور مردی کی داد دی۔ ملک علاء الدین کی جانب قلعہ کی دیوار شدت ہوئی اور اُس میں سے قلعہ کے اندر مردانہ وار جوان گس گئے ہر چند قلعہ کے آدمیوں نے فریاد الامان حچ لی مگر کسی نے نہ سن قلعہ کو تحریر کر لیا۔ راجپوت اپنے گہروں اور مکانوں میں جاتے اور اپنے اہل دیوال کو جلاتے اور مارتے اور پر لڑتے اس طرح راجپوت بہت قتل ہوئے۔ اس اثناء میں ملک علاء الدین کی انکھیں میں تیر لگا۔ دیدہ دو بیان اسکا بے لوز ہوا۔ بعد فتح سلطان نے نوازم شکر الحی بیلا کر قلعہ کو سبکن خان پر مجاہد خان کو پرد کیا اور ہدایت کی کہ بیت خانوں کو ڈھا کر مسجدین بنائے۔ مگر حرب بادشاہ نے یہ بات سنی کہ مجاہد خان نے یہاں کے راجہ سے رشوتوں لی ہے کہ وہ سلطان کو بھاگ کر اس ملک سے باہر ہی جائے تو اُس نے ملک تاج الدین کو یہاں تھا قلعہ پر کیا اور دہلو پور میں جو خواہیں ہے بخوبی کہہ بھیجوا کہ مجاہد خان کو گرفتار کر لیں۔

اگرہ کا سفرِ مصیبیت ناک

خواہوتا اب بھی کو اگرہ کے قلعہ میں قید کرتا۔ آخر وہ شاہی قیادتیون کا قید خانہ ہو گیا۔ سلطان جنور نے اُسکو غارت کر کے پھر ایک کور دھن بنادیا پھر سلطان سکندر نے اُسکو شہربنا یا موضع پاشی اور موضع پویا پار گئہ ڈولی سر کار بیانہ اس شہر کی آبادی میں داخل ہوئے اور سر کار بیانہ کے باوجود پر گزینہ میں ایک اور پر گزینہ اگرہ داخل ہوا پس اس زمانہ سے اس شہر کی آبادی کی ترقی ہوئی گئی اور پھر وہ میانہ ہند کا پائیگزنت ہو گیا۔ یہاں سلطان قلعہ کی تحریر کا حکم دے کر ہول پور گیا اور راستے نہایات یوں کو یہاں سے بدل دیا اور اُس کی جگہ ملک حمز الدین تقرر کیا اور پھر خود اگرہ آیا اور جاگیر داروں کو اپنے اپنے علاقوہ پر بھیج دیا۔ بعض اگرہ کی وجہ تسبیح یہ بتاتے ہیں کہ وہ اگورے شستی ہے جس کے معنی نہ کافی ہیں یہاں کی زمین ہمیں نہ کافی بہت نکالتا تھا۔

### اگرہ میں زلزلہ

سوم ماہ صفر ۱۷۵۰ء کو اگرہ میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ پھر بھی ہل گئے اور عمارت نمایاں اگر گھین زندوں نے یہ جانا کہ قیامت آئی اور مژدوں نے یہ جانا کہ حشر بپا ہوا حضرت آدم کے زمانہ بنے اس دم تک یہاں زلزلہ کیوں ہند وستان ہیں نہیں لایا ایک فاضل نے اس زلزلہ کی تاریخ نقطہ قضاۓ یہاں نکالی ہے یہ زلزلہ خاص اگرہ ہی میں نہیں آیا بلکہ ہند وستان کے مختلف صوبوں میں نہ

ورہضد واحدی عشر از زلزلما      گردید سواد اگرہ چو مر سدا

بانکہ بنا ہالیش عالی بود      از زلزلہ شد عالیہ سدا

### چنبل کے کنارہ کے واقعات

جب برسات ختم ہوئی اور سیل طلوع ہوا تو بادشاہ نے گوالیار کی جانب سفر کیا ہوئی پورا ہیں ڈیڑھ بھینے تو قفت کیا اور پھر چنبل ندی کے کنارہ پر گور کے قریب نزول کیا یہاں چند بھینے رہا۔ شہزادہ ابراهیم اور حلال خان کو اور خوانین کے ساتھ یہاں چھوڑ کر جدا کو خارث بلاو کے ارادے سے سوار ہوا جنگلوں اور پھاروں پر جو کفار چھپے ہوئے تھے انکو تباخ کیا جسے لشکر مخصوص غینت مالیہ مال ہوا۔ بخاروں کے نامہ نے لشکر میں غلام کی کمی ہوئی۔

اخیر ہمایوں کو رسید غلہ کے نئے روانہ کیا۔ رسید غلہ کے نئے گوالیار فتنے رسید کی راہوں کو روکا گکر وہ ناکام ہو کر دلپس گیا۔ اور لشکر شاہی کو رسید پر بخیج گئی۔ جب بخارا دشادیہ سیر کرنا ہوا

راہ رضمان نے اس میں طلوع ہیل کے بعد قلعہ مندریاں کی تعمیر کے ارادہ سے علم پہنچ دیا اور ہمچوپ کی حوالی میں تو قلعہ کیا اور خون کو بھیجا اور گواپیا اور مندریاں کی نواح کو تاختت و تاراج کرن اور خود قلعہ مندریاں کو جا کر حاضر کیا ایں قلعہ نے اماں مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔ سلطان نے تجھاں نوں کوئی کسے دیا ان سا جدیدیاں اور میان خان اور میجاہد خان کو قلعہ دیکھنے کے بعد فوج دنور گرد و نوارج میں تاختت تو تاراج کے لئے پیارا خلق کثیر کو اپیر و مستینگ کیا اور عمارت و باغات کو غارت کیا اپنے نزدیکیں یہ سب مقدس کام کر کے بیانہ میں آیا۔

## شہر اگرہ کی بیان

اس سال میں تو میں ایسی چلیں اور گرمی شدت سے پڑی کہ سارے آدمیوں کو بخارانے لگا سلطان سکندر کو مدتوان سے یہ خیال تھا کہ جنہا کے کنارہ پر کوئی شہر ایسا بسائی کہ جس میں باوشاہ رہا کر اور وہیں شکر کا صدر مقام ہوتا کہ اس ملک کے سرکشون کی سرنشی کا جلد علاج ہو جایا کرے اور انکو اور زیادہ سر املاک نے کامو قع نہیں سواد اسکے سرکار بیانہ کے جائیدار اور در طاذم شاہی اور کسان اکثر شکایت کیا کرتے تھے کہ ان پر ظلم بہت ہوتا ہے اس لئے سلطان نے بے ایہیں حکم دیا کہ بعض عالی دارخواص خالق فرزانہ جنہا کے کنارہ پر ایسے شہر کے آباد کرنے کا مقام تجویز کر کے تبلیغ میں کہ جس سے پیاری خرابیاں دوہرہ جائیں بغیر یہ عالی فرزانہ دہلی سے کشتیوں میں سوار ہو کر جہسا کے دہنوں کناروں کو خوب دیکھتے ہوئے گئے وہ مقام انہوں نے انتخاب کیا جہاں اب اگرہ بسائیا ہو اسے جب یہ مقام تو زین انہوں نے کیا تو سلطان دہلی سے شہر اگریا اور یہاں بکھرے میں بیٹھا اور رہا اس میں سپر خکار کرتا ہوا اس مقام کے نزدیک پہنچا جو شہر کے آباد کرنے کے لئے تجویز ہوا تھا تو اس کو دو بلند پیلے نڈا آئے جو عمارت کی تعمیر کے لئے موزوں معلوم ہوتے تھے۔ جھتر ملا خان سے جس کو ناگر کہتے تھے اور بادشاہ کے بھرپور کامستھم تھا اس نے پوچھا کہ این دونوں بلندیوں میں سفر کو نہ سانپیدہ تم کو شہر کے لئے مناسب ہجوم ہوتا ہے اس نے کہا کہ اگردا (اگلا) یعنی جو آگے ہے تو سلطان نے سکلا کر کہا کہ اس شہر کا نام اگر رکھا جائے گا۔ بادشاہ نے فاٹھ پڑھی اور نیک ساعت میں اس شہر کی بنارکی مونخ لیکتے ہیں کہ اگرہ پچھے ایک قدیمی گاؤں ہے تو اسے ہندو کہتے ہیں تھے اس کے راجہ گنیش کے عمد میں آگرہ ایک ستمکم ستمام ہے۔ راجہ جس شخص سے

اسی اثناء میں غاخاناں فرمانی حاکم بیانہ کے خوات ہونے کی خبر آئی۔ باادشاہ نے باپ کی جگہ دو بیٹوں میاں اور بریلیان کو تصریح کر دیا تھا کے مستحکم اور صرحد و نکوئے ملکم ہونے کے بعد بیانہ اکثر مغل بخاذت اور فساد برداشتہ تھا یہ دلوں حاکم باادشاہ پاس بنبیل میں کسی بابیں مشورہ لیتے آئے تو باادشاہ نے اُنکے آئے کوہا من رسک بکر خواص خان کو حاکم یا نامقمر کر دیا اور کچھہ دلوں کے بعد صندر خان کو اُن میں جو بیانہ سے جلتی تھا حاکم مقرر کیا اور عدا اور کہیں کوش آباد۔ جالیس رشکلور۔ شاہ آباد اور بیغز اور علیہ دیہتے اسی بعد باادشاہ نے عالم خان میواتی اور غاخاناں بوجھانی جا گیہ دار رابری کو حکم دیا کہ دو خواص خان کے شرکیہ ہو کر رائے نانک نیا سے قلعہ ہولپور کو جیسنے لیں۔

جب الحکوم قلعہ ہولپور پر اس سوار و نے لشکر کی تو قلعے کے راجہ باہنگل کر لشکر کو لشکر سے ہٹا لئے کیتے آیا۔ خوب حمارہ و مجادہ ہوا۔ خواجه ہبیں کو دلا درانِ صفت نکن میں سے ہٹا مارا گیا اور دہر دزادہ ہبیں کی ایک جماعت کا خون ہوئے لگا۔ اس سکندر نے اس حال کی خشنی بخراز رضوان اسی قلعہ کو مجھے کے دن دھوں پور کی طرف سفر کیا۔ جب باادشاہ نزدیک آیا تو رائے نانک دیو نے قلعہ اپنے متفقین کے پس رکیا اور خڑہ رات کو بھاگ کر گوایا رہا گیا لگر قلعہ کو اہل قلعہ نہ بچا سکے۔ وہ لشکر اسلام کے انتہا لگا۔ سکندر نے خدا کی درگاہ میں دو گانہ شکرا اور ایک لشکر بخوب دل کھوں کر دھوں پور کے قلعہ کو لوٹا۔ اور اُس کے باغات کو جن کا سایہ سبات سات کوں تک پڑتا تھا جڑ پڑیے اکھیڑا لال۔ دھوں پور میں باادشاہ ایک ہمینہ ٹھیر۔ اور بیان آدم خان بودھی اور اُن افراد کو جھوڑ کر گواہیار کی طرف کوچ کیا اور بندی اسی عرب میدل کی پر اتنا اور دو ٹھینے بیان تو قفت کیا۔ پالی کے خراب ہونے کی وجہ سے اس کے آدمیوں نے ہن ہماری دبا کی طرح پیلی راجہ گواہیار نے بھی ملکت کے ساتھ حصیچاہی سعید خوان و بالو خان درستے گیش جہنوں نے باادشاہ سے بھاگ کر بیان پناہ لی تھی اُنکو پہنچے پاس سے اُن سے نکال دیا۔ اور اسے بڑے بیٹے کب راجہت کو باادشاہ کی خدمت میں بھیجا۔ باادشاہ نے اُسے خلعت اور سبید و گیر بخت کی اور باادشاہ نے دھوں پور آن کر اُس کو بھی راجہ بنایا کیونکہ کوھنی گیا اور خود بسی نہ تھی جو دبار بخکوست ہتھی گئی اور برسات

ایک عزیز شخص خان نے خضرخان بادشاہ سلیمان کے سرپرچو گان مارا بادشاہ نے شش فان گنگہ بنت تائیں لکھائیں اور اپنے قصر کو مراجعت فرمائی اور بعد اس کے امراء افغان سو بدگمان ہوا جن امر اور کو وہ فخلص اور دو ولت خواہ اپنا جانتا تھا اپنی پاس بجانی کے لئے اشارہ کیا۔ یہی اُر مسلح ہو کر سلطان کی حفاظت کیلئے رات کو بہرہ دیتے تھے۔ اس صحن میں ہمیت خان شرفاںی نے بائیں سورا وون کو اپنے ساتھ متغیر کر کے شہزادہ فتحخان بن بادشاہ بہلوں سے کہا کہ سرواران سپاہ سکندر کی بادشاہی سو ناراضی ہیں اور ایک سوہرا و اتفقر کرنا چاہتے ہیں اگر فرمائیتے تو سکندر کو اکارکار کی پوچخت سلطنت پر بہٹا میں فتح خان نے شیخ طاہر کا بی او را پیشی مانے اس راز کو افشا کیا۔ شیخ اور والدہ نے فتح خان کو صلاح دی کہ ان سائنس کرنے والوں کے نام سلطان سکندر کو بتلادے چنانچہ فتح خان نے یہی کیا۔ اس جماعت کی بدانشی سے جب سلطان جبراہیو اوس نے اُسکو اور ہرأو ہمچکر اگندہ کر دیا اور درجہ گر کر دیا۔

### حاکم دہلی کو سلطان سکندر کا سر اور پینا

۷۹ میں سلطان سن جعل میں گیا اور سیر و غفار و چو گان بازی میں چار سال گذارے ہیں خبر آئی کہ صخر حاکم دہلی نے بدعلی و بدکرداری کی ہے۔ بادشاہ نے خواص خان حاکم باچیوڑا کو حکم دیا کہ دہلی میں جا کر اس خر کو مقید کر کے ہمارے پاس بھیجیے یعنی وہ دہلی پر سچا بھی نہ تھا کہ ایک صخر نہیں کو دہلی سے اصغر بہاگ کر سنبھل میں بادشاہ یا اس خود اگیا۔ وہ قید خانہ میں بھیج دیا گیا خواص خان دہلی میں آیا اور پھر بادشاہی حکم سے سنبھل میں چلا گیا اور دہلی کے انتظام کے لئے اپنے بیٹے اسمبلی خان کو چھوڑ گیا۔ سید خان شرفاںی نے لاہور سے انکر ملازمت کی وہ غدار اندریشون میں سے ایک تھا۔ اُسکو اور اُس کے ساتھ تانار خان محمد خان اور اُر بدخواہوں کو اپنی سلطنت سے نکال دیا۔ وہ گوالیار کی راہ سے مالوہ اور گجرات چلے گئے۔

### گوالیار و بیانہ و دہول پور اور منڈریل کے معاملات

۸۰ میں راجہ مان سنگاریے گوایا رئے نہال خواجه سر اکوہ بھر سالت بھیسکے تحفے دہلے دیکر بھیجا۔ یہ خواجه سر ادشت گو و بخون تھا۔ بادشاہ کے سوالوں کے جواب ایسی برق طرح سے دئے کہ بادشاہ نے غصہ میں آنکرہ بندید کی کہ میں خود آنکر قلعہ کو فتح کر دوں گا اور سفیر کو خفت کیا

غلہ کا قحط پڑا۔ رفاقت خلیل کے لئے سلطان نے فرمایا تھا جبکہ غلہ کی معمولی زکاة کے دینتے کو منع کر دیا۔ سلطان جماں گیر نے عہد میں یہ زکاة دوبارہ جاری ہونی۔ سلطان پر قصہ ساریں میں آیا اور اُس کے گرد ولواح کے پر گنے زمینداروں سے چھین کر اپنے آدمیوں کی جاگیر میں و پرے مچنی لگڑہ کی راہ سے جو نور میں آیا اور جب میں نے ٹھیکارہ پر وہ پہنچ کی طرف کیا۔ بیان نے کے راجح سال باہم سے لٹکی بیاہنے کے لئے مانگی تھی راجح نے انکار کیا اس گستاخی کا انتقام ملینے کے لئے سکھ میں وہ پناگی اور اسکی تمام زراعت کو مریاد کر دیا بازدھو گڑہ میں پوچھا کہ بیان کے قلعوں میں سب سے زیادہ مشتمل تھا جو انون سے اُس کے رفت کرنے میں بڑی مدد اٹھی۔ لیکن اسکو فتح کرنا دشوار تھا اس نے باوشاہ حصار کو چھوڑ کر جو نور میں آیا اور بیان ٹھیکر اسور ملکی میں مشغول رہا۔

## اعمار افعانی کی سختی سلطان سکندر نے

باریک شاہ کی قبید کے بعد مبارک خان کو صوبہ جو نور پر دھواہتا۔ اسکا محابیہ یا گیاترو معلوم ہوا کہ اُس نے بہت روپے کا تدبی کیا تھا۔ ہر چند اُس نے اطائف محل کے اور بہت خوانیں اُس کے شفیع ہوئے مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ باوشاہ بنے حکم دیدیا کہ بیدوف شاہی کے موافق اس سے حاصل چند سالہ بازیافت کیا جائے۔ اس بات پر امداد افعانی باوشاہ سے خدا ہو گئے قاعدہ ہے کہ جب کسی شہزاد کے کام کو آدمی تشریک ہو تو کرتے ہیں تو تمہیں ایک دوسرے کے ساتھ عجب غنچہ اور ہمدردی دلسوzi ہوتی ہے۔ افغان امیر یہ جانتے تھے کہ خواہ ہم خزانہ ہی کیوں نہ مغل جائیں مگر ہم سے اس قسم کا محاسبہ نہوا کرے نہیں ولون میں باوشاہ چوگان بازی کے لئے سوار ہوا یعنی چوگان میں ہمیت خان شزاد افغان کا بوجگان سیلان خان پسند ریخان نے ایسا لگائے۔ اسکا سرہنپت گیا اس بات میں اُسپیں جیگا ہوا خفرنقا بہادر سیلان خان نے قصد چوگان ہمیت خان شزاد افغان کے سرپار ان پر غور دخوغا ہوا۔ ہمیت خان کو محمد خان لودھی اور خانخانا نایاب بنے تسلی دبی اور اسکو گھر لے گئے باوشاہ اپنے محل میں چلا گیا۔ چار روز بعد باوشاہ چوگان بازی کیلئے اشہربارہ میں ہمیت خان شزاد افغان کے

اور سوہا تھی لیکن سلطان سکندر سے اڑنے کو بھارت سے چل پڑا سلطان نے اپنے شکر کو بے مردانا  
و دیکھ کر خانخانہ ان کو سالباہن پاس بھیجا کہ اُس کو دلاسا ویکر لائے اور خود گزر کنٹیت سے گنگا کے  
پار ہوا اور بنوارس سے ترہ کوس پر دشمن کے شکر کے پاس جا پہنچا۔ سالباہن بھی شکر لیکر  
اُس پاس آگئی طرفین میں لڑائی ہوئی۔ سلطان جسین کوشکست ہوئی اور طپتہ کو دہ بھا کا کہتے ہیں  
کہ شکر کو چھوڑ کر سلطان سکندر نے ایک لاکھ سور سے اُس کا تعاقب کیا مگر حرب معلوم ہوا کہ  
سلطان جسین بھار کو گیا تو وہ نوروز میں اُلٹا انکلابنے شکر سے جاما اور پھر بھار گیا یہاں سر سلقانی  
ملک کھنڈ و کو حصہ رہیا میں چھوڑ کر خود کنٹل گانو میں کلکمنیت کے توانع میں تھا چلا گیا۔ علاء الدین  
بادشاہ بنگال نے اُسکو عوت کے ساتھ رکھا اور اس بارہیں دروغت اُسکے لئے ہیا کیا اُس نے  
بادشاہی کے فکر و تردید سے بازآ کر ہیں باقی عمر بر کی اُس کے ساتھ ہی بادشاہان جو پیوند کی سلطنت  
کا خاتمہ ہو گیا سلطان سکندر نے نزول دیوبند سے ملک کھنڈ و کے سر پر سپاہ کو چڑھایا وہ بھاگ  
گیا اور ولایت بھار گماشتگان سکندری کے ہاتھ آئی۔ سلطان نے بھاہیں محبت خان کو ایک بجات  
امرا کے ساتھ چھوڑا اور خود درویش پور میں گیا اور خان جہان فرمائی کو شکر کا افسر بنا کے خود تربت  
کو گیا۔ راجہ تربت نے کئی لاکھ ملنکہ کا خلچ دینا قبول کیا سلطان نے تحریکل زر کے لئے یہاں مبارک  
لوحائی کو مقرر کیا اور خود دوبارہ درویش پور میں آیا۔ دہلی میں خا بخان پر خانخانہ نے ہفت  
یا نی اس کے پڑے بیٹے احمد خان کو سلطان نے عظم ہمایوں کا خطاب دیا اور پھر شخ شرف نیزی  
کے ضار کی زیارت کو بھار میں آیا اور فیقر اور مسکین کو الفعام دیا اور پھر درویش پور میں انکلہ  
علاء الدین بادشاہ بنگال سے اڑنے کو روانہ ہوا۔ جب قلعہ پور میں پہنچا تو علاء الدین شاہ نے  
اپنے بیٹے دایاں کو اڑنے کے لئے بھیجا اور سلطان سکندر نے بھی محمد خان لوہی اور بسراک خا۔  
لوحائی کو اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ جب موضع بارہیں یہ مخالفت شکر ملے تو ان شریعت  
پر صلح ہو گئی کہ سلطان علاء الدین تو بھار کے ملک پر جملہ نہ کرے اور سلطان سکندر نے کئی دشمن  
کو سپاہ نہ دے سلطان سکندر علاء الدین کے ملک کو خالی کر دے سلطان نے درویش پور  
میں انکلہ حسید مہینے توقف کیا۔ یہاں مبارک خان لوحائی کے مرلنے کے بعد عظم ہمایوں کو کو  
اُس کی جگہ مقرر کیا۔ اور ولایت بھار دریا خان پسربارک خان لوحائی کو عایش تھی قوت

اسئے بادشاہ اس کے محاصرہ کے لئے نہیں اور کنٹوٹ (کٹنیہ) کو کہ پئے کے مصافت میں سے بتا چلا گیا۔ بیان کے راجہ بلجہ دہر نے استقبال گیا اور اطاعت کی۔ بادشاہ نے اُس کو اپنے ملک میں بحال کیا اور اریل کو روانہ ہوا اس اشنا میں رائے بلجہ دہر کو ایسا وہم پیدا ہوا کہ تمام ایسا جو حشم پر ڈکر پئے کی طرف بچلا گیا۔ بادشاہ نے اسکا تمام مال ایسا جا اُس پاس پہنچا مگر اریل میں آئے لوٹ لیا۔ اور اُس کے تمام باخون اور سکانوں کا نام دنشان باقی نہ کھا پہر بادشاہ کڑہ کی راہ نے دلمویں آیا اور یہاں شیرخان روانہ ہی برادر مبارک خان کی بیوہ سے تکارح کیا اس زمانہ میں پیغورت حسن و عقل میں یگانہ تھی پھر سس آباد میں آیا بیان جبھے میئن قیام کر کے سنبھل میں گیا اور روہان نے پھر سس آباد میں آیا۔ اشنا راہ میں دیوتاری کو دیکھ رینا کل (کو کہ متمد و نکا ماوی و مجاہن رہتا تباہ اور قتل کیا۔ کرش جو بیان سے جان بچا کر رہا گے دنیا بہ آباد میں جا کر چھپے انکو بیان روح دیزی آباد کے باشندوں کے قتل دایر کیا۔ پھر بادشاہ دشمن آباد میں آیا اور یہاں پرسات کا موسم گزرا۔ ۱۹۹۴ء میں رائے بلجہ دہر راجہ پئنے کی گوشانی نکیلے پئنے کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں سرکشوں کے دھات کو دیوان کرتا اور ان کو قتل دایر کرتا کھان گھانی میں پہنچا بیان اسے راجہ کا بیٹا بیرونیگہ دیولڑا اور ہر ہمیت اہم کر پئنے کو بھاگا اشکر اسلام اُس کے بیچھے گیا اس شکست کھانے سے دہ باب سے ڈرتا تھا اُس کے خوف سے وہ ہر چھپے گیا۔ مگر راہ میں ایسا بیمار ہو گیا کہ مر گیا (تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ جب سلطان پئنے کیا تو راجہ بلجہ دہر سرگھب کی طرف بھاگا اور راہ میں فوت ہو گیا۔ سرگھب کی جانب سو سلطان سعید یوں کی طرف کر کے عمال پئنے سے تھا گیا۔ بیان ایسوں اور کوکنار و نمک دروغن و غلام ایسا گر ان شتاکہ بیان سے بھاگ کر دہ جو نپور گیا پئنے کے اس سفر میں گھوڑ دپڑ ایسی محنت پڑی کہ جس کے صطبیل میں دبس گھوڑے تھے نوم کے سلطان سے اپنے لٹکر کی درستی کے لئے جو پور میں چند میئن قیام کیا۔

جو پور میں سلطان کی فوج پریشان ہو گئی تھی کہ لکھپی چند پسراۓ لمجہ دہر نے سلطان بشر قی کو نکھا کہ سلطان سکندر کے لٹکر پیش ہوئی گھوڑا باقی نہیں رہا اور سارا بیان جنگ تکف پڑو گیا ہے جلد آپ ایسی فرستہ کا و ثبت پریشان ہا نہہ ایسکا۔ سلطان جنہیں یہ سخت ہی برا لاؤ لٹکر

سینے کرنے بہتر ہو گا دوسرے روز ادھر سے سلطان سکندر کا شکر لڑائے کو تیار ہوا اُدھر سر قلعہ سے سلطان حسین کا شکر آیا۔ دونوں میں کچھ لڑائی ہوئی کہ سلطان بھاگ گیا اور میران سید خان جو اپنی بستکر آیا تھا اسے اور اسرا کے گرفتار ہو کر سلطان کے رو برو آیا تو وہ پس نشیخ پاؤں پیدل تھا تو سلطان نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ میں اس حال میں اسے نہیں دیکھے سکتا اسے گلڑی اور گھوڑا دو جب حکم کی تعمیل ہوئی تو اُس نے ان سرداروں سے کہا تم نے اپنے آقا کے ساتھ پڑی خیز خواہی کی مگر وہ عقل سے بے بره تھا تم مجبور تھے۔ اب تم ان خیموں میں جاؤ جو میں نے تمہارے نئے کھڑے کر لے ہیں وہاں سب طرح آرام سے رہو۔

سلطان حسین شرقی شکست پا کر جوند کو بھاگا۔ مبارک خان نے بادشاہ سے اُس کے تعاقب کی اجازت چاہی سلطان نے کہا کہ تحمل کرو۔ مبارک خان نے کہا اس میں تحمل مناسب نہیں ہے تو سلطان نے کہا کہ سلطان شرقی کو تم نے نہیں بھکایا ہو خدا کے غفرانے اُس سے بھکایا ہو تم تو وہی ہو جنوں نے اُس سے کنجھ کے میدان میں شکست پائی تھی جس خدائے اُسے بچا دکھایا ہے اور تم کو او بچا کیا ہے وہ اُس کے کاموں کو اب بھی دیکھتا ہو غور نہ کر و صبر کرو سلطان حسین کو اُس کے غور نہیں ہی ڈالیا ہے بادشاہ یخیل کی باتیں اپنے اٹھا رہیں ہیں نیویں پرس کی عمریں کرتا تھا سلطان حسین شرقی تو بھار کو بسا گا اور بادشاہ جو پوریں آیا اور بیان کا استظام و بیارہ بار بک شاہ کے پرد دیکھا اور خود نواحی اودہ میں چلا گیا اور ایک چھینہ کے قریب سر و شکار میں مشغول رہ۔ اس اثناء میں یہ تازی خبر آئی کہ زیدیہ اور دن نے ایسا سرا اٹھا یا ہے کہ جو پور کو بار بک شاہ اپنے قبضہ میں نہ رکھہ رکھا یہ خبر سن کر بادشاہ تنے حکم دیا کہ اودہ کی راہ سے کالا بھاڑ اور عظم ہابیون شرداری اور خانخانان لو حاںی جو پور جائیں اور کڑہ کی راہ سے مبارک خان اس مطلب کے لئے جائے کہ بار بک شاہ کو گرفتار کر کے میر پاس بھیجیے جب الحکم وہ گرفتار ہے۔ اور بادشاہ کے رو برو آیا اُس نے ہمیت خان شرداری اور عمر خان کے حوالہ اسکو کر دیا۔ خود نواحی جو پور سے قلمب خزار کی طرف گیا۔ یہاں حسین شرقی کے بعد مرا موجود تھا وہ اس سے اٹھے اور شکست پا کر قلعہ میں جا گئے قلعہ نہایت مستحکم تھا

و شمنون نکے اس طرح فرار ہونے سے شکر اسلام کو بہت غیرمت ہا تھا آئی سلطان نے ان سکون  
کا مقابلہ قلعہ جوند (جہوند) تک گیا اس قلعہ میں سلطان حسین شرقی تھا اس پاس جو گانے شاہ ہی۔  
سلطان سکندر نے قلعہ سے تھوڑے فاصلہ چینیہ ڈالا اور سلطان حسین شرقی کو یہ خطا لکھا کہ میں  
آپ کو مجانتے چاکے بزرگ جاتا ہوں آپ کے اور سلطان بہلوں کے وہیان اپنے گذشت گذشت  
مجھے آپ نے کچھ بعادت نہیں ہے بلکہ میں آپ کا ادب کرتا ہوں اور قلعہ اور زمین جو آپ پائی ہے  
وہ ہمیشہ آپ پاس رہیں گے میں یہاں سکرشن جو گا کو سزا دینے آیا ہوں۔ اگر آپ اُسکی گوتمانی  
خود کر دیجئے تو بہتر ہے ورنہ اُسکو نکال دیجئے کہ میں اسکو وہ سزا دوں جس کا وہ سخت ہے وہ کافی  
ہے یقین ہے کہ آپ اس کی طفداری نہیں کر سکتے جب سلطان حسین شرقی پاس یہ خط پہنچا  
تو اُس نے اپنے امراء، لیاریں سے میر سید خان کو اپنی بنا کر بھیا کہ وہ سلطان سکندر کو یہ چوبی  
دمے کہ جو گا میرانو کر ہے اور تیرا باب پہلوں سپاہی تھا میں اُس سے ملزار ہاتھیں نہیں کر  
لے اُتوایک سفلہ نوٹا ہے۔ اگر تو کوئی حماقت کرے گا تو میں تھے جو تی سے بجا تے ملوار کے  
سبھا دوں گا جب سلطان سکندر نے یہ جواب سننا تو کہا کہ میں نے اُسکو چاکھا ہے اس نے  
میں اُس کا اب بھی ادب کروں گا۔ میں نے ایک کافر کی سزا کا ارادہ کیا ہے اگر وہ اُسکی مدد  
کرے گا تو مجھے مجبوراً اُپنے کرنا پڑے گا مساے سدا گواہ ہیں کہ میں شخی کی باقی نہیں بھاگتا  
خدا کی عنایت سے جس منہ سے جو تی کا لاقطہ نکلا ہے اُسی پر جو تی پڑے گی۔

سلطان سکندر نے میران سید خان سے کہا کہ آپ بھی کی او لا دیں۔ سلطان حسین کو  
عقل نی باتیں آپ کیوں نہیں سکھاتے تھے وہ اپنی احتمانہ حرکتوں کا خمیازہ نہ اٹھاتے۔ سید نے  
حوالہ دیا کہ میں اُسکا تابع ہوں جسین بات کو وہ پسند کرتا ہے میں بھی اسے پسند کرتا ہوں سلطان  
سکندر نے کہا کہ اقبال اور عقبیل آپس میں لازم ملزوم ہیں جسکا او بارہتا ہے اُنکی عقل جاتی ہے تھی ہر  
اگر خدا نے چاہا تو محل وہ بھائیکا اور تم تیر ہو کر سبکے بسا منے آؤ گے تو اُس وقت تم کو یا وائیکا  
کہ میں نے کیا کھا تھا اس لئے بھتر ہے کہ تم خود ہی اُنکو سمجھاؤ جو میں نے کہا ہے یہ کہا کر سید جو خوفت  
ہیں اور افراد کو بالا کر کہ تم نے سلطان بہلوں نے کئے ساختہ وہ نکام کئے جو بھائیوں اور خیر خواہ تباہیں کو  
کر لئے چاہیں ایسا اس سب سیکھ نعمانہ میں بھی مجھے یقین ہے کہ تمہری بھی کام کرو گے

تو بیو قوئی سے اپنے عہد و پیمان سے پہنچیا اور قلعہ کے دروازہ نکونڈ کر لیا اور اسکی پیروی ہیت خان  
حلوانی حاکم آگرہ نے جو سلطان اشرف کا تاریخ تباہی کی کہ قلعہ آگرہ میں مختص ہوا اس وقت سلطان جبنا  
کے کنارہ پہنچیہ زن ہتا چھپلیوں کا شکار کیسل رہا تھا کہ یہ خبریں اُس پاس پہنچیں اُس نے ایک جماعت  
امرا کو قلعہ آگرہ کے محاذ کے لئے چوڑا اور خود بیان میں گیا اور قلعہ بیان نما سخت محاذ کیا سلطان  
اشرف نے تھا یتھا عاجز و تنگ ہو کر اپنے تین بادشاہ کے حوالہ کیا اور قلعہ کی بھیان بادشاہ کے  
آدمیوں کو دیدیں بیٹھے یا شہزادے میں قلعہ بیان فتح ہو گیا۔ خانخانان فرمی ہیاں کا حاکم سفر ہوا  
اور اوسلطان اشرف کو گوایا رکھیٹ نکال دیا۔ بادشاہ نے دہلی میں مراجعت کی۔

## جو پورا اور پہنچنے کی طرفہ کی لڑائیاں

مہلی میں بادشاہ کو آئے ہوئے تیرہ روز ہوا تھا اور وہ چوگان کیسل رہا تھا کہ اس میں یہ خبر  
آئی کہ جو پور کے زمینداروں اور بارج گوئی رجپوتون نے چوگان کو اپنا سردار بنایا ہے اور ایک کھ  
سوار اور پیادے جمع کئے ہیں مبارک خان بھائی پھنسا کر کے اُس کوشکت دی ہے اور اسکے  
بھائی شیر خان کو مار دالا ہے۔ مبارک خان پر یاگِ رالہ آباد میں پرستی پالی کے گھاٹ سے گنگا یار  
جاتا تھا کہ اس کو رے سہید یورا جہ پٹنہ نے گرفتار کر لیا ہے۔ اور بار بک شاہ اس طائفہ کا یغلاپی یکمک  
بڑا بیچ میں دریا بادیں کالا پھاٹ پاس چلا گیا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی سلطان نے چوگان کو پہلیا  
اور خان جہاں لوڈھی کے گھر جا کر یہ ساری دہستان سنائی اُس نے کہا کہ کہانا تیا ہے اب بچہ  
وہ کہا سے اور پھر جو پور کی تیاری کیجیے سلطان نے کہا کہ میں اول منزل طے کر کے کہانا کہا وٹلا  
خوض سفر کی تیاری کی اور دسویں روز چوگان کے قریب جا پہنچا۔ سلطان سے دلوئیں باریک شاہ ملا  
اور بدیہ سلطانی سے رے سہید یورا جہ پٹنہ ایسا دبک مبارک خان کو جو اس پاس قید تھا سلطان  
کی خدمت میں ہیج دیا۔ بادشاہ ہیاں سے کاٹھ گڑھ میں گیا ہیاں کے زمیندار اس سے رٹے اور  
ہبائی گئے۔ تباہ و اودھی میں کامیاب ہئے کہ چوگان کو جب خبر ہوئی کہ سلطان سکندر کا نشکر آپو نجاح ہے تو  
سارا اپنا مال اپنے بھوٹ کر ہبائی گیا جس سلطان نے کہا کہ آگرہ بھائی تھیں تو پھر دیکھتے تو وہ کہا  
ہے کہ یہ ہبائی کے خیز ہیں جب سلطان گیا تو اہمیں اُس کے پیڑے گھیٹھے پڑے ہوئے دیکھے تو مذہب

اور اُس کو بگلے لگایا اور بہت ہی نوازش کر کے فرمایا کہ آپ تو میرے باب کی جگہ ہینا مجھے فرزندی  
میں نتیبول فرمائیے کالا پہاڑ نہایت محل ہوا اور اُس نے کہا کہ اس احسان کے عوامی میں  
میں سو اسے جان دینے کے کچھ اور اپنے پاس نہیں رکتا ہے

اُخپے دارم سریت پر کفت دست

اب مجھے نہیں اعنایت ہوتا کہ لو از م جان ن شاری بجا لا دا ان۔ بادشاہ نے اپنے گھوڑے پر  
اُس کو سور کیا اور زدہ سور اون کو لیکر اُس رنگرے لڑنے لگا جس کا پہنچ وہ خود پہ سالار  
ہتا اُس سے بادشاہ کو فتح کے لئے بڑی مدد ملی۔ جب باریک کے رنگرے نے دیکھا کہ کالا پہاڑ ہی  
آن پھسل کر رہا ہے اور اُس کی پاہ دشمن سے جاتی ہے تو وہ بھاگ نکلا۔ شاہزادہ باریک نے  
بھی بڑی بھادری و کھانی مگر جب اُس کا شکری بھاگ گیا تو ناچار وہ بدراون کو بھاگا اور اُس کی بیٹیا  
سیارک خان گرفتار ہوا سکندر نے برادر کا تعاقب کیا اور بدراون میں اپنے جاگیریا باہ، باب شاہ  
ملے ناچار ہو کر بادشاہ کی ملازمت کی بادشاہ نے اُس کا اعزاز و احترام کر کے خوش کر دیا اور  
اپنے سانحہ جو پورے گیا۔ اور وہاں کے تخت پر پہاڑا اور اُس کی خدمت میں اپنے معتمد مقرر کئے  
اور اکثر مواضع میں اپنے حکام متعین کئے اور بعض پر گئے اپنے امراء میں قیم کردے اس نظم  
کے درست بہت اول اگر باریک شاہ کے دل میں کوئی فساد آئے تو اُس کا علاج جلد ہو جائے  
دوسرے سبب یہ کہ حوالی بھار میں سلطان حسین شاہ شریفی صاحب شکر اتبک موجود ہتا دہ سر  
ذ اٹھائے۔ بیان سے وہ کالپی میں آیا۔ عظیم بھائیوں کو بیان کی حکومت نے بدیل دیا اور جو خان  
لودھی کو بیان حاکم مقرر کیا اور بیان سے وہ بکسر حجتہ آگیا بیان کے حاکم تاتار خان نے اطاعت  
کی وہ بدستو مرستقل مقرر کیا گیا۔ بیان سے قلعہ گوایا۔ کی طرف توجہ ہوئی۔ بیان کے راجہ مان  
پاس خلدت خاص اور گھوڑا خواجه محمد فرمی کے ہاتھ بھیجا راجہ بنے سلطان سکندر کی حکومت کو مان لیا  
اور نہرا۔ دار اپنے بیٹجے کے ساتھ بادشاہ کی خدمت گزاری کے بھیجے۔ اب بادشاہ بیان میں  
گیا سلطان اشرف خان حاکم بیان نے بھی اخلاص کاظمیۃ اختیار کیا اور بادشاہ کی ملازمت میں  
حضر ہوا بادشاہ بنے ذمیا کہ تم بیان کو حضور ہو اور اُسکے عوْفِریں جایلیز و چیڈ وار دہ رہہ دیکیٹ  
لیلو عمر خان شروانی کو سلطان اشرف نے ہمراہ لیا کہ قلعہ بیان کی بھیان اسکے حوالہ کرے مگر جب وہ

کہتے ہیں سریر بادشاہی پر جلوہ فرمائہوا۔ اور سلطان سکندر غازی خطاب ہوا بادشاہ نے باپ کا جنازہ دہلی بھیا اور خود علیئے خان کے سر پر چڑھا اور مغلوب کر کے اُسکا گناہ معاف کیا اور دہلی میں عراجوت کی۔ باپ کی طرح افغانون کے ساتھ برابر برادرانہ پیش آیا اور کبھی اکابر قوم کے آگے تخت پر نہیں بیٹھا۔ اُس وقت اُس کے چہ بیٹے تھے۔ ایم خان۔ جلال خان آیں خان۔ حسین خان۔ محمود خان۔ عظیم ہمایون خان اور امراء نامی ترین بستے جیسے خانجہان لوڈھی۔ احمد خان پسر غانجہان بن خان خانان فرمی۔ شیخزادہ فرمی۔ خان خانان لوچانی اعظم خان شرفاں وغیرہ۔

## سلطان سکندر کا دورہ۔ محاذات گوالیا روپیانہ

جب بادشاہ کو یہاں سب طرح سے اطمینان ہوا تو اُس نے اپنی سلطنت میں انتظام کیا۔ طے دورہ شروع کیا۔ اول وہ پرگلہ را پری میں گیا عالم خان عرف بادشاہ علاء الدین براور سلطان سکندر چندوار میں چندروز تھوڑے ہمایون اور آخر کو یہاگ کر عیسیٰ خان کے پاس پیٹالی میں گیا۔ بادشاہ سکندر نے خان خانان فرمی کو راپری میں حاکم مقرر کیا اور خود اٹاواہ میں گیا اورہ سات چینیں یہاں قبیلہ رہے اور عالم خان کو عظیم ہمایون سے توکرایپنی طرف کیا اور ولایت اٹاواہ اسکو دی اور وہاں سے پیٹالی میں یہاں کے حاکم عیسیٰ خان سے لڑنے کے لئے دوڑا کیا۔ عیسیٰ خان اُس سے لڑا اور زخمی ہو کر شکست پا لی اور عاجز ہو کر اطاعت کی مگر زخمون سے وہ زندہ نہیں۔ بادشاہ نے اپنے خند اسے بیتل خان کو اپنے بھائی بار بک بادشاہ بادشاہ جو پور پاس بھیجا تھا کہ میں آپ کی اطاعت کرتا ہوں اور خطبہ میں آپ کا نام اول پڑھوتا ہوں۔ انہیں دونوں میں بار بک بادشاہ کے ہمراہیں سے رائے کتنے سلطان سکندر کی اطاعت اختیار کی۔ بادشاہ نے پیٹالی میں اسکو حاکم مقرر کیا۔ سے بیتل خان نے بار بک پاس سے انکر کہا کہ حضور کی بات وہ نہیں مانتا بلکہ لڑنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ سلطان سکندر نے اپرٹاکرشنی کی بار بک بادشاہ یہی قنوج کو روانہ ہوا کا لاپھاڑا صکے ساتھ تھا جب شکر ایک دوہرے پاس نے ہٹکا ہے کارزار گرم ہوا تو کالا پھاڑا پیٹھے شکر کو ساتھہ لیکر سکندر کی فوج کے قلب میں حملہ آور ہوا اور فوج کے اندر گرفتار ہوا۔ چبیٹکو بادشاہ کے روپرولائے تو بادشاہ گھوڑے سے اُترے

بہت کچھ نکھلے ہم سبع بندگان خدا ہیں۔

## ذکر باوشاہی نظام خال مخاطب سلطان سکندر بن سلطان بہلوں کی تخت نشینی

جب بہلوں لوہی اس دنیا سے چل بنا تو اوسکی بی بی زیبا نے اپنے بیٹے نظام خال پاں آدمی کے ہاتھ یہ پیغام دیا ہیجا کہ اگر جلد آ جاؤ گے تو بارپکے تخت پر نیٹھ جاؤ گے اور اگر دیر کرو گئے تو رہ جاؤ گے یہاں اکثر امر اکی یہ مرضی ہے کہ باوشاہ کے سب سے بڑے بیٹے بار بکشہ کو تخت پر بھائیں اس طرفداری کا سبب یہ ہے۔ کہ اس کی ماچھانی ہے بعض امیر و نکی یہ مرضی تھی کہ باوشاہ کے پوتے اعظم ہمایوں کو تخت پر بھائیں۔ اس وقت امرا میں تخت نشینی کے باب میں جھگڑا ہوئی، رہا تھا کہ نظام خال کی بابی بی بی زیبا جو سنار کی لڑکی تھی اور نقشہ میں باوشاہ کے ساتھ تھی پر درد کے اندر سے امر اسے کہنے لگی کہ میرا بیٹا باوشاہی کی ساری بیانیں رکھتا ہے۔ تم سبکے ساتھ وہ نیک سنوکر بیگا۔ یہ سنکر عیسے خال لوہی کے سلطان بہلوں کا چھاڑا دینا تھا تھا کالی دیکھ اس بی بی سے کہنے لگا کہ سنار کی بیٹی کا لڑکا باوشاہی کے لوین نہیں ہو سکتا۔ مثل مشہور ہے کہ کار درود گراز بوزینہ راست نہیں آید۔ یہ کیوں بکر ہو سکتا ہے کہ پسر زرگر زادہ کو سلطنت دیجائے اور بار بک شاہ کو احصا لست بجا بست رکھتا ہے چھوڑ دیا جائے۔ خاندان فرمی کہ سب امرا میں زیادہ با اختیار تھا اُسے خال سے نہما کہ یہ کیا حرکت ہے کہ باوشاہ مل مرا ہے تو آج اس کی بی بی کو کالبیں دیتا ہے اسکا جواب یہ ہے خال نے یہ دیا کہ تو ایک نوکر ہے بھجے باوشاہ ہوں کے غزال افوار کے باب میں خل ریتے سے کیا تعلق ہے۔ اپر غانٹاں نے غصہ میں آنکر کہا کہ باوشاہ سکندر کا میں نوکر ہوں کسی اور کانوکر نہیں اور مجلس سے امہکر باہر آئما اور امرا جو اسکے ساتھ متفق ہے اون کو اور باوشاہ کی نفیش کو لیکر قصیہ خلائی میں چلا آیا۔ مرتبے میں باوشاہ سکندر بھی مائی طلبہ نے موافق نہوا کی طرح چلکر یہاں آن پہنچا۔ اور جو ہٹکے دن ۷ شبستان ۱۹۴۸ کو اہمراه بر سر ذکی عجز میں کابی نڈی کے کنارہ پر کسی بلند مقام نہیں کہ اسکو کوشک سلطان فیروز

مگر جو کوئی اور مسلمان جاتا اس کے ساتھ اور کھانے کھاتا۔ دوستا نہ صحبتوں ہیں وہ کبھی تخت پر نہیں بیٹھتا اور نہ اس نے رو ساکو اپنے سامنے کھڑا رہنے دیا۔ سب کو برائیر بھاٹا دریا میں بھی وہ تخت پر نہ بیٹھتا تھا بلکہ فرش پر نشست رکھتا تھا۔ اپنے امرا میں سے جب کسی کو فرمان لکھتا تو اس کو مسند عالی لکھتا۔ اگر اس سے امر انار اھن ہو جاتے تو انکے رخنی کرنے میں ایسی کوشش کرتا کہ ان کے گھروں میں جاتا اور اپنی کمر سے تلوار کھو کر انکے سامنے رکھ دیتا بلکہ بعض دفعہ اپنے سر سے پگڑی او تار کر انکے قدموں میں رکھ دیتا اور قلعوں معاف کرتا اور کہتا کہ اگر قوم مجھے با دشایہ کے قابل نہیں سمجھتے ہو تو کسی اور کو با دشاد بنالو اور مجھے کوئی اور عجیدہ وید وہ اپنے سپاہیوں اور سرداروں کے ساتھ برادرانہ طلاق خلاپ رکھتا۔ اس کی تخت نشینی سے پہلے وہی میں بیٹھاں ہیں یہ رسم تھی کہ مردہ کے سوام کو شریت۔ پان مشکر بیٹھا اور قسمیم ہوتی۔ مگر اس نے اس رسم کو ہونو غوف کر دیا اور کہا کہ حب ایک غریب پچھاں مرتا ہے تو اس کے گھر قوم کے لاکھ پچھاں آتے ہیں کس طرح وہ غریب اس رسم کو ادا کر سکتا ہے وہ بڑا شجاع تھا لڑائی کے دن جب وہ وہمن کی صورت دیکھتا تو فوراً گھوڑے پر سے اُتر کر خدا کی درگاہ میں سجدہ کرتا اور حلال کی فتح کی اور مسلمانوں کی سلامتی کی دعا مانگتا اور اپنا عجز و انکسار طاہر کرتا جس دن سے با دشاد ہوا اس پر کسی وہمن نے فتح نہیں پائی۔ ابتداء میں وہ لڑائی سے بچنا چاہتا تھا مگر حب بیدان جنگ میں جاتا تو بغیر سفر فتح حاصل کئے اُسے نہیں چھوڑتا۔ یا زخمی ہو کر چلا آتا تھا۔

یہ مشہور بات ہے کہ تخت نشینی کے اول ہفتہ میں وہ جامع مسجد میں نماز پڑھنے لگیا تو ملا فازن نے جو شہر کے بڑے ملاؤں میں سے تھا منبر پر خطبہ پڑھ کے یونچے اتراتو اس نے پکار کر کہا کہ سچان اللہ ہمارے حکام کی کہا عجیب قوم ہے۔ میں انکو نہیں جانتا کہ وہ بڑے شیطان کی ذریبات ہیں یا بڑے شیطان کے ذریبیں یا خود شیطان ہیں۔ انکی زبان عجیب و حشر یا نہ ہے کہ ما کو مور اور بھائی کو رور اور وایہ کو شور اور سپاہی کو تیز اور آدمی کو نور کہتے ہیں۔ جب وہ بڑے کہہ چکتا تو سلطان نے اپنے سنبھال کر رکھ لیا اور سکر کا رکھا کہ ملانا فازن لیں

ارادہ کیا گردہ ہی کے امراء و معاشرت میں سے کسی نے جانے کی تجویز نہ کی سلطان سکندر نے قلعے خان نے  
سلطان حسین شرقی سے جو دہلی میں مقید تھا اور اصحاب رائے میں مشہور تہامشوارہ لیا تو ان نے  
کہا کہ آپ باہر اپنے سراپرداں کیواد بیجے اور اپنے جانے کی شہرت کر دیجے اور فرکل تیاری کے  
بہاؤ میں ولون کو گزار دیجے سلطان سکندر نے اسکی تعلیم پر عمل کیا۔ باادشاہ کے مرعنے  
غلبلہ کیا۔ اور بحمد الٰہ قریب ضلع میکیٹ میں ۷۹۷ھ میں باادشاہ نے دنیا سے یہ رونک عقبہ کی  
راہ لی۔ اسکے مرتبے کی تاریخ لکھنے نے یہ کہی ہے۔

پیشقصہ و نواد و چار رفت از عالم خدی یو ملک ستان جہاں کشا بہلول

اگرچہ ملک بستاں بود لیک و فرع جل بود محال لشہیرو خنجر مصقول

سلطان بہلول ۳۳ برس ہی میں سات دن سلطنت کر گیا اور مرتبے دم تک اتنا ملک

چھوڑ گیا کہ جنماست کوہ ہمالیہ تک اور جنما کے مشرق میں بنارس تک اور اس بے مغرب میں  
بنویں گھنٹہ تک۔

## سلطان بہلول کے خصائص

تاریخ داؤدی مولفہ عبدالرشد میں سلطان بہلول کے خصائص کو امیر حبیب بیان کیا ہے کہ بے شک سلطان بہلول ایک باادشاہ تھی و شجاع اور ذہب کا حامل تھا۔ رحم و رافت اس نے عادتیں خلیل تھیں وہ احکام شرع کا پابند تھا۔ اور دیانت کے قاعدوں کے خلاف کام نہیں کرتا تھا۔ اکثر علماء و مشائخ کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور غریبین اور محجاوں کا حوال انس نے تحقیق کرتا رہتا تھا۔ اس نے سماں کو کنجی محروم نہیں کیا۔ پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ مسجدیں پڑھتا تھا وہ عدل و انصاف میں ہمہ تن ساعی رہتا تھا۔ مستغیتوں کی عرضیوں کو نو وہ خود پڑھتا تھا اور وزرا کے فیصلہ پر ان کو نہ چھوڑتا تھا۔ وہ دامن تحریر پر کار خور کرنے والا مہربان و دوست متحمل عادل تھا۔ بروپیہ اسیا بیان نے پرستے عرضی جو کچھ اس کے ہاتھ لگتا تھا اس کو وہ اپنی پاہیں تبسم کر دیتا تھا اور اپنے پاہیں کچھ نہیں رکھتا تھا۔ مجھے نے کبھی خسرہ اور جمع نہیں کیا اس نے اپنی باادشاہی خدمات یعنی کسی نمائش کے کیس۔ وہ تجوہ و خبک روشنیاں کہاتا

اُتر کر سلطانی او تاری اور خوشی کے تقارے بجا کے۔ لشکر سلطانی یہ دیکھ کر تحریر تھا کہ اسی عالت میں احمد خاں کے لشکر نے اپر ایسا بہادرانہ حملہ کیا کہ سارا لشکر شاہی بھاگ گیا۔ جب احمد خاں دیکھا کہ اس عورت کی مروانہ نہست سے اسکے لشکر کو فتح نایاں حاصل ہوئی ہے تو وہ خوشی کے مارے جامہ میں پولانہ سمایا اور جب اسے پاہیا ہے لباس میں اس عورت کو دیکھا تو اسکی کمال تعریف کی اور وہ بزار روپیہ کے جواہر عنایت کئے۔

اب شہزادہ بایزید نے بھگوڑے لشکر کو تهزادی اور وہ سرا اور لشکر ہجتا۔ اور وہ تین مردوں کو اٹکی ملک کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ لشکر آپس میں مل گئے تو انہوں نے احمد خاں کے ملک پر تاخت و تاراج شروع کی۔ احمد خاں اس سے بہت ٹرائیاں لڑا۔ مگر آخوند کا گرفتار ہوا اور قید ہستی سے رہا ہوا۔ شہزادہ بایزید یہ فتح نایاں حاصل کر کے بات کے پاس آیا۔ باپ نے اپر شاہانہ شفقت کی۔

## باودشاہ کا بھیار ہونا

ان دو واقعات کا ذکر جملہ مفترضہ کی طرح آگئیا تھا۔ اب اٹاؤہ سے آگے حال پڑھو باودشاہ اٹاؤہ سے دہلی چلا آتا تھا کہ راہ میں بیمار ہوا۔ اکثر امراض لو دی ہی یہ چاہتے تھے کہ اغذیہ ہماں یوں کو باودشاہ اپنا ولیعہ بنائے۔ یہ امرا را یہ سے قوی اور ذہنی اختیار ہو گئے تھے کہ باودشاہ کو انہی مرضی کے مانے کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ اس نے دہلی آدمی ہیجہ کر سلطان ہنگرد کو طلب کیا۔ امراء کے اس مشورہ پر باودشاہ گواہی بر عالم غار مطلع ہوا۔ وہ باودشاہ کی بے وقوفی کے سبب مال و نگاہ کا مالک تھا تو اس نے سلطان سکندر کی ما سے جو باودشاہ کے ساتھ ان مفریقی خلقی انتصواب کر کے ایک حصہ مخفی کو سلطان سکندر پاس ہیجا اور صورت حال پر مطلع کیا کہ تم جو طلب کئے گئے ہو اسکا حل مطلب یہ ہو کہ تم مقید کئے جاؤ۔ تم اپنے آنے کو لیت و لعل میں ڈال دو۔ موایک درت تک سلطان سکندر آنے میں آجھل کرتا رہا۔ امرا مخالفت نے باودشاہ ہیجنی کھانی کہ حضور کے حکم سے وہ آتا نہیں یعنی اس کی مخالفت کی دلیل ہے۔ پورا کو اس پر ایسا مختصر آیا کہ پسروں کو اسے کہا کہ اگر تو نہیں آتا تو میں آتا ہوں۔ اس پیغام سے سکندر را یہاں سرا اسیدہ ہو کر بھالے کا

بینے پر اس بیگی اور شکر کو غنیمت سے مالا مال کیا۔ پھر وہ صحرائی میں آیا۔ دو تین ہیئتے کے بعد وہ لاہور گیا اور بیان میں عشرت میں مشغول ہوا۔

اس زمانہ میں بلک سندھ کے اندر احمد خاں بھٹی بڑا صاحب اقتدار ہو گیا تھا۔ بیس ہزار سوار پاکیں بکھنا تھا وہ حاکم ملتان سے برگشته ہو گیا تھا۔ ملتان بکے حاکم نے بادشاہ کو عرض کیا۔ اشتہر بھٹی کے ملتان کے دہات کو احمد خاں بھٹی نوٹ رہا ہے اگر حضور خود تشریف آلا کر اس پلا کونہ نامیں بگے تو مجھ سے ملتان نہیں سنبھل سکے گا اور پھر سارا پنجاب لٹ جائیگا با و شاہ پہ جہر سخنگر پر بیشان خاطر ہوا۔ اور احمد خاں سے لڑنے کے لئے امراء کبار میں سے عمر خاں اور بشیرہ اور بایزید کو تیس ہزار بہا و رسواروں کے ساتھ بھیجا۔ لاہور سے یہ شکر کو ح پر کوچ کر کے ملتان پہچا اور بیان کے حاکم سے ملا جوان کا ہادی بنکر دشمن کے بلک میں لے گیا۔ احمد خاں کو اپنے اور اپنی سچاہ پر بڑا گھنٹہ تھا۔ وہ اس بادشاہی فوج کو کب خاطر میں لاتا تھا۔ اس کے مقابله کے لئے اس نے اپنے بیتھجے نورنگ خاں کو پسندیدہ ہزار سوار و پیکان بھیجا۔ نورنگ ایک عورت پر جو کمال حسینہ تھی عاشق زار تھا وہ اسکے تقدیر سیر و شکار کو بہ جاتا تھا۔ لڑائی کے دن بھی یہ معشوقة اس کے ساتھ پال تھی پر عمار نی میں سوار ہوتی۔ نورنگ خاں نے واو خاں کو دس ہزار سوار دیکر لڑنے کو بھیجا۔ دو نوں فریق اپس میں ایسے لڑے کہ خون کے دریا بہا وئے۔ آخر کو واو خاں مارا گیا اور بیکر اس کا فرار ہوا۔ جب ان بھگوڑوں نے نورنگ خاں کو اس جان سے مطلع کیا تو ناچار اپنی معشوقة سے بصد حسرت و افسوس رخصت ہو کر لڑنے کے لئے روانہ ہوا اور بیہد ان جنگیں ایسی شجاعت دکھائیں کہ تلوار سے سواروں کو دو پیکر کر کے زین سے زین پر گوایا۔ مگر آخر کو زبور کی گولی نے اسے بھی وینیا سے آڑا دیا۔ جب نورنگ خاں کی شاونی ابکی معشوقة کو پہنچی تو وہ اپنے غرم مردا نے آما وہ جنگ ہوئی اور اپنے تین مسلح کیا سار پر خود لگا کیا کر میں ترکش کسیا اور نورنگ خاں کے لشکر میں جا پہنچی۔ اس نے اپنے بھائی کو صلاح بتائی کہ ساہ نے لشکر کو بیمری سلانی کے لئے بھیجے اور شہر برلن کے احمد خاں کا بیٹا ۶ یا ۷ جس منکریہ و محن جانے کے ہٹنے لشکر کا سر دید جو اعلیٰ طھا اسکو گشته نہیں کیا۔ چنانچہ لشکر نے گلوہ پر زبردست

شہزادہ عالم خاں کو اور بہرائچ اپنے بھاٹے نے شیخ محمد فرمی مشہور کالا پہاڑ کو اور لکھنؤ و کالپنی اپنے پونتے اعظم ہمایوں بن خواجہ بایزید کو۔ پادوں خاں جہاں کو کہ امیروں میں معتذ تھا اور سبتوں خوشی بھی رکھتا تھا۔ دہلی اور میان و آب کا بہت سامنک شہزادہ نظام خاں (سلطان سُکندر) کو عنایت کیا اور ولی عہد اپنایا۔

جونپور کی قلعے کے بعد بادشاہ وس بڑن تک زندہ رہا۔ گواہ عرصہ میں گوالیار گیا اور وہاں کے راجہ مان نے اسی لاکھنؤ پیشگش میں وسے۔ بادشاہ نے گوالیار اسی کو دیدیا۔ پھر اماموہ میں آیا یہاں رائے سُکندر پسر اجہ رائے دید و (رائے داوند) کو بدل دیا۔

## اووپور کے رانے سے اور احمد خاں بھٹی سے سلطان بہلوں کی لڑائی

یہ دو واقعات تاریخ سلطانین افغانیہ مصنفہ احمد یادگار سے تقلی ہوتے ہیں اُن کا ذکر ارتقا یخوں میں نہیں دیکھا گیا ہے ڈوڑا جستان کی تاریخ میں رانا کی لڑائی کا اتنا پتا چلتا ہے کہ میسور اڑ کو اپنی شمالی سرحد کے لئے لوہیوں کے خاندان سے لڑنا پڑا۔

جونپور کی قلعے سے کچھ مدت بعد سلطان بہلوں رائے پور کے رانے سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ اجہیں ریس جا کر ڈیرے خیمے جمائے اور لشکر جرار جمع کیا۔ رائے پور میں رانا کا بھاٹا جما چترسال دہن ہزار سوار لئے ہوئے موجود تھا۔ اُسکی طرف قطب خاں نے لڑنے کے لئے پیش قدمی کی۔ اول لڑائی میں لشکر شاہی کو ہندوؤں نے قیچھے ہٹا دیا اور بہت سے افغانوں کو مار ڈالا۔ مگر آخر کو قطب خاں اور خانجہار فرمی نے لڑائی میں ایسی جان لڑائی کہ ملوا را اور کٹار سے لڑنے کی نوبت آئی اور ہندوؤں نے شکست فاحش پائی چترسال مارا گیا۔ استقدام ہندوؤں لڑائی میں مارے گئے کہ انکے سروں کے چھتے سے ایک میانہ بن گیا۔ اور ان کا خون بہنے لگا پاچ یا چھ ماہ تھی اور چالیس گھنٹے اور بہت سی غنیمت ماتھے گئی۔ اور رانا کی فوج سب بھاگ گئی۔ پھر رانا نے صلح کر لی۔ اودے پور میں نمازیں پڑھی گئیں اور سبلہان کے نام کا سکہ جاری ہوا۔

بعد ازاں سلطان اپنی سپاہ منصور کو مون کھا میں سے گیا اور بیباٹے ملک کو بالکل لوٹ مار کر

اور اس خیطہ کو کہ مدتوب سے با دشایاں دہلی نے تصرف نے نکل گیا تھا تھی خیر کر کے مبارک خان  
لو عائی کے حوالہ کیا اور قطب خاں لو دہی اور اور سرداروں کو قصیدہ منجھولی میں چھوڑا اور خود  
بہلول میں آیا۔ سلطان حسین شاہ یہ فرصت پا کر جمیعت تمام کے ساتھ جونپور میں آیا سلطان  
بہلول کے امراء جونپور کو چھوڑ کر منجھولی میں قطب خاں کے پاس چلے گئے سلطان  
حسین شاہ سے قطب خاں جب تک اسکی دولت خواہی کی باتیں بناتارہا اور انکو  
دہلوں میں رکھا کرنے کا نہ پہنچی۔ جب سلطان بہلول کو یہ خبر ہوئی تو وہ موضع ہلدی تیز  
آیا۔ یہاں قطب خاں لو دہی نے اپنے چڑازاد بہائی کے مرنے کی خبر سی تو وہ کچھہ مراسم ماتھم  
کے ادا کرنے کے لئے ہمیرا اور پیر وہ جونپور گیا اور سلطان حسین شر قیمی کو دور تک بھکایا  
اور پھر از سر نوجونپور کو تحریر کیا اور اپنے بیٹے بار بیک کو شاہی شر قیمی کے تخت پر بٹھایا  
خود کا لپی جا کر اس پر متصرف ہوا۔ اور یہاں اپنے پوتے خواجه عظیم ہمایوں بن خواجہ  
با یغیرہ کو یہ ملک حوالہ کیا اور خود چند وارہ کی راہ سے دہلوں پور گیا۔ یہاں کے راجہ  
بنے چند من طلا پیش کش میں دیا۔ اور تابعین کے سلسلے میں تنظیم ہوا۔ یہاں سے با دشایا  
الیور میں کہ رختہ بنیور کے توابع میں سے ہے گیا اور اس کو تاخت و نثار اج کر کے دہلی  
میں مظفہ و منصور آیا۔

سلطان بہلول کی ۱۴۵۲ء سے شاہ جونپور سے لڑائی شروع ہوئی اور چھپتیں برس  
دو نوں کے لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں اس میان میں کبھی بھی تھوڑے دنوں کے لئے صلح  
بھی جو قابلِ اعتبار نہ تھی ہوتی رہی۔ اور دو نوں با دشایاں کے سلسلے میں تنظیم ہوا۔ یہاں سے با دشایا  
بچلے گئے۔ دسکی سلطنت کا سارا عہد اس لڑائی میں مصروف ہوا اور اس طوں طویل لڑائی کا  
اجرام یہ ہوا کہ ۱۴۵۴ء میں جونپور فتح ہو کر ہمیشہ کے لئے دہلی کی سلطنت کا تابع ہو گیا۔

## ملک کی تقدیم

با دشایاں ہم ہو گیا تھا۔ جو اس اور قوایں ضعفت ہاگیا تھا اب گئے اپنے ملک کو اپنے فرزندوں اور  
خونیشوں میں اس طرح تقدیم کیا کہ جونپور قوشہ زادہ بار بیک کو دیا جسکا اپر بیان بہوا اور کڑھے مانک پور

خان جہاں کے مرنے کی خبر آئی سلطان نے اسکے بیٹے کو خان جہاں کا خطاب پیدا کی جگہ مقرر کر دیا اور پھر خود را پری میں آیا۔ سلطان حسین کے سر برپنچا۔ اب ایک سخت لڑائی ہوئی جسیں پھر حسین شاہ کو شکست ہوئی اور جہنا پار قرار ہوا اس سے اس کو ہنایت غسم ہوا کہ اس کے سارے اہل و عیال دریا میں عرق ہو کر مر گئے۔ وہ اس خستہ حالی میں گوا لیار اس نظر سے آیا کہ جونپور جانے والا میں قوم مجددیوں نے اُس کا سارا لشکر بلوٹ لیا جب وہ گوا لیار میں آیا تو ہیاں کاراجہ رائے کرن اس کے ساتھ خادمانہ پیش کیا کہی لامکہ ٹنک لفڑ دیتھے و سراپر دے وفیل و اسپ پیش کش میں میر دلت خواہوں کے نہروں میں داخل ہوا اور کالپی تک مشایعت کی۔ اسی حال میں سلطان بہلول اٹا وہ میں داخل ہوا اب راہیم خان سلطان حسین شاہ وہیت خان عرف گرگ انداز اٹا وہ میں مستحق ہوئے تین روز لڑائی ہوئی آخر انہوں نے امان مانگی اور اٹا وہ حوالہ کیا سلطان بہلول نے براہم غما لو حان کو اٹا وہ کی حکومت پسروکی اور اٹا وہ کے کچھ پر گئے رائے واوند کو دے اور خود ایک لشکر گراں سے ساتھ حسین شاہ کے تعاقب میں چلا اور کالپی کے علاقہ میں موضع راگان نو میں پہنچا تو جہنا کے کنارہ پر سے سلطان حسین لرنے آیا اور چند ہنیتے تک ٹرائیاں ہوئیں تب دریا جہنا دونوں لشکروں کے درمیاں حائل تھا کہ اس انسان میں رائے تلوک چند حاکم و لائیت کالپی سلطان بہلول پاس آیا اور دریا مگنگا کے پایا ب مقام سے لشکر اٹا کر سلطان حسین شاہ سے راستے کے سے گیا۔ سلطان حسین شاہ کا حال تباہ تھا۔ اس میں تاب مقابلہ کیاں تھیں وہ پٹنہ کو بھاگ گیا۔ پٹنہ کے راجہ نے اسکے ساتھ سلوک ہنایت آہیت سے کیا۔ کئی لامکہ ٹنک لفڑ دھوڑے ہاتھی پٹنکش میں دے اور فوج بھی ہمراہ کی اور جونپور تک مشایعت کی سلطان بہلول نے تعاقب کیا اور جونپور کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان حسین شاہ جونپور چھوڑ کر ہٹڑا بچ کی راہ سے قونج میں آیا۔ با دشہ بہلول بھی قونج کی طرف گیا۔ آب بہب (کالی ندی) پر دو فریق میں آئیں حرب از وحشتہ ہوئی اور سلطان حسین کو ہریت ہوئی ہریت پانا اسکا ایک امر طبعی ہو گیا تھا۔ جسم و اسہاب امارت شاہی لوہیوں کے ہاتھ آئے بعد اس فتح کے سلطان نے لشکر کو ترتیب و یکروں لایت جونپور کی تحریر کے لئے ہریت کی

لیکر دہلی کی طرف منتوج ہوا۔ شہنشاہ میں دریائے جمنا پر گذر کر کجھ کے قریب اُنزا سلطان بہلول  
 اس وقت سرہندر میں تھا وہاں یہ خبر اس نے سنی۔ حسین خاں پسر خاںہماں کو پیر ٹھروانہ کیا  
 اور خود دہلی میں آیا۔ طفین میں ایک مدت تک روزگار کارزار میں گزرا۔ لشکر شہنشاہی کثرت  
 کے سبب بے کمال غدیر رکھتا تھا۔ قطب خاں بوہی نے سلطان حسین شاہ شرقی کی خدمت  
 میں آؤنی تھی جبکہ یہ پیغام دیا کہ میں جب جنپور میں مقید تھا تو میں بی راجی نے مجھے پر طرح طروح  
 کی جسہ ربانیاں کنیں تھیں میں ان کا ہایتہ نہیں ہوں آپ کو یہ صلاح دیتا ہوں کہ صالح  
 کرنے کے مراجحت فرمائیے۔ اور فرست میں خوشیاں منایئے۔ اور دریائے گنگ کا اعلف  
 کا ملک اپنے تصرف میں رکھئے اور دریائے گنگ کے اُن طرف کا ملک سلطان بہلول کو  
 چھوڑ دیجئے۔ الغرض اس وساطت سے طفین راضی ہو گئے۔ نزاع بطرف ہوا۔ صالح کے  
 اعتماد پر سلطان شرقی نے اپنی بھیہ زینگاہ پر تال چھوڑ کر کوچ کیا۔ سلطان بہلول کو یہ  
 خوبصورت ملا اس نے تعاقب کیا اور شاہ شرقی کے لشکر کو خوب دُننا۔ اور کچھ خزانہ وہ باب  
 تنفسہ جو گھوڑے ناٹھیوں پر لدا ہوا تھا ان میں سے ایک حصہ اس کے ہاتھ لگا اور  
 تیس چالیس امراء شہنشاہی کو اسیر کیا۔ جنہیں قاضی سما، الدین۔ قلعخ خاں وزیر اعظم کہ اعلم العلما، وقت  
 تھا مورملک نائب عرض اور ہوا وہ بہت سے امیر تھے۔ اور ملکہ جہاں جو حسین شاہ کی زوجہ اول تھی  
 گرفتار ہو گئی۔ سلطان بہلول نے قلعخ خاں کو تو قید کر کے قطب خاں کے حوالہ کیا اور ملکہ جہاں  
 کو واپسے منتظر خواجه سر اول کے ساتھ اس کے خاوند کے پاس پہنچا دیا۔ پھر وہ خود آگے بڑا  
 اور لیعن پر گذشت مثل کنبل و پیٹیاں و تمدن آباد و سکیت و مارہرہ و جالیسروں کوں پر جلدی مرفت  
 ہجا اور پھر گذشت میں ایک اپنا شقدار مقرر کیا۔ جب تعاقب اپنی حد سے گزر گیا تو سلطان حسین شرقی  
 موضع رام پنجہ (پنج وارن) پر پہنچا۔ یہاں اُس نے مقابله کا ارادہ کیا اور آخر صالح یوں  
 قرار پائی کہ دونوں بادشاہ زپنی سلطنت کو قیدی سرحدوں میں قائم رکھیں۔ سلطان حسین شرقی  
 را پری میں گیا اور سلطان بہلول دہلی میں آیا۔ پھر ایک مدت کے بعد سلطان حسین شرقی کو  
 شکست ہوئی اور اس کا مال و اسباب بہت کچھ لو دیوں پر کھا ہاتھ لگا جس سے انکی قوت کثافت  
 زیادہ ہو گئی۔ جب سلطان حسین را پری میں گیا تو سلطان بہلول ہو ضبط دھونا نہیں پہنچا کہ

فاختخانہ نے جو بادشاہ کے امر اکبار میں سے تھا احمد خاں کو تجویز کرایا تین سال  
 گزرنے کے بعد امادہ پر حسین شاہ شرقی نے دہاوا کیا اور دہاں کے حاکم کو جو سلطان بہلول  
 کی طرف سے نہاد ملاسا دیکھ رکھ سے اٹاواہے لیا۔ احمد خاں میواتی اور رستم خاں حاکم  
 کوں کوئی اس نے اپنی طرف کر لیا۔ اور احمد خاں علوانی حاکم بیانہ کو اپنے وائدوں پر ایسا  
 فلسفتہ کیا کہ اس نے بیانہ میں اس کے نام تھا خطبہ پڑھوایا اور پھر خود حسین شاہ ایک لاکھ  
 سوار اور ایک ہزار فیل لیکر اٹاواہے سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان بہلول باوجود ان حالت  
 کے کچھ نہیں گھیرا یا اور لڑنے کے لئے استقبال کیا اور بھٹوارہ یامٹی وارہ میں لشکروں میں قرب  
 بعد سے مبدل ہو گیا ایک مدت تک دونوں لشکر برا پر پڑے رہے۔ خاں جہاں نے دریا میں  
 پڑک رکھ رہیں میں صلح کر دی۔ اور دونوں اپنے اپنے مقام پر چلے گئے۔ تھوڑی مدت کے  
 بعد سلطان بہلول پر حسین شاہ نے لفظ عہد کر کے لشکر کشی کی۔ سلطان بہلول نے دہلی  
 سے بھکر رکھنے والے (سرائے لشکر) پر چند مرتبے چھپڑ جہاڑ کی پھر دونوں بادشاہوں میں صلح  
 ہو گئی۔ سلطان حسین اٹاواہے میں اور سلطان بہلول دہلی چلے گئے۔ انہیں دونوں اٹاواہے  
 میں اور سلطان حسین شاہ شرقی کی والدہ بی بی راجی نے وفات پائی اور راجہ  
 گوالیار اور قطب خاں لوڈی چند وار سے تغزیت کو حسین شاہ شرقی پاس گئے جب قطب خاں  
 نے دیکھا کہ حسین شاہ کو سخت محاصرت شاہ بہلول کے ساتھ ہے تو اس نے خوشامدگی باشیں  
 بنانی شروع کیں کہ بہلول تو آپ کے نوکروں کی مانند ہے بہلواہ آپ کی برابری کیا کر سکتا ہے  
 اور میں عجیب دہلی تک ملک کو آپ کے لئے فتح نہ کرنے کا قرار اور آرام نہ دوں گا۔ ایسے نطافت محل سے  
 حسین شاہ شرقی سے قطب خاں خدمت ہو کر سلطان بہلول کی خدمت میں آیا اور اس سے  
 کہا کہ جیلہ اور تدبیر سے میں حسین شاہ شرقی کے پنج سے بیچکر آیا ہوں وہ آپ کا سخت دشمن بناں  
 ہے آپ کو اپنا فلک رکھنا چاہیے۔ انہیں دونوں میں بداؤں میں سلطان علاء الدین نبیرو خضر خاں کو  
 انتقال ہوا اٹاواہے سلطان حسین شاہ تغزیت کے لئے بداؤں میں آیا۔ مہر اتم تغزیت کے ادا  
 کرنے کے بعد یعنی قطب سے کی کہ سلطان علاء الدین کے پیٹھے سے بداؤں پیش کیا گیا  
 اور سغل تین چار مبارک خاں پرستا تارخاں حاکم سنبھل کر تقبید کر لیا اور جبکہ سما لشکر اور بڑا رہنمی

ان واقعیات کا حال مفصل ہم تاریخ سلطان چونپورتیں تحریر کرئیں گے سلطان حسین شاہ جب تخت سلطنت پرستشل ہو گیا تو اُس نے سلطان بہلول سے اس شرط پر صحیح کوئی کہ برداشت شاہ اپنے اپنے ملک میں فراز دی کرنے اور چار سال ناک کوئی ایک دوسرے کام فرم ہو سلطان حسین شاہ نے بعد صلح کے قطب خاں کو خفعت اور اب پا و شمشیر دیکھ با غزال سلطان بہلول پاس یہیدیا۔ اور اسی لمحے سلطان بہلول نے بھی شاہزادہ جلال خاں کو سلطان حسین خاں پاس یہیدیا۔

جب صلح کی دلت میونٹ و قضی ہوئی اسکے پچھے دونوں بعد سلطان بہلول ولی ستم آبادیں گیا اور کوئی جوان خاں سے لیکر دوبارہ رائے کرن کو دیدیا۔ اور رائے پر تراپ جس کا ذکر ہے ہو چکا ہے کہ وہ باو شاہ نے یگدکر سلطان حسین شرقی پاس چلا گیا تھا وہ قطب خاں کی تحریک سے باو شاہ کا طرف اڑ ہو گیا۔ اس کے بیٹے ترسنگھ کو وہ علم اور نقارہ جو باو شاہ نے دریا خاں سے چھینا تھا دیدیا۔ یہ علم اور نقارہ اس زمانہ میں سرداری و سروری کا اشتان باو شاہ کی طرف سے سمجھا جاتا تھا۔ اس عداوت سے دریا خاں نے ایک موقع پا کر نرسنگھ دیو کو قتل کر دا ل۔ اس سبب سے چین خاں و مبارز خاں آپس میں سازش کر کے شاہ شرقی سے جامی سلطان بہلول نے ویکھا کہ چھینی نتاپ مقاومت نہیں ہے وہی چلا آیا پہنچ روز بعد حاکم ملکان کی بناوت اور ملکت بخوبی کی پڑھی کے سبب سے سلطان بہلول ولی سے اس جانب کو روشنہ ہوا اور قطب خاں لو دی اور خان چہاں کو اپنا نامہ ہلی میں مقرر کیا۔ اشنا و راہ ہی میں اس نے بنائے کہ حسین شاہ شرقی جنگی پامنی اور ایک آرائیہ لشکر لیکر ولی بے قصہ سے چلا آتا ہے۔ ناچار ہفت جلد المیا پھر اور پنجا بک آشنا کو قطب خاں لو دی اور خان چہاں کے حوالہ کیا اور شمن سے لڑنے کے لئے استقبال کیا و موضع پہنچ دار میں دلو لشکر و نکی سڑت پھیڑ ہوئی اور سوات روز تک ہنگامہ گیر و دار خوب گرم رہا۔ اس اشنا میں سلطان حسین شاہ سے احمد خاں میواتی و سرکم خاں حاکم کوں جانیے اور تار خاں لو دی نے سلطان بہلول سے موافقت کی۔ جب معز کہ جمال وقتان کو طول ہوا تو اعیان دولت کی سی سے بہ امیر قرار پایا گل و دونوں باو شاہ تین سال ناک اپنے لگوں پر قافی رہیں اور مجاہمت نہ کریں۔ چیز یہ انتظام ہو گیا تو سلطان بہلول ولی میں لکھی اور جنگی انتظاموں میں تین بڑیں تک پھر و فرہا۔ اور احمد خاں میواتی بے خویں شاہ سے مل گیا تھا لڑنے گیا انگر جب میواتی میں پہنچا تو ز

سلطان بہلول کا جانب ارتحا مگر اس کو خالیہ یکھد اس کا طرف اڑ ہو گیا۔ محمد شاہ نزل پر نزل کرتا ہوا پہنچا اور اسکے قریب سلطان بہلول پر گئے رپری میں تھم ہوا۔ دونوں یادشاہیوں کے لشکروں میں کچھ دنوں لڑائی ہوتی رہی۔ محمد شاہ نے اپنے بھائی حسن شاہ کو قتل کرادیا۔ اسکا بیان سلاطین جونپور کی تاریخ میں ہو گا۔ اس قتل کے معا ملات محمد شاہ کے روابط پیش ہی ہتے کہ اسکے چھوٹے بھائی حسین خان نے سلطان شاہ اور جلال خاں ابودینی کو یہجا کر وہ محمد شاہ کو اطلاع کریں کہ سلطان بہلول کا ارادہ اسکے لشکر پر شب خون مارنے کا ہے تیس ہزار سوار اور میں ہاتھی اس مقصد کے لئے جھرنہ کے کنارہ پر آن پہنچے ہیں۔

محمد شاہ نے پہنچنے کا ایک دستہ اس لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ شاہزادہ حسین خاں یہ چاہتا ہوا کہ میں اپنے بھائی شہزادہ جلال خاں کو ہمراہ لے لوں اس لئے اس کے پلانے کو آدمی پہنچا۔ لیکن سلطان شاہ نے کہا جلال خاں چیچھے آجائیں گا اس کے لئے توقف کرنا کیا ضرور ہے۔ پس دونوں دشمن کی طرف چلے۔ پہاں پہ ہوا کہ سلطان بہلول کا لشکر بھی دشمن کی لشکر کے ان لفقل و حرمت کے لئے آمادہ ہوا تھا۔ جب شہزادہ جلال خاں بھائی کے بلانے سے محمد شاہ کے لشکر سے جدا ہو کر جھرنہ کی طرف چلا تو وہ سلطان بہلول کے سپاہیوں نے اسے گکھ لیا اور اپنے سلطان کے رویر والا نے تو وہ اس کو ایک لطیفہ خوبی قطب خاں کی سلامتی کے لئے سمجھا اور اس نے اس کو بطور اولن کے قطب خاں کے زندہ رہنے کیلئے قید میں رکھا۔ حسین خاں نے جب اپنے بھائی جلال خاں کے قید ہونے کا حال سن لتو وہ محمد شاہ کے خوف کے مارے جو نپور بھاگ گیا۔ محمد شاہ یہ دیکھ کر کہ ایک بھائی قید ہوا اور دوسرا بھاگ اس کو یہ خوف ہوا کہ معلوم نہیں کہ بھائی جو نپور میں جا کر سارستے نگر میں کیا فساد برپا کرے اس خوف کے مارے وہ سلطان کا پتاقا بلہ نہ کر سکا اور فتوح کو چلایا۔ سلطان بہلول نے اس کا تعاقب گنگانک کیا مگر وہ اس سے کہ لشکر کی بیہن بیگناہ کو کچھ بلوٹ کر اور اس سے کچھ بیہن ہاتھی گھوڑے چھین کر اس اسادہ چلا آیا۔

حسین خاں شاہ نے یہ جو نپور میں پہنچا۔ وہاں جا کر مستقل پادشاہ ہو گیا اور محمد شاہ مارا گیا

امراو کبارین سے تھا مگر اُب سے رجیور ہو کر سلطان محمود شاہ شرقی کا آگیا تھا جس نے تمیں آباد میں آئے حاکم مقرر کر دیا تھا۔ اس صلح کے بعد سلطان محمود شاہ تو جونپور کو روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے وقت عصین پر جونا خاں کو فرمان لکھا کہ رائے کرن کو وہ تمیں آباد حوالہ کرے اور خود پاہنچلا جائے۔ جونا خاں نے اس فرمان کی اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے جو تمیں آباد نکا قبیلہ اور شہر دہ نوبی جونا خاں سے لیکر رائے کرن کے حوالہ کئے کہ وہ ہن فوج کا انتظام کرے بھیت سلطان محمود شاہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے عدو پیمان سے پیشان و مخافت ہو کر پھر سلطان بہلول سے ٹرنے کو چلا آیا۔ تمیں آباد میں دونوبیں اشکر روپ رہا۔ قطب خاں لوڈی اور دریا خاں لوڈی نے اشکر شرقی پر پیشخون مارا مگر اتفاق یہ ہوا کہ قطب خاں کے گھوڑے نے ایسی ٹھوکر لھانی کہ زین سے بین پر آیا اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتا رہوا۔ محمود شاہ نے اسے جونپور روانہ کیا اور وہاں قید میں رکھا رائے کرن قلعہ تمیں آباد بگرامو تھا اسکی گماں کے لئے سلطان بہلول نے شاہزادہ جذل خاں اور شہزادہ سکندر و عماد الملک کو منعین کیا اور خود محمود شاہ سے ٹرنے لگیا۔ اس اثناء میں محمود شاہ کو پیاری نئے ستر مرگ پر ملایا۔ اسکا بیٹا بھیکن خاں باپ کا جائشین ہوا۔ اور محمود شاہ اس کا لقیت ہوا۔ انکی ماں بی راجبی بڑی داشمند عاقله تھی اسکی حسن تدبیر سے یا امر اگر فرزانگی سے ان دنوں بادشاہوں میں اس شرط پر صلح ہو گئی کہ سلطان محمود شاہ کے ملک پر محمد شاہ حکومت کرے اور سلطان بہلول اپنے ملک پر۔ بعد اس صلح کے محمد شاہ جونپور گیا۔ سلطان بہلول دہلی کی طرف روانہ ہوا کہ ابھی وہ دار اسلام نتیں پہنچنے میں پایا تھا اسکی تکشیں خازن کا یہ پیغام آیا کہ تم جب تک یہرے سنگے بھائی قطب خاں کو شاہ شرقی کے زندگی میں پر خواپ آرام حرام ہے اگر ابستے نچھاؤ گے تو مجھے بھی زندگی پاون گے۔ بھلا اس محبتی ملکہ کا پیغام کب خالی جاسکتا تھا پادشاہ کا دل اُس سے ایسا ہتھاڑ ہوا کہ دہلی جاتا تھا یا اللہ محمد شاہ سے ٹرنے کے لئے پھر۔ محمد شاہ کو بھی اسکی خبر لگی تو وہ بھی سلطان بہلول سے ٹرنے کے لئے آمادہ پہنچ گر جو نیز سنتے روانہ ہوا۔ شخص آباد میں پہنچا۔ نہماں سے راثا کرن کو جو سلطان بہلول کی طرف سے پناہم و حاکم تھا نکال بایکر کیا اور یہی طرف سے پہر جونا خاں کو بھاں حاکم مقبرہ کیا۔ رب اے پڑا بہ پہنچ

جب سلطان بہلول کو یہ فتح لفیض ہوئی تو اُس نے دہلی کے تخت پر اپنے تین مستقل کیا اور اپنی حکمرانی کے احکام کے لئے دورہ کیا اور کل ملک پر سلطنت ہوئی نکل لئیہ تدبیر کی کی اول میوات میں گیا احمد خاں میوقتی حاکم میوات نے اطاعت قبول کی سلطان نے احمد خاں کی یہ سیاست پر گئے بنکال کر باقی ایکی روایت اسی کو دیدی۔ احمد خاں نے پسند چھا مبارک خاں کو مقبرہ کیا کہ وہ ہی شہزادہ پادشاہ کے دربار میں حاضر رہا کرے میوات کے برلن میں سلطان آیا۔ یہاں روایتی حاکم سنجھ حاضر ہوا اور اطاعت قبول کی اور اپنے سات پر گئے پادشاہ کی نذر کیے یہاں سے سلطان کوں میں آیا یہاں نکلے حاکم عینی خاں کو پیشہ اطلب سابت بجاں رکھا یہاں نے پرمان آباد میں آیا تو سکیست کا حاکم مبارک خاں لو عانی فرمان بنداری کے لئے بیان حاضر ہوا وہ بھی اپنی جاگیر پر بدستور سابون مستقل مقرر ہوا اور لئے پر تاب سنگ کو بھوئیں گا (تو دل جھوٹا جانو) عنایت ہوا وہ اس نواحیں زمینداروں کا سروار تھا۔ یہاں نے چھڑہ قلعہ را پری اور چند داریں آیا۔ قطب خاں پسرین خاں جو راپری میں حکمران تھا وہ مقابلہ کے ملنے کا ہوا۔ مگر قلعہ را پری جلد فتح ہو گیا۔ خاں بجاں نے قطب خاں سے قول قرار کئے اور اسکو پادشاہ کے روبرو لاپایا۔ پادشاہ نے اسکو اپنے اقطاع پر بجاں کر دیا۔ پھر سلطان اٹاوا میں آیا یہاں کے حکم نے اطاعت قبول کی سلطان نے ایکی جاگیر میں بھی کچھ تغیرتیں کیا۔

## سلطان بہلول کی لڑائی سلطانی شرقی سے

ان دونوں میں پھر سلطان محمد شرقی اپنی بیوی ملکہ جماں کے اغوا سے لشکر جمع کر کے امداد کے نواحی میں سلطان بہلول سے لڑنکو آمود ہوا۔ اول روز دو نوں لشکر نہیں ریائی شروع ہوئی مگر دوسرے روز قطب خاں اور رائے پر نابکے وسطہ سے ان پسندیدہ شارط پر طفیل میں صلح ہو گئی کہ جو ملک سید مبارک شاہ سابت سلطان دہلی کے قبضہ میں تھا۔ اپنے بہلول شاہ حکمران ہے اور جو ملک سلطان ابراہیم سابت پادشاہ جنپور پاس تھا وہ سلطان محمد کے قبضہ میں ہے۔

سات ماہی بوجفتح خاں سے لپڑنے میں سلطان بہلول کے ہاتھ آئے سہی وہ اُسے واپس کر دے جائیں۔ شمس آیاد بھی سلطان بہلول کے ہاتھ سے سمجھا جائے اور جننا خاں جو محمد شاہ شرقی کی طرف سے دیاں حاکم ہے وہ اسنلو سلطان بہلول کو حوالہ کر دے۔ پہنچا خاں پہلے سلطان بہلول کے

جنے تھے کہ بیکا محاصرہ کر کھا لختا اور اس سے درخواست کی کہ مجھے خلوت میں کچھ عزم کرنا ہے جو ریا خان نے پانے نوکر دل کو باہر کر دیا تو خلوت میں سید صاحب سنتے خان فراحتی یہ پوچھا کہ محمود شاہ سے پہنچا کیا تھا تو اُنہے کہا کہ کچھ نہیں میں اُسکا نوکر ہوں۔ پھر اُنہے پوچھا کہ سلطان بہلول سے آپکا کیا رشتہ ہے۔ اُنسے کہا کہ وہ بھی لو دی ہے اور میں بھی لو دی جوں۔ سید نے اُسکے آگے کچھیاں رکھ دیں اور کہا کہ اپنی ماہینوں کے ناموں کا رکھنا آپکا کام ہے۔ اس پر دریا خان سے کہا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس مارا نجت ہی کا پاس مجھے تھا کہ تباہ قلعہ کے لیئے میں نہیں تباہ نہیں تھا۔ سلطان بہلول نے آنے میں بڑی تاخیر کی ہے بالتعلیم تو کنجیاں آپ لیجاتے ہیں اور منتظر رہتے ہیں کہ میں آپ کے حق میں کیا کرتا ہوں۔

سلطان محمود پاس دریا خان گیا اور کنجیوں نے یعنی دینے کا حال بیان کیا اور اسکے ساتھ ہم کا لفڑا ہے سلطان بہلول دہلی کو لشکر عظیم نے چلا آتا ہے اسلئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی طرف توجہ کی جائے اگر جو کو مغلوب کر لیا تو دہلی خود بخود مان لے آ جائیگی۔ حضور مجھے اوفتح خاں ہروی کو بہلول سے نظر دینکے لئے بیحیدت تھے کہ ہم اسکو پانی پہت میں جا کر زوک لیں جو محمود شاہ کو یہ مشورہ پسند آیا اور میں بزرار بیجاہا درجہ پاں جنگی پال تھی دیکھ رکھو بہلول سے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ بہلول اس وقت پانی پت سے ۲ گے پڑھ کر زیلہ میں آگی تھا۔ برات کو محمود کے لشکرنے والوں کے دو کوں دے اپنے جیسے ڈیرے ڈالے جسرا تین لیٹکر پہنچا ہو دو فدائی شکریں سنبیل۔ اونٹ۔ گھوٹے دھمن لیگے۔ دوسرا دن دلوں شکریوں میں لڑائی شروع ہوئی۔ سلطان بہلول کے لشکر چودہ بزرار سوار تھے۔ قطب خاں لوہی پر اسلام خاں ایسا فاد راندا تیر مدار از تھا کہ جس پا تھی کے تیر راندا وہ لڑائی سے الٹا بھاگتا۔ دریا خاں جو تم جنگ کھا جب سماں آیا تو سید خاں نے پہنچا کر کہا کہ تیری ماہینیں تو دہلی کے قلعہ میں گھری تھیں میں تجھے یہ کی لایت ہی کہ بیکا نوئی طرف سے یک انوکھے بساتھ جنگ لیں سمجھ کرتا ہو اور اپنے ناموں کی حفاظت نہیں کرتا پسکرد ریا خان نے کہا کہ میں اُنلٹا جاتا ہوں تو تم میرا قابو نہیں کرنا۔ پس دریا خاں نے لڑائی سے ہمہ پھیرا کر اوفتح خاں ہروی نے شکست پای اور وہ گرفتار ہو گیا۔ رائے کرن نے اسکا نہ کاٹ لیا کہ اسکے بھائی پچھورا کو اوفتح خاں نے قتل کیا تھا۔ پس سلطان پہا آیا۔ اس شکست بکے بعد محمود شاہ شرقی میں لڑائی کی تاب نہیں ہوئی وہ جو پیور جلا گیا۔

## سلطان بہلول نے اوفورہ انتظام کے لئے

دیسا پنوجو دیں تھا اور دہلی میں خواجه پا یزید اور شاہ سکندر شروع ان اور اسلام خال کی بیوی متونے  
تام اہل دعیاں افغانوں کو لیکر قلعہ دہلی میں پناہی۔ ان کے پاس آدنی خودتے تھے اس لئے  
بیوی متونے عورتوں کو مردانہ لیاں پہن کر مردوں کی شکل بڑا لی اور یوں مردوں کی تعداد کو  
زیادہ دکھایا سلطان بہلول کو جب اس دہلی کے محاصروں کی خبر دیاں پوریں ہوئی تو پس نے  
اپنے ارکان دولت سے صلاح دشوارہ کر کے ملک وہیں ہر قبیلہ کے سردار کے نام فرمائیں  
اس ہمدون کا روانہ کیا کہ خدا تعالیٰ نے ملک دہلی کی سلطنت افغانوں کو عنایت کی پئے بلکہ  
سلطین ہند یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان سے افغانوں کو نکال باہر کریں مستورات کی شرم  
اپ کی اور ہماری ایک ہے۔ ہند ایک وسیع ملک وزردار ہے۔ اس میں تمام عزیز و نیک نجاشی  
ہے۔ اگر آپ میرے عزیز اس دیار میں آئیں تو سلطنت میرے نام پر ہوگی مگر جو ملک اور  
ولاپت بالفعل میرے ہاتھیں ہیں اور آئندہ آئیں گے وہ اپسیں تقسیم کروئے جائیں گے۔ ان  
دوں میں سلطان محمود باادشاہ بونپور نے ایک لشکر کشیر سے شہر دہلی کا محاصرا کر کھا ہوا اور افغانوں کے  
اہل دعیاں اس شہر میں گہرے ہوئے ہیں۔ اگر آپ عزیز طریق کمکا ایک جماعت کشیر کے ساتھ اس  
دیار میں تشریف لائیں تو یہ وقت امداد ہے۔ شرمناموں کا اقتضا یہ ہے کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی  
یک بار جمعیت بسیار کے ساتھ یہاں آؤ اور محمودشاہ مشرقی کو ٹھکانے لگاؤ جب بیان آؤ گے تو ایسی  
دولت پاؤ گے کہ اپنے وطن کو بھول کر بھی یاد نہ کرو گے۔ سایہ ملک کے تم ملک ہو جاؤ گے غرض  
ان فرماں کے پہنچتے ہی افغانوں کے قبائل ملک روہتے ہو رونگ کی طرح سلطان بہلول کیختی  
میں آگئے سلطان بہلول پاس پڑا لشکر جمع ہو گیا۔ سلطان بہلول کو یہ خوب سوچی کہ اُنے پہنچے  
ملک میں سے اپنے عزیزوں کو جو دنار معاش کے ہاتھ سے تنگ ہتے بمالیا جس سے ان کا پانی  
کام بھی چلا اور اس کا کام بھی نکلا۔

جب ہلی کے آنے میں سلطان بہلول کو عرصہ لگا تو مخصوصین دہلی گھبرا گئے اور دشمنوں نے موچا توڑی  
آگئے اور گوئے آیے آنے لگے کہم سے باہر نکلا دشوار ہو گیا اسلئے عاجزہ تنگ ہو کر انہوں نے ان شرط  
پر قلعہ کو حوال کرنے کا راہ کیا کہ قلعہ کی کچیاں محمودشاہ کے کسی افسر کے چال کریں اور وہ ان کو نیکرسی  
تعزیز کے قلعہ سے باہر جانے دے۔ ان شرط کے موافق شیخس الدین چنیاں لیکا دریا خاں دہلی پاس

سلطان بہلول کے سکھا نے پڑھنے سے افغان خوب دروازہ پر چوچے تو سب کے سب اندر گئیں  
لگے۔ جب دربانوں نے حسب دستور و کاتو ملک بہلول کو پکار پکار کر گالیاں لیکر کہنے لگے کہ اگر  
جمید خاں کا لوگ بہلول ہے تو ہم بھی ملازم ہیں پھر کسواسطے وہ جمید خاں کو سلام کربے اور ہم  
نکریں۔ جمید خاں نے یہ سنکر دربانوں کو آواز دی کہ سب کو آنے دوکسی کرو کوئی نہیں۔ غرض افغان  
سے کہ سب داخل ہوئے اور جمید خاں کے ہر ایک آدمی کے پاس دو دو کھڑے ہوتے۔ بیت  
ذگر زندگانی توقع مدار کہ درجیت دہن ہی جائے مار

جب بہلول نے دیکھا کہ افغان بہت آگئے ہیں کام بخوبی ثام ہو جائیکا تو اس کے  
چھپازاد بھائی قطب خاں نے بغل سے زنجیر نکالی اور جمید خاں سے کہا کہ اس سے ہنر کوئی چڑکے  
واسطے نہیں ہے کہ آپ اسے پہنک گوشہ غزلت میں بیٹھئے اور اللہ اللہ کیجئے۔ آپی جان کا قصہ  
ابسلئے نہیں کیا کہ پاس نکاہ ہے۔ غرض جمید خاں کو یوں قید کر کے محافظوں کے سپرد کیا اور  
عما۔ ریچ لاول ۱۴۵۷ء میں یہ خوف و خطر بہلول تخت پر بیٹھا اور اپنے نام کا سکد چلا یا خوبیہ  
میں اُسے پڑھوایا اور سلطان بہلول اپنا القب رکھا۔

## سلطان بہلول کا دیپال پور میں شکرِ مجمع کرنا اور وہ می کو محمد شاہ شرقی کا محاصرہ کرنا

۱۴۵۷ء اول نہج بلوں میں سلطان بہلول اپنے بیٹے بایزید اور امراءِ محمد کو دہلی پر درکر کے خود  
شکرِ مجمع کرنے اور ممالک ملتان و پنجاب کا انتظام کرنیکے لئے دیپال پور گیا۔ لووہیوں کی یاد شاہی  
سے سلطان علاء الدین کے بعض امراء مار ہن تھے۔ انہوں نے محمود شاہ شرقی جونپور کو دہلی آنے کی  
تحریک کی اور سلطان علاء الدین کی بھی نے جو محمود شاہ کی بیوی بھتی خاؤند کو یہ کہنا نزغیب دی  
کہ دہلی کی سلطنت میرے باپ دادا کی ہے بہلول کس باع کا بھوا ہے کہ اس سلطنت کو  
خصب کرے۔ اگر آپ دہلی نہیں جاتے تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں تیر و نکش لیکر سلطنت کے  
جو سبب بیعیوں سے لڑنے جاؤں۔ بیوی کی طعن آئیں گے فکرِ محمود شاہ شرقی کے دل پر اثر کر گئی  
اور وہ میں میں شکرِ عظیم اور بہلوب قوی بیکل ہاٹھی لیکر دہلی پر چڑھا آپ۔ اسوق شیخ سلطان بہلول تو

اپنے ملک کا انتظام تو مجھ سے ہونیں سکتا شاہی سلطنت کا انتظام کیسے ہوگا۔ آپ تختہ پر نیٹھی  
مجھے فوجدار اور نیپر سالار بنایتے۔ کچھ دنوں یہ منافقانہ برتا و ان میں رہا۔ حمید خاں قوت و  
مکفت بہت رکھتا تھا۔

ملک بہلول اپنی صلاح اسکے ساتھ صلح رکھنے میں دیکھتا تھا۔ مددوں تک کی ملازمت کرتا  
رہا اور اکثر اوقات اس کے گھر جاتا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ حمید خاں کے ہاں وہ مہان  
ہوا اور اس نے ایک افغانوں کی جماعت کو جو رودہ سے تازہ وار دھنی شکھا۔ اتم حمید خاں کے  
ہاں جا کر ایسی حرکتیں کرنا کہ عقل سے بعد اور حق کے قریب ہوں جن سے حمید خاں کو  
یقین ہو جائے کہ افغان پرے درجے کے الحق اور بے وقوف ہوتے ہیں ان سے کچھ  
درناہیں چاہئے۔ چنانچہ یہ افغان جب دعوت میں گئے تو عجیب عجیب حرکتیں کرنے  
کے لئے جو تیار باندھیں کسی نے طاق پر جمیں خاں کے سر پر تھا کاغذیں رکھیں۔  
جب حمید خاں نے کہا کہ یہ کیا حرکت ہے تو انہوں نے کہا کہ چوروں کا خوف ہے  
اس نے جو تیوں کو احتیاط سے رکھا ہے۔ پھر حمید خاں کی طرف مناطب ہو کر کوئی  
کہنے لگا کہ تمہارے فرش کے رنگ عجیب ہیں اگر آس میں سے کتر کر کچھ مکڑے ہم کو  
عنایت ہوں گے تو ہم اپنے بچوں کی ٹوپیاں اگر نہ بنائیں تو اپنے اہل و عیال پاس پھیریں گے  
جس سے ان کو معلوم ہو گا کہ حمید خاں ہم پر ایسی عنایت کرتا ہے جمیں خاں نے کہا کہ تمہاری بچوں  
کے لیے میں تکوڑ لفعت و خلخال تھے میں دونگا۔ جب عطر و پھلوں کے خان آئے تو کوئی افغان  
عطر کی شیشیوں کو چاٹنے لگا۔ کوئی بچوں کو کھانے لگا۔ بچوں کے پیڑے جو آئے تو کسی نے  
آں کو بغیر کھوئے اور پر کے پتے سمیت منہ میں رکھا۔ کسی نے کھول کر چونے کو ہنوٹوں سے ملا  
اور جب منہ پھٹا تو پیڑہ کو ہاتھ سے پھیکا اور اچھلنے کو دنے لگا۔ حمید خاں نے بنسکر کہا کہ یہ  
عجیب ہو دیں۔ اس پر بہلول نے کہا کہ یہ آدمی روستا می صحرائشیں ہیں آدمیوں میں کم ہے میں اسلئے  
آدمیتے۔ دور ہیں اور سوا، کھانے و سوئے و مرنے کے کچھ اور نہیں جانتے۔ پھر چھپ دنوں کے  
بعد بدستور قدیم ایک روز وہ حمید خاں کے ہاں مہان ہوا۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب ملک بہلول آتا تو حمید خاں  
کے دربیان اسکے ساتھ کم آڈیوں کو اندراجا نے دیتے اور اکثر افغان باہر رہتے۔ مگر ابھی دفعہ

عرض کیا کہ اس سے زیادہ تکمیل میرے پاس نہیں ہیں۔ مخدوب صاحب سلطنت کا شوواستہ  
ہی تکمیل پر قبول کر لیا اور فرمایا کہ باادشاہی بخوبی کو مبارک ہو۔ بھراہیوں نے تک بہلوں کے  
امم بہلوں پنے پڑھتے لگایا۔ اس پر تک بہلوں نے کہا کہ یار و سخنیہ بات دو حال سے خالی  
ہے۔ لئے تین باادشاہ ہونگا یا نہیں اگر ہونگا تو کیا مفت سودا میں ہے خریدا ہے۔ اور اگر نہ ہونگا  
تو درولیشون کی خدمت اجر سے خالی نہیں ہوتی۔ غرض مخدوب کی اس بشارت سے بہلوں کو  
وہی کی سلطنت میں دہن صفرتی سے لگی تھی۔ اور دل سے یقین تھا کہ مجھے ایک نا ایک  
وں سخت شاہی نصیب ہو گا۔ تک بہلوں نے تک فیروز اور کل اپنے اقربا اور شاہیوں کو تلقین  
کر کے پانی پست تک اپنی حدوں حکومت کو بڑھایا اور حسام خاں وزیر الملائک کے شکست دینے  
کے بعد باادشاہ کی خدمت میں اپنی حسن عیقدت کا عرض لکھا۔ اور اس میں عرض کیا کہ میں  
حضور کی خدمت سے اس سبب سے دور ہوں کہ حسام خاں وزیر الملائک مجھ سے ناخوش  
ہے۔ اگر آپ اُسے قتل کیجئے اور اس کی جگہ محمد خاں کو منقر کیجئے تو بندہ مطیع و فرمابندر دار  
ہو گا۔ ان سب باقوں کا ذکر سید محمد شاد کی سلطنت کے بیان میں لکھ چکے ہیں حسام خاں قتل ہوا  
محمد خاں وزیر ہوا۔ بہلوں لو دہی باادشاہ کا بیٹا بننا۔ تک بہلوں جس سوت باادشاہ ہوا بے  
اعسکر نوبیتے تھے۔ خواجه بایزید نظام خاں جو آخر باادشاہ سکندر لو دہی کے نام سے مختار ہوا  
بار بک شاہ۔ بمارک خاں۔ عالم خاں شہنشہور پہ سلطان علاء الدین سراج خاں۔ بیان یعقوب  
فتح خاں۔ میاں ہوتے۔ جلال خاں۔ اور امرار نامی چوئیں تھے جیسیں میں اکابر سکے فریب کے  
رشتہ دار خوش ویگانے ہے۔ جیسے قطب خاں پسر اسلام خاں لو دی۔ خاچان لو دہی۔ دیا خاں  
لو دہی۔ تما تار خاں پسر دیریا خاں لو دہی وغیرہ۔

## محمد خاں کا قید ہونا اور بہلوں لو دہی کا بے خوف و خطر باادشاہ ہونا

اب پہلی میں دو جو ہیت سلطنت ہے ایک تک بہلوں اور دوسرا محمد خاں وزیر الملائک تھوڑے  
دلوں میں ان دونوں طاہری نو اضع و قطعی خوبیت ہے۔ تک بہلوں سے محمد خاں نے کہا کہ میری  
خوشی ہے کہ آپ ناج شاہی بس پر رکھئے جئے وزارت دیجئے۔ تک بہلوں نے غرض کیا کہ میں پی کی  
بیان ہے۔

اور ملک فیروز لودھی کو قیسہ کیا اور باقی افغانوں کو مار دلا اور افغانوں کے اہل و عیال کے سر پر پشکر کو چڑھا دیا۔ ملک بہلول اہل و عیال کو قلب جکھوں میں لے گیا۔ اور شاہین خاں اور افغانوں کو ساتھ لیکر رہا۔ انہیں سے کچھ گرفتار ہو گئے اور باقی مع شاہین خاں کے قتل ہو گئے۔ سرہندیں ان کے سکے برکت گر آئے جسrust گھکر ایک ایک سر کو اٹھاتا جاتا تھا اور ان کا نام ملک فیروز سے پوچھتا جاتا تھا اور وہ بتلاتا جاتا تھا۔ جب اس کے بیٹے کا سر اس کے سامنے آیا تو ملک فیروز نے کہا کہ میں اسے نہیں پہچانتا۔ جسrust گھکر کے آدمیوں نے کہا کہ یہ جوان مرد بڑا شجاع ہے تھا اور اسے ایسے مردانہ کام کئے ہیں کہ کسی اور نہیں کئے۔ ملک فیروز رونے لگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ روئے کیوں ہوتواں سنے کہا کہ یہ میرے پسر کا سر ہے۔ اس شرم سے کہبا دا کمیں اسے جنگ میں سستی و نامردی نہ کی ہو میں نے اسکا نام چھپایا تھا۔ اب میری خاطر جمع ہو گئی اسلئے میں نے طاہر کر دیا۔ یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں ملک بہلول نے تھا وہ باہر سلامت چلا گیا جب وہ آپیگا تو تم سے انتقام لیگا۔ ملک تخت کو سرہند پر درکر کے جسrust گھکر نجاح کو گیا اور قیدیوں کو دہلي ہیجا۔ ملک بہلول لودھی نے دوست آشناوں سے روپیہ قرض لیکر افغانوں کو قسمت کیا اور ایک جماعت کو اپنے ساتھ متفق کر کے لیٹر اپن احتیار کیا اور اضلاع کی تاخت تاراج میں مشغول ہوا۔ جو کچھ با تھہ آتا ہمراہ ہی نہیں تقسیم کر دیتا۔ تھوڑے دنوں میں بہت سے افغان اور تھوڑے سے مغل اس پاس جمع ہو گئے۔ ایک دن کے بعد ملک فیروز بھی قید سے بھاگ کر اور قطب خاں بھی اپنے کئے سے پشاں ہو کر اُس سے آن ملے۔ ملک بہلول نے سرہند پر تھپڑ کر لیا۔ سلطان محمد شاہ نے حسام خاں وزیر الملک کو اُس سے لڑنے ہیجا۔ اسے ملک بہلول سے مو ضع لدہ پر گنہ خضر آباد میں شکست پائی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس سے بہلول کی قوت و شوکت زیادہ نہ ہو گئی۔

یہ ایک حکایت ہے کہ ابتداء میں ملک بہلول اپنے چچا اسلام خاں کی خدمت میں رہتا تھا۔ تو ایک وزسانہ میں اپنے دو یاروں کو ساتھ لیکر درلوش سید انعام کی خدمت سے مفرط ہوا اور اسکے آگے وزراؤ ہمبو بیٹھا۔ ان مجذوب صاحب نے اپنی بڑیں کہا کہ وہ کون ہے کہ دہلي کی بادشاہی کو ہو نہیں لکھ کو مول بتتا ہے۔ ملک بہلول نے سور شونکہ اسکے سامنے رکھ دئے اور

وں قریب سنتے کہ اتفاقاً ایک مکان کی چھت اس حاملہ پر گرپڑی اور وہ اس صدمہ سے مر گئی بگرانے کے پیش میں بچ زندہ رہا جس کو پیش چاک کر کے زندہ نکالا جسکا نام حفارت سے پہلے بلوا دیجہر بہلوں ہوا وہ ایک ہمینہ کا تھا کہ اس کے چھا اسلام خاں پاس سرہنڈ میں لوگ اُس کوے آئے۔ چھانے اس کو پلا پوتا تھیت کیا۔ ایک لڑائی میں ملک بہلوں نے ایسی شجاعت و جدادت دکھالی کہ اسلام خاں بنے اُس سے اپنی بیٹی بیاہ وی۔ اسلام خاں ایسا ذی اختیار اور صاحب مقدور ہو گیا تھا کہ بارہ ہزار افغانوں کو اپنے گھر سے تنخواہ دیتا تھا۔ یہ افغان اکثر اس کی برادری میں تھے۔ جب اسلام خاں کی رحلت کا وقت آیا تو اس نے اپنے رسید میوں کو محض کر کے اس داما بہلوں کو اپنا فائم مقام مقرر کیا۔ اور اپنی بیٹی اُس کے سرہنڈ میوں اس کے مرنے کے بعد وارثوں میں جوئی پلی۔ اس کے نوکروں کی تین فریت ہو گئے۔ ایک فرقہ تو اس سبب اسلام خاں کی وصیت کے بہلوں کو دی کا مد و کار ہو گیا۔ دوسرا فرقہ اسلام خاں کے بھائی ملک فیروز کے ساتھ موافق ہو گیا وہ بھی باادشاہ کی طرف سے صاحب منصب تھا۔ تیسرا فرقہ اسلام خاں کے بیٹے قطب خاں کا طرفدار ہو گیا۔ ان سب میں ملک بہلوں فائز تھا وہی پتندیج غالب ہوا اور ملک فیروز اور ملک قطب خاں کو اُس نے بیٹھا دیا۔ اس نزاع کے سبب سرہنڈ سے دہلی میں سلطان محمد شاہ پاس قطب خاں آیا اور ارکان دولت کی وساطت سے باادشاہ سے عرض کیا کہ سرہنڈ میں افغانوں نے ہجوم کیا ہے اُخزر کو ملک میں انسے کوئی غلبہ پیدا ہو گا اسکا تدارک چاہئے۔ سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر رحمن کو ایک لشکر قوی کے ساتھ قطب خاں کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہنڈ میں جا کر افغانوں کو ہمایے پاں ہیجئے اور اگر وہ سرکشی کریں تو سرہنڈ سے انکو نکال دے اور ایسا ہی حکم جبرت گھنکر کو یہجا جیب اس اقمعہ کی افغانوں کو خبر ہوئی تو وہ کوہستان ہیں پناہ کے لئے چلے گئے جسرا ٹھکر اور ملک سکندر رحمن نے ان پاس پیغام بیجا کر کوئی تعصی برہم نہیں کی پھر کس سبب سے فرار ہوتے ہو تو افغانوں نے انسے ہجد و پیمان طلب کیا۔ جب ایمان کے ساتھ وہ مولک ہو گیا تو ملک فیروز وہی نے اپنی بڑی بیٹی شاہزادی خاں اور اپنے بنتی ہے ملک بہلوں کو اُن وعیاں پاس نہ چھوڑا اور خوبست برقفانوں کے ساتھ ملک سکندر رحمن و حبیرت گھنکر کے پاس آیا۔ انہوں نے قطب خاں کی بھرپوری کے خلاف عدالت بیدبیا

سیدوں کے خاندان کی سلطنت چھتیس برس ۱۷۲۵ء تک رہی خفرخاں نے تو اپنا نام سی باادشاہ نہیں رکھا۔ مبارک شاہ بچارہ فسادوں کے مٹانے میں خود مبتگیا۔ محمد شاہ اوغلار الدین نام کے باادشاہ رہے۔ انہی سلطنت وہی کے گرد پندرہ میلوں میں رہی۔ اس کل زمانہ میں امراء کا اپنا نور رہا کہ کبھی کبھی یہاں کی سلطنت میں حکومت نوعی کی جعلک نظر آئے لگتی تھی۔ ہندوستان کے پڑتے حصے میں مسلمان باادشاہ اور ہندو راجہ آزاد اونہ خود محترمی کے ساتھ حکومت کرتے تھے۔

## ڈگر سلطنت سلطان بہلول و دہی

### سلطان بہلول کی تخت نشیثی اور اس کا ابتدائی حال

لوہی افغانوں کی ایک جماعت تھی جو حق ہو کر ہندوستان میں تجارت کے لئے آیا جایا کرتی تھی اور تجارت کی بد و لست و لتمتہ ہوتی تھی اسی سبب سے بہلول کو بھی کہتے ہیں کہ اس نے تجارت کی مگریہ بالکل غلط ہے ہاں اس کو ایک وفعہ باادشاہ نے وہ روپیہ گھوڑوں کی قیمت کا دیا تھا جو اس کے باپ کا دینا تھا۔ ہن جماعت میں سے سلطان فیروز شاہ کے عہدیں سلطان بہلول کا دادا، ملک بہرام اپنے بڑے بھائی سے خفا ہو کر ملتان میں چلا آیا اور ملتان کے حب کم ملک مردان و ولت کا نوکر ہو گیا۔ اس کے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شہ۔ ملک کالا۔ ملک فیروز ملک محمد۔ ملک خواجہ۔ باپ کے مر نیکے بعد یہ پانچوں بیٹے ملتان میں آن رہے جب فیروز شاہ کے عہدیں ملتان کا حاکم خفرخاں ہوا تو ملک سلطان شہ اس کا ملازم ہوا۔ اور ایک جماعت افغان کا سردار بنا۔ خفرخاں اور ملوا قیال خاں کی جو لڑائی ہوئی تو اس میں ملک سلطان شہ نے ملک کو قتل کیا۔ اس سے خفرخاں کی نظر میں اس کا اعتبار بڑا اور اس نے اس خداشکے بندوں میں اسلام خاں کا خطاب دیا۔ اور ہندو کی حکومت پر دکی۔ اس کے او بھائی بھی اس کے ہمراہ تھے اور فوج کے افسر تھے ان میں سے ملک کالا اپنے چوتے بھائی اسلام خاں کی طرف سے دورالہ میں حاکم تھا۔ کسی سببے اسکی افغانستان نیازی سے اڑاکی ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ اس کی شادی بچپن کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ اس سوقت میں بہلول ما کے پیٹ میں تھا ان گناہ میں نہ تھم ہو چکا تھا وضع محل کے

سپری مرگ ہوا۔ حمید خاں نے حرم شاہی میں گھس کر باادشاہ کے پیٹوں اور سینیوں کو باکھنے لگا  
اور سب کو برہنہ سرکار کے ہنایت امانت دیے عزتی سے حصار سے باہر نکال دیا اور خزانہ اسی سب  
باادشاہی پر متصف ہو بیٹھا۔ اس پر بھی باادشاہ کو غیرت نہ آئی اور برسات کا ہمایہ کیا اور دھملی  
نہ گیا انتقام کے لئے آجکل کرتا رہا۔ حمید خاں کو فحصت ملی اور اُس کو یہ فکر ہوئی کہ کسی اور کو  
باادشاہ بناؤں۔ سلطان محمود مشرقی حاکم جونپور کو بلانا تو اس سبب سے مصلحت نہ جانا کہ وہ  
علاء الدین سے قراپت رکھتا تھا اور سلطان محمود علی مانڈو میں بہت دور تھا۔ لوہی سبک زیادہ  
نر زدیک تھے اس لئے ملک بہلول لوہی کو کہ یہاں باادشاہ نہ تھا بلایا کہ باادشاہ پر اسے نام وہ ہوا  
تحقیقتیں وہ خود باادشاہ پئے۔ اندھے کو کیا چاہئے وہ انکھیں۔ ملک بہلول تو اس تمنیاں مدتوں  
سے بیٹھا تھا اُستہ اوہ تو باادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ میں حمید خاں کے وضع کرنے کے لئے دہلی جاتا  
ہوں۔ ادھر کوچ پر کچ کر کے بڑی جمعیت کے ساتھ ولی میں آن پر متصف ہوا۔ اس کما آگے ذکر کریں گے  
کہ وہ حمید خاں کو لگ کر کے کس طرح خود باادشاہ ہو گیا۔ اس نے باادشاہ علاء الدین کا نام  
خطبیہ میں داخل کیا اور اسی سال ۶۵۷ھ میں ولی کو ابستہ بڑے بیٹے بایزید اور اور امر اکوپر  
کر کے بوجب تقاضا وقت وہ دیبا پوتیں گیا اور افغانوں کو جمع کیا اور ملک کا انتظام کیا  
اور باادشاہ علاء الدین کو لکھ بیجا کہ یہی حمید خاں کو درفع کیا اور سلطنت کا کام جو باادشاہ سنے تک  
گیا تھا اس کو سینخلا۔ اور شہر کی آپ کے نام سے حفاظت کی اور خطبیہ میں سے حضور کا نام میں نکلا یا  
باادشاہ نے اُسکے جواب میں یہ لکھا کہ تم کو یہی بڑے باتے پہنچانا یا تھا۔ ان رشتہ سے تم یہی  
بڑے بھائی ہو سلطنت تم کویں دیتا ہوں اور آپ بداؤں پر قیامت کرتا ہوں۔ سلطان بہلول  
کامیاب ہوا۔ اور ۱۴۷۸ء۔ ربیع الاول ۶۵۷ھ کو بالکل باادشاہی انتظام میں مشغول ہوا خطب سے  
علاوہ الدین کا نام نکال ڈالا اور اپنے سر پر چتر لگا۔ باادشاہ علاء الدین بداؤں کے کوئی نہیں  
مدتوں تک جیتا رہا۔ آخر ۶۵۹ھ میں وہ نیا سے گزر گیا۔ اس نے ولی میں باادشاہی سات سال  
اور چند ماہ کی اور بداؤں میں حکومت اٹھا یہیں سال۔

## سمیعہ بولن کی سلطنت

دہنی کی تشریکے قصہ سے آیا مگر مقصد نہ حاصل ہوا اور ناکام پھر گیا۔ پادشاہ علاء الدین نے تقویت سلطنت کے لئے مثال ہو کر مشورہ قطب خاں ویسے خاں و رائے خاں پر ناسب سے کیا۔ یہ امرا با دشاہ کو اور زیادہ ضعیف کرنا چاہتے تھے انہوں نے گہا کہ حمید خاں سے امرانہایت دل تنگ کر رہے ہیں اگر حضور اُس کو منصب وزارت سے مفرول کر کے مقید فرمائیں تو سب سطیح ہو جائیں اور سلطنت کو از سر نور و نور ہو جائے اور ہم چند پر گئے امراء سے لیکر غالصہ شاہی میں داخل کر دیجئے با دشاہ کو توقع سے بہرہ نہ تھا فی الغور اس مشورہ کو قبول کر لیا۔ اور حمید خاں کو زنجیروں میں گز دا... اب پھر با دشاہ نے بداؤں جانے کا عزم کیا اور کہا کہ میں وہاں ہمیشہ ہنہا چاہتا ہوں حسام خاں نے پھر ازرو سے اخلاص عرض کیا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بداؤں کو پا یہ تخت بنا اصلاح دو لستہ میں بھر با دشاہ نے اُس کا کہا نہ رُستا بلکہ پیشتر سے پیشتر رنجیہ ہو کر اُس سے بگر گیا اور اپنے سے علیحدہ کر کے دہلی میں چھوڑ لیا اور اپنی بیوی کے دو بھائیوں میں سے ایک کو شمنہ دہلی اور دوسرے کو عہدہ دیوان ایس رکوی دیا اور آخر ۱۵۷۵ھ میں بداؤں روانہ ہوا۔ چند دنوں میں با دشاہ کے دو نوں سالوں میں اپس میں نزاع ہوئی ایک مارا گیا اور دوسرا کو حسام خاں کے بھائی سے شہر کے آدمیوں نے قصاص میں قتل کیا۔ اور با دشاہ اپنے عیش عشرت میں مشغول تھا وہ اس وقت پر ٹفت نہ ہوا۔ جب بداؤں میں آیا تو قطب خاں و رائے پر ناسب اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حمید خاں کے زندہ رہنے سے امراء پریشان غاطر ہیں اگر سلطان اُس سے مارڈا لے تو جالیس پر گئے غالصہ با دشاہی کے الجھی ہم کے دیتے ہیں اس باب میں حد سے زیادہ سی رائے پر ناسب اس نے کرتا تھا کہ حمید خاں کا با پ فتح خاں اُس کے ملک کو تاراج کر کے اس کی بیوی پر متصرف ہوا تھا۔ اس پیر کا بدلا اسوقت لینا چاہتا تھا۔ با دشاہ عاجز ہو رہا تھا اور عقل کے چھوڑ لائیجی لئے پھرتا تھا۔ اسلئے حمید خاں کے قتل کا حکم دیدیا۔ لیکن حمید خاں کے بھائیوں اور بخواہیوں کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ نیلہ اور تدبیر سے جوان نے بن پڑی حمید خاں کو قید سے چھوڑا کر دہلی میں بھکارے ہنگے تک محمد جمال کر اُس کا گھب ان تھا جب آگاہ ہوا تو اسکے پیچے دہلی میں آیا اور حمید خاں کے گھر پار پر بڑھ گیا۔ ہلڑائی ہوئی محمد جمال کے ایسا پیر لکھا

سران پیاہ کو خلعت ہیا، فاخرہ کافخر حامل ہوا۔ سلطان محمد شاہ نے ملائیں جا کر مشائخ کی زیارت کی اور فاس جہاں کو انتظام ملکی حوالہ کر کے دہلي عراجت کی۔

۱۸۷۶ء میں سلطان خود سامانہ میں گیا اور ملائیں سے ایک فوج جسٹ گھکڑے کے فاوٹ ملائیں کے لئے بھیجی۔ وہ ملک کو ناچستہ تمارا ج کر کے والپس آئی اور یہ دہلي میں آیا۔ باوشاہ نے اول اول سلطنت کے کاموں میں اپنی کچھ لیاقت دکھائی۔ مگر آخر کو اُس نے سلطنت کا کام کام امیروں و زیریروں کے حوالہ کیا خود عدیش و عشرت میں معروف ہوا پھر اُس نے جزیرہ ملی کہ کہاں ملک ہے اور کہہ دلت ہے۔ یہ وقت ایسا نہ تھا کہ ایسا ہی خفت العقل باوشاہ عنان سلطنت کو اپنے ہاتھ سے بہنال سکتا۔

ملک بھلوں اپنے چھا اسلام خاں کے مرینکے بعد سرمند کا حاکم ہوا اور باوشاہ کے حکم بغیر دبیاں پوراوا۔ لامبور پر قبضہ و تصرف کیا۔ اور پنجاب میں مشرق کی جانب میں پانی پتہ تک ملک کے لئے گویا ولی کے دروازہ پر اُس کا پاؤں جنم گیا۔ باوشاہ نے اسکے رفع کرنے کے واسطے لشکر بھجا اُس نے ملک بھلوں کو پھاڑوں میں بہکادیا اور بہت متبر افغانوں کو قتل کیا۔ ملک بھلوں پھر جمعیت بہم پنچاکر سرمند پنجاب میں آیا اور دوبارہ پانی پتہ پر تصرف ہوا۔ باوشاہ نے اس وفعہ حسام خاں کو اوس کے مقابلے کے لئے بھجا و شکست فاحش پاکر الٹا وہی میں آیا۔ تو بھلوں نے باوشاہ پاں پینا مہ بھیجا کہ اگر حسام خاں کو آپ مار دالے اور جمید خاں کو وزیر نوابیے تو میں اطاعت کے لئے چادر ہوں۔ باوشاہ نے بدھی کی بات سن لی اور حسام کو مارڈا اور جمید خاں کو وزیر منفر کیا۔ اور ایک اور شخص کو نائب وزیر منفر کر کے حسام خاں کا خطاب دیا۔ اطافت کے حکام نے چب باوشاہ کی یہ حالت زبون دیکھی تو اسکے ملکوں پر طمع کی۔ جب باجگزار زینداروں کے باج تاں تاں مالیہ ہوا تو انہوں نے ادائی مال سے ہاتھ کھینچا۔ سلطان محمد شاہ نے کسی کی تباہی کی فکر نہ کی اور یہ پروائی کی توہر سرہیں ایک سو دا اور ہر ہوں میں ایک تمنا پیدا ہوئی۔ ابراہیم شاہ مشرقی نے بعض پرگنات بابر لئے بعض امر نے سلطان حمود و بیجی باوشاہ مالوہ کو بیلا وہ ویسا۔ ۱۸۷۶ء میں بیلی کو دو کوئی دو آگی اور ملک کا انتظام کرنا شروع کیا۔ محمد شاہ دہنیا یت مصطفیٰ پورا اوسوار اسکے کوئی اور چارہ مظہرہ آیا کہ ملک بھلوں کو بخت پراجت کر کے جانا یا۔ وہ نہیں ہزار سوار لیکر باوشاہ کی مدد کو آیا۔ سلطان محمد شاہ

وزیر خاں جہان کے قتل کے لئے اشارہ کیا سروال الملک و زیر اس جماعت کے مقابلوں نہ  
بھیسر سکا اور بجا گا قریب تھا کہ سر اپریدہ نے نکل جائے اور اپنے آمویزوں سے جائے مگر باشاہ  
کے سپاہیوں نے پہنچ کر اس کو تواریں مار کر کاپڑہ پارہ کر دیا اور میراں صدر کے پیشوں کی جو  
حرام خوروں میں بھی کترین حرام خور تھے قصر کے آگے گردن اُڑائی۔ مگر سروال الملک نے اور فتحا  
نے اپنے گھروں کو نکل کر کے لڑانا شروع کیا۔ محمد شاہ نے کمال الملک کے پاس اپنا آدمی ہیجکر  
اس واقعہ سے مطلع کیا۔ کمال الملک اور جعیج امر استعدہ ہو کر دروازہ بدایوں سے شہر کے  
اندر آئے۔ سده پالپ نے اپنی زندگی سے ہاتھ دبو کر رسم قوم کے موافق اپنے گھر میں اُگ  
لگائی اور اپنے زن و فرزند کو جلا دیا اور خود آن کر آنساڑا کہ مارا گیا اور سدهارن منع تمام  
کھڑکیوں کے گرفتار موالا اور سلطان کے حکم سے اس کو سلطان شہید کے مقبرہ کے قریب طمع  
طرح کی تخلیقیں دیکر قتل کیا اور ملک بیشیار اور ملک بیار کو جو سروال الملک سے منسوب تھے  
دروازہ لعل پر بچا شدی وی گئی۔ لکھنی اور سروال الملک کے اور متعلقین اپنے گھروں کو نکل  
بنکے ڈرتے تھے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ دروازہ بیسہاد کو کھول کر کمال الملک اور  
دولت خواہوں کو بلا لو۔ وہ حسب الحکم شہر میں آئے اور باخیوں کو گرفتار کر کے قتل کیا  
و دوسرے روز کمال الملک اور تمام امراء نے دوبارہ باشاہ سے بیعت کی اور باشاہ انکی نظری سے  
دوبارہ تخت پر نیچھا۔ کمال الملک کو کمال خاں کا خطاب اور خصیب زارت ملا اور ملک جسے من کو  
غفاری الملک کا خطاب ملا اور اقطاع امر و سہ و بدایوں میں وہ متعلق مقرر کیا گیا۔ ملک الہ داد لودھی  
نے خود کو ای خطاب نہیں لیا۔ مگر اپنے بھائی کے لئے دریا خاں کا خطاب لیا اور ملک کہون راج  
بیار ک خانی کو اقبال خاں کا خطاب ملا اور اقطاع حصہ فیروزہ میں وہ متعلق کیا گیا اور خالن اعظم  
سید خاں لقب نجیس خالی کے ساتھ مخصوص ہوا۔ اور حاجی شدالی عرف حسام خاں سُحْنہ دبلي مقرر  
ہوا۔ غرض جس پاس جو اقطاعات پر گنات و عجبدے تھے وہ ان پر متعلق مقرر ہوئے۔ جب  
محمد شاہ کو ہمات دہی سے الفراغ ہوا تو ارکان دولت کے استھوا یہی بیرے کے طور سلطان جانیکا  
ارا دہ کیا۔ اور بین الاقرائی کو بیار ک پوچھ کے چوتھہ کہ نزدیک خیہ زن ہوا۔ حصہ شکر کو تیاری کا  
حکم دیا تو لکھنہ امیر دل نے آپنے میں تھاں کیا۔ مگر عماد الملک باشاہ کی خدمت میں ایسا بیب امر ادا اور

پیش کوں پر تھے سرتاپی کی اور زینداران بیانہ تحریم کر محو و خلی سے مل گئے۔ آئینہ میں عظیماً  
بیمار ہوا۔ اور ۱۰۷۶ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوا اور بارہ برس چند میں سلطنت کر گیا۔ اس کا پیٹا  
علاء الدین باادشاہ ہوا۔

## ذکر باادشاہی سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ

جب یادشاہ علاء الدین نے تخت پر قدم رکھا تو سب امیروں نے سوار ایک بیلوں کے لیفڑیوں  
لئے ہیں مع بیلوں کے تخت گاہ میں اکار اس سے بیعت کی۔ تخت میں علاء الدین بیانہ کی طرف روانہ ہوا  
کہ اشنا و راہیں یہ شہرست سنی کہ دہلی کے قصہ سے جو پور کا بات ہاڑلا آتا ہے باوجو دیکھ یہ خیر غلط تھی مگر یہ  
ڈریوں کا دشہ اکٹا دہلی میں چلا آیا۔ حسام خاں وزیر مالک نائب غیب نے عرض کی کہ جھوٹی  
خبر تھے سنتے ہی باادشاہوں کو مراجعت کرنا سن راوڑہ میں ہے۔ وزیر کا یہ کہنا باادشاہ کو ناگوار خاطر  
گذرا اور اس پر اپنی خوشیں کا اندازہ اس سے کیا۔ اس سے خلق پنظام ہر ہو گیا کہ باادشاہ پنے باپ کے  
زیادہ سُستا اور امور سلطنت میں زیادہ میوقوف ہے۔ برٹش میں باادشاہ بداؤں گیا۔ وہاں  
کی ہوا ایسی اسکو خوش معلوم ہوئی کہ مدتوں تک ذہانِ توفیق کیا پڑھلی ہیں آیا تو کہنے لگا کہ بچے  
دہلی سے زیادہ بداؤں کی آب و مہانوں معلوم ہوتی ہے۔ اس وقت سارے ہندوستان میں  
طائف الملوکی ہو گئی تھی۔ دکن۔ گجرات۔ مالوہ۔ جو پور۔ بیکالہ میں حاکم خود باادشاہ صاحب کی  
وخطبہ ہو گئے پنجاب میں پانی پت سے لاہور تک۔ ہائی جصار۔ ناگور میں بلبان تک لکھ بیلوں فرازی  
کرتا تھا پہر دلی سے سرے لادہ تک کہ شہر دہلی کے قریب ہر احمد خاں میوقاتی متصرف تھا۔ سنبھل سے  
لیکر خواجه خضرت تک کثیر نول تک دہلی سے ملا ہوا ہے۔ دریا خاں لوہی۔ اور کول جلالی مع مضائق میں  
عیسیٰ خاں ترک بچہ دراہمی میں قصیدہ ہو گاون تک قطب خاں افغان کشیل و پیشی میں برلنے پڑا اپ  
اور بیانہ میں داؤ خاں اور حدی تصرف رکھتے ہے۔ گو الیار۔ وہ لوپور۔ بیحد و رامیں جد اجدار جب  
راج کرتے ہے۔ عرض سلطنت دہلی کی یہ حدود رکھی تھیں کہ شہر تھا کے ایک جانیس میں ایک  
اور باتی اور اطراف میں بارہ میں سے زیادہ تھیں تھی۔ میشل، اسی پر صادق آتی تھی کہ باادشاہی  
شاہ عالم تاحوالی پا لم۔ انہیں دنوں ہیں یہ لکھ بیلوں لوہی سلطنتن محمد شاہ کے زمانہ کی طرح دوبارہ

نے باوجو شوکت و شکر کی کرشت کے خوا را دھنگ نہ کیا اور امراء سے کہدیا کہ میر جی سواری کی حجت  
نہیں ہے۔ تم فوج کو آرستہ کر کے لڑو۔ سلطان کے حکم کے موافق امراء نے سلطان محمود خلی  
سے مقابلہ شکر ارستہ کیا۔ ملک بہلوں کے شکریں اکثر افغان و مغل تیرانداز تھے وہ سپاہ  
دہلی کا مقصد ہےنا۔ جب سلطان محمود خلی نے دیکھا کہ باوشاہ خود لڑنے کو اس سے نہیں آپا تو اُسے  
خلی اپنے دو بیٹوں عیاث الدین اور قدر خاں کو لڑنے کے لئے بھجا۔ دونوں شکروں پر شام  
تک لڑائی ہوئی۔ ملک بہلوں نے جنگ رستھا کر کے اپنی مسامی حبیلہ سنتے دہلی کے شکر کو  
پر اپر سلطان محمود کے شکر کے رکھا۔ سلطان محمود خلی نے رات کو پریشان خواب دیکھے۔ تند  
کہ صبح کو اُس نے یہ نہیں کہ سلطان احمد بھرا قی منڈ دیں آتا ہے اُس سے وہ لوگیں ہو کر صلح کی فکر  
میں تھا لیکن غیرت کے سبب سے زبان پر حرف صلح نہ لایا اُس اشتادیں محمد شاہ نے حرکت  
کی جو کسی باوشاہ دہلی نہیں کی تھی کہ جسے سبب وہ تقریب و سرے روز بے جنگ  
ایسے وہم میں گرفتار ہوا اکرے مشورت امرا اور رکان دولت کے ایک جماعت صلح کو محمود خلی  
پاس پہنچ کر مصالحت کا طالب ہوا۔ وہ تو اس کی وعاء خدا سے مانگ بڑا تھا اس نے صلح  
کو قبول کر لیا۔ اور اسی وقت کوچ کیا۔ ملک بہلوں کو باوشاہ کی یہ اونہ بھائی وہ قیچ و تاب  
کھا کر مالیوں کے تعاقب میں سوار لیکر گیا۔ ہرستے سپا بیسوں کومارڈا لاؤ بہت سامال لوٹ لیا  
اور اس طرح دہلی کے شکر کی اپر و کو قائم رکھا۔ بہلوں کے اس کام سے باوشاہ ایسا خوش ہوا کہ  
اسکو اپنا پیٹا بنایا۔ اور خان غنان کا خطاب ہیا۔ لیکن باوشاہ نے جو صلح کا پیغام خود دیا تھا  
اس سے وہ امر اگلی نظر میں گر گیا۔

۱۸۵۷ء میں باوشاہ سامانہ میں آیا اور لاہور اور دیباں پور کی حکومت ملک بہلوں کو اس نظر  
سے دی کر وہ جبرت گھکار کو تھیک بنائے اور خود دہلی چلا گیا۔ ملک بہلوں لاہور میں ڈرا فوی بوجیا  
ہرستے افغان اس پاس جمع ہو گئے اور جبرت گھکر نے بھی اُس سے صلح کر لی اور دہلی کی مسلطنت سے  
یعنی کس سوچانی۔ اس سے بہلوں کے دیہ بھی باوشاہی کی کلول ائمی اور بیکری ظاہری سبب کے  
سلطان محمد شاہ سے مخالفت کی اور پڑی شان و شوکت سے اسکے استعمال کرنے لئے شکری  
کی مگر بے نیں۔ ملزم پہنچا پڑا۔ محمد شاہ نے روز بروز سنتی ایسی ٹربائی کہ پاس کے ہیروں کی جو دیکتی

اور تبریز بندہ کے انتظام کے واسطے وڈا گیا۔ بعد ازاں پھر اپنے شہر مبارک آباد کو دیں اپنے آیا بہانے سنائے کہ سلطان ایرا یعنی مشرقی اور سلطان ہونشگ ناوی میں کاپی پر لڑائی ہو رہی ہے۔ سلطان مبارک کو ممالک مشرقی کی فتح کا شوق تھا وہ یہ بھاکر یہ خوب فرست کا وقت ہے لٹک کے جمع ہوئے کا حکم دیا اور سراپر وہ شاہی والی سکے باہر جو پتہ بزرگ گاہ پر لگایا گیا اور اجتیحاد شکر کے لئے چند روز توقت کیا وہ اس تدبیر میں تھا مگر تقدیر میں کچھ اور یہی تھاد اس نے پذیرشہ سب کے ساتھ نہیں کی تھی اور کافر نعمتوں کے ساتھ کوئی بدھی نہیں کی تھی فقط ان کی جاگیریں بدھی نہیں اسلئے وہ نلک سروالملک وزیر کے اندر یہ شہزادرنے بالکل غافل تھا اور یہ تکلف مبارک آباو کی عمارتوں کے دیکھنے کے لئے جاتا تھا پہنچا پڑھ ۹ ماہ جب ۳ شہزاد روز جمجمہ کو وہ اپنی نادت مہمود کے موافق تھوڑے آمویزوں کے ساتھ مبارک آباو میں گیا اور عمارت خاص میں اور تراواہ نماز جمجمہ کی تیاری کی اس وقت میراں حدر نے اور امرا کو جو باشاہ کے محافظتی چیز کی بہائیت علیحدہ کرو دیا اور یاپک جماعت بے مرمت و کافر نعمت کو جو کتے ہے بھی بدھی متبھی مبارک بند مع سواروں کے بوڑھی اور خونی گیدڑوں کی طرح اندر آنے دیا اور یہ بہانہ بنایا کہ وہ خصت یعنی آئی ہے سلطان نے باوجو دیکھ یہ سلاح واروں کی جماعت و نیکی مگر اسکو بذر کا مگمان بھی نہ ہوا اور اپنے حالی میں رہا یہاں تک کہ سندھ پال نے سلطان کے فرق مبارک پر یاپک نکوار کا ہاتھ مارا اور اور کافر نعمت بھی نکواریں ہاتھ میں لیکر اس باوشاہ پر پل پڑے اور اس کو شہید کیا مبارک شاہ کی سلطنت کی مدت تیرہ سال تین ہفتے سولہ روز تھی۔ یہ باوشاہ عاقل اور اخلاقی ستودہ رکھتا تھا نام ایام باوشاہی میں کسی فحش کلئے اور وشنام اس کی زبان پر نہیں آئے اور کسی وہ بکرو ہات پاس نہیں گیا اکثر امور ملکی کی تحقیقات وہ پڑتے نفس نہیں سے کرتا تھا ایک لنظر الفحافت پرستی تھی۔ انتظام ملکی ہیں حتی اوس کوشش کی مگر وقت ایسا سخت اور زیادہ ایسا نہ کس تھا کہ اس کا نتیجہ طبوہ میں نہ آیا۔ تاریخ مبارک شاہی اسی باوشاہ کے نام پر لمحی گئی جس سے ہے اخدر کر کے بہت سا حال اور پہنچا ہے۔

## ڈکر سلطنت محمد شاہ بن قطبہ پرید خالہ بن طفہ رجاح

عزا و الملک نے پڑے کار باؤ نیاں کئے تھے اسلئے شمس الملک سے صوبہ دیباں پور و جاہنده برداشت کا بور لیکر اسکو پیر دیکیا اور عزاد الملک پاس جو اقطاعی بیانہ تھے وہ شمس الملک کو دیکے بادشاہ نے لشکر کو دیباں پور کے قریب چھوڑا اور پس مخصوصوں کی جماعت کو ساتھ لیکر ملٹان آیا اور  
مشائخ کبار کی زیارت کی اور پھر لشکر گھا بیعنی وہیں آیا جاوے کو پچ پر کوپ کر کے ہی آیا۔ کار وزارت اور دیوان اشراف کا کام دنوں ملک سرور الملک نے پر سے اچھی طرح نہیں چلتے تھے  
ملک کمال الدین کو دیوان اشراف کا کام اس سے لیکر پردیکیا اور اسکو فقط وزارت کے کام تک پہنچا  
اور حکم دیدیا کہ دلوں تشقق ہو کر مہمات بادشاہی کو سراخنا مدمیں۔ ملک کمال الدین عروجیہ اور کار  
آزمود و تحاوہ پر جعلی ہو کر صاحب اختیار ہو گیا۔ سرور الملک کو یہ کاشتھ کھٹکتا تھا کہ اقطاعی  
دیباں پور اور بجہدہ دیوان اشراف ہاتھ سے نکل جائے اسلئے اسکے دامغ میں خیالات فاسد  
پسیا ہوئے گئے اور وہ سلطنت میں تعمیر عظیم کے پیدا کرنے کے درپیے ہوا۔ اور اس کے ساتھ  
بادشاہ کے قتل کی سازش ہیں جو امر اشریک ہوئے کہ اس خاندان کے پروردش یافت اور ہزارم  
صاحب حشم و خدمت سدارن ولد کا نکو گھتری اور سده پال نبیرہ کجھی کھتری و میراں صاحب  
نائب عرض ممالک و قاضی عبدالصمد عماں صاحب اور کچھ اور آدمی۔ ان کو نہ خدا کا خوف تحا  
نہ خلفت کی شرم۔ اس تلاش میں ہر وقت رہتے تھے کہ کب وقت فرصت کا ملے کہ بادشاہ  
کو ٹھکانے سے لگائیں۔

## بادشاہ کی وفات اور اُس کے ختم

سلطان کا ارادہ ہوا کہ جہنا کے کنارہ پر ایک شہر آباد کروں۔ ۱۶۔ بیع الاول شمسہ کو  
اسکی بنیاد رکھی۔ اور اسکا نام مبارک آباد رکھا۔ مگر وہ ایسا نام بارک اسکے حق میں ہوا کہ حراب آباد  
ہو گیا۔ وہ اس شہر میں اپنے قصر کی بنیاد و رکھتا تھا مگر وہ یہ نہیں چانتا تھا کہ میرے قصر تن کی بنیاد  
متزلزل ہو رہی ہے اور جان نکلنے کو ہے وہ اس شہر کے آباد کرنے میں نہایت سرگرم  
تھا اور اہتمام تمام کرتا تھا۔ اس زمان میں خراں کی قلعہ تبریز میں فتح ہو گیا اور تو لا و علام کا سر  
بھی میراں صدر کے ہاتھ بادشاہ پاس آگیا۔ بادشاہ اس خوشی کے مارے پھولانہ سما یا

کی وغای باز ہی کی اور کسی نہ کام فروں کے ساتھ سازش کی ثہرت پھیل گئی۔ اب وہ امر جو خضر خالی کے احسانوں کے بندے تھے مثلاً ملک آہازیاں حاکم بدالیوں و ملک اشدا و اونکا کا بوہی حاکم سجنیل و امیر علی گھر تاری اور امیر کنجلیں ترک بچہ انہوں نے علانیہ علم مخالفت بلند کیا۔ ملک سرور الملک وزیر غارن جہاں نے اعظم سید خاں اور سد بارن اور اپنے بیٹے یوسف خاں کو کمال الملک کے ہمراہ کیا کہ وہ ان امیروں کی مخالفت کی بلاد کو دفعہ کریں۔ جب یہ تھیہ برلن میں پھوٹے۔ کمال الملک نے ارادہ کیا کہ جب فرصتہ ملے تو اپنے ولی نعمت کے خون کا انتقام پوت پس ملک سرور الملک اور سد بارن سنتے ہوں ملک سارا داد نے پہلے گنگا پار بھاگے کا ارادہ کیا اگر جب اس کو معلوم ہوا کہ کمال الملک کس فکر میں ہے تو وہ خاطر چھوڑتے اماں میں سید یوسف براہ جب ملک سرور الملک کو خبر ہوئی کہ کمال الملک اس فکر میں ہے تو اس نے کمال الملک کی کملک کا بہاہ بنایا اور ملک ہشیار اپنے نلام کو ہبہ سے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ اس کا اصل مطلب یہ تھا کہ وہ یوسف اور سد بارن کی مخالفت کرے اسی اشنازی ملک اشدا دو کے پاس ملک بھے من آگیا اس سے سد بارن اور ملک ہشیار جو پہلے سے کمال الملک سے بدگمان ہو رہے تھے اب اور زیادہ قدر گئے اور ہلی کو بھاگ گئے۔ جب کمال الملک کو اس بھاگ کی خبر ہوئی تو اسے آدمی ہیچکر ملک ادا داد اور ملک بھے من اور امراء موافق کو طلب کیا یہ بے توقف و بے تامل اس سے آنکھیں ٹکے اور اطراف سے بھی آدمی آگئے اب کمال الملک لشکر گزار کے ساتھ سخن نام رمضان کو متوجہ دہی ہوا ملک سرور الملک ناچار حصہ اسی میں حصہ رہا اور تین مہینہ تک لڑتا رہا۔ روز بزر و زاطراف سے کمال الملک کے پاس امرا آگئے وہ محصورین کو کمال تنگ کر کے تھو سلطان محمد شاہ کو سرور الملک کی ہیومنی اور غدر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کاہتا ہوا۔ سکاول باہر کے امیر و نگی طرف ہتا اور فرصت کی تلاش میں تھا کہ کیونکہ کمال الملک نے جانے یا سرور الملک کا سر تواریسے اور اسے سرور الملک کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اسے باوشاہی کے قتل میں پیشہ ستری کرنی چاہی۔ اورہ محمد شمس تھے کو وہ اپنے آؤنیوں اور نیجے ان صدر کے بیٹوں کو لیا گزد رے کے قصد سے شیشیں کستھے ہوئے سراورہ شاہی اپنی گھسن گیا۔ باوشاہ ہوشیار رہتا تھا اور ایک جماعت کو اپنے پارلیمنٹ میں تقدیر کھانا تھا۔ اس نے سرور الملک

رکم جہان ہے کہ جہان بے چنان اس کے نہیں رہتا۔ اور سلطان مبارک شاہ کو کافر نہتوں نے  
شریعت شہادت پڑھایا۔ اور بُرسی روز جمعہ ۹۔ جب تھے کو محمد شاہ کو تخت پر پڑھایا جو قوت  
باو شاہ کو مارا تھا۔ سرور الملک کو میرا صدر ریه خپڑنے کیا جس سے خوشی کے ماتے  
دول اس کا باع باع ہو گیا اور امرا اولوک و اماموں و نسیدوں و علکی و بنتی افسروں  
کی منوری سے محمد شاہ تخت پر پڑھا۔ وہ حضر خال کا پوتا اور فرید خاں کا بیٹا اور بارک شاہ  
کا بنتے تھا۔ گورنر الملک نے باو شاہ بنایا مگر اس کی نیت میں تو کچھ اور بھی تھا اس لئے اس  
تھے خداوند فیض خان و قورخانہ باو شاہی پر اپنا تصرف۔ کھا۔ اس کا فرمانہت وزیر کو خاں  
جہان کا خطاب ملا جس نے ساری محنت اپنے اس کام میں صرف کی کہ امرا سے قدم کی جسے  
اکھیرتے اور امرا و جدید کو انکی جگہ قائم کیجئے اور بوقت فرصت محمد شاہ کو بھی مبارک شاہ کی بیٹل ہیں  
سامنے اور خود خداوند تاج تخت ہو جائے۔ اُنے محمد شاہ کو حرف اس جیال سے بنا یا تھا کہ اصل ہیں  
تو ہو باو شاہ ہوا اور ظاہر میں پرانے نام وہ باو شاہ ہو۔ کمال الملک اور امرا، سلطان مبارک شاہ  
سر امر وہ کے قریب شہر سے باہر تھے اسی روز شہر میں آئے۔ اور محمد شاہ سے بیعت کی گئی  
ہیں اُنکے اپنے ولی نعمت کے انتقام کی فکر تھی۔ ملک مرور الملک فزیر نے اپنے مقاصد کا آغاز  
کیا۔ اول سہ پال و سدارن مکتری اور اس کے قرائیوں کو مبارک شاہ کے قتل کے صلہ میں ملکت  
بیانہ و اسر وہہ و مارنوں و کہرام اور انکے ساتھیان و دو اُنکے چند پر گئے دیدے اور میرا صدر  
کو خطاب نیعنی الملک کا دیا اور اچھی جاگیر دی اور سید اسا و اسکے پیشے کو غاں جنگ سید خاں کا  
خطاب ہوا اور اقطاعی لانی دیکھوں دل کیا اور امرا و بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہاء سے  
دیوں تھا نہ میں بلکہ بعض کو قتل کیا اور بعض مثل ملک مخدوم و ملک مقبل و ملک متوج و ملک سیرا  
کو قید کیا اور ان کی اقطاعیات بزرگ کو اپنے قبضہ میں لایا۔ رانو سیہ کو جو سده پال کا  
غلام تھامیں اہل و عیال اور پتیے مفسدوں کے بینا پر قبضہ کرنیکے لئے بیجا۔ وہ ۱۷ شبیان کو  
ضلع بیانہ میں داخل ہوا۔ وہ سکر روز تعلہ پر قبضہ کرنے کے لئے لڑکا اس کے عیال و فرزندوں  
کو اس سیر کیا۔ رانو سیہ کا سر نہ کامیگیا اور دروازہ پر لٹکا پا گیا۔ اب تمام نکاح میں سرور الملک

کرنے میں کوئی بات نہ تھا نہیں رکھی۔ یہاں تھیمیر کرائے حصہ ادا ہو رکی جس جگہ سے ملکتہ  
 ہو گیا تھا مرست کرانی اور اس کو دوہم ارجمند آؤ یوں کے سید پر دکیا اور خود یہاں پور کے اس  
 طرف راجی ہوا۔ ملک پوسٹ اور ملک اسیں سما را وہ تھا کہ یہاں کے قلعوں کو بھی لا سو رکے  
 قلعے کی طرح چوڑ کر بھاگ جائیں مگر عاد الملک کو تپر مسندہ میں جب اس ادا وہ کی  
 خبر ہوئی تو اس نے اپنے بھائی ملک الامر ملک احمد کو مع سپاہ کے ان کی نمکت  
 کے لئے بھجا کہ قلعے کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ امیر شیخ علی ایک مرتبہ عاد الملک سے ملکتہ  
 فاحش پاچھلا تھا اس کا خوف ایسا غالب ہوا کہ یہاں پور کی طرف قدم نہ مٹھا سکا۔ چھاؤی  
 میں جب سلطان کو ان واقعات پر حسلم ہوا تو وہ اپنا لشکر اس وقت جس قدر تباہ  
 کر سکا اس کو ساقہ لیکر سامانہ کو روانہ ہوا۔ یہاں تک کچھ دونوں ملکاں الشرقی کمال الملک  
 کے انتظار میں اس نے توقف کیا جب وہ لشکر سمیت با رشاد ہے آن مٹا تو وہ سامانہ  
 سے چلا۔ اور راستے فیر دز کے علاقہ میں آیا۔ یہاں اس نے ملک الشرقی عاد الملک اور  
 اور اسلام خاں بو دی کو جو تپر مسندہ ہیجے گئے تھے عکس پیچکر پالا۔ باقی امر اجوبہ منصب دار ہوئے  
 احکام میں ہجورے کے ذمہ پرست قلعے گیری میں مصروف رہیں۔ اور باوشا پیلوہی کے گھاٹ  
 سے جو پایا ب تھار اوی کے پار آگیا۔ تو امیر شیخ علی جمل پا را تر گیا۔ ملک سکنہ تخت نے جہریت  
 شیخا کو بہت کچھ رویدہ دیکر اپنے نئی غلامی کیا اس کو شس الملک کا خطاب اور اقطاعی و یہاں پور  
 اور جاندہ ہر عنایت ہوا۔ شور کی طرف سلطان راجی ہوا۔ یہ قاعداً شمن کے قبضہ میں تھا۔ اور طلبہ  
 کے قریب راوی سے اوترا اور ملک الشرقی کو شمن کے تعاقب میں ہیجا جس سے شمن  
 ایسے یہ سرو سامان مون کر بھاگے کہ تھے بھی مڑک رہا۔ یہاں دشمنوں کے بہت سے گھوڑے  
 اور اسیاں جو کشیوں میں لادے گئے تھے لشکر شامی کے باختہ۔ قلعہ شور میں شیخ امیر علی کا  
 میتھیجا امیر مظفر قلعہ دار تھا۔ ایک بُغۃ ملک محاجرہ سُبک و فتحہ کرنے میں مصروف رہا مگر وہ آخر ایسا  
 بھجوہ کیا گیا کہ رمضان کے جمعینہ میں اسے اپنے نئی حوالہ کیا۔ اور اپنی قیمتی کا تخلیج باوشا کے  
 دیٹھ سے کیا اور بہت پویہ خراج میں دیا اور لب بخوار میں جو غلول میں کے گروہ کا مجاہرہ شمن الملک نے  
 کیا تھا اسے بھی شوال بکے جمیں میں اپنے شمن حوالہ کیا اور سہر و قائمہ بہر شمن الملک کا فرضہ ہو گیا

فچ پائی اور ملک الداد و مجموعہ ہو کر کوہستان کو تھی میں بجا لگا۔ بریج الملاول میں سلطان کوہستان میوات کو رہی ہوا اور تھبیت ماؤنٹینی میں پہنچا۔ جلال خاں میواتی نے باوشاہ کی آمدتی تو وہ بہت سی صیاہ کو لیکر قلعہ اندار وہیں چلا گیا۔ دوسرے روز باوشاہ نے اس مقام پر جسلا کی تیاری کی مگر اس کی فوج وہاں الجی نہیں پہنچی تھی کہ جلال خاں نے قلعہ میں آگ لگانی اور خود تھکلہ کو ملا چلا گیا تمام مال و سباب و غلام کے ذخیرے جو اس نے جمع کئے تھے وہ لشکر شاہی کے ہاتھ میں سلطان تجارتیں بیچنے زن ہوا اور میوات کے ملک کو لوٹا جسپ چلال خاں عاجز نہ تھا ہوا تو اس نے بدستور قدیم خراج اوکیا اور اپنا قصور محفوظ کرایا۔ ملک عماد الملک بھی باوشاہ سے تجارتیں میں بیان نہ سے آن کمر آ ملا اس کے ساتھ سوار اور پیادوں کا بہت لشکر تھا۔ باوشاہ نے کمال الدین او نکام اسرار اور طوک کو تھاڑہ سے گوالمیار اور اٹا وہ میں سرکشوں سے لڑنے کے لئے بھیجا اور جنادی لاول میں خود وہی میں آگیا۔

چند روز بعد یہاں ولی میں باوشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ تبر منہدہ کے محاضرہ میں جو امر مصروف ہیں پیر حملہ کرنے کے لئے شیخ علی ڈری سپاہ لیکر چلا آتا ہے۔ باوشاہ کو اس سے یہ ترو و پیڈا ہوا کہ میسا دا امر اس خبر کو ستر کر جو محاصرہ و مچھوڑوں سکر اس تردد سے پہنچے وہ محاضرہ چورچکے تھے اسلئے اس نے ملک عادوں اور اکی ملک کے لئے روانہ کیا۔ ان امر اکو ملک پیچ جانے سے ڈری تقویت ہوئی۔ بہت جلد شور یا سیور سے شیخ علی کوچ کر کے دریا بیاس کے کنارے کے ملک میں داخل ہوا اور ساہنی دہل اور مواثیقات کے باشدوں کو قید کیا اور لاہور پہنچا۔ قلعہ کے محافظ ملک یوسف سرور الملک و ملک اتمعیل تھے انہوں نے قلعہ کے دروازہ بند کئے اور محاضرین کا مقابلہ کیا۔ مگر اہل شیر اپنی حفاظتیں نافذ تھے۔ اور ان نے مخالف تھے اسلئے وہ دونوں رات کو شہر سے نکل کر دیوال پور کو بھاگ۔ دوسرے روز امیر شیخ علی نے اس کے تھاقف میں فون ج یہیجی سے جا کر ایک جماعت کو قتل کیا اور ایک جماعت کو اس کیا جیسیں ملک راجا جی تھا۔ دوسرے روز امیر شیخ علی نے شہر کے سلماں سروں اور عبور توں کو قید کیا۔ سلماں نوں کے قید کرنے میں اور ان کے ملک سر برداو کر رہے تھے میں اس کو بزرگ رہ آیا تھا۔ عرض اس نے حصار اور شہر و نوں پر قبضہ کیا اور شکل غارت قید

انہیں ایام میں فولاد ترک بچھ دیجے تائیں کے تبرہنڈہ سے باہر آیا اور اسے فیروز کے  
ملک پر جلد کیا۔ رائے اپنے پیدا ول اور اول کو ساتھ لے کر اس سے مقام بلکہ  
مگر رائے مارا گیا اور فولا و اس کا مرتکات کر تبرہنڈہ سے گیا۔ اس کو سبھی، الحجۃ اور خلیل  
کے ذمہ سے ماتحت بکے۔ جب سلطان کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو اس سے خود لاہور اور  
سلطان کی طرف کوچ کیا اور بلکہ سرور کو پہنچی جس کو فولا و کل سرکشی کو دیا۔ جو ہبھی پاہ  
سامانہ کے قریب آئی تو حصار کا محاصرہ جسراستے چھوڑ دیا اور کوہ تکڑیں چلا گیا۔ اور ملک  
سکندر کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ابھر شیخ علی بھی باوشامی شکر سے ڈر کر یارِ قوت پاہار قوت کو  
پکٹ بھاٹھا اور فولا و اسلام بھی قلعہ تبرہنڈہ میں آگیا۔ باوشامی نے ملک الشتر تمس الملک  
سے اقطاع لامہور لیکر خان عظیم نصرت خان گرگ انداز کو دی اور وہ قلعہ لامہور جا کر جنہیں  
کمالک ہوا۔ ذی الحجۃ کے ہبھی میں جسراست گھنک مع اپنے تائیں کے پہنچتے ائمہ اور لامہور  
میں نصرت خان پر جلد کیا۔ مگر آخر کار نام کام ہو کر پہاڑ میں چلا گیا۔ باوشامی اپنا حجہ جنمی  
کے کنارہ پر خطہ پانی پت میں لگایا اور بچھ دیں یہاں رہا۔ جب کے ہبھی میں ملک الشتر  
عما و الملک کو شکر جرار کے ساتھ پہاڑ و گوالمیار رہ جا کر وہ یہاں کے غمر و دل کو شرافتے  
اور خود وہی چلا آیا۔

حربِ شتمہ میں وہ دہلی سے سامانہ کی طرف چلا کہ یہاں کے سرکشوں کو شرافتے۔ وہ پانی پت  
میں پہنچا تھا کہ اپنی والدہ محمد صہب جہاں کی علات کی خیر شکر پانی پتے گے وہی آیا بھین و ٹھیڑ و مراسم  
ماتحت و عزاد کے بعد بچھ دیتے شکر سے جاما۔ اور یہاں ہو چکر اس نے حکم دیا کہ ملک سرور شکر لیکر قلعہ  
تبرہنڈہ کو جاے۔ یہاں فولا و ترک بچھ پتیت سالون کے زیادہ قوی اور گیا ہے اس نے رائے  
فیروز کے ملک سے پہنچتے پتھر اور آلات جنگیں اور غلے سکے ذمہ سے لکھتے کر کے قلعہ میں کھلتے تھے  
قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور لارائی شتر شیخ ہوئی۔ ملک سرور الملک کے ذیر ک خان و اسلام خان اور  
کہون راج کو محاصرہ کا اعتمام پہنچا اور خود باوشامی سے پانی پتیاں جاما۔ باوشامی اسے تبرہنڈہ  
کی عنیت کو فتح کیا۔ اور نصرت خان سبھی لامہور اور جاں بھر کی کوست پنکڑ ملک اور دل وہی کو تفویض  
کی۔ جب جاں بھر کی ملک سے اپنے چھاؤں پر جسراست شیخ انسے دیا جائیں میں نہ بنتے اکثر کوہ جسکلے کیا اور

شیخ علی اور امیر مظفر حضور والوں کے ساتھ قلعہ سیوریں (شور) میں پہنچے۔ امیر شیخ علی نے جو کچھ مہندوستان سے لیا تھا وہ سب ہیں چھین گیا وہ صرف جانی سلامت لے گیا۔ عادالملک اور امر افے اسکا تناقہ قلعہ سیور تک کیا۔ شیخ علی نے اپنے بیٹے جمال ک مظفر کو قلعہ سیور میں قلعہ دار مقبرہ کیا خود کابل چلا گیا۔ اس زمانہ میں سلطان کے احکام آئے کہ تمام امراء حکم کو گئے ہے وہ قلعہ سیور کو چھوڑ کر وہی میں۔ اب بادشاہ کو اس فتح نایاں سے عادالملک کی جانب سے دھم پیدا ہوا اور اس سے اقطاعی سلطان لیکر حیر الدین کو دیدی اور اس کو سع امر اکے دہلی طلبہ کیا گلریہ کام بادشاہ نے چلدی ہے خور و تماں ناداں کا کیا اس سے ختم سلطان میں ہرے فساد کھڑے ہوئے جو نیچے صفحوں میں بیان ہوتے ہیں۔

## حضرت شیخ انگر کر

اس زمانہ میں حضرت شیخ انگر نے فرصت پا کر اپنی قوت پڑھائی اور فتنہ و آشوب برپا کرنا شروع کیا اور ملک سکندر تخت نے اس فساد کے مٹاٹے کے لئے جالندھر کی طرف حرکت کی جس سے نجیت بھی پہنچا کر کوہ تھکر سے نکل کر دیار جہلم و راوی دیساں کو عبور کر کے جالندھر کے قریب آیا۔ ملک سکندر غافل تھا اس نے حضرت کامقا بلہ تھوڑے لشکر سے کیا۔ لڑائی میں اسکا گھوڑا دل میں چھپ گیا اور وہ زندہ حضرت کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا۔ حضرت اس کے گھوڑوں اور اموال پر تصرف ہو کر ٹری تیاری سے لاہور میں آیا اور اسیاں قلعہ گیری کی ترتیب میں مصروف ہوا اور بحاصرہ کر لیا۔ ملک سکندر کا نائب سید حمی الدین اور اس کا غلام ملک اس خونخشن قلعہ دار تھے اور محاذیر میں سے روزگار تھے حضرت کی تحریک سے امیر شیخ علی کو انتقام کی فکر ہوئی کابل سے چکار سلطان کی حد پر چکر آہر ہوا۔ دریا جہلم کے کناروں پر خطیب یور کے اور اور روضہ کے آدمیوں کو دریا سے انکر کر قید کیا۔ اپنی لاول کو طلبہ میں آیا۔ یہاں کئے آدمیوں نے اپنے تینیں اسکے حوالہ کیا۔ اسے نریسوں کو قید کیا۔ پھر اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ قلعہ پر قبضہ کریں، دوسرے دوں میں سارے سوانح قدمہ گئے۔ اسی کچھ حادثہ سے امام ریاضی کا نہیں کیا گیا۔ سب عورتوں پر چھوپن کو پڑھ کر دیا

نہ تھا اسی لئے وہ فدا دیر پا کرنے میں کوئی تقصیر نہ کرتا۔ ایمیر شیخ علی کے درج کرنے کے لئے طلبہ (تمہارا) میں عادا الملک آیا۔ ایمیر شیخ علی، جنگ سے پہلوتی کر کے خلیب پوریں گیا اس اشنا میں سلطان کا فرمان آیا کہ عادا الملک للہبہ کو چھوڑ کر ملتان کو پچ کرے۔ ۲۴ بشعیبان کوہ ملتان گیا تو اس نے ایمیر شیخ علی دیکھ دیا اور دریا دراوی سے اتر کر کے دریا درا جنم کے آپور گنوں کو چون کو چناب کہتے تھے ویران کیا اور ملتان سے وہ کوئی پرہنچا۔ عادا الملک نے سلطان شاہ لوہی کو جو ملک بہلوں کا چھا بھتا اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اشنا راہ میں ایمیر شیخ علی سے محarrم جمع ہوا جس میں سلطان شاہ نے شکست پانی اور کشتہ ہوا کچھ اس کا شکر بھاگا کچھ مارا گیا۔ دوسرے، وہ تبریزی ماہ رمضان کو ایمیر شیخ علی خیر آباد میں کہ ملتان کے قریب ہے ہوئے۔

۲۵۔ ماہ رمضان کو شیخ علی اپنے نام شکر کو ہراہ یک ملتان کے دروازوں کی طرف حملہ کرنے کے لئے بڑا لیکن عادا الملک اور الٹہریں سے ڈلنے کو نکلے اور با غول میں لڑائی ہوئی جملہ اور نوکو وال پس جانا پڑا اور جزا بسا بجا وہ اپنے ساتھ لائے تھے اسے چھوڑنا پڑا۔ ۲۶۔ رمضان کو پھر بڑے شکر سے انہوں نے حملہ کیا وہ گھوڑوں پر سے اتر پڑے کہ شہر کے دروازوں کے اور انہیں ہوں۔ بلکہ عادا الملک نے پیدا وہ سواروں سے ایسا حملہ کیا کہ وہ اتنے ہی تھے کچھ ماسے گئے کچھ اپنے لشکر سے چالے۔ اسی دوبارہ شکست پانی سے پھر حملہ کرنے کا اون کو جو صدمہ نہ رہا جب سلطان مبارک شاہ کے کانوں تک رسید جب پھر تو فتح خاں بن نظفر خاں بجسراں کو مع امراء نے بزرگ مشکل زیر ک خاں ملک کا لوثحہ پیل ملک یوسف و کمال خاں درائے ہنسو کے عادا الملک کی مدد کے لئے بھیجا۔ ۲۷۔ ماہ شوال کو یہ امرا ملتان کے قریب آئے۔ جب وہندوں نے شاہی لشکر کو دوسرے دیکھا تو ان کا ہول کے ناسے دل وہنے لگا اور جب ان بہادروں نے اپنے حملہ کیا تو وہ شکست پا کر ایسے بھاگے کہ چھپھے ٹکر کیلی نہ دیکھا۔ اس بھاگنے میں انکے شکر کے کئی سردار مارے گئے۔ باقی فوج اس حصہ ایں کی جو انہوں نے اپنے لشکر کے گرو بنا یا تھا فتح مند لشکر نے اس حصہ ایں بھی ان کو سمجھنے نہ دیا انا چار قبر اپر قرار ہوا بلکہ بہت سے ان میں دریا جنم میں فرق ہو سکے اور جو دو سنبھالے چھپھوڑھوٹھن ایمیر جو بے

اپنے ارادہ سے پیش مان ہوا۔ خزانہ اور اسہاب اُس پاس کافی تھا۔ اسے جنگ اور قلعہ ایکیں اصرار کیا۔ حما و الملک بے نیل مقصوب سلطان پاس آیا۔ یہ قلعہ جلد تحریر ہیں ہو سکتا تھا اسے صرف میں عاد الملک کو پاؤ شاہ نے میان رخصت کیا اور خونو نوچی تحریر نہ سے رایت مراجعت بلند کیا اور اسلام خال یو ہی نو رکمال خال اور رسل کے فیروز اور اور انیران صدہ کو قلعہ کے محاضرہ اور تحریر کے لئے مستحق کیا۔ حما و الملک اول تحریر نہ کیا اور قلعہ کے محاضرہ کے لئے امر الکوہ سر براد کیا اور پہلے میان کو دیا گیا۔ حصہ اس کے لئے بہشتی اور کوشش کی گئی اور چھ ہمیٹے محاضرہ پر گذر گئے۔ اور قریب تھا کہ علم فتح ہو کہ ایک اور گلی یہ کھلا۔

## امیر کابل سے لڑائی

فولاد خال دیا سے ہمدرد اپنے ڈوبا پڑتھا کہ اس کو یہ سمجھی کہ امیر شجاع علی حاکم کابل کی دشکنی سے میری بخت ہوئی سے اسلئے اسے اپنے معتقدوں کی بخاستی کی اور بیلے خطیر اور کے باختیبیج سلطان مبارک شاہ نے اپنے ہاپ کاظمیہ ملامت، ودارات، کامرا شاہرخ کے باختیبیس رکھا تھا۔ امیر شجاع علی کابل سے آیا رہا ہیں اس سے مکمل ہوتے ہیں لی گئے۔ امیر شجاع علی نے دریا دیسا سے اتر کر ان ایروں کی اقطاع کو جو قلعہ گیری میں شفول تھے تاخت و تاریج کر کے بالکل ویران کر دیا۔ ماہ جمادی الاول ہی جب تحریر نہ سے وہ کوس کے فاصلہ پر ہوئی تو امرا نے ویکھا کہ اس سے لڑتے کی طاقت ہم میں ہیں ہے اسلئے وہ محاضرہ کو جوڑ کر اپنے اقطاع کو چلے گئے۔ فولاد غلام نے قلعہ سے نکل کر امیر شجاع علی نے ملاقات کی اور اپنے وہدہ کے ہوافض دو لاکھ نگارہ اسکو دے۔ اور اپنے اسی عیال اس کے پرد کئے اور خود قصہ گیا اور پہنچاں قلعہ زیادہ کیا۔ امیر شجاع علی نے پر بار بار لج سے اتر کر قتل و غارت کرنے میں خوب کوشش کی اور جو کچھ فولاد غلام نے دیا تھا اس سے بوجی نقد و حیس اسکو باقاعدہ آئی۔ اس کے آدمی کی سال سے گرفت تھے اب وہ سر پوست۔ وہ نامور ہیں آیا۔ یہاں تک سکنی تھے نے اس پلکوں میں مالا کو یوں مالا کو چور پوچھ چلے ہر سال جاتا تھا وہ اسکو دیدیا۔ اب وہ دیباں پاپ کی طرف توجہ ہوا۔ جہاں آبادی ویکھتا اسکو برباد کرتا تھا۔ پالیں ہر چار ہزار دلہ اور بہشتہ منہی قید کئے۔ اس کا کوئی رونکے والا

تھیں اور میان دو آب میں جا گیریں رکھتا تھا۔ مال کے جمع کرنے میں بڑا جیسیں تھا۔ باہد شاہ نے اُسکا خرازہ کہ باہد شاہ کے خرازہ سے ہمسری کا وعویٰ کرتا تھا بالکل مع اقطاعات کے اُس کے خرندوں کو دیدیا۔ مگر ان پیٹوں سے حقوق باہد شاہی کو منظور رکھنا اور فولاد ترک بچھے کو جو سپید سالم کا غلام تھا قلعہ سرہنڈ میں ہمچکر مخالفت کی ترغیب اس امید پر دی کہ اس فتنے کے وقع کے لئے اُن کی طرف رجوع ہو گی اور اس تقریب سے وہ خود علم بجاوت پلند کر لے گے باہد شاہ کو جب یہ بات معلوم ہو تو سپید سالم کے پیٹوں کو تقدیر کیا اور ملک بوسٹ و ملے ہو جھٹی کو سرہنڈ کو پہنچا کر وہ فولاد کو سمجھا تھا جو کہ راضی کر لیں اور سپید کا سار اخراجے لے آئیں جب یہ سرہنڈ میں پیٹو سچے تو اول روز فولاد و مستامن ملا اور انکو غافل کرنے کے لئے صلح کی بائیں خوب بنایں گے وہ سرے روز وقت سخنانگاہ قلعہ سے نکلنکران کے لشکر پر شب خون مارا۔ مگر ملک بوسٹ وہ اُنہیں گھومی پرانے سپاہی تھے فولاد کا یہ وار غالی گیا۔ اسما پھر گیا۔ مگر دوسری رات کو خپڑہ ش خون مارا اور قلعہ کے پرچ و بارے سے بھی تو پت نفگ چلا۔ حس سے باہد شاہی آدمی متفرقی ہو گئے اور سب بھائی تر سرستی کی طرف چلے گئے اور ان کے اموال اور اسیاب پر فولاد غلام متصرف ہوا اور اُس بے اسکو قوت و غلبہ حاصل ہوا۔ بچھے باہد شاہ کو خیریہ ہوئی تو وہ خود سرہنڈ کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک رسمدار و پیٹاہ و زمینہ دار اس کے حکم سے جمع ہو سکے اور عماد الملک حاکم ملتان بھی فرمان کے بوجب حاضر ہوا۔ باہد شاہ نے سرستی پر چندر روز قیام کیا اور بعض امر اکو آگے روانہ کیا۔ انہوں نے جاکر قلعہ سرہنڈ کا جو اصرہ کیا۔ فولاد غلام نے پیغام دیا کہ مجھے عماد الملک کی بات پر پورا اعتماد ہے اگر وہ آئے اور مجھے امان دے تو میں اُنکے سے بھل کر سلطان کی ملازمت میں حاضر ہوں۔ یہ املاک اس کی منظور ہوئی سلطان نے عماد الملک کو تبرہنڈ میں پہنچا۔ قلعہ کے دروازوں کے ٹزویک عماد الملک تھے فولاد غلام نے ملاقات کی او عہد واثق کیا کہ کل باہد شاہ کی پا بوسی سے مشرف ہو بھگا اسی اثناء میں سلطان کے ایل لشکر میں سے اس کے اپک آشتانے اس پاس پیغام بیجا کہ عماد الملک تو صادق القول ہے لیکن باہد شاہ صعلازج دست پر نظر کرو کے اُس کی بات نہیں مانے گا اور وہ بیکی غیرت کے لئے تیر قیاسی است فرمائیا۔ فولاد غلام خلافت پوکر

فلمع جالندہ بہ کی تحریر کے درپے ہوا لیکن اس کو نہ لے سکا تو اُس نوارج کے مواضع کو لوٹا اور آئندہ پونکو  
قید کر کے اپنے ساتھ کلا نو زیں کے آیا۔ سلطان مبارک شاہ نے فرمان بھیجا کہ ملک اسکت د رخنه  
کی ملک کے لئے زیر ک خاں حاکم سامانہ اور اسلام خاں (سرمند) روانہ ہوں۔ بلکہ ملک د رخنه  
پہلے اس سے کہیں لکھ کے پاس آئیں کلا نور گیا اور یہاں کے راجح فالب کو اپنے ساتھ تشقی کر کے  
حضرت کی پیچھے پڑا اور یہاں کے کنارہ پر کانگڑہ میں اسکو جالیا اور اسکو شکست دی اور جو قدر کہ  
غیبت حضرت نے جاندہ میں لی تھی سب اس سے واپس لیکر لاہور چلا آیا۔

ما و خرم ششم میں ملک محمود حسن بیانہ کے سارے فسادوں کو جو محمد خاں اور حمدی نے  
برپا کئے تھے مثاکر وہی میں اور سلطان مبارک شاہ میوات میں مہمہ داری یا مہمہ داری میں آیا  
اویہاں چند ورتو قفت کیا۔ جلال خاں میواتی اور امیر میو ایوسٹن عاجز ہو کر مال گزاری بدستور  
سابق قبول کی اوبیعن نے حاضر ہو کر باشاہ کی ملازمت کی۔ سلطان وہی میں آیا۔ ملک جب  
ناوری حاکم ملتان کے قوت ہونے کی خبر آئی تو اقطع ملتان ملک اشرف محمود حسن کو عنایت  
ہوئی اور عاد الملک کا خطاب ملا اور ملتان کو ایک ہری سپاہ کے ساتھ روانہ ہوا۔

ششم میں باشاہ گو الیار گیا اور یہاں کے قلعوں کو مثاکر پھیل گھاٹ دیا تھا۔ کافٹ  
میں آیا یہاں کے راجحہ کو شکست دیکر کوہ پا یہ میں آیا اور اسکے ملک کو تاخت و تاراج کیا  
اور کرنیزہ غلام امیر کے اویہاں سے رابری میں آیا اور اس ضلع کو پرسین خاں سے لیکر ملک حمزہ  
کے حوالہ کیا اور مراجعت کا غزم کیا کہ اتنا راہ میں سید السادات سید سالم قوت ہوا  
باشاہ نے اسکے پڑے بیٹے کو سید خاں کا اوچھوٹے بیٹے شجاع الملک کا خطاب دیا اور  
اور تمام اقطاع اور پر گنوں کو بدستور انکو حوالہ کیا۔

## فولاد غلام کا فساد

جتے میں کہ سید السادات سید سالم تھیں سال تک خضر خاں کے حصوں میں عمدہ امر اور کنگڑہ میں رہا  
تھا اور یہ سے پڑے اقطاع کا پانک تھا اور پرمندہ (سرمند) میں خسدا نہ و ذخیرہ و اس جا ب  
فلمع دار قدر تھیں لیا تھا اور سوا اقطاع تبریز (سرمند) کے نکے پاس اور اقطع امر وہ و سرتی

پڑے بہے اور مبارک شاہ کے شکری ہر روز شکر شرقی کی اطراف پر ناخت کرنے کے اسکے  
گورنے اور میشی پکڑنے کے اور آدمی قید کر کے اپنے لشکریں لاتے۔ جمادی الآخر کو شاہ  
شرقی لڑنے کے ارادہ سے سوارہ اسلطان مبارک شاہ نے محمود حسن خان غطیم فتح خاں  
بن سلطان نظفر گجراتی وزیر ک خاں و اسلام خاں ملک بھے من نبیر و فیروز خاں و ملک کالو  
شختہ پیل و ملک احمد مقبل خاں کو سروالملک وزیر و سید السادات سید سالم خاں کے تراہ کر کے  
 مقابلہ کے لئے بیجا۔ وہی نے شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا جبکہ ات ہوئی دونوں شکر پہنچ  
اپنے مقام و جائے پر چلے گئے۔ ماہ جمادی الآخر کو شاہ شرقی نے جونپور کی راہ لی مبارک شاہ  
نے تعاقیب یعنی یادہ اہتمام انسان نہیں کیا کہ مسلمانوں کا کشت خون ہوتا۔ وہ خود ہاتھ کا نٹ کی ۰  
سے گواہیا گیا اور یہاں کے راجہ سے اور یہیوں سے متوحد قدم کے موفق خراج لیا اور ہر ماہی میں  
گیا۔ محمد خاں اور حدی قلعے میں چلا گیا۔ اگرچہ قلعہ بہایت ستم تھا مگر قلعہ نہ شینو نکھلے را تھے ایسے ٹھوک بادشاہ  
بہ مقابلہ کر سکتے ہوں ایسے تھے کہ جھاک سکتے محمد خاں کو شاہ شرقی کی مدد بے الکل نا امیری تھی  
اسٹے امان مانگی اور مبارک شاہ کی خدمت میں آیا با دشافی نے اسکے جرائم کو معاف کر دیا اور جان و مال کے  
ساتھ خصت کیا کہ جہاں چاہے جائے۔ وہ یہوں چلا گیا۔ مبارک شاہ نے محمود حسن کو سیانہ کے قلعے  
ملک کے لئے منتظم مقرر کیا اور خود نظفر و نصویں عبان استھ کو دہلی میں آگیا بلکہ میونتو کو اس سے بیسے  
کہ شاہ ابراہیم شرقی کے ہمراہ ہوا تھا قتل کرایا اور ملک سر والملک کو یہوں کے لئے منتظم مقرر کیا  
ہی یہاں تو نے خود اپنے ملک کو بے چراغ کیا اور دنات کو او جاڑا اور پہاڑوں میں چلے گئے۔ جلال خاں  
بڑاوز ملک قدو و احمد خاں و ملک فخر الدین اور انکے اقربانے اپنے سواروں اور پیادوں کو قلعہ دہلی میں  
جمع کیا جب ملک سر و نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو محسنوں نے دیکھا کہ مقابلہ کرنے سے کچھ فائدہ نہیں  
ہوگا اسٹے اہنگوں نے خراج اور اول فٹے اور ملک سر والکو لیکر دہلی چلا آیا۔

## حضرت گھنکر کا فہاد

سبنہ ذکور کے ماہ ذی القعده میں خیر آمدی کی حیرت گھنکر نے کلانبو رکا جماصرہ کیا ہے اور ملک سکندز  
تھفہ لاہور سے انسے لڑنے گیا اور مکہت پاکر لاہور چلا آیا اور جسر سے نے ذریا، نیاں سے نے ذریز کر

ملک ناصر الدین قلعہ اری مذکور رکھا اماں انگل کفر قلعہ حوالہ کیا اور خود ولی چلا آیا۔ بیارک شاہ نے بیان میں تک بیارز کو حاکم مقرر کیا اور محمد خاں کے وضع کرنے کے لئے بیجا۔ محمد خاں میں جنگ کی طاقت نہیں تھی قلعہ میں آنکھ قلعہ نہ دیا۔ تک بیارز یہاں کی ولایت پڑھنے صرف ہوا۔ چند روز بعد محمد خاں نے اپنے چند معمدوں کو قلعہ پسروکیا اور خود جزیرہ ایلغار کرے سلطان ابراسیم شرقی سے جاملاً جو اپنے آرتھ استشکر کے ساتھ کاپی کی تسبیح کے قصد سے آتا تھا سلطان بیارک شاہ نے کسی مصلحت کی وجہ سے تک بیارز کو اپنی خدمت میں بالایا اور خود بیانہ کی فتح کے لئے چلا اُمانداراً میں قادر خاں حاکم کاپی کی عضداشت پہنچی کہ سلطان ابراسیم شرقی آرتھ استشکروں کے ساتھ کاپی کی فتح کے قصد سے چلا آتا ہے۔ باوشاہ نے ہم بیانہ کو موقوف کیا اور سلطان ابراسیم کے مقابلے کے لئے رواں ہوا۔ اس اثناء ہیں جوان فوج شرقیہ نے بھوگانوں کو لوٹ کر مدد اول کا قبضہ کیا تھا سلطان بیارک شاہ جتنا اونٹ کر موضع اتروولی یاد ہرنوی (میں کہ جو اس نے مشہور مقابلوں میں سے تھا ووڑا اور ہاں سے وہ اتروولی میں آیا۔ یہاں اُس کو معلوم ہوا کہ شخص خاں برادر شاہ شرقی اُناوہ میں آن پہنچا ہے تو اس نے تک محمود حسن کو دس ہزار چینہ سواروں کے ساتھ شخص خاں (شخص خاں کے مقابلے کے مقابلے کے لئے بیجا شخص خاں نے اس شکست لڑنے کی طاقت اپنے میں نہ لکھی اس نے اپنے بھائی پاس بازگشت کی۔ محمود حسن نے چند روز توقف کیا کہ دشمن کو غافل پائے تو اس پر حملہ کرے مگر دشمن ہوشیار تھا اُس کو موقع حملہ کرنے کا نہ مل اتو وہ اپنے باوشاہ کی فوج سے جا ملا۔ ابراسیم شاہ شرقی کالی ندی کے کنارہ کنارہ چلکر رہا ان آباو ضلع اُناوہ میں آیا۔ بیارک شاہ نے اتروولی سے کوچ کیا اور قصہ پائیں کوٹ (بالی کونڈ یا مالی کوٹ) میں آیا۔ اب دونوں استشکروں کے دریان تجھے تھوڑا ای فاصلہ تھا کہ شکر بیارک شاہی کی شان عظمت کو شاہ شرقی نے دیکھا۔ مقابلے کا ارادہ ترک کیا اور ماہ بیاوی الاول میں قصہ رابری کی طرف چلا اور جنہاً سے پار اتر کر پیا تھیں گیا اور کشمیر پاکستانیہ میں کے کنارہ پر مقام کیا۔ بیارک شاہ ہبھی چند دارکے نزدیک جنہاً اتر کر بیانہ پہنچا۔ اور دشمن کے شکر سے پاچ کوہیں پر فرد کش ہوا۔ طرفین نے اپنے استشکروں کے ۶۷ گے خندق آپوی اور میں روز تھا یہ شکرا یک دوسرے کے مقابلے

اس نے سپاہ بنے آگے کوچ نہیں کیا۔ میواتیوں کی سکھی کی خبر آئی باشاہ اس طرف روانہ ہوا اور فارست و تاراج پر دست دراز کیا۔ میواتیوں نے اپنامان خراب اور کوہ چڑھے میں چلے گئے باشاہ نے بسب عسرت غلام و صفت و محکمی جائے کے ذہلی کو مراجعت کی اور بلوک و امر اکوپنی جائیں سروں پر خصت کیا اور خود عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔

<sup>۵۲۹</sup> ۲۹ میں پھر میوات کی طرف باشاہ گیا۔ ہادرنامہ کے پتوں جلو و قدر کے ساتھ میواتیوں نے نکرائے ملک کو ویران کیا۔ اور کوہستان ان دور کو اپنا مقام بناایا۔ لشکر شاہی نے کئی روز تک اُنچڑھائیں اور ان دور میں نکال دیا تو وہ کوہستان الوریں چلے گئے۔ لشکر شاہی نے ان دور کے مستحکم مقامات پر سارے کیا اور الور پر ٹڑھے گئے اور جلو و قدر کے پیچے ٹڑے۔ انہوں نے آخر کو عاجز ہو کر لامان چائی بول طلاز کے چند روز بعد پھر بھاگنے کا ارادہ کیا تو مجوس ہوئے اور باشاہ نے میواتیوں نے نکل کر تابع کیا جب تھوڑا تو مراجعت کی پھر حودہ میں بعد حرمہ میں میوات گیا اور بیہاں کے تمزوں کو سزا دیکرہ بیانہ گیا۔ حاکم بنایا نہ محمد خاں پسرا وحد خاں پیارڈی کی چوٹی پر چڑھ گیا اور سولہ روز تک لٹمارہ اکثر ادنی اُسکے باشاہ سے جاٹے تو وہ ازردے عجز و انکسار تی گردن میں ڈالے ہوئے باشاہ کی خدمتیں عاضر ہوا اور قلعے میں جو گھوٹے اور تھیصار اونفیس اشیاء تھیں وہ باشاہ کی میکیش میں پیش کیں۔ باشاہ نے اُسکے اہل و عیال کو قلعہ سے اُتار کر دی ہی بچید بیا اور قلعہ بیانہ کو مغلیل خاں کے پیرو کیا اور سیکری کو کہ اب فتحور شہوئے ملک خیر الدین تختہ کو والہ کی اور اپنے خود بیہاں سے گوالیا رایا بیہاں کے راجہ اور کھنک و چندر والہ کے رئیسوں نے کچھ مقابلہ نہیں کیا۔ اور دستور قدیم کے موافق خراج ادا کیا۔ جمادی الاول میں باشاہ دلی میں آگیا۔ اور ملٹان اور اسکی نواحی کے ملکے ملک حن کو بدل کر خصار فیروزہ میں بیجا۔ اور اسکی جگہ ملک جب نادی کو مقرر کیا۔ اور کوشک جہاں نما فیروز شاہی کو اونچ خاں بیٹھے محمد خاں کے لئے تجویز کیا اسکی ترمیت کی فکر میں تھا لیکن محمد خاں جلدی کر کے سع زبان و فرزند اور تمام معلقین کے کوشک جہاں نامے پہاگ کر میوات میں چلا گیا۔ اور وہاں ہر دن واقعی طلب کو جمع کیا جو وقت اُسے خیر پاہی کو قلعہ بیانہ میں ملک ناصار الدین کو مقابلہ خاں چھوڑ کر خود مہباں رچہاون لاکی طرف گیا ہے تو ایلغار کر کے زینداروں کو پیشے ساختہ بلکہ شہر بیانہ پر قصر نہ ہو گیا

تاخت تاریخ کرنے کی صلاح تباہی۔ تاکہ باوشاہ دہلی پر سب طرف سے ایسا زور پڑئے کہ اسکا مقصود حاصل ہو۔ اسی زمانہ میں ملک علاء الدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور امیر شیخ علی کے آنے کی خبر منتشر ہوئی۔ مبارک شاہ نے اقطاع ملتان بچکرو سیستان میں بے تال ملک مجھے میون کو اداستہ لشکر کے ساتھ روانہ کیا اس نے حصہ ملتان کو جو صاحبہ قوان کے صدر سے دیرزاں پر اتحام ہست کرائی اور اطراف و نواحی سے لشکر کو جمع کیا اور بیہاں کے آدمیوں کو انعام د دلیفے و خوشیں دے دے کے خوش کر دیا اور غلوں سے جنگ کیلئے منعقد ہوا۔

## گوالیا اور میوات کی محہم و بیانات کی فہمات

اسی سال میں خبر آئی کہ الپ خاں یا الف خاں عرف ہو شنگ (الی و صار (مالوہ) نے گوالیار کے تلفظ کا نحاصرہ تغیر کے ارادہ سے کر رکھا ہے۔ ایں حصہ کی حمایت کیلئے باوشاہ مبارک شاہ روانہ ہو اجنب بیان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ امیر خاں بن داؤ خاں حاکم بیان نے اپنے چھ مبارک خاں کو مار کر بیان میں تہلکہ ڈال رکھا ہے اور نجاشیت کے قسم سے بالائے کوہ چلا گیا ہے۔ دن گوہیں مبارک شاہ فروش ہوا۔ اور رسائل در رسائل کے بعد امیر خاں نے سالانہ خراج دینے کا عہد کیا اور لو از مطاعت بجا لایا۔ باوشاہ مبارک شاہ گوالیا رکھا۔ سلطان ہو شنگ نے چنبل کے گھاٹ کو روک رکھا تھا۔ مبارک شاہ دوسرا گھاٹ تلاش کر کے چنبل سے جلد پار اتر گیا اور دہلی کے مقدمہ لشکر نے سلطان مالوہ کی اطراف لشکر کو نارت کیا اور جماعت کیشیر کو اسیر کیا۔ چونکہ یہ اسی مسلمان تھے ملک مبارک شاہ نے انکو چھوڑ دیا۔ سلطان ہو شنگ نے لائی پیشکش، ہیچے اور دہار کو چلا گیا مبارک شاہ نے چنبل کے کنارہ پر توقت کیا اور قانون قیدیم کے موافق خراج اس دیار کے نیشنداروں سے وصول کیا اور جب شہنشہ میں دہلی میں آیا اور دشمنیں کٹھیر کے نکل میں گیا۔ بیہاں کے راجہ ہر شنگ نے گنگا کے کنارہ پر آن کر میلانہت کی اور تین سال کی بقایا ماں گذاری کی بابت چند روز مقدمہ رہا۔ اداۓ مال کے بعد ہانی پانی باوشاہ نے گنگا کے پار اتر کر متعددوں اور مفسدوں کو پانہل کیا اور کمابول کی طرف چلا۔ بیہاں کچھ دنوں تھیز ایکن جب موسم گرم ہو گیا تو رہب کے کنارہ کنارہ گھر کا راستہ لیا اور گنگا پار ہو کر قونج بہار ارادہ کیا کہ مہندوستان کے سارے شہروں میں تحفظ کی سخت بلانازل ہوئی جسی

ششم میں مبارک شاہ نے لشکر مرتب کیا اور حرم کے بھینی میں ملک کٹھیر کی طرف حرکت کی اور مال و مخصوص وصول کیا اور بعض تمردوں کو نزدیکی۔ مہابت خاں حاکم بدایوں جو حصہ ری پیو کر خضر خاں سے لڑا تھا اور ارب اس کے بیٹے سے خوف زدہ ہو رہا تھا وہ باو شاہ کی خدمت میں آیا اور اس کا قصر و معاف ہوا۔ باو شاہ یہاں سے گنگا پار امتر اور الھوڑ راجپوتوں کے ملک پر تاخت کی اور انہیں سے بہت سے راجپوت قشیں واسیر کئے۔ گنگا کے کنار پر چند روزہ اُن نے تو قش کیا اور قلعہ کمبلہ میں ملک نہار ز و نزیر ک خاں و مکال خاں کو لشکر غطیم کے ساتھ منفر کیا کہ وہ راٹھوروں کو سرہ اٹھانے دیں مراجحہ اٹاؤہ نے باو شاہ کی بمراہی کے لئے اپنا بیٹا یہجا تھا وہ اشکر سے بھاگ گیا باو شاہ نے ملک بالشرق مبارک خاں کو لشکر غطیم کے ساتھ اسکے قیچھے روائے کیا۔ وہ اس کو پکڑا تو نہ سکا مگر ولاست اٹاؤہ میں داخل ہو کر مر امک تاخت تاراج میں سے کوئی دقيقہ فروغ کیا اشتہنیں کیا۔ ملک مبارک شاہ خود بھی جلد سفر کر کے اٹاؤہ میں داخل ہوا۔ یہاں راجہ نے بہت سے راجپوت اپنے پاس جمع کر کے قلعہ میں پناہ لی۔ باو شاہ نے اسکا محاصرہ کیا۔ جب راجہ تنگ عاجز ہو الو و درسی و فتح اپنے بیٹے کو باو شاہ پاس پہنچانا اور جو مال و مخصوص و اجنب الادا تھا اُس کو ادا کیا۔ مبارک شاہ و حلی چلا آیا اور اس اشنازی میں ملک محمود حسن اپنے لشکر سمیت دہلی میں باو شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خوب بخشی گری پر حبکوان دنوں میں عارض ممالک کہتے تھے سرافراز ہوا۔

## حضرت شیخا اور رائے پیغمبر

ہی سال میں حضرت شیخا اور رائے پیغمبر میں رُنگی ہوئی اور رائے پیغمبر مارا گیا اور اُس کا بہت سا مال و اس بہبہ حضرت شیخا کے ہاتھ آیا۔ وہ بارہ بُر اگھر کھنک جمع کر کے پھر لامپور وہی کی باو شاہی کا اُس نے قعید کیا اور دیپالی پورا اور لامپور کی نوچ کو تاخت تاراج کر کے اموال فراواں لوٹا۔ بلکہ سکندر رتھنے نے اُسکے دفع کرنے کا تصدیکیا اور دیباںچا بے پار امتر اگر کچھ کام نہ ہو سکا ناجار و اپس آیا حضرت گھنکوں کی ولادیت میں جا کر خیل و حشم کی ترتیب میں مشغول ہوا۔ کابل میں اسی رشیخ علی پس پر غمتش اقامت رکھتا تھا اور مژرا اشناز ہر رخ کے ابر میں سے تجا اونو یہاں اُس کی نیابت کا نام کرتا تھا۔ اُس سے اشنازی اور خصوصیت حضرت نے پیدا کی اور پیستان بن بھکر و خشنہ کی

ایک ہمینہ وہ قیم رہا اور قلعہ اور شہر کے دروازوں کی نرمی میں صروفت رہا اور جیسا یہ کام سب ہو چکا تو اُسے اقطاع لامہور بلک الشرق ملک محمود حسن کو دی اور اس کے ساتھ دو ہزار سوار بھی رہیں چھوٹے۔ اور خود بھی مراجعت کی۔ جب بادشاہ دہلی میں آگیا تو حضرت شیخنا چناب اور راوی سے ایک بڑے لشکر کے ساتھ اتر اور حصان لامہور کے پاس آیا۔ اور اسے اپنے یحیے شیخ المشائخ حسین زنجانی کے فزار کے پاس لگائے۔ حصان خاص لامہور پر احمد جہاونی الآخر کوڑائی ہوئی جیسی حضرت کو تیجھے ہٹنا پڑا۔ قلعہ سے باہر لشکر شاہی نے آن کے اسکا تعاقب کیا مگر دو رنگ نہیں دنوں لشکر اپنے مقامات میں مقیم رہے۔ غرض حضرت نے ایک ہمینہ پانچ روز تک قلعہ کا حاصلہ رکھا اور کئی دفعہ قلعہ پر لڑا مگر جب کچھ کام نہ بنا تو کلا نور چلا گیا اور یہاں قلعہ کلا نور میں لشکر شاہی کی امداد کے لئے رائے بھیم آیا تھا۔ اُس سے حضرت اپنا انتقام لینا چاہتا تھا دونوں میں رثائی ہوئی مگر ماہ رمضان میں انہوں نے اپس میں صلح کر لی اور حضرت شیخنا دیبا یا اس کے کسانہ پر پوچھا گھکروں کا لشکار مجع کرنے لگا اس انسان میں بلک تحفہ اسکندر جو بلک محمود حسن کی امداد کے لئے تین ہوا تھا لذ رپوی میں بڑے لشکر کے ساتھ آگیا۔ حضرت اس لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ راوی اور چناب کے پار اپنے ہمراہ یہاں سمیت بھاگ گیا اور تکھیں چلا گیا بلک الشرق لذ رپوی سے یہاں کے پار اتر اور ۱۲ شوال کو لامہور پہنچا۔ بلک محمود اوس کے استقبال کے لئے قلعے سے تین کوس پر آیا۔ اس سے پہلے بلک اسکندر تحفہ سے بلک برج بندیاں پوچھاں شاہ نو دی اور اسے فیروز مل گئے تھے۔ اب اسکندر تحفہ کا پیش کر چکر سرحد جبوں میں پہنچا یہاں راجہ بھیم اس سے آن مالا لو رجہاں یہ گمان تھا کہ گھکر نہیں ہوتے ان کو قتل کیا اور بلک تحفہ اسکندر لامہور میں آگیا۔ اب یہاں بمار ک شاہ کا بمار ک فرمان پہنچا کہ بلک محمود حسن جالنڈہر ایس جا کر سب اس باب درست کر کے دہلی آئے اور بلک اسکندر تحفہ لامہور کا بائسہ درست کرے اور بادشاہ نے اس سے وزارت لیکہ بلک الشرق سر و تحفہ شہر کو دیدی اور اس کے بیٹے کو شختہ شہر مقرر کیا۔

## کھنیزرا اور اما وہ کی ہجات

ملک سلطان شاہ تھنچن مہاجرستگھ ہر چند قلعہ کی نفع میں کوشش کی مگر ناکام رہا جب سلطان شاہ اسلام خاں نے باوشاہ سے لکھ طلب کی تو باوجود برسات کے باوشاہ خود ماہر حب میں شہر سے سرہند کی طرف روانہ ہوا۔ ماہر حب وہ حوالی سرہند میں سامان پہنچا تو حضرت اُس کے نزدیک آئے کی خبر سن کر، ۲۰۔ حب کو محاصرہ چھوڑ کر لدھیانہ چلا گیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ حضرت نے خود زیرک خاں کو چھوڑ دیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ زیرک خاں بھاگ کر سامانہ میں مبارک شاہ سے آن ملا پھر شکر شاہی لدھیانہ کی طرف بڑھا۔ حضرت لشکر دریا کے دوسرے کنارہ پر چلا گیا اور وہاں لشکر شاہی کے سامنے نیمہ زدن ہوا۔ کل کشتوں پر اس کا قبضہ تھا اسلئے لشکر شاہی دریا کے پارہ اُتر سکا اور چالیس دن نکل دنوں لشکر آئنے سامنے پڑے رہے۔ جب سہیں نے طلوع کیا اور دریا کا پانی اُتراتو باوشاہ دریا کے کنارہ کنارہ قبول پوریگیا اور حضرت بیجا دوسرے کنارہ پر باوشاہ کے لشکر کے سامنے ہر روز لشکر اُمارتا ہوا چلا۔ ۱۱۔ شوال کو باوشاہ نے سکنہ رتحہ وزیرک خاں و ملک ارشق محمود حسن و ملکت کا لدا اور بعض امر کو لشکر اور بختیر میں کے ساتھ دریا کے پار رہ بڑیں یہ جما صبح کو پایا اب دیوار سے یہ اُتر گئے اور میں سے نیارک شاہ بھی ان کے قبیلے دریا سے اُترا۔ حضرت کاشکر باوشاہی لشکر کے متوازنی دریا کے کنارہ پر پل رہا تھا مگر حب لشکر شاہی دریا سے اُتر کر اس کے سامنے آیا تو بختیر لڑنے وہ بھاگ گیا۔ لشکر سلطانی نے اس کا تغایب کر کے بہت پیدل اور سوار اس کے قتل کئے اور بہت مال اس باب لوٹ لیا۔ حضرت مفلو کا نہ چند سواروں کے ساتھ جالندھر گیا۔ دوسرے روز زینیاں پار اُترا۔ حب لشکر شاہی یہاں آیا تو وہ دریا دراوی کی طرف چلا گیا۔ باوشاہ بیاس اُتر کر راوی پر قلعہ بھووا کے قریب حضرت کے تغایب میں پہنچا۔ تو حضرت نکھر کے پہاڑوں میں جا چپا راجہ جہو باوشاہ کی ملاقات سے سرفراز ہوا اور وہ رہبری کر کے باوشاہی کو نکھر پر لے گیا جو حضرت کا سب سے زیادہ مستحکم مقام تھا۔ لشکر نے اس مقام کو ویران کیا اور شیخوں کے آدمیوں کو جو اس پہاڑ میں پر آگئے۔ پھر رہے تھے اسیر کیا اور شاہی لشکر سالم و غافم لاہور پہنچا۔

محرم ۱۷۵۶ء میں باوشاہ شہر لاہور میں پہنچا یہاں شہر میں ابوبول رہا تھا۔ باوشاہ نے اس شہر کے آباو کرنے پر توجہ کی اور اس عجیب سے یہاں عمارت بتنی شروع ہوئی۔ یہاں راوی کے کنارہ پر

بُحَاوِيَا اور اُسے پئنے تین مغلزیں ابوالفتح مبارک شاہ ملقب کیا۔ اما اٹوک اکابرہ شاہ نجح و سعادت کی جائیگر و وظائف اور اوپرستور سابق چاری رکھے۔ اور بعض، کا احتفاظ کیا اور حصار فیروزہ والنسی کی اقطاعات تک جب تا درستے لیکر تک الشرق تک مدد (بد) اپنے برادر زادہ کو دیں اور تک جب کو دیوال پورا و پنجاب کی اقطاعات عطا کیں بغیر آئی کہ شیخا گھکر (کھوکر) کا بھائی جسرت اور طغامیں نے سُکُنی کی۔

## گھکروں کی لڑائی

شیخا گھکر کا پہلے کام نام ہو چکا تھا اسکی بُجُد اسکا بھائی جسرت گھکر انی قوم کا سردار امقرن ہوا۔ جمادی الاول شتنہ کو سلطان علی پاؤشاہ شمیہ طلبنبہ گیا تھا جب اس نے مراجعت کی تو اسکی سپاہ تفرق تھی۔ جسرت گھکر نے سراہ اُسے روکا اور لڑکر اس کو زندہ گرفتار کر لیا اور اس کا نام مال اسباب لوٹ لیا۔ اس برد کے باختہ گلنے سے وہ بہت مخدود ہو گیا اور ایسا دماغ چلا۔ کہ دہلی کی تحریر کی فکر کرنے لگا اور تک طغائے تک کو جو سپاہ دہلی کے صدر میں کھڑا ہے پہاڑیں بہاگا تھا بلکہ امیر الامر امقرن کیا۔ جب اسے خضر خان کا مرناستا تو پیا رسول امیر سواروں کو ساختہ لیکر دریا ایساں اور دریا رستج سے پار اتر اور تلوندی میں رائے گمال الدین پر چلا کیا۔ رائے فیر فرز کو اپنے آگے سے جگل میں پہنکا دیا۔ شہزادہ ہمیانہ سے لیکر دپر کے ہمسایہ تک تک تک کو دوبارہ جسرت نے خوب ٹوٹا۔ کچھ دنوں بعد وہ پھر رستج سے پار اتر اور جالندھر کی طرف چلا۔ زیر ک خان حاکم جالندھر تھا جس نے تین کوس پر خیمه زن ہوا۔ اپس میں عہد و پیمان کی ہائیں ہوئیں لگیں اور طوفان سے صحیح پر راضی ہوئے۔ بعض موڑ لکھتے ہیں کہ زیر ک خان لڑا، اور جسرت نے فریب کر کے صنعت کی اور یہ قرار پایا کہ زیر ک خان بیٹے کو اول میں فے اور قلعہ جالندھر کو عالی کر کے طغائی کو پر دکرے پس طغائی کو سے لایا۔ پیش کش کے مبارک شاہ کی خدمت میں جسرت بیٹھے۔

۲۔ جمادی الآخر شتنہ کو زیر ک خان حصار جالندھر سے باہر آیا اور جسرت کے شکریں جو تین کوس پر دیا، سرتی کے کنارہ پر فر کش نہ تھا آیا۔ دوسرے رد، جسرت عہد لکھنی کر کے زیر ک خان کے سرور پڑھو گیا اور اسکو قید کر کے لو دھیانے لے گیا ہیا نے ۲۰۔ جمادی الآخر کو عین براتی میں سرہنڈ پہنچا

۱۳۲۳ء میں خضرخان نے میوات پر غربت کی میوا تیون ہیں سے بعض نے حاضر ہو گرا طاعت کی باقی نے بھاد رنا ہر کے کٹلہ میں بناہ لی۔ اسکا محاصرہ اسے کیا۔ میوا تی حملہ اول ہی میں جلد شکست کر کر کوہ ہستان میں بھاگ چکئے اور فتح ہو گیا خضرخان نے اس قلعہ کو بالکل بر باد کیا اور گوہیا کی جانب روانہ ہوا۔ محرم ۱۳۲۴ء کو ملک تاج الملک فوت ہوا۔ اسکا بڑا بیٹا ملک بشرق ملک سکندر دزیر مقرر ہوا جب خضرخان گوا بیار میں پہنچا تو اسکی سپاہ نے اسکا محاصرہ کیا اور ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ بیان سے خراج لیکر اٹا وہ میں آیا۔ رائے علم بزر تومر گریا تھا اسکا بھاطیا مقابله کی تاب نہیں رکھتا تھا۔ اس نے مال و خراج دیدیا۔ اب خضرخان علیل ہوا اور دہلی کو مراجعت کی۔ شہر میں پہنچ کر بعترہ جادی الاول نسلکہ کو (۱۵ اجی سلکہ) کو رحمت حق سے پیوستہ ہوا۔ سات سال دو ماہ دور دن سلطنت کر گیا۔ خبرات و مبرات اس سے بہت سی طور میں آئیں جو جماعت کے صاحب قران کے حملوں سے بڑھا گان و یہ سرو سامان ہوئی تھی اسکے ایام سلطنت میں مرد احوال و مجاہدیت ہو گئی تھی۔ اس سلطنت کا ذکر پڑھنے سو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایام سلطنت میں دزیر بادشاہ دونوں کا حال یہ رہا کہ کبھی کہی کہی بھی گوا بیار کبھی بایوں کہ جس سنبھل۔ بیان مخصوص کیا وہاں کسی سرکشی کو دیا بیا کبھی کرش کو مطلع کیا سنوار دہلی کوئی ضلع اور صوبہ بادشاہ کے قبض دلکش میں نہ تھا۔ اگر ایک طفتر پنجہ ملک کا نامہ لگا تو دوسری طرف سے نکل گیا یہی حال ہا۔ دزیر سے کچھ ہوا بادشاہ سے بلکہ نہ صوبہ ملتان اور پنجاب میں جو میراث میں خضرخان کو پہنچا تھا خل پڑنے نجھے فلاصیہ یہ ہے کہ اسکے بعد سلطنت میں سلطنت کی خاکش ہوئی اور نہ ملک کی افزایش ہوئی جو ملک اب بادشاہ کے قبضہ میں آیا وہ اس کی سلطنت سے سر زندگانی دشاداب ہوا مگر کوئی بینا صوبہ اس کے نامہ نہ آیا۔ اکثر ہماری تاریخ میں ملک کٹھیر کا ذکر آیا ہے جس ملک کو اب تہیکہ منڈ کہتے ہیں ہندو اس کو کٹھیر کہتے ہیں۔ مسلمان پہنچنے اس ملک کو چکٹا کے مشرق میں ہے کٹھیر کہتے نہیں لیکن جب سنبھل اور بایوں

جد اجد اصولیے مقرر ہوئے تو صرف اس ملک کو جو رام گلکھا کے پردے ہے کٹھیر کہنے لگے۔

وَ كَمْ سُلْطَنَتْ بِنَا وَ شَاهَ مُحَمَّدَ الدِّينَ الْوَافِعَ مُسَيْرَكَ شَاهَ بْنَ خَضْرَخَانَ  
حضرخان نے اپنی دفاتر تینیں درن پہنچے مبارک خان کو اپنا اور پیدا مقرر کیا تھا با کچم نیکے بعد اسی روز یا تیرہ سے رو برو اجدادی الاول نسلکہ کو امراء ولوک نے متفق ہو کر اسکو بیباپ کے تحت پہنچایا

کے قریب آیا اور ایک جنگ ہوئی جس میں ملک شاہ کو فتح ہوئی اور سارنگ خان پہاڑوں میں بھاگا۔ اور قصہ ترسی علاقہ سرہند میں وہ پہنچا خواجہ علی امیر رابی امیر قصہ جلیلہ سعہ اپنے تابعین کے اس جعلی سارنگ خان سے آن ملا جس ب تحکم خضہن شان کے ملک طغائے ترک امیر جالندھر دزیر ک خان امیر ساہزادہ ملک خیر الدین حاکم سیان دو آب شکر عظیم کے ساتھ سلطان شاہ کی ملک کو دوڑے سلطان شاہ سرہند میں داخل ہوا اور جعلی سارنگ خان روپ میں گیا خواجہ علی نے سارنگ کو چھوڑ دیا اور دزیر ک خان سے آن ملا۔ رمضان کے حینہ میں روپ میں بہ شکر ترقق ہو کر پہاڑوں میں سارنگ خان کے پیچے پڑا۔ سارنگ خان کی جمعیت پر گذہ ہو گئی وہ چند مسجد آدمیوں کے ساتھ پہاڑ میں تھصن ہوا۔ اور شکر دن نے اپنے اپنے مقام پر مراجعت کی صرف سلطان شاہ لو دہی روپ میں مضمون رہا۔

۳۴۷ میں جعلی سارنگ خان پہاڑ سے نکلا اور بعد عمد و پیمان کے ملک طغائے مل گیا ملک طغائے ملک و مال و دولت کی طمع سے اُسے مارڈا۔ اس عرصہ میں خضہن شان نے شہر میں آرام کیا تاج الملک کو پاہ کے ساتھ اٹا وہ اور اس کی نواح کے زمینداروں کی تحریر کئے ہیجا۔ یہ سپاہ اول بیان میں گئی اور پھر کوئی میں آئی۔ اس نواح کے مفدوں کی گوششانی کر کے اٹا وہ پر آگے پڑھی اور موضع دہمی کو جو سب سے زیادہ مستحکم گلہ بندوں کے قبضہ میں ہتھ بر باد کیا پھر اٹا وہ میں جا کر رائے سہم پیر کا محاضہ کیا۔ جس نے آخر کو صلح کر لی اور سالانہ مال و خراج ادا کیا۔ پھر شکر چند وارہ میں گی اور اس کو تاخت و تاراج کیا۔ پھر وہ کٹھیر میں گیا اور وہاں کے راجہ رائے نگے سوچ پہلے سے زیادہ مال و خراج وصول کیا۔ پھر تاج الملک دہلی میں آیا جب کے میں میں نہ آئی ملک طغائے دوبارہ سرکشی اختیار کی ہے اور سرہند کے قلعہ کو تحریر کر لیا ہے اور منصور پور اور پایال تک ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ خضرخان نے اُسکے مغلوب کرنے کے لئے ملک خیر الدین دزیر ک خان کو نامزد کیا وہ اس باغی کے تلاش میں چلے جب ملک طغائے ملک کو تاخت وہ اس کے قریب آگئے ہیں تو وہ دریا تسلیت پامار تک لدہیانہ میں آیا اور دریا کے دوسرا طرف شکر شاہی کے سامنے پڑا۔ دریا پا یا بہت اس نے شکر شاہی دریا پار اُتر بیلہ تو طغائے (طغائے) بیال کر جس تک دھکو کر کی علاحت میں چلا گیا۔ اُس کی اقطاع عزیر ک خان کو دی گئی اور ملک خیر الدین دہمی جلا آیا۔

کی راہنے سے گلگا کے کنارہ پر آیا اور بخلانہ گھاٹ سے دریا سے عبور کیا۔ مہابت خان حاکم بدایون کو اُس نے رخصت کیا۔ اور خود اٹاوہ میں آیا۔ بیان کا راجحہ سمیں پر شخصن ہوا تا خالیہ المکتبا نہ ولایت اٹاوہ کوتاخت قتلابراج کیا اور راجھ نے مال و محصول دیکھ لیا کر لی۔ اس طرح فتح کے ساتھ تماں المک ہمیں میں ربیع الآخرین ۱۰ گیا جو مال و حسن راج نایا تھا وہ اُس نے خضرخان کے حوالہ کیا اور سورہ عنایت خسرو دادہ ہوا۔

۱۳۲۹ء میں مسندون کی سزا کے لئے خضرخان ملک کٹھیر کو گیا اول اُس نے کوں کے مسندون کی تنبیہ و گوشائی کی۔ پہاڑ نے راہب اور سنبھل کے جنگلوں کو صاف کیا اور سارے مسندون کی سر کوبی کی پہزادیقده کے میئنے میں بدایوں کی طرف اُس نے حرکت کی اور پڑی آئی کے قریب گلگا سے پار از ادا اور اس خبر کو سننے سے مہابت خان امیر بدایوں کے دل میں ہول اٹھا اور دہ ذاچھ کے میئنے میں قلعہ بداؤن میں مخصوص ہوا۔ اور چہہ میئنے تک لڑتا بہتر تھا۔ قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے کہ خضرخان پاس بخرا کی کہ بعض ہر ارشل قوام خان و اختیار خان اور اور کلی خانہ زادا سلطان محمود جو خدمت خان سے جدا ہو کر خضرخان سے آن لئے تھے انہوں نے غدر مجاہنے کا کا ارادہ کیا ہے خپڑے خلیر ان کے ارادہ کو سمجھہ گیا اور اُس نے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر دنی کی جانب مراجحت کی اتنا دراہ میں گلگا کے کن و پر ۲۰ جمادی الاول ۱۳۲۸ء کو قوم خان اور اختیار خان اور خانہ زادا محدود شاہ اور کل اہل غدر کو کسی بہانہ سے ایک مجلس میں حج کر کے قتل کر ڈالا اور خود ہمیں آگیا۔

وہی میں آئنے کے چند روز بعد اُس نے ٹنکا کہ باجوہر یا مچیوڑہ کے پہاڑوں میں جو حائلہ کے سے متعلق ہیں ایک شخص پہنے تین سارنگ خان کہتا ہے اور اس کے گرد ایک خلق کثیر حج ہو گئی ہے اور احقیقتوں کو صحیح سارنگ خان جانتے ہیں حالانکہ سارنگ خان اسی زمانہ میں کھاچقرن ہند میں آیا تھا فوت ہو چکا تھا خضرخان نے اقطاع سرہند ملک سلطان شاہ لودی مخالف اسلام خان کو دیکھا اسکو سارنگ خان کی سر کوبی کرنے مقرر کیا۔ ملک سلطان شاہ سپاہ لیکر ماہ جنپ میں سرہند کی طرف چلا۔ سارنگ خان اپنی گباؤں کی سپاہ کو لیکر آگے بڑھا اور جب تبلیغ کے پار از اتوار و پر در در پر کے آدمی اُس کے ساتھ اور شرک ہو گئے۔ شعبان میں وہ سرہند

گجراتی نے تعلوں کا محاصرہ کر لیا ہے خضرخان اُس کے رفع کرنے کیلئے روانہ ہوا سلطان جہ  
گجراتی نے جب مُٹا کہ وہ قریب آگیا تو ملک مالوہ کو سماں گیا خضرخان شہر نوجہان میں آیا۔  
اس شہر کو عودس جہان کہتے تھے اور اس کو سلطان علامہ مدین خلجی نے بنا یا تھا۔ اس شہر  
کا حاکم ایساں خان اُس کی خدمت میں آیا اور اپر نواز شش کی گئی۔ یہاں کے مسندوں  
کی گوششائی کر کے خضرخان گواہیار کی طرف متوجہ ہوا اور راجہ کا قلعہ میں محاصرہ کیا مغل قلعہ  
ایسا مستحکم تھا کہ فتح نہ کر سکا راجہ سے مال اور خزانہ مقررہ لیکر پھر خطہ بیانہ میں گیا اور شہس خان  
اوحدی حاکم بیانہ سے بھی بانج لیکر دہلی مراجعت کی۔

<sup>۱۸۲۷</sup> میں خبر آئی کہ ملک طغائی رئیس اور اراد باش نرک پھون نے جو ملک سدھہو کے قاتل  
ہتے بغاوت اختیار کی خضرخان نے زیر ک خان حاکم سامانہ کو اس بغاوت کے دبانے کے لئے  
تقریباً باغیوں نے قلعہ سرہند کا محاصرہ کر کھانا تھا۔ جب زیر ک خان اُن کے قریب آیا تو باغی  
پہاڑوں میں بھاگ گئے اور ملک کمال الدین کے قلعہ میں گھرا ہوا تھا سچات پاکر دہلی گیا اور زیر ک خان  
مخالفوں کے درپے ہوا۔ جب وہ قصبه باش میں پہنچا تو ملک طغائی نے انقیاد قبول کیا اور پیش  
دی اور اپنے بیٹے کو اُول میں دیا اور ملک سدھہو کے قاتلوں کے عاید کروانے پاس سے  
جد اکر دیا۔ زیر ک خان نے جالندھر اسکو دیدیا اور خود سامانہ میں چلا گیا۔ اور پیش اور پیغمبر طغائی کو  
دہلی خضرخان پاس بھیج دیا۔

<sup>۱۸۲۸</sup> میں خضرخان نے تاج الملک کو شکر گران کے ساتھ ملک کٹھپر کو روانہ کیا کہ دہان  
کے راجہ ہر سنگھ کی بغاوت کو وہ فروکرے۔ جب گنگا پاریہ شکر اڑا تو ہر سنگھ تمام ملک کٹھپر کو  
غارست کرتا ہوا آتوں کے جبل میں چوبیں کوس تک پہنچا ہوا تھا چلا گیا۔ شکر کلام خبکل کے قریب چیزیں  
ہوا اور ہر سنگھ کو گھیر لیا وہ لڑا مگر شکر شاہی فتح مندرجہ ہوا اور دشمن کا سارا اسیا، سلاح دیا  
اُس کے ہاتھ آیا اور ہر سنگھ کمایوں کے پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ دوسرے دن اُس کے تعاب  
میں بیس ہزار سوار بیسیجے کئے۔ تاج الملک شکر سمیت اپنے جگہ مقیم رہا۔ شکر اسلام نے آپ رہیں  
عبور کیا اور کوہ کمایوں میں دشمنوں کا تواقب کیا ہر سنگھ پہاڑوں میں دوزنک چلا گیا اور شکر کلام  
نے پانچوں دن پڑھت کی سماں اسے بیانیت میں ہاتھ لگا۔ بعد ازاں تاج الملک نے بدایوں

سکینیہ سے گزر کریا وہم میں آیا حسن خان امیر رابری (راپری) و چنڈ وار آگرہ سے چند میل تجھے جنہ کے کنارہ پر قبصے ہیں) اور اُس کا بھائی ملک حمزہ دونوں اُس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گوالیار اور اورسی اور جنگدار کے راجاؤں نے مال و مخصوصی ادا کیا اور اطاعت قبول کی اور قصیہ جلبیہ کو چنڈ دار کے راجوں نوں سے چھین لیا۔ اور جو مسلمان پہلے اس کے مالک تھے انکو وہ دیدیا اور اپنے شق و امر تحریر کر دئے اور پھر انہوں نے اور گیا اور یہاں کے مقدموں کی خادیب کر کے وہ دہلی میں چلا آیا۔

۱۵۳۴ء میں خفرخان نے اپنے بیٹے ملک المشرق ملک مبارک کو اقطاع فیروز پور دہلی میں اور وہ اقطاع جو بیرام خان کے پاس تھے حوالہ کی۔ سارے بخوبی ملک کی حکومت اُس کو دیا اور ملک سد ہونا ہر کو اس کا نائب مقرر کیا اور یہ شاہزادہ اس ملک کا بہمہ وجہہ انتظام کر کے دہلی میں سع ملک سد ہونا ہر اور امرا کے آگیا۔

۱۵۳۶ء میں خصر خارن نے ملک تاج الملوك کو ٹپی سپاہ کے ساتھ بیانہ و گواالیار بھیجا۔ جب تاج الملوك بلکہ بیانہ میں داخل ہوا تو ملک فخر الملک اور اُس کے بھائی شمس خان نے بڑے دہرم دہام سے اُسکا استقبال کیا یہاں سے وہ گواالیار گیا اور ملک کوتاخت و تاراج کیا اور رائے گواالیار اور زیریں سے جو سالانہ مال و مخصوصی مقرر تھا یکر چنڈ دارہ کے سامنے جنہ پار اتر کر کیلہ اور ٹپی آلی میں گیا۔ رکے ہر سنگہ کٹھیہ کا راجہ تاج تھا اسے مال و مخصوصی نیکروہ دہلی چلا آیا۔ اور سرمندی میں شاہزادہ کے بھائے ملک سد ہونا ہر کو بھیجا۔ اس سستہ میں جمادی الاول کے چینیہ میں خنزاری کہ بیرام خان کی قوم میں سے ترک چون کی ایک جماعت نے ملک سد ہونا کو مکر و فربی سے پکڑ کر پار ڈالا اور قلعہ سرمند پر متصرف ہوئی۔ خفرخان نے ملک داؤد دییر اور زیر ک خان کو اس بغاوت کے دُور کرنے کے لئے بھیجا۔ ترک بچے دریا سے تج سے عبور کرنے کے کوہستان میں بھاگ گئے۔ داؤد خان اور زیر ک خان نے اُسکا تعاقب کیا۔ اس ملک کے پھاڑنگر کوٹ کے پھاڑوں سے مغلی سے زیندگاروں نے اپنی سینہ زوری سے تصرف کر کر ماہتا اور ٹپی قوت رکھتے تھے۔ دو چینیہ تک ہر چنڈ ملک داؤد اور زیر ک خان بنے اُنکے استیصال میں کوشش کی گئی کچھ فائدہ نہوا وہلی میں وہ واپس چلے آئے۔ یہ فبا دیر پا ہوئی رہا تھا کہ ماہ رجب میں خرزائی کو سلطان احمد شا

میں خضرخان کے نام کا خط پڑا گیا اور اُس کے دعا کی گئی۔ اکثر سالوں میں لایت پٹکیش ایم سٹاہرخ کو سمجھا رہا۔

الفیضن صاحب اپنی تاریخ میں اپنی رائے یہ لکھتے ہیں کہ خضرخان کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اور امر اجنب کا استحقاق سلطنت اس زیادہ تما سپر شد، وحدتیجا یعنی اسلئے اپنے تین ایم تیمور کی نائب شہرور کیا اور خود بادشاہی لقب نہیں اختیار کیا۔ مگر یہ بات، مگر یہ یہی دماغ کی گئی ہوئی ہے اصل یہ ہے کہ خضرخان شریف سید تھا وہ ایم تیمور کو اپنا محسن جانتا تھا اس لئے کہا یہ ادب کرتا تھا کہ اپنے تین ایسا کا نائب کہتا تھا۔ آخر زمانہ میں ایسے واقعات پیش آئے تھے کہ جس سے اہل شہر تنگ حال اور مغلس ہو گئے تھے تو اُس نے اُن کے واسطے وظیفہ واور اور مقرر کئے ملک الشرق ملک تھے کو تاج الملک کا خطاب دیکروزیر مقرر کیا۔ سید سالم سید السادات کو اقطاع عرش سہارا پیور عطا کیا۔ اور ملک سیدمان کے مبنیے ملک عبدالرحیم کو لقب علاء الملک کا دیا اور ملستان و فتح پور کی اقطاع عرش محنت کی ملک سردار کو شختہ شہر بنایا اور اپنی غیر خارجی کی صورت میں اپنا قائم مقام ملک خیر الدین کو عاصم حاصل اور ملک کا لوکو شختہ فیل اور ملک داؤد کو دیر مقرر کیا۔ اختیارخان کو دواب کی شق حوالہ کی سلطان محمود کے عهد میں جن یاں پر گئے وہاں دا قطاع تھے وہ سب بدستور اُن کو دیدے اور اپنی جاگیر دہنگنگور و ان کیا غرض معاملات سلطنت کا مناسب طور سے انتظام کیا۔

۱۴۷۳ء میں تاج الملک کو شکر گران کے ساتھ بدلیون و کٹھیر کی جانب بیجا کہ وہ متمددون کی گوشتمانی دسر کو بی کرے۔ ملک تاج الدین جن سے عبور کر کے شہراہ میں آیا اور بیان سے گنگا پارا تک ملک کٹھیر میں گیا اور اس دیا کے زیندارون کی داجی گوشتمانی دی۔ رائے ہر سنگ بیان کا راجہ بھاگ کر کوہستان آنولہ میں گیا جب سپاہ اسلام نے اُس کا حال تنگ کیا تو اُس نے مخصوص و مال ادا کیا اور رعیت ہونا قبول کیا جماعت خان امیر بایلوں بھی رج کی خدمت میں حاصل ہوا۔ پر تاج الملک آپ را ہب (کالی نہی) سے گذر کر قلعہ سرگ دواری میں آیا اور بیان سے گنگا پار گیا۔ کھور دشمن آباد، اور کمبل (کمپلے) کو دھکایا اور اُن سے مال و اسباب و خزانہ چند سالہ وصول کیا اور شہر

ملا عبد القادر بدایلوپی میں مسند عالی کا خطاب لکھا ہے کسی نے اس کو نہ اس نے خود اپنے  
تین بادشاہ یا سلطان کا خطاب دیا ہے۔

حضرخان کو خاندان حضرت درالت پناہی صلعم سے منوب کر لئے ہیں وہ ملک سیمان کا  
بیٹا تھا اور ملک سیمان کو ملک ناصر الملک مردان دولت نے لڑکپن میں متنبہ کر کے پر درش  
کیا تھا۔ اور ملک مردان دولت سلطان فردوز شاہ کے امراء کبار میں سے تھا۔ اور ملتان  
کا جاگہم تھا صاحب تایخ مبارک شاہی نے لکھا ہے کہ سورخ لکھتے ہیں کہ ملک سیمان سید  
تھا اور اس کے سید ہونے کی دلیل قوی یہ کہی ہے کہ ایک روز ملک مردان دولت نے  
اپنے گھر میں سید السادات جلال بخاری قدس سرہ کی دعوت کی جب ہنون نے قدم رنجہ فرمایا  
اور کہا ناچنان کیا تو ملک سیمان جس نے پہلے کبھی دعوے سیادت نہیں کیا تھا طشت و آفتاب  
لیکر ہاتھ دھلانے کیلئے آیا تو حضرت سید السادات نے فرمایا کہ اس سید سے یہ ایسی خدمت لیں  
گتا خی میں داخل ہے پس جب اس کے سید ہونے کی شہادت ایسے بزرگ سید نے دھی ہو تو  
بھر اس نے سید ہونے میں کچھ شبہ نہیں پوسکتا۔ سو اے اس کے سید ہونے کی  
دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرخان کے اخلاق و اوصاف سخا و ستاد شجاعت و حلم و توان و  
صلح و تقوے و اخلاقی درحم میں سیدادت پکی پڑتی تھی اور یہ اخلاق آنحضرت کے  
اخلاق کے ساتھ مشاہدہ رکھتے تھے۔

جب ملک مردان مرگ گیا تو اس کا جانشین اس کا بیٹا ملک شیخ ہوا مگر موت نے اس بیٹے کو جلد  
باپ پاس نہ ہو سچا دیا تو ملک سیمان اسکا جانشین ہوا مگر وہ بھی جلد فوت ہو گیا تو حضرخان کو سلطان  
فردوں لئے ملتان کی حکومت عطا کی۔ پھر روز بزرگ اسکا درجہ ٹھہنٹا گیا۔ دہلی پر متصرف ہونے سے  
پہلے بیگ ہانے غیطہ میں جو ٹپی بڑی فتوح اس نے حاصل کیں انکھیاں اور ہو چکا ہو اب بیج الاول  
آنکھ میں وہ دہلی پر متصرف ہوا اور قلعہ سیری میں داخل ہوا اور اپنی سپاہ کو سلطان محمد کے قصر  
میں آتا رہا۔ وہ مستقر اور سلطنت دیس بیان ملک اسی کرتا تھا مگر اسپر بھی اسکو ایمیغنوور کے ادب کی ریاست  
ویسی مدنظر تھی کہ اپنے نام کیسا تھا بادشاہ کے لقب کا اطلاق نہیں کرتا تھا اور القاب رایات اعلیٰ کو  
خواطیب کرتا تھا۔ ابتداء میں سکر و خطینہ بنام ایمیغنوور اور بعد ازاں بنام هرزا شاہ دخ مقرر کیا مگر آخر

اور اور زین اس کی ملازمت کے لئے حاضر ہوئے۔ جبادہ قصہ بیٹائی میں پوچھا تو عماالت جاتی امیر بدایون اس سے آنکھ ملا۔ یہ خراہی کے سلطان ابراهیم شاہ شرقی نے سلطان محمود کے بیٹے قادر بن کو کاپی میں گیبر کہا ہے۔ دولت خان پاس اس قدر انکر رہتا کہ وہ ابراہیم شاہ شرقی سے مقابلہ کر سکتا۔ وہ پھر اٹھا دلی چلا آیا۔ خضرخان ایسے وقتون کی گھانتیں لگا رہتا تھا وہ حصار غیر ورزہ میں آیا۔ اس دیوار کے امیر خضرخان کی خدمت میں حاضر ہو کر دولت خواہوں کے نزد میں داخل ہوئے۔ ملک اور اسیں قلعہ رہتک میں متھسن ہوا خضرخان نے اس سے کچھ تعریض نہیں کیا۔ رہتک کے قریبے گذر کر میوات میں پوچھا جلال خان برادرزادہ بہادر ناہر اس کی حدت میں حاضر ہوا۔ یہاں سے قصہ بیتل میں گیا یہاں لوٹا مارتا ماہ ذی الحجه میں ساٹھ ہزار سوار ون کی جمعیت بھم پوچھا کر دہلی گیا اور حصار سیری میں دولت خان لوہی کو محاحہ کر لیا۔ دولت خان چار جنیتے تک قلعہ داری کرتا رہا۔ ملک لوٹا اور خضرخان کے بعض اور دولت خواہوں نے حسن تبریز سے دروازہ نوبت خانہ پر خضرخان کا بقشہ کرایا۔ اب دولت خان نے اپنی حالت تباہی کی تو اس نے خضرخان سے امان چاہی خضرخان نے اس سے ملاقات کی اور قوام خان کے حوالہ کر کے حصار فیروزہ میں اسکو مجوس کیا اور یہیں وہ مر گیا ایک سال تین میلے وہ سلطنت کر گیا۔ ربیع الاول ۱۷۱۳ھ کو دہلی پر خضرخان کا بقشہ ہو گیا۔ دولت خان نے کبھی کوئی خطاب بادشاہی نہیں اختیار کیا اور نہ لوارفم و مراتب شاہی کو اپنے لئے لازم جانا۔ ملوخان کی طرز پر حکومت کرتا کسی شخص کو بولے نام بھی تخت پر نہ بھایا۔ سکھ میں فیروز شاہ کایا اوس کی اولاد میں سے کبھی کا نام ہوتا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان تغلق کے ساتھ موانشت چیزیں تھی۔ انگریز دن نے بھی اول یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ اپنے سکھ میں شاہ عالم کا نام اور سکھ سنسہ جلوس مندرج کیا تھا۔

## باب سوم پیدا و ولادت ہیو کی سلطنت

### سید خضرخان کی سلطنت کا بیان

حضرخان کے نام کے ساتھ تاریخ فرنٹہ میں سید اور طبقات اکبری میں دایات اعلیٰ و تختہ بیان

سالہ میں خضرخان نے رہنک جا کر اور لیں خان کو قلعہ مین گھیر لیا۔ چند میتے تک لڑائی رہی آج کار عاجز ہو کر اور لیں خان نے اپنا بیٹا مشنگ میں بھیجا اور اس طرح خضرخان سے صبح اور عتمد و پیمان کر لئے بعد ان راہ سامانہ سے خضرخان فتح پور میں آیا۔ سلطان محمود کھمیر کو لوگیا اور وہ ان شکار دھیل کر پہاڑی میں چلا آیا۔ اس وقت سلطنت کے سارے کارو بازو پر لیشان اور ابتر تھے اور اس حالت میں بھی سلطان رات دن اپنے عیش و عنشت میں مصروف تھا اور تخت سلطنت کی قائم رکھنے کی پرو�ا کچھ نہ کریا تھا۔

سالہ میں خضرخان نے رہنک کی جانب غمیت کی صرف بھی خطہ ساری سلطنت میں سے بادشاہ ناصر الدین پاس تھا۔ ملک اور لیں خان اور اس کے بھائی مبارز خان نے ہاشمی میں جا کر اسکا استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی۔ اس نے اپنی بہت عناصر کی اور پھر خضرخان نے حصہ نارنوں کو جس کے حاکم اقیم خان دیبا درناہر تھے غارت کیا پہاڑ نیزوں کو گیا اور تھبیات تجارت و حکمرانہ کروں اور مقامات کو لوٹتا وغارت کرتا۔ ہلی میں آیا اور رسیوی کام جو ۱۵۷۰ کیا یہاں سلطان محمود تھا، در فیروز آباد میں اختیار بھان حاکم تھا۔ لڑائی جب تک ہوئی تھی تو رہی کہ اختیار خضرخان سے ملگیا۔ خضرخان بیہری سے سامنے سے کوچ کر کے کوشک فیروز آباد پر قابض ہوا۔ اب ذہ بھیان و داہ اور حوالی وال سلطنت کا اک بہوا۔ اس وقت بلا، تھٹ اس پر نازل تھی اس لئے محروم سالہ کو بسبب تنگی علف و غله کے ترک معاصرہ کر کے پالی پت کی راہ سے فیروز پور چلا گیا سلطان محمود جمادی الاول کو کھمیر لگایا۔ اور شکار دھیل کر ہلی چلا آیا۔ اس مر ۱۵۷۱ میں وہ ماہ رجب میں مر یعنی ہوا اور موت نے اس دنیا کی کشکش سے رہائی دی باوجود ان سب انقلاب و تزلزل کے میں برس دو میئے سلطنت برلے نام کر گیا۔

## دولت خان لوڈھی

سلطان محمود کے استقال کے بعد امرا و ملوک، اور کانٹاہی نے دولت خان سے بجیت کی مبارز خان اور ملک اور لیں خضرخان سے ٹوٹ کر دولت خان پاس چلے آئے اس سال خضرخان فتح پر میں ارہا اور ہلی نہیں گیا۔ محروم سالہ ۱۵۷۱ میں دولت خان کھمیر گھیا رائے ہر زنگلہ

اُس کا قصور معاف کر دیا اور اُس پر عنايت کرنے لگا۔ بیرم خان نے پہلے خضرخان سے اُس کی خدمت لگزاری کے لئے عمدہ بیان کئے تھے جب خضرخان کو سامانہ کی تصحیح کا حال معلوم ہوا تو وہ ایک بڑا شکارے کر دولت خان سے اڑپنے کو چلا جب وہ فتح آباد میں آیا تو دولت خان جن کے پار بہاگا تمام امر اجواؤس کے ذوق سنتھے اُس سے جدا ہو گر خضرخان سے آن ملنے اس نے حصہ فیروزہ کی شق قوام خان کو دی اور اقطاع سامان اور سیام بیرم خان سے لیکر زیریک خان کو دی اور اقطاع سرہند اور بعض اور پہنچنے بیرم خان کو دلے خضرخان فتح پور سے واپس آیا۔ اب سلطان محمود کے قبضہ میں ... صرف بیانہ میان دو آباد اور اقطاع رہنک رہنے تھے۔

ماہ ربیع الثانی میں سلطان حصہ فیروزہ کو گیا اور قلعہ مین قیام خان کا محاصہ کیا چند روز بعد قیام خان نے اپنے بیٹے کو مشتکش سلطان پاس بھجا اور عذرخواہی کی۔ سلطان نے ہمیں کو مراجعت کی خضرخان اس خبر کو شکر فتح آباد میں آیا اور جو آدمی بیان محمود شاہ سے مل گئے تھے ان کو ایذا دی۔ ۱۱۔ رمضان کو خضرخان نے ملک الشرق تختہ کو لشکر چرار کے ساتھ میان دا ب جو بادشاہ کے پاس رہ گیا تھا۔ تاخت و تراخ کرنے کے لئے بھیجا خضرخان رہنک کی راہ سے دہلی آیا اور اُس کا محاصہ کیا۔ سلطان ناصر الدین محمد جو عقل و شجاعت سے چنان بہرہ نہیں رکھتا تھا فیروز آباد میں حصہ اسی ہوا خضرخان نے چند روز فیروز آباد کا محاصہ رکھا۔ مگر علمہ و علف کی نایابی سے مجبور ہو کر بے فتح خپور چلا گیا۔

ثانیہ میں بیرم خان ترک بچے نے خضرخان سے مخالفت اور دولت خان سے موافق تھے۔ اس عمدہ کی بیوفالی کو مستکر خضرخان سرہند کو روانہ ہوا۔ بیرم خان نے اپنے اہل دینیاں کو پس اڑ پہنچ دیا۔ اور لشکر کو ساتھ لے کر دولت خان پاس جن کی بیتی میں ملنے لگا۔ خضرخان نے اُسکا تعاقب کیا اور جن کے کنارہ پر قیام کیا۔ بیرم خان نے دیکھا کہ اب کوئی راہ گر نہیں ہے ناچار خضرخان سے عاجز نہ عفو تقصیر کی التجاگی خضرخان نے اس کا قصور معاف کر کے پرستور اُس کے پر گنوں پر بھاول کر دیا۔ اس سال میں سلطان کہیں یورش کو نہیں گیا دار السلطنت بھی میر، پیر آرم۔

ستھرو ہوا اور نیروز آباد اختیار خان کے سپر ہوا۔ اکلیم خان بہادر ناہرنے دو ہاتھی نذر دیتے اور بادشاہ کی ملائیت حاصل کی۔ ماہ جمادی الاول شنبہ کو بادشاہ قنون کو گین اور دولت خان کو شکر گران کے ساتھ سامانہ روانہ کیا۔ جب محمود شاہ قنون کے قریب پہنچا۔ سلطان ابراہیم جو پیور ہے اُس کے مقابلہ کو آیا گنگا، کے کناروں پر دونوں شکر پر اپر اترے کئی روز تک معزک جدال و قتال گرم رہا۔ آخر کو امر اکی سی سے صلح ہو گئی۔ ایک کامیور کو دوسرا دہلی کو روانہ ہوا۔ جو لوگ بادشاہ کے اوصاف سے تنفر تھے۔ شکر کشی کی لذت سے منگ آرہتے تھے حکم شاہی سے اپنے اقطاع کو گئے۔ سلطان ابراہیم مشرقی نے جب یہ خبر سنی تو گنگا سے اُتر کر اُس نے قنون کا محاصرہ کیا۔ محمود شاہ نے محمود تیرتھی جو سلطان محمود شاہ کی طرف سے یہاں حاکم تھا قنون میں شخص ہو کر چار میں تک مقابلہ کیا۔ جب سلطان محمود کی طرف سے گماں آنے سے مایوس ہوا تو انہاں مانگ سلطان ابراہیم کو قنون پر دکر دیا۔ اور سلطان اختیار خان نبیرہ بناک دولت یا بک پنڈ کو قنون کا فیض مقرر کیا۔

سلطان ابراہیم نے قنون میں برسات کاٹی اور جمادی الاول شنبہ کو دہلی کی جانب کوچ پر کوچ کرتا ہوا چلا۔ اور جہنا کے کنارے پہنچا۔ چاہتا تھا کہ جہنا کے پار جا کے کہ ابراہیم شاہ میں یہ خبر کی۔ کہ عظیم ظفر بخاری نے الپ خان والی منڈو کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور مملکت مالوہ پر مستصرف ہوا۔ اور جو پیور کی تیزی کا ارادہ رکھتا ہے۔ اب ابراہیم شاہ مشرقی نے دہلی کی عنایت فتح کر کے جو پیور کو مر اجحت کی اور صریح خان کو کچھ سپاہ کے ساتھ بربن میں چوتھی گلی۔ ماہ ذلیقudeہ شنبہ میں دہلی سے محمود شاہ نے بربن پر شکر کشی کی۔ صریح خان اپنے آیا۔ مگر شکست پاک قلعہ میں چلا گیا۔ سلطان کی سپاہ نے اُس کا تعاقب کیا اور قلعہ کے اندر اُس کو مار ڈالا۔ پہ سلطان سنبھل کو گیا۔ مگر سنبھل اس سے کہ وہ گنگا کے کنارے پر پہنچنے تا تار خان قنون چلا گیا۔ سلطان نے یہاں اسد خان کو حاکم تھفر کیا اور خود دہلی چلا گیا۔

دولت خان سامانہ کو لڑنے کے لئے بھیا گیا۔ شاہ یہاں بہرام خان تک بچ کے مر جنکے بعد بیرم خان مالک ہو گیا تھا۔ ارجیب شنبہ کو سامانہ سے دو کوئی پیمان دونوں میں اڑا کی ہبھوئی دولت خان نے فتح بانی۔ بیرم خان بہاگ کر سر ہند میں آیا۔ کچھ فیون بعد دولت خان

پدر کرش بادشاہی را نشاید و گرفتار ہجڑ مشرش مہ سیا یہ  
مشنہ میں دوبارہ اقبال خان نے اٹاواہ پر لشکر کشی کی۔ ہیاں رائے سیمیر و گوالیار و رائے  
جمالا را اور اور رائے اٹاواہ میں جمع ہوتے تھے۔ ملو اقبال خان ہیاں چار ہینہ تک لرتا رہا اور  
آخر کو بیٹھکش اس نے لی اور اس اقرار پر صلح کی کہ شاہ دہنی کو رائے گوالیار جو چار زنجیریں ہر سا  
بیجھتا تھا اور بیجا کرے۔ نہایت بے ہروتی و نافضانی اقبال خان نے یہ کی کہ ماہ شوال مشنہ  
قتوح کو سلطان محمود سے لڑنے لگا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر حصار ایسا مضبوط تھا کہ اس کو وہ  
فتح نہ کر سکا مایوس ہو کر دہلی آیا۔ ماہ محرم مشنہ میں اقبال خان سامانہ کی جانب گیا۔ بہرام خان تک  
بچ کہ خانہ زادان فیردوز شاہی سے تھا اور سازگ خان سے اس سے مخالفت کی تھی اقبال خان کے  
خوف کے مارے اپنی جائے سامانہ کو چھوڑ کر کوہ دہنور کو چلا گیا۔ اقبال خان نے اس کا تعاقب کیا  
اور ررہ کوہ تک پہنچا۔ شیخ عالم الدین بنیہ شیخ جلالی بخاری نے ان دونوں سکے بیچ میں پرکش  
صلح کراوی۔ اقبال خان بہرام خان کو لیکر ملتان کی جانب گیا کہ خضر خان کا چھوڑا اٹا کے لپٹے نام کا  
خطیہ سکے دہلی میں بخاری کرے۔ جب موندی میں آیا تو رائے داؤ و کمال میانی اور رائے سیمیر پر  
کل جند بھٹی کو گرفتار کر کے قید کیا۔ اور عمد شکنی کر کے بہرام خان کی کمالی کیجوں ای جیسا واجہ میں  
کے قریب پہنچا تو خضر خان پہنچا۔

دیباں پور دہلان کا شکر جمع کر کے اس سے لڑنے آیا۔ اجدادی الماول مشنہ کو دونوں میں  
لڑائی ہوئی ملو اقبال خان کو شکست ہوئی۔ نقض عمدہ سے اس کی ثابتی یہ آئی کہ خضر خان نے ہنکا  
تعاقب کیا تو اس کا گھوڑا اس پر گرا اور اس کو ایسا زخمی کیا کہ وہ بھاگ نہ سکا۔ سلام خان نو دی جنم  
سر کاٹ کر خضر خان کے پاس لایا اور اس سے اس کو فتح پور بھیج دیا جہاں اُسی کا  
مسکن تھا۔

نیتیجہ عملت زد در گفتار ہند  
نیتیجہ عملت زد در گفتار ہند

جب یہ خبر دہلی پہنچی تو دولت خان بودی و اختیار خان و امراجو ہیاں قلعے سنبھل گھوڑا  
کو قتوح سے بلا کر تباہی ادا تھرہ رہنہ میں تخت سلطنت پر ہلی میں بٹھا دیا اقبال خان کا اہلیں  
و عیال دہلی سے کوئی بیجید نہ کئے کہی تو کچھ تخلیف نہیں دی گئی۔ دو آیہ کا فوج برادر دلتا

لئے مارڈ والا۔

سُتمہ میں سلطان ناصر الدین محمود شاہ جو نظر خان حاکم گجرات کی بدرسوکی سے مالوہ میں چلا آیا تھا۔ ملو اقبال خان کےumas کرنے سے دہلی میں چلا آیا۔ یہاں باوشاہی چھوڑ کر نام جا پر قناعت کی ملو اقبال خان نے سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر پر قنون پر شکر کشی کی۔ شاہ ابراهیم روم بارک شاہ جب بے تحفظ جو پیور پر جلوس کیا تھا لشکر شرمنی کے ساتھ نہایت شان و عظمت سے ملو اقبال خان بے اڑنے آیا اُس کو یہ خیال تھا کہ لشکر دہلی سے کوئی استیضاب اُس کی مملکت پر نہ پہنچے محمود شاہ اس خیال خام سے کہ شاہ ابراهیم خان زادہ ہمارا ہے اور ہم نے اس کو باوشاہ بنایا ہے وہ ہمارا خود مختار بنے گا۔ ایک رات کو شکر کا بہانہ کر کے شاہ ابراهیم کے پاس چلا گیا۔ ابراهیم کو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کیون آیا ہے اس نے اپنی کم صلی کے سببے لوازم ضیافت میں بھی تقدیر نہیں کی۔ سلطان ناصر الدین اپنا سامنہ لیکر اٹا قنون میں آیا اور اس شہر پر متصرف ہوا۔ اور وہاں کے حاکم ملک زادہ نہ بولی کو جو شاہ ابراهیم کی طرف سے مقرر تھا خارج کیا۔ شاہ ابراهیم جو پیور کو اور ملو اقبال خان دہلی کو چلے آئے قنون کے نسب و ضیع و شریف محمود شاہ پا بس آئے اور اُس کے علام و متعلقات کی متصرف و پریشان ہو گئے تھے اُس لباس صحح ہوئے اور وہ قنون پر قابض ہو کر بیٹھ گرا۔

ادھمادی الاول شنبہ میں اقبال خان نے گوالیار کی خدمت کی۔ صاحبِ قران کی لشکر کشی کے زمانہ میں ٹانگو گوالیار نر سنگھ کے ہاتھ آگیا تھا اور اُس کے ہر نے کے بعد اُس کا بیٹا بیرم دیو متصرف ہوا تبلیغ نہایت سخت کلم تھا اس نے وہ فتح نہ ہوا۔ اقبال خان ملک گوالیار کو خراب کر کے دہلی آیا اور پھر دو سکر سال بھی گوالیار گیا۔ بیرم دیو قلعہ دہول پور میں اُس سے ڈرام گفتگت پاک قلعہ میں آیا۔ پھر یہاں سے رات کو بہاگ کر گوالیار چلا گیا۔ اقبال خان نے اُس کا گوالیار تک تھا قب کیا اور لوٹ مار کر کے پہنچ دہلی چلا آیا۔

سُتمہ میں تاتار خان نے نظر خان امیر گجرات سے نکیلنے بنی یہ کیا کہ بآپ کو قید کر کے اس اسادل (احمد آباد) میں بھیج دیا اور اپنا ناصر الدین محمد شاہ خطاب رکھا۔ اُس نے دہلی کے فتح کرنے کے قصد سے بہت سی سپاہ جمع کی ملک راہ میں اُس کو شمشیر خان بنے پڑھ دیا جس سے وہ مر گیا اور رات کو اس اسادل سے نظر خان کو بلا لیسا ادھورا جی بجا۔ سپنڈسکی اطاعت کی

میں طائف الملکی تھی۔ جو ملک جسے قبضہ میں تھا وہ اُسکا پنے تین سلطنت افغان بادشاہ  
بھما تھا جو اس میں عظیم خان کا ڈنکہ تھا۔ ماں وہ میں دلاور خان دلاوری سے فرمادا تھے  
قزویہ و اوجہ و کڑہ ولسو و سندھیہ و ہیراچ و ہمار و جو پور میں خواجہ جہان سلطان المشرق جہان  
کر رہے تھے۔ ملک دلیوال پور و نواحی سندھ میں خضر خان شاہی کر رہے تھے سامانہ میں خال خان  
و بیانہ میں شمس خان اودھی اپنا سکھ چلار ہے تھے۔ کالپی۔ جموہ۔ پرجمو خان پر ملک زادہ  
فیروز کا قیفہ تھا۔ اس طرح دہلی کی سلطنت تعمیر ہو رہی تھی اُس کے حصوں کے فرمانرواء اپنیں میں وہی  
کا اعتباً نہیں کرتے تھے اور ایک دوسرے کو گھائے جاتے تھے۔ اقبال خان میدان رزم میں ان  
امیروں کو اپنی اطاعت میں لانے کی کوشش کرتا تھا کسی کوشش دیتا تھا کسی سے شکست پاتا تھا  
سب سچ الاول سنہ کو بیانہ کی طرف گیا شمس خان اُس سے رٹنے آیا۔ ہر سمت پاکر قلعہ میں چلا گیا دو  
ہاتھی دشمنوں کو دے گیا پہراقبال خان کشمیر میں گیا اور دہان راجہ رکے نگے پیش و خراج بیکار دہی  
چلا آیا۔ اسی سال میں جو پور میں خواجہ جہان نے دفات پالی اور اُسکا بتئے ملک مبارک اُس کا  
جالشنہ ہوا۔ مبارک شاہ اپنا خطاب رکھا اور خواجہ جہان کی ساری ولایت پر مست Ruf ہوا جاوہ الی اول  
سنہ میں اقبال خان نے مبارک شاہ شرقی پر شکر کشی کی اور شمس خان حاکم پیانہ اور مبارک خان  
و بہادر ناہر کو بھی سہراہ لے گیا جب گنگا کے کنار پر قصیہ میتا لی پر وہ پہونچا تو رائے اور اس نواف  
کے سارے زمینداری کے مقابلہ میں آئے مگر شکست پاکر اٹاواہ کو بھاگ گئے۔ اقبال خان قبوج  
میں آیا اور بیان سے چاہتا تھا کہ جو پور و لکھنؤ جائے کہ مبارک شاہ مستعد ہو کر شاکر سہیت جنگ  
کے لئے آگیا۔ ان دونوں شاکر ون کے درمیان دریا سے گنگ جاںل تھا کسی کو عبور کرنے کی مجال  
نہ ہوئی دو صینے تک شکر ذکماً من اساعت میں پہرا پئے اپنے خیہے اکیل کر دلوں اپنے گہوں کو خودت  
ہوئے۔ شناوراہ میں مبارک خان و شمس خان اودھی سے اقبال خان بدگمان ہوا۔ دونوں کو بعد  
کو بعد ایک دوسرے کے قتل کر دیا۔ انہیں دونوں میں طنی خان ترک بچہ داما و غالب خان حاکم سامانہ کا  
شکر کیا۔ بیکر خضر خان سے رٹنے گیا اور ۶ ماہ رجیب سنہ کو نواحی اجودہن میں لڑائی ہوئی  
طنی خان نے شکست پالی۔ اور قصیہ بہود میں گیا۔ طنی خان کو غالب خان اور ہمراہ امرا

باوجزاد کیہ وہ ایسا زبردست جانور ہے کہ اپنے سینگ سے سوار کو گھوڑے سے محیت گرا دیتا ہوا در  
جرم اُس کا ایسا سخت ہے کہ شتر و بیکان کا رخمشاذونا دربی اُپر کارگر گہوتا ہے۔  
امیر تیمور ڈرمی کڑی منزہین طے کرتا ہوا ۲۔ حب کو درمایے سندھ پر پونچا اُس نے  
اپنے آدمیوں کو پہلے سے پل بنانے کا حکم دیدیا تھا اس پر سے عبور کر کے بانویں پہنچا  
غرض نیمان کی سلطنت کو لنگڑا لولا کر کے تمذک ہندوستان سے باہر ہوا۔

## امیر تیمور کے چلے جانے کے بعد دہلی کا حال

دہلی اذر نواح دہلی کو شکر تیموری پامال کر جکا تو اُس کے بعد وہا قحط نے انکھیں کھائیں  
بہت لوگ بیب رہ کر ملک ہوئے۔ بہت سے بیوک کے مارے ہرے دو پیٹنے تک اس کے  
چڑائے شہرین کوی شہر یار بی بہت۔ ماہ حب شہرین میں سلطان ناصر الدین نصرت شاہ اقبال خان  
کے خوف سے دو آپھیں چلا گیا تھا ڈرتے ڈرتے ہوتے ہوئے فوج کے ساتھ میرٹہ میں آیا اس سے  
عادل خان اپنے شکر اور چارہ تیمون کے ساتھ طائفت شاہ اُس سے ملننے نہ تھا اس لئے اسکو  
مقید کیا اور اُس نے بسیاب پرسترد ہوا۔ دو ہزار سواروں کو لے کر فریڈزا باد میں آیا اور دہلی  
دہلی پر تفہم کیا۔ اس پاس شہباز خان فوج اور دس ہاتھی لیکر بیویت سے اور ملک الیاس ن  
دو آبے سے آیا اس سبب اُس کے پاس جمعیت زیادہ ہو گئی شہباز خان کو اقبال خان کی سرکوبی  
کے لئے برلن کی طرف روانہ کیا۔ مگر مستھہ میں زعیندار دن نے اقبال خان کی اخواسے اُپر  
شب خون مارا اور شہید کیا جمعیت اُسکی متفرق ہوئی اور اسکا سارا ابستہ حشم اقبال نے منگوایا۔  
اقبال خان کی قوت و قدرت روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور لفت شاہ کی طاقت گھٹتی جاتی تھی  
ربج الاویں سلسلہ کو اقبال خان برلن سے شکر لے کر دہلی میں آیا۔ لفت شاہ اُسکے مقابلہ کی  
تابت لا یا فیروز آباد چھوڑ کر بیویات کو چلا گیا۔ دہلی اقبال خان کے تصرف میں آئی۔ قلمہ سیری میں  
قیام کیا۔ اب پھر نیان اسکا اقبال جمیکا بنلوں کے خوف سے جو دہلی اور ادھر اور جلے گئے تھے انکو  
پہراں نے جمع کیا اور ان بے وطن کو دھنیں آباد کیا ہوتے ہوئے دنوں میں شہر سیری پر سرپر  
وآباد ہو گیا دو آپہما وردار اسلطنت کے آس پاس تو اقبال خاں کا قبضہ تھا باقی ملک

سپاہی امیر میں اپنے حال کے جمال کو لکر و احتیال کے زلف و خال سے آراستہ کر تھیں گے  
اجام میں وہ اپنی بداغانی دزشت کاری سے شہزاد ہوتے ہیں بہت سے شخصی بند اور حضرت  
و خدمت گزاری کے چہرہ پر فرازداری اور طاقت گزاری کا گلکونڈ ملتے ہیں مگر حب آئیہ اتحان  
دریان آتا ہے تو سیاہ روپی اور زرد رخاری اُنکی عیاش ہوتی ہے پیش کو کہا جائی ہے  
کہ وہ اول پورش ہند میں سازنگ کے برخلاف بے تو قف حضرت صاحب القرآن کی ملازمت میں آیا  
تھا اور نواز شی با دشائنا سے بلند پایہ و سرفراز ہیما تک ہوا تھا کہ ہندوستان میں جہاں  
ہندیوں نے اُس سے تو سل ڈھونڈ رہا اور اپنی کو لی اُنہی سکھ ساتھ تباہی وہ غاری اور تباہی  
سے محفوظ رہے گلگاجنا کے وہ آبہ میں اس سے اجارت حال کی کہ وہ اپنے وطن لاہور کو جائے  
اور صاحب قران سے بیاس کے کنڑ پر جائے مگر جیسا پہنچا تو عیش و عشرت و نشاط میں ایسا  
مھروف ہوا کہا پہنچا و عده کو بھول گیا اور اس وعدہ خلائق کے سوائے باک ایسا ہو گیا کہ ماوراء الہیز  
سے جو عین بڑے بڑے امیر آئے اُنکے حال پر کچھ اتفاقات نہ کی اُنکی دعوت کی نہ ضیافت۔ آخر  
کو صاحب قران نے حکم دیا کہ اس کی ولایت کو خاتم کرن اور اس کو گرفتار کر کے اُنہیں  
رورشته ۲۵ کو آب چناب سے عبور کر کے میں چند صیغہ شکری پانی میں خوق ہو کر صاف ہو کے  
تھے اس نے امیر نے اپنے خاصہ کے گھوڑے اور اونٹ دیدے کہ جو آدمی پیچھے رہ گئے ہم اپنی  
سوار ہو کر چلے آئیں یہاں ہندوستان خراخی کو شرفت روانہ کیا کہ وہاں اس کے آئے کا خودہ سادا  
خمر قند جانے کے لئے صاحب قران کا یہ حال تھا سے

### دعا و دصل چون شود نزدیکیں۔ اَتَشْ شِ شَوْقٍ نِيزْ تِرْ گَرْ دَوْ

راہ میں سارے امر انکو حکم دیا کہ وہ اپنے قتوں کے ساتھ لے اپنے مقامات پر  
روانہ ہوں امر میں سے ہر ایک کو اس کی قدر درتہ کے اندازہ کے موافق خدمت گرانا یہ  
حرمت ہوئے اور رب کو رخصت کیا۔ خضر خان کو کہ سازنگ نے اُسے گرفتار کر کے قاتمیں  
بند کیا تھا اور وہ بہاگ کر بیانہ میں ملک آہو دن پاس جو مسلمان تھا چلا گیا تھا۔ جب میر تمیور  
اس دیار میں آیا تو وہ اُنکی خدمت میں غیر روز آیا، میں خا غفر ہوا تھا اور سہیت پہم رکاب تھا تھا  
اُنکو مstan کی ریاست حرمت کی۔ راہ میں بہادر دن نے گینڈ و نکان کار تیغہ دہستان کو کیا

یہاں تو مہندوستان قوی ہیکل و شیر وال و جال بہنڈ و رہستے تھے اور آنکے پہاڑ و جنگل نہایت محکم و استوار تھے وہاں پہنچانا نہایت مشکل تھا۔ انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو پہاڑوں میں پہنچ دیا۔ ان کا راجہ ہیک بہنڈوں کی جماعت لیکر پہاڑ پر کسی موضع حصینہ میں چلا گیا تھا۔ یہ بہادر مہندوستان دی بنے کے لئے چاند رہاتے تھے اور سلما نو پرمارتے تھے۔ صاحبہ قرآن کی یہ رائے ہوئی کہ انکو طبعتے دہم تینی میں چنسنا ناچاہتے کہ سپاہ اسلام کو ان سے کوئی آسیب نہ پہنچے۔ اسے لشکر کو حکم دیا کہ قریۃ مکوں غارت کرے جب الحکم اُسکو غارت کر کے یادگشت ہیں قصہ جو میں واپس آئے اور علوغہ کے لئے غلہ بہت کچھ یہاں سے لادا اور بھر صاحب قرآن کا اشارہ ہوا کہ جلدی سے چند قوشوں ملٹشیر

جنگلوں میں چھپ کر توقف کریں اور وہ خود لشکر کو لیکر رواں ہوا۔ ۲۱۔ روز جمعہ کو اب جھوٹے گزر گیا اور چار کروہ جنگل دریا، جنگل کے کنارہ پر قیام کیا۔ یہاں چاروں طرف چار چار کوں تک کھتی یاں ہر می بھری کھڑی تھیں۔ جب شہنوں نے دیکھا کہ لشکر تمیزور چلا گیا اور جنگل شہروں سے غالی چوتا لو وہ لو مطربوں اور گذردوں کی طرح جنگل سے باہر نکلے۔ قوشوں جوان کمیں بیٹھے تھے اسے وہ غافل تھے کہیا کیا اس پانے اپنے شیر و نمی طرح جملہ کیا اور لک نوالدیں نے رائے جو کوئی نہ اور پچاس امراء کے ایسے کیا اور صاحب قرآن پاس اُس کو لایا۔ اسے خدا کا شکر ادا کیا اور امراء کو یہ پہنچاتے سنائے کہ مل کے روز یہ بہادر مہندوستانی سے مغور و مکرش تھے کہ آدمی کو آدمی نہیں سمجھتے تھے یا آج سب گردن بستہ سخر و قہوہ میرے سامنے کھڑے ہیں۔ یہ فضل ذوالجلال بے اس میں ہیری سی جمیل اور تدبیر صاحب کا دخل نہیں ہے۔ لڑائی میں رائے جہوزخی مہوا تھا۔ اسے اسلام اختیار کیا اور گانے کا گوشت کھایا۔ صاحب قرآن نے اس سبب یہ اس کی رعایت کی کہ سایہ حمایت میں لے لیا۔ یہاں روز بیکشنبہ ۲۷۔ کو قیام ہوا۔

### لاہور اور شیخوں کو گر (لکھر) کا ذکر

اسی منزل پر خراں کے صاحب قرآن کے حکم سے جو شاہزادے اور امراء الامراء کی طرف گئے تھے انہوں نے اس شہر کو تسبیح کر لیا اور مال امامی کی تحسیل کر لئے ہیں اور شیخوں کو کبریٰ اور لفڑت کو جس کا ذکر ہے ہو چکا ہے کہ اُسکا آخر کار اول حال سے موافق ہے تھا کہ فتاویٰ کر لیا ہے سچ ہی بہت سے آدمی

موضع کے باشندے کے دل اور تھے اور جنگ اونکے محکم تھے جنگ کے کنارہ پر حربوں کو ترتیب فرما دیا تھا۔ متفاہل کے لئے وہ تیار ہوئے۔ لشکر اسلام بھی بے درنگ جنگ کے لئے تیار ہوا۔ مصائب قرآن نے رژائی میں ایک روز کے توقف کرنیکا حکم دیا اور دوسرے روز خود رژائی نے گیا کہ دشمن جنگلوں میں بھاگ کر گیا۔ رژاؤ اور لوٹریوں کی طرح چاہیا۔ اور لشکر اسلام کو غلہ اور علوفہ پہت ہاتھ رکھا۔ جس سے سفر کا میحتاج ہیا ہو گیا۔

برسمِ سالت شاہ سکندر والی کشمیر پاس جو اپنے کشمیر گئے تھے وہ دوسری مرتبہ میں اس کے ایلچیوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ شاہ سکندر نے اطاعت اختیار کی اور وہ موضع جیہان میں آگیا ہے۔ مولانا نور الدین نے اس سے یہ عرض کی کہ دیوالی اعلیٰ کے ادرا نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ تیس ہزار گھوڑے اور سو ہزار آورست زر (اش فریاں) جن میں سے ہر ایک کا وہن ڈھانی شفال ہو کشمیر سے اس کا استظام کر کے حصہ کو حوالہ کرے۔ وہ پیش نکل کشمیر کو واپس گیا تاکہ حکم کی تعمیل کرے اور پارہ حصہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اس درخواست سے صاحبِ قرآن راضی نہ ہوا۔ اور اس نے کہا کہ شاہ سکندر کو تکلیف مالا بیطاق دی گئی ہے اور اس کی ولایت میں ایسی سکلت و گنجائش نہیں ہے کہ جو کچھ اس سے طلب کیا گیا ہے وہ وہ سکے۔ عقل کی بات یہ ہے کہ ہر ملکت سے اس قدیمنافع کا مطلب کیا جائے کہ اسکے اوائلی طاقت اسیں ہوا اور شرط انصاف وعدالت مرغی ہیں۔ ایلچیوں نے شاہ سکندر کی خدمتگاری اور طاعت گذاری و غلامی اور کمال اخلاص کا انطباق کیا۔ صاحبِ قرآن نے باوشاہانہ عاطفت سے فرمایا کہ وہ کسی بات کا انطباق نہ کرے اور ہماری خدمتیں حاضر ہو۔ اور ۱۸ روزہ شنبہ کو شاہ سکندر کے ایلچیوں اور مخدومین الدین کو کشمیر کی طرف روانہ کیا۔ اور یہ مقرر کیا جب اٹھائیں۔ وزگذر جائیں تو شاہ سکندر ہم سے آب سند پر آنکھ لے۔ اسی روز لشکر نے ایک گاؤں کو جلا کر خاک سیاہ کیا۔ اور غلہ و علوفہ اس سے بہت کچھ حاصل کیا۔ ۱۹۔ روز چھا شنبہ کو قبیہ جیوں کی فوش ہوا۔ سارے رستے میں براہ برے بھرے کھیت لہرائے تھے۔ لشکر کے چار پانوں کو ہفت گی خود مل جاتی تھی۔ ۲۰۔ روز پنجشنبہ کو اس دریہ میں صاحبِ قرآن آیا کہ آب جو کاشت ہے اور اسکا لشکر اس دریا سے گزرنا اور دہن کوہ میں پہنچا جسکی ہائیں طرف قصیدہ جو تھا اور دو ایں طرف قریب مٹو

بہت کچھ غنیمت با تھے آئی۔ اس قلمیت کو صاحب قرآن نے لشکر میں برابر تقسیم کر دیا۔ پہنچاڑ پر رات کو قیام کیا۔ یہاں جنگلوں میں بند بہت رہتے تھے وہ رات کو لشکر میں آتے تھے اور سپاہیوں کی چیزوں سے جاتے تھے۔

۱۶۔ مجاہدی الاول کو سوال کئے دو پہاڑوں کے درمیان صاحب قرآن تھا اور ۱۷۔ مجاہدی لا آخر کو نواحی جتوں نیں پہنچا اس ایک ہمینے کے عرصہ میں وہ اہل ہند سے بیس لا ایساں نزد اور انہیں فتحیاب ہوا اور ان تیسیں ون کے اندر مہدوں کے قلع عظیم ہیں بے سات قلعے قتح کے یہاں کے لوگ سلاطین سابق کو جزیرہ دیتے تھے مگر اب انہوں نے جزیرہ دینا چھوڑ دیا تھا اور اہل اسلام کے اتفاقاً و سے گروہ نکال لی تھی۔ ان قلعوں میں سے ایک قلعہ شیخو تھا جو ناک شیخ کو گر کے (ملکہ) رشتہ داروں پاس تھا مسلمانوں کی ایک جماعت یہاں رہتی تھی اور ان کے دیپلے سے اسلام کی ظاہری اطاعت اہل قلعہ کرتے تھے لیکن نفاق اور خبث کی علامتیں انکے احوال سے نظر آتی ہیں۔ جب مال امامی ان پر مقرر ہوا تو اُسکے او ایں انہوں نے عذرا تھا پیش کئے اور ان کی اوصیاً سے یہ معلوم ہوا کہ عذر و فساد مچائیں گے۔ صاحب قرآن کے ایک ملازم کو ان سے تھیار لئے کیا یہ تدبیر خوب سو جھی کہ اس نے مال امامی میں اجناس کا لینا اختیار کیا اور کم قیمت پر اسے کپڑوں اور کمانوں کی بڑی قیمت مقرر کی اور ان کو لینا شروع کیا یہ حکمت اس کی ایسی ہی کی کہ جس قدر تھیار و شمنوں کے پاس تھے وہ سب باہر لائے اور ان کو پنج ڈالا اور کوئی تھیار ان کے ہاتھیں باقی نہیں رہا۔ بعد ازاں صاحب قرآن کا حکم یہ صادر ہوا کہ ہمارے خزانی مہدوں شاہ پاس چالیس مہدوں خدمت کے لئے حاضر ہوں اس حکم کو انہوں نے نہ ماننا اور بعض مسلمانوں کو قتل کیا جسکا انتقام لشکر اسلام پر واجب ہوا۔ صاحب قرآن کے لشکرنے اس قلعہ کو فتح کر لیا اور وہ زاربے دینوں کو قتل کیا اور انکے خانوں کو آگ لگائی۔ اور ان نہات قلعوں میں سے ایک قلعہ دیوار اچھے تھے جو تھوڑے دونوں ہیں فتح ہو گئے۔

## نواحی جمیوں لڑائیں

۱۸۔ مجاہدی لا آخر روز کی شنبہ کو نواحی جمیوں قریب پائلہ میں صاحب قرآن کا لشکر پہنچا اس

بھی نہیں ہاتھ لگی اسلئے امیر تمیور نے حکم دیا کہ توہی اپنی لوٹ میں سے صدیقوں کو حصہ دیں تا م خرد و بزرگ اس طرح ان غلام سے بہرہ ور ہوئے۔ بعد اس قحط کے اور آگے امیر کا شکر چلا گرہ غنیمت کے مال سے ایسا لہاہو احتاکہ تین چار کوں سے زیادہ سفر نہیں کر سکتا تھا۔

## کوہ سوالاک سے آگے کے جنگلوں میں لڑائیں

۱۷- جمادی الاول روز چارشنبہ کو بوضع کندر سے صاحب قراں نے دریا بجن سے جو کریا کو سوالاک کے دوسرے حصیں تھیں زن ہوا بیہاں اسے سنا کہ ہند کے راجاؤں میں ایک راجہ رتن ہے جس پاس بہت سے ہندو جمیں اور جنگلوں میں اوپر مقامات پر قائم ہے۔ پہاڑا یسے بلند ہے کہ آنکھ ان کو پہنچے سے اوپر تک نہیں دیکھ سکتی اور درختوں کے جنگل ایسے گھنے ہیں کہ چاند سورج کی کرنوں کو زین پر ہیں پڑنے دیتے۔ صاحب قران نے ایسے محل باختر اور جنگل پر چذر کے جانے میں اتنا بھی توفیق نہیں کیا کہ رات گزر جاتی۔ شب چھشبندہ ۱۵۔ ہاہ مذکور کو حسکم دیا کہ قوشونات مشعلیں روشن کریں اور لشکر تورہ کے ساتھ یعنی لڑنے کے لئے مرتب ہو کر چلے۔ رات ہی کو بارہ کوں تک منزل طے کی۔ اور جنگل کو کاٹ کر اپنا رسستہ بنایا۔ اور ۱۵ کو کوہ سوالاک اور کوہ کول کے درمیان جا پہنچا۔ بیہاں رائے رتن بھی اپنے نیمنہ ویسہ کو رکم دائیں کے ساتھ ترین دیکر جنگ کو اماماہ ہوا۔ مگر جو قوت لشکر کے نقاروں اور نفیروں اور پھر پیوں کے طبقہ اونکبیرہ تبلیل کے زمرے ہندو کے کانوں میں پہنچے تو ان کو شبات و قرار کی تاب نہیں ہی بے توقف قرار اختیار کیا۔ لشکر اسلام آنکے یونچھے پڑا ہیتے ہیں گزروں کو مارا بہت کچھ مال و اساب غنیمت میں ہاتھ لگا۔ کئی طرف توہرا ایک سپاہی کو سود و سو گھائیں اور وہ میں لوئڈی غلام ہاتھ آئے اور کسی طرف اسقدر غنیمت لشکر کو نہ ہاتھ لگی۔ روز جمعہ ۱۸۔ کوچھ صاحب قران کوہ سوالاک میں آیا۔ بیہاں سے نگر کوٹ پندرہ کوئی تھا اور اس درہ میں پڑے گئے جنگل تھے اور ان میں ہندو بہت نہیں۔ امیر تمیور نے اس لشکر کو جس کو پہنچے رائے میں غنیمت کم ہاتھ لگی تھی۔ حکم دیا کہ وہ بیہاں تاخت و تباریج کرے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ بیہاں مبندوں کی جمیعت بہت ہر نو وہ خود آیا اور بیہاں لڑائی بھوئی اور اوس کو فتح و ظفر حاصل ہوئی

العادہ میں ہنود بگے گروہوں کا افبوہ تھا اور آنکھ پاس مال اور ہوشی اور مال منقولہ بہت کچھ تھا۔ اسلئے ۵ جمادی الاول کو امیر تیمور اس طرف متوجہ ہوا۔ ہنود اپنے نوابہ اور کشمش پر مفرور تھے اتنا بلہ اور جنگ پر آمادہ ہوئے۔ صحیح کوڑا ای شروع ہوئی۔ سپاہ کے جوشش و خوشش لئے اور تیمور کے غل، نے ہلی کے خودش نے ہنود کے مونکو ملادیا اور آتش خوفت کو ایسا بڑکا کہ خود کو نکال لختھنے کر دئے اور ذر کے مائے وہ پہاروں میں بھاگ گئے۔ لشکر اسلام داران کے چھچھے پڑا اور کشمش ہنود کو قبض کیا۔ تھوڑے نے سے یخ جان پر گندہ زندہ رہتے انکا اموال و سیاب سب لشکر اسلام کے ہاتھ آیا۔ بعد اس فتح کے دریا، گنگ سے امیر تیمور عبور کر کے متزل پیا ہوا۔

## مالک ہندوستان سے صاحب قرآن کا عزم و محبت

جب ولی اور ان مالک کی فتح سے صاحب قرآن کو فراخت ہوئی تو یہاں سنتے مراجحت اور عزم ہوا۔ جمادی الاول ششمہ کو گنگا کے کنارہ سے جدا ہوا۔ ساے لشکر کو سفر کا حکم ہوا۔ چیلی منڈل میں خراں کو کوہ سوالا کے دروی میں ہنود سینہ کا رہت جمع ہیں اسلئے امیر کا ارادہ خود ان سے ٹھنے کا ہوا۔ امر ان دست یہ عرض کیا کہ ہم کو حکم ہوا کہ ان ہندوں کو ملاک کریں اسپر صاحب قرآن نے فرمایا کہ میں نے فرض چھاؤ کے ادا کرنے میں دو فائٹ سوچے ہیں ایک ثواب اخروی دو م حصوں غنائم و فتوحات دنیوی جیسی کتمہاری نظر ان دو فائدوں پر ہے ایسے ہی میری نظر بھی ہے میں بھا و پر جائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

## کوہ سوالا کی تاخت و تاراج

صاحب قرآن، جمادی الاول کو کوہ سوالا کی تاخت کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ یہاں ایک راجح تھا جس کا نام ہے روز تھا۔ اس نے سپاہ کی شریج کر کھی تھی اور اپنی جگہ کے استھنام اور کوہ کی حصانات پر مفرور تھا۔ امیر تیمور تو خود وہ کے منہ پر ہٹرا اور اسرا کو لشکر ذرے کے کڑنے کے لئے بھجا۔ انہوں نے فتح کاں محل کی اور غنائم بیش قیمت اور اموال و برده و مولیٰ بہت ہاتھ لے گئے۔ لشکر نیں سے قوی مردوں نے تین تین چار چار سو گانیں گرفتار کیں۔ صحیفوں کو ایک گانے

جنگ آئی کیاں سے دو گروہ پر درہ کو پلے میں دشمنوں کا انبوہ لگ رہا ہے ان کے زکی و فرزند و مال اس باب پویشی کثرت سے جمع ہیں تیمور لکھتا ہے کہ میں نے سوچا کہ آدمی رات سے میں جاگ رہا ہوں اور دو تھیں حامل کر چکا ہوں اور ان میں بہت محنت مشقت اٹھا چکا ہوں اس لئے بستر استراحت پر کچھ آسانش ضرور ہے مگر اسکے ساتھ ہی مجھے یاد آیا کہ میں نے تواریخ ام تے نکالی ہے اور بند میں جہاد کرنے آیا ہوں اپس جہاں تک ملکن بے ہندوؤں بے لڑنا اور آسانش اور آرام کو اپنے اور پر حرام کرنا چاہئے۔ دشمنوں تک راہ دشوار گزار تھی اس میں گھٹے جنگل و خارستان دنیستان تھے۔ یہ الفاق کی بات ہے کہ جب لشکر کی ضرورت تھی تو مرا زیر محمد ولیمان شاہ کے لشکر جو فیروز پور سے دور دراز کی جمیں پر گئے ہوئے تھے امیر کے لشکر سے آئے۔ اس لشکر کے ساتھ دشمنوں پر اُسے حملہ کیا اور انہیں سے اکثر کو قتل کیا۔ لشکر اسلام کو چوپائے اوتھ گئے اور طرح طرح کے ابابا ہاتھ گئے۔ غرض ایک دن میں یہ تین فتحیں حاصل ہوئیں۔ ایک دفعہ نوبت ایسی آئی کہ امیر مرتے مرتے بچا۔ ترییٹھ برس کی عمر میں ان رثایوں کے اندر اُس نے اپنے اور جفاکشیاں و مصائب و نکالیت وہ گوارا کئے جو ایک ادنیٰ سپاہی گوارا کرتا ہے۔ غرض پیر انہ سالی میں یہ اُس کی قتوحات عجاہیات روزگار سے ہیں۔

درہ کو پلہ (ہر دوار میں ہندیوں کا عارت کرنا) اور تپھر کی گھنکی تیمور لکھتا ہے کہ درہ کو پلہ پائے کوہ میں واقع ہے جسکے پاس گنگا ہتی ہے کیاں سے پند کوں (ذکر وہ بالآخر ایک تپھر گاے کی شکل کا ہے اور اس گانے کے منہ سے گنگا ہتی ہے کیاں ہند و اس کی پوچا کرتے ہیں اور چاروں طرف سے بزاروں جاتری برس برس روز چلکر کیاں آتے ہیں بہر سال تھاں ہوتا ہے ہند و مرد و نکو جلاتے ہیں اور ان کی خاکسترا پنے ساتھ لاتے ہیں اور گنگا میں ڈالتے ہیں اور اس کو وسیدہ بجات جانتے ہیں۔ سونے چاند می کو بھی دریا میں ڈلتے ہیں۔ دریا کے اندر نہیں و اشتان کرتے ہیں اور سر پیانی چھترتے ہیں اور سر داڑھی مدد کے بعد راکتے ہیں اور اسکو عبادت ایسی ہی سمجھتے ہیں جیسے کہ سلطان حج کو جوار کان اسلام میں سے نہ ہے۔

غرض اس طرح زخم تیرا و ضرب شہنشیر نے شہنشہ مکو بلاک کیا۔ ان کشته یوں کو دیا میں کاغذ کی ناوبنا دیا۔

## ایک دن میں امیر تمیور کی تین فتوح

دریا گلگان میں اب کشتی پر امیر تمیور کی تیج ہوئی تو وہ تغلق پور کو چلا گیا۔ امیر اشدا و او اور بایزید قوچین اور المطعون کے قراولی کے لئے ٹھنے تھے انہوں نے واؤ میں یہ جگر صاحق قران کو بسطاء کیا کہ ہمنے ایک چکہ دریا سے عبور کیا تھا، ماں ہمنے ہندویوں کا ایک بڑا شکر دیکھا جس کا سروار مبارک خاں ہے۔ امیر تمیور دوسرے روز قبل از نماز صبح ایک ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا۔ جب دشمن کے لشکر کے نزدیک ہوا تو مبارک خاں وہ ہزار سوار دیپاہد لئے لڑنے پر آمادہ تھا۔ امیر تمیور نے کہ امیر شاہ ملک اور امیر اشدا و او کو ایک ہزار سوار کے ساتھ دشمنوں پر حملہ کے لئے روانہ کیا اور اپنے قلت اور دشمنوں کی کثرت پر کچھ بیجانال نہ کیا جس ب الحکم دشمنوں پر وہ ایسے جاگرنے جیسے بھوکے شیخ بھیریوں پر ہندی شکست پاکر لو مڑوں او گیڈروں کی طرح جنگلوں میں جا چھپے۔ زدن و فرزند اسکے امیر ہوتے بہت سی غنیمت ماتھے گلی۔ یہاں صاحق قران ایک ساعت ٹھیڑا تھا کہ خبر آئی کہ درہ کو پلہ (ہر دوار کا پر انعام بے) کے وہن میں دریا پر بہت سے ہندی جمع ہیں۔ وہ پانچ سوار لیکر ان طرف متوجہ ہوا۔ باقی لشکر غنیمت کے لیئے میں مصروف ہوا۔ جب درہ کو پلہ پر وہ پوچھا تو یہاں دیکھا کہ دشمنوں کا اثر دحام کشیر ہے۔ شاہ ملک اور علی سلطان تو اچی تکبیر و تسلیم کا اندرہ مار کر کے دشمنوں پر گردے اور بہت سے ہندی قتل کئے۔ یا وجود دیکھ وہ کشیر تھے مگر ان قلیل نے ان کو مخلوب کر لیا۔ لشکر لوٹنے میں لگا۔ صاحق قران کے ہر کاپ صرف سو سوارہ گئے تھے کہ ناگاہ ملک شیخ پاچ سو سواروں بہت سیا دوں کے ساتھ یوریدے ہوئے امیر تمیور کی طرف متوجہ ہوا۔ جب ایک تیر کے فاصلہ پر وہ تھا تو ایک سپاہی نے ب تحقیق کئے امیر سے عرض کی کہ یہ بندہ درگاہ شیخ کو کری آتا ہے۔ امیر نے یہ سنکر پاڑکی طرف بُخ کیا۔ مگر جب شیخ نے لشکر اسلام پر تو اس کی توحضرت صاحق قران نے اپنے گھوڑے کی پاگ موڑی اور شیخ کے پیٹ پر تیر اور سرمه پر شہنشیر ایسی لگائی کہ وہ پشت زین سے روئے زین پر آیا۔ اُسکے لگائیں رسی باندہ کے بلاے۔ جب صاحق قران نے اس بستے سوال پوچھا تو اُس نے بجاۓ جواب کے اپنے بیان دیدی پہنچاں غشیں

تو اور کوئی نبی فتح کر سکتا۔ امیر تیمور نے حکم دیا کہ اہل قلعہ کو ایک تهدید نامہ لے جائے۔ منشی نے اس نامہ میں یہ بھی لکھا یا کہ تزمیثیں خال کو ہم سے کیا اُنہوں نے جب منشی نے یہ نامہ پڑھا تو وہ اس عبارت کو سنکر مکدہ ہوا اُنہوں نے اسکا کہ تزمیثیں خال ہم سے لایق و فاقہ ہے اور جسمیع امور میں رجحان اُس کا ہم پُرحق ہے۔ اس کرنے سے اُسکا حسن اخلاقی ٹراطیا ہوتا ہے۔ کہ وہ پہلے بزرگوں کی بزرگی مانتا تھا۔

## دریا، گنگ پر ہندوؤں سے رائیاں

قلعہ میر بڑھ کا قصہ فتح پر تمام بواتوصا صاحب قران نے غرہ جادی الاول انشہ کو حکم دیا کہ امیر جہاں شاہنشہ کہ جرار کو لیکر جہنا کے اوپر اور پر تاخت و تاراںج کے لئے جائے اور اغراق امیر شیخ نور الدین کے پس رکیا جائے کہ وہ اپ قراسو (جسکا ترجمہ سیاہ ندی ہے اس سے نہ رہ ندی کالی نی ہے) پر سفر کرے اور خود وہ دریاۓ گنگ کی طرف بومیر بڑھ سے اکروہ تھا رو انہ ہوا۔ ۲۔ کوفیر و زپور میں پہنچا مگر دریا کو ایسا پایا بہ نہ پایا کہ اسکے سب آدمی آسانی سے عبور کر سکتے۔ بعض سوارتیر کر اُنتر گئے۔ جب صاحب قران نے پار جانے کا راوہ اسی طرح کیا تو امرانے دست بستہ عرض کی آج حضور یہاں توقفت فرمائیں کل وہاں سے دریا کو عبور کریں جہاں نے فیر و زپور کے قریب مر را پیر محمد کا شکر اترا ہے۔ امیر نے اسے منتظر کر لیا اور دوسرا روز دریا کو عبور کر کے تعلق پر کی طرف کو پڑھ کیا۔ اتنا راہ میں امیر کا ایک بازو سوچھ گیا اور اس میں در پیدا ہوا ملازم علاج کی تدبیریں کر رہے تھے کہ خیر آئی کہ اہتا لیں کشتیوں میں بے دین سوار ہوئے چلے آتے تھیں پہلی بان باد میدان آپ میں کشتیوں کے ہاتھیوں کا دوڑاے لئے چلا آتا ہے مروہ مرغ کی طرح پرواز کرتی ہیں اور باذکی طرح سینوں کو چھپاتی ہیں۔ امیر تیمور کو اہل شرک کے ساتھ رژائی کا ایسا شوق تھا کہ اس خبر کے سنتہ ہی نوٹی کے ماء اس کی علالت زائل ہو گئی اور بے توقفت ہزار آدمیوں کے ساتھ سوار ہو کر دریا کی طرف آیا۔ اور دریا کے کنارہ پر سے ڈمنوں پر تیروں کا مینجہ بر سایا جسکو آؤں۔ نے سپردی سے روکا۔ گر بعض دلاؤ دیں۔ نے گہوڑوں کو دریا میں ڈال دیا۔ اور تیر کر کشتیوں کو کٹا لیا۔ اور انکے اندر گھس کر ڈمنوں کا توار سے بے سر کرنا شروع کیا۔

یہاں امیر تمیور نے سنا کہ میرٹھ میں ایک قلعہ نہایت استوار ہے اور الیاس افغان اور اسکا بیٹا مولا جحمد نہایتی وہاں حاکم ہے اور صفحی ایک بھرپے جو بہت سے بگروں کو ساتھ لیکر قلعہ میں اس کی مدد کو لگایا ہے اس کے پاس تھیمار اور سامان جنگ بہت بہت ہے۔ یہ سب سن کر امیر تمیور نے شاہزادہ رستم و امیر خلیفی خان بوعا۔ امیر شاہ ناکس اور امیر اللہ داد کو قلعہ میرٹھ کی فتح کرنے پر واذکریا اور حکم دیا کہ اگر اہل قلعہ اجماعت اختیار کریں تو ان کی شرانکوں کو قبول کر لیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو اطلاع دیں۔ ان افسروں نے ۲۶۔ ربیع الثانی کو کچھ کیا اور میرٹھ میں پہنچ کر امیر تمیور کا پیناام اہل قلعہ پاس پہنچا کہ وہ اپنی جان دمال و آبرد کو صاحب قزان کی حفاظت میں ہوا لے کریں۔ انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہمارے قلعہ پر باشاہ ترمذیں خاص بے شمار سپاہ لیکر حملہ آور ہوا تو وہ اس کو نہ لے سکا اور حسید ان ہو کر چلا گیا۔ اس جواب سے صاحب قزان کو اطلاع ہوئی۔ ۲۷۔ اس کو ترمذیں خاص کی نسبت جو اہل قلعہ نے گستاخانہ کلام کیا تھا وہ نہایت ناگوار گذر اور غصہ میں وہ بہتر آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر حکم دیا کہ میرٹھ کے لئے لشکر تباہ ہو۔ ربیع الثانی کو نظمہ کی نماز کے بعد وہ ہزار سواروں کو لیکر روانہ ہوا اور ایک بات شرک پر قیام کرنے والے روزے روزے ۲۹۔ کو قلعہ میرٹھ پر جا پہنچا اور اسی وقت حکم دیا کہ قوشات کے اہل میں سے ہر یک لقب لگائے۔ اس حکم سے رات کو ہر زیج و بارہ کے آگے دہن پذیر لقب تباہ ہوئی۔ اہل قلعہ یہ حال دیکھ کر سرم گئے۔ امیر اللہ داد نے قلعہ کے دروازہ پر چلے کیا اور تکبیر اور تہیل کا آوازہ بلند کیا اور ایک نوکر سراۓ بہادر پر قلمبند قلعہ کے لگنگہ میں کندہ وال گرسنے پہنچے چڑھے گیا۔ پھر اور بہادر اسکے پیچھے چڑھے اور الیاس افغان اور اس کا بیٹا خاصہ رہے مگر آخر کو رستم برلاس نے اسکی گرد میں رسی وال کر امیر تمیور کے سامنے پیش کیا۔ اور صفحی اس طرزی میں مار گیا۔ بعد اس فتح کے اہل قلعہ قتل ہوئے اور قلعہ مسماز ہو کر خاک کی طرح زین کی برابر ہوا۔ امیر تمیور کو اس فتح سے اس سبب زیادہ خوشی ہوئی تھی کہ ترمذیں خان جس قلعہ کو بہت سپاہ سے نہیں فتح کر سکا اسکو تھوڑی سپاہ سے ایک ہی دفعہ میں اُن نے فتح مگر لیا۔ اُن نے کہا کہ جو کام اسکے لئے بخشکل تھا وہ میرے نئے خدا نے سهل کر دیا۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ امیر تمیور نے کے پیناام کا جواب اہل قلعہ نے یہ لکھا کہ ترمذیں خان جب اُن قلعے کو نہیں فتح کر سکا

جب فوج لوٹتے اور مارتے مارتے تھاں گئی اور لوٹنے کے لئے کچھ باقی نہ رہا تو امن امان ہو گیا۔ یہ کہنا کہ اہل دہلی اسلئے قتل و نارہت ہوئے کہ انہوں نے امیر تمیور کے آدمیوں کو قتل کیا تھا فقط سپاہ تمیوری نے نارت اور قتل کے لئے بہانہ بنایا تھا۔ مگر اہل دہلی کی عادت ہے کہ وہ ایسے موقوعوں پر لیسی جاافت کیا کرتے ہیں کہیں سے ان کے سر پر اپنے ہاتھوں سے آفت آتی ہے تايخ نیس کی ایسے واقعات لکھنے گئے ہیں۔

## امیر تمیور کا ہندوستان میں اور جگہ غرام کی نیت سے جانا اور دہلی سے نہضت کرنا

امیر تمیور لکھتا ہے کہ میں نے دہلی میں پندرہ روز بیانات و اقبال کے ساتھ تو قفت کیا اور اسیں جشن شاہزادہ اور دربار خسروانہ کرتا رہا۔ اب مجھے یہ خیال آیا کہ میں ہندوستان میں جہاد کرنے کے لئے آیا ہوں اور خدا تعالیٰ کی عنایت سے مجھے سب ہمہوں میں فتح اور سب جگہ دہننوں پر ظفر حاصل ہوئی ہے کی لاکھ کافروں اور بیت پرستوں کو قتل کر چکا ہوں۔ حسام اسلام کو خون کفار سے سرخ کیا۔ سب پرفانی یہ فتح عظیم حاصل ہوئی ہے اسلئے مجھے آرام سے نہیں بلطفناہابہے بلکہ ہندوستان میں اور جہاد کرنے چاہیں۔ یہ سو چکروہ ۲۲۔ بنیج الآخر شمشہ رو زیمار شنبہ کو پہر دن چڑھے جہاں پناہ سے ٹین کروہ چلکر فیر وز آباد میں آیا۔ اور کچھ ویرتک یہاں کے منشیات کو نظر اختیا طے سے دیکھتا رہا اور پھر سجد فیر وز آباد میں آیا اور لیگاڑے بے نیاز کی درگاہ میں دو گانہ شکر و سپاس ادا کیا۔ دروازہ فیر وز آباد سے نکلا کہ سید شمس الدین ترندی اور علام الدین شیخ کو کری جو اسکے شکر سے لاہور اور کوپله (ہردوار) گئے تھے اُسکی خدمت میں عاضر ہوئے۔ اور بہادر نہار حاکم ہردوار نے جود و طوطے سفید نیجے تھے وہ پیش ہوئے یہ دونوں طوطے تغلق شاہ کے عمد کے تھے اور بیشہ بادشاہی مجلسوں میں شیریں گفتاری کیا کرتے تھے۔ اس تھنڈگری ایسے کہنا نیت خوش ہوا۔ اُس نے حکم دیدیا کہ ہر دن خیرے میں ان طوطوں کو لا یا کریں کہیں ان کی تھی بولیاں سناؤ کروں۔ اب آگے متزل مبنیل چلکر وہ سوچ اسار میں پہنچا۔

## قلعہ میرٹھ کی فتح

اور چونکہ تیمرا رادہ ہے کہ دارالسلطنت ترقی میں ایک مسجد بناؤں اسلئے سنگ تراشیوں اور معماروں کو خاص میری خدمت کے لئے چدا کھیں۔

امیر تیمور لکھتا ہے کہ میری مرضی سے نہیں بلکہ خدا کی مرضی سے تینوں شہر میری ہجات پناہ پر آنی وہی نارت و تباہ ہوئے ہیں۔ اس خط میں میرے نام کا خطبہ بھی جواہن امان و حفاظت کا کفیل تھا پڑا گیا۔ میری عین تنسایہ تھی کہ اس شہر پر کوئی بلا نازل ہو گزئن کے پوچھا لفڑ ارادت ازی یہ تھی کہ شہر نارت و تباہ ہو اعلیٰ ایک گروہ کے دل میں یہ آیا کہ اُس نے میرے لشکر پر دست درازی کی اور اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری۔

وانی کے حساب کا رچونست	سرنشتہ زدت مابردنست
چوں کا ر باختیار مائیست	بکر دن کا ر کار مائیست

ولله عاقبت لا مود جب امیر تیمور کے دل میں آیا کہ دلی میں ان ہوتود گھوڑے پر نسوار ہو کر شہر میں آیا۔ اس نے سب جگہ میر کر کے ان تینوں شہروں کی وضع یہ بیان کی ہے کہ میری ایک مدروشہ ہے اور اس میں امیٹ پتھر کے قلعے بہت سخا بنتے ہوئے ہیں۔ میری سے بڑی پرانی دلی ہے اور اسیں اور زیادہ حکم قلعے بنانا ہوا ہے۔ ان دونوں شہروں کے قلعوں میں بہت فاصلہ ہے اور ایک قلعہ حصے دوسرے قلعہ تک ایک ضیل پیغ اور پتھر کی بیوی ہے۔ آبادی شہر کے دھنیوں جہاں پناہ ہے۔ ان تینوں شہروں کے قلعوں کے نیس دروازے ہیں جہاں پناہ کے تیرہ دروازے۔ میری کے بیان اور پرانی دلی کے ذمے۔ امیر تیمور شہروں کی سیرے میر ہو کر مسجد جامع میں تشریف فرمائوا۔ دہان سید و علماء و فقہاء و مشائخ اور بزرگ مسلمان جن کی حفاظت اس کے حکم سے ہوئی تھی وہ اُس کو فتح کی مبارکباد دینے آئے۔ اُنے امیر پر تواضع و تعظیم پیش آیا اور انکی جان وال کی حفاظت کے واسطے خواہ وہ کہیں ہوں ایک افسوس مقرر کیا۔

اب یا مر عوطلب ہے کہ دلی پر جو آفت اور صیبیت آئی اسکو امیر تیمور کی سفا کی وہی جمی سے منسوب کریں یا اس کی ترک و تآثار کی سپاہ خونخوار کی خود میری سے۔ کل مقدرات کے مرتپ کرنے سے صحیح نتیجہ یہ نکلا ہے کہ یہ کام جیسا کہ اُس نے خود بیان کیا ہے اسکی مرضی کے پر خلاف ہوا ہے۔ اسکی سپاہ کی خود میری سے یہ کام ہوا جس کار و کار خود امیر تیمور کے اختیار نہ بنا پڑا۔

سپاہیوں نے ہندویوں کو گرفتار کرنا شروع کیا تو وہ تواریخ میں بلکہ رُنے کو تپار ہو گئے۔ عورتوں بچوں کو گھروں میں بند کر کے جلا دیا اور پھر خوب جان لڑا کر لمبے۔ یوں ہنگامہ کا راز اگر مل گیا بیسری وجہاں پناہ و دہلی میں سب جگہ ایک آگ لگ رہی تھی۔ امیروں نے شہر کے دروازے اس لئے بند کر دے تھے کہ باہر کا الشکر نہ چلا آئے۔ لیکن جمعرات کے دن اور شب جمعہ کو شہر میں پندرہ ہزار سپاہ موجود تھی جو قتل و نارت و قید و آتش زدن کے سوا کوئی اور کام نہیں کرتی تھی۔ جمعہ کے دن تو سارا الشکر شہر میں لمحس کر لوٹ پرپل گیا۔ جس کو کوئی خیال سو اقتضل و غارت و قید کرنے اور آتش زدن کے کچھ اور نہ تھا۔ جمعہ کے دن لوٹ عام تھی۔ جہاں پناہ و سیری کے اکثر محلے بالکل غارت ہو گئے۔ روز شنبہ ۱۴۔ کو بھی یہی حال رہا۔ لوٹ کا حال یہ تھا کہ اشکر میں سے ہر نفر ڈیرہ سو آدمیوں سے کچھ کم و بیش مرد و زن و کودک کو گرفتار کر کے باہر نہ لا بایا تھا اور بہت سے اونٹے آدمی پاس بھی میں نفر سے کچھ زیادہ ہی بردا سے موجود ہوئے۔ اور غلام و فتوحات میں طرح طرح کے جواہر، موتنی خصوصیاتی اوقت والماں اور اقمشہ و نفائس گوناگوں و سونے چاندی کے بڑن و نقدیاں بے حد اور طلاقی اشہر فیاں وغیرہ بہت تھیں۔ قید میں جو عورتیں آئی تھیں ان کے باچہ پانوں کو نے چاندی کے کنگنوں اور پازیبیوں سے اور ان کی انگلیاں بیش قیمت انگوٹھیوں چھلوں بے لدی ہوئی تھیں۔ سید و علماء و شیخ تو اس غارت سے بچے ہوئے تھے باقی سب اس بلاں بتلاتے۔ تو اس کے دن امیر تیمور کو خبر ہوئی کہ پرانی دلی کی جامع مسجد میں بہت سے ہندی بھاگ کر جمع ہو گئے ہیں اور پتیار اور کھانے پینے کا سامان لے کر چلے گئے ہیں اور اس کو اپنا نام بنانا چاہتے ہیں اور بعض آدمی ہس کے جو ادھر کام کو گئے تھے ان کو زخمی بھی انہوں نے کیا ہے۔ تو اس نے امیر شاہ ناک اور علی سلطان تو اچی کو پانچھو آدمیوں کے ساتھ بھیجا کر خدا کے گھر کو ان ناپاک بے دینوں بے پاک صاف کرے۔ اس حکم کے موافق انہوں نے جاگران سب کو مار ڈالا اور پرانی دلی کو لوٹ لیا۔ امیر تیمور نے حکم دیا کہ جو قیدی گرفتار ہو کر باہر آئے یہی ان میں ہے ارباب صناعت اور اہل حرف بدلتے جائیں اور بعض ان میں سے شاہزادوں اور آقاوں و امراؤں کو جو یہاں موجود ہیں یا اور ملکوں میں میری خذیث کر رہے ہیں تقسم کئے جائیں

پیش از اند مک شود کا سہ سفرگاں انداز	خیز و رکاسہ نر آب طربناک انداز
--------------------------------------	--------------------------------

اور اس بزم و لکشاں میں شاہزادوں اور امراء عیان دولت اور نویان سلطنت کو عطا بادشاہ نے  
مالاں اور بلند پابند و سرفراز کیا۔ پانچ روز تک یہ خوش الحان رہش گروں نے ساز طرب سے  
ترانے والی فواز گائے۔

## دہلی کی تباہی

مورخوں نے پنی تاریخوں میں دہلی کی تباہی کی مختلف داستانیں لکھی ہیں مگر ہم خود ایسے تصور کی  
تحریر سے اوپر فہرست سے بالکل چالاں تقلیل کرتے ہیں۔ روز پنجشنبہ ۱۶۔ پیغ الثانی شہنشہ کو ایسے اسباب جمع  
ہوتے ہیں کہ صاحقران کی سپاہ ہبت سی شہر کے اندر داخل ہو گئی۔ ان اسباب کی تفصیل پڑھے ہے  
اولی شہر کے دروازوں پر حفاظت کے واسطے جو سپاہ ہیبت ناک ترکوں کی تعین لختی وہ ایک دروازہ  
پونج ہو گئی۔ اسکو یہ شہر ایسا نام تھا لگا ہیسے کہ شکاری دندو نکو بھیڑوں دہروں کا گلہ یا عتاب کو  
بچاری چڑیاں انہوں نے مال اسباب پر اپنی دست درازی سے اہل شہر کا دمن ناک میں کر دیا۔

دوسرے جب امیر تمور کو اس وقت کے عیش و طرب میں صروف تھا اس امر کی خبر ہوئی تو اس نے امیروں کو  
حکم دیا کہ وہ ان ترکوں کو اس حرکت سے باز کھینچیں تو ان امیروں کے ساتھ شہر ہیں اور سپاہ داخل ہوئی  
تو سوم جہاں ملک آغا اور خوشنین نے امیر تمور سے اجازت لی کہ تصریح ارتضون کی سیر کو جائیں جسکو جو نانے  
بھاں پناہ میں بنایا تھا اُن کی جلویں سپاہ کا ہونا ضرور تھا وہ بھی شہر ہیں داخل ہوئی۔

چہارم جہاں جلال الاسلام اور امراء دیوالان اعلیٰ اور اہل قلم سپاہ کو ساتھ لیکر دہلی میں مال امانی کی تحلیل  
و تشخیص کے لئے لے گئے تھے۔

پنجم کی نہ را سپاہی چھٹیاں لے کر شہر ہیں املج تیل۔ آٹا۔ شکر خردیدنے گئے تھے۔  
ششم امیر تمور کو یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ اس ملک کے چاروں طرف کے ہندوی مع اپنے زن فرزند  
و بیش قیمت مال و اسباب کے دہلی میں جمع ہوئے ہیں۔ اسلئے امیر تمور نے امراء کو سع اُن کی  
پلیٹوں کے شہر کے اندر پھیجا کہ انکی داد و فریاد کچھ نہ سینیں اور سب کو گرفتار دا اسپر کر کے میسے  
لروپر و لاٹیں۔ غرض این سببیوں ہے شہر ہیں ترک سپاہ کی کثرت ہو گئی تھی جب شہر ہیں زان۔

گرفت خسر و صاحب قران دلی را  
شود معین و خورشید بوجدی آرا  
زشد تے کہ باشان رسید سال وغا  
خود ایں نہفتہ ناند زرائے ایں ذکا  
بسال غارگل فتح بنت دشید بولیا

چھار شنبہ هشتم مہر ربیع دوم  
فتح شاہ کہ مجموع بشری تاریخ  
تو بہار گونگی کا رہست دال بمنگر  
فتح شاہ و رضاہم کمیت بہت صدیک  
ذائب باری نصرت بیان دلت شاہ

صاحب قران نے آدمی یہ جگران ماچیوں کو منگوا یا جو سلطان مجبو و چھوڑ گیا تھا وہ ۱۲۰ تھے جب  
طرح سے آرتھ تھے وہ اور کوئی گرگدن (گینڈے) صاحب قران کے روپ و آئے فیلبانوں نے جب ان  
ماچیوں کے تاشے دکھائے تو صاحب قران ہنایت نوش ہوا۔ فیلبانوں کے اشارہ سے ہر ماچی سر کو  
زین پر رکھتا اور ایک آواز لگاتا۔ ان کے سامنے جو چیز رکھی جاتی اُس سے وہ اٹھا کر فیلبان کو دیدیتے  
ہیا اپنے منہ میں رکھ دیلتے۔ جب ان قوی میکل جانوروں کے تاشے صاحب قران نے دیکھے کہ  
وہ انسان ضعیف الہیان کا ایسا طبع ہے کہ اس کے اشاروں پر کام کرتا ہے تو ہنایت تعجب،  
ہوا۔ اوس نے یہ حکم دیا کہ سمرقند کو پاپخ پتیریز کو دوا اور آذر بائیجیا و شہزادان کو ایک  
ایک برات کو پاپخ بیجھے جائیں تاکہ وہاں کے شاہزادے اور امرا، این کو دیکھ کر  
مسرور ہوں۔

جب جمعہ ہوا تو صاحب قران نے مولانا ناصر الدین عمر کو اور بعض اور علماء بزرگ کو روانہ کیا کہ  
وہ دہلی کی جامع مسجد میں اُس کے نام کا خطبہ پڑھیں۔ چنانچہ یہ خطبہ پڑھا گیا اور خطیب کو انعام ملا۔ اور  
فیروز شاہ کے چھڈیں جو یہ قاعدہ مقرر ہوا تھا کہ پہلے باوشا ہوں کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا وہ  
موقوف ہوا۔ صاحب قران کے فرمان کے موافق تکھیاں دیوان شہریں جا کر مال امامی مقرر کرنے  
لگے اور محسن اس کی تعمیل میں مشغول ہوئے۔ سید و علماء مثل خ اس محصول کے مطالبے  
سے معاف کئے گئے۔

اب روز رزم گذر گیا ٹبستانِ بزم کی تیاریاں ہوئیں۔ دشمنوں کی شکست کے بعد دستوں کو  
عشرت پتھروں پتے جنہیں حضرت صاحب قران بن بزم عیش و تنرو رضوی معتقد کی اور ساقیان سیم تھے جامزوں ہیں  
شہربار غوالی بھری اور حربان لار شہارے پہنچادی۔

جب بفتح نمایاں ہوئی تو دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت صاحب قرآن دہلی کے دروازہ پر آیا اور اُس کو دیکھ جمال حوض خاص پر فروش ہوا۔ یہ حوض ایک چھوٹا دریا تھا بہرست میں اس میں پانی بھر جاتا تھا اسی کو سارا شہر پیتا تھا۔ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اسے بنایا تھا اور اسکے سارے پیر اسکی قبر ہے یہاں سب شاہزادے اور امرازوں کا ان دو لکھ صاحب قرآن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس نجت کی مبارکبادی۔ ٹرامی میں جن جوان مردوں نے بیادی و کھانی تھی اپنے بیٹیں وافریں ہوئی۔ یہ عالی دیکھ کر صاحب قرآن کو یہ خیال کر خدا تعالیٰ نے کس کثرت سے مجھے نعمتیں عطا کی ہیں۔ اس سے اُسکو رقت آئی اور بے اختیار انکھوں سے انسوٹ پڑپڑ گرنے لگے۔ اسی وقت باری تعالیٰ کاشکار ادا کیا کہ اُسکو ایسے فرزند کا مرگار و اخوان و انصار خدمت گزار عطا کئے ہیں اور اتنی فتوحات عطا گئیں اور ان سب شجاعوں کو دعا دی۔

### سلطان محمود و ملوخاں کا بھاگان انکے پچھے سپاہ کا جانا دہلی کا فتح ہونا

سلطان محمود اور ملوخاں شکست پاک خستہ خاطر جہاں پناہ کے قلعیں گئے تھے اور اپنے کئے سے نہایت پیشان تھے۔ پیغ الآخر کو آدمی رات کو دونوں بھاگ کر بیان و کوہ کو چلے گئے بعض موخ نکھتے ہیں کہ ایک گجرات کو گیا دوسرا برلن کو صاحب قرآن کو حسب یہ تہجیر ہوئی تو اُس نے تعاقب میں سپاہ بھیجی وہ نوئہ نا تھا اسے مگر ملوخاں کے دو بیٹے خداداد و سیف الدین عرف ملک شرف الدین گرفتار ہو کر صاحب قرآن پاس آئے۔ اُسی رات کو فوج کو حکم ہوا کہ سارے شہر کے دروازوں پر پیرہ چوک رہتے کہ کوئی شہر کا آدمی باہم بھل کر نہ بھاگ جائے۔ صاحب قرآن نے عید گاہ میں بارگاہ لگایا اور ہر کیا۔ کل میں سادات قضاۃ و اکا بپرو اشراف وہی اس دربار میں بساط بوس ہوئے۔ فضل انشیخی تو ملوخاں کا نائب تھامیں اہل دیوان دہلی حاضر ہوا۔ اس سادات و علماء و مشائخ نے شاہزادوں و سپہ سالاروں کے توسل سے امان چاہی اور اُسکی سفارش مژرا پیر محمد داہی سے سلیمان شانے کی صاحب قرآن بنے فرجم شاہانہ سے انکی درخواست کو منظور کیا اور اہل دہلی کو امان دی۔ رسم غمبوود کے موافق قوش (علم) دروازہ پر قائم ہوا اور لفڑاوں نے فتح و ظفر کا آوازہ پہنچ دیا۔ شعر اس سے لشکار پڑھتے اُن بی بی سے صاحب قرآن نے ان اشعار تایخ میں بے اہل شہر یاد کیا۔

اور امرا و ہراول میں مرزا رستم و امیر شفیع نور الدین و امیر شاہ نلک اشداد اور کل امرا و قلبیاں خود صاحب قراں (والقلب سقراط سلطان الروح) جب یہ صفت ہندی ہو چکی تو صاحب قران نے ہراول کو آگے بڑھنے کا حکم دیا کہ دشمنوں کی خبر جا کر لائے۔ اس سپاہ نے دشمنوں کا ایک آدمی گرفتار کیا اور اس کو صاحب قراں کے رو برو لائے تو اس شش کی زبانی یہ حال معلوم ہوا کہ سلطان محمود نے جنگ کے لئے لشکر کو اس طرح مرتب کیا ہے کہ قلب (مرکز) میں رایت سلطان محمود و ملوخان ہو گا و میسرہ کا اہتمام طفی خال و پیر علی کو اور مینہ کا اہتمام میسرین ایزین و نلک ہادی کو دیا گیا ہے۔ اس پاس وہ ہزار سوار کمل اور چالیس ہزار پیاسے جنلی اور ۱۲۵۰ تھی جو سلاح و کھجور سے آر استیں اور ان کے دانتوں میں زبردار گٹاریں استوار لگی ہوئی ہیں اور ان ہیں سے اکثر کی پشت پر بودہ لگا ہوا ہے اور اس میں ناک انداز و آتش باز چخ انداز بیٹھے ہوئے ہیں تھنڈ وار مردانہ لکھڑے ہوئے ہیں۔ جب یہ دونوں لشکر قریب آئے تو صاحبھر سوار ہو کر پتھر تھبائے کی بلندی پر چڑھ گیا اور اطراف و جوانب کے اوضاع کا ملاحظہ کرنے لگا جب اس نے دیکھا کہ اب لشکروں میں ٹرائی ہونے کو ہے تو موافق اپنی عادت کے پیادہ ہوا اور اخلاص و نیاز سے باشاہ بے نیاز کی درگاہ میں نگیر کہنگر نماز پڑھنے لگا اور دھاک پر مانگے کو گرگرا کر گریہ وزاری کرنے لگا کہ اے خدا مجھے اصل اپنی سعی و کوشش و کثرت اعوان و انصار جلا دت

لیش پر بھروسائیں، ہے ۵

ترادہ ہر سارہ کار دا گمراہ	ندارم خود رے بیخ دسپاہ
دریں بارہم لطف کن کا گھنی	کرم کردہ بارنا بارہی
کس بے کسانی بفریاد رس	بجز توند ارم امیدے کبس

اس نماز و مناجات کے بعد سجدہ سے سر اٹھا کر لشکر کو لڑانا شروع کیا۔ ہر چند ہندوستان کی سپاہ نے بعد راپنی تاب توہاں کے بہادری کی مگر پشنه ضعیف تند باد سے اور آہونا توہاں شیر ژیان سے کیا لا سکتا ہے۔ آخر کو شہریت پائی۔ تاتا نیوں کے تیر دل کی بوچھارنے والیوں کو نہ تھیہ رتے دیا۔ تیر و شمشیر سے اُن کی سونڈوں کو زخمی کیا اور فینیا نوں کو قتل۔ سلطان محمود اور ملوخان بھاگ کر شہر کے اندر گئے اور وہ ازبند کر لیا

لشکر تیمور نے تو گون کی زبانی سننا تھا کہ ما تیسون کی جلد میں ایسی صلاحیت ہوتی ہے کہ تیر و بُشیر ان پر کارگر نہیں ہوتے اور قوت انہیں ایسی ہوتی ہے کہ بڑے بڑے دختوں کو ایک حمل میں حرثے۔ اکٹھیہ کر پیکن یتے ہیں اور اپنے پہلو کے اشارے سے بڑے بڑے مکانات کو گرا دیتی ہیں اور کارزار کے وقت اپنی خرطوم قلعان کردار سے گھوڑے کو بیچ سوار کے زمین سے اٹھا لیتے ہیں اور ہوا میں ڈال دیتے ہیں ان مبالغوں سے باقفلاء طبع پشتہ یعنی لشکر یون کے دل میں د غدغہ ہتا۔ جب صاحقران اشراف داعیان کے لئے مقامات تعین کرنے لگا تو اپنی شفقت دمحت سے ارباب علم و کمال سے جو ہم رکاب تھے پوچھا کہ آپ کیلئے یہیں رہیں گے اہون نے کلمات دہشت آمیز سے تھے اُن پر دہشت طاری تھی فوراً جواب دیا کہ اس مکان میں رہیں گے جس میں عورات اور خوانین رہیں گے۔ اس جماعت کے اطمینان خاطر کے لئے صاحقران نے حکم دیا کہ ہر ہون کا ایک حصہ اپنے چار نیا جائے اور اس کے گرد خندق بنائی جائے اور خندق کے اندر تیسون کی گرد نین انکی ٹانگوں سے تسوں سے بازہ کر کر ٹے کئے جائیں اور لوہے کے خلک (نگوٹھے خار) بنائے جائیں اور وہ پیاسا وجود ن پاس رہیں جو وقت ہاتھی حملہ آور ہوں تو وہ راہ میں پیکن لے جائیں۔ مگرہ تیسون کے حملہ کرنے کی یہاں تک نوبت ہی نہیں پہنچی کہ یہ کانٹے کام میں آتے۔ شہاب الدین جامی نے اس حال کی نسبت پیش کے ہیں **رظنم**

پس انگہ بے گا و میشان نز	پر تجسیم بستند با یا ک د گر
ک در پیش خندق فصیلے بود	وزان ہر یکے شغ فیلے بود
چرا با یہ از پسیل کردن حذر	کہ او چار پائبت چون گا و خر

## صاحبقران کا سلطان مجھو سے لڑنا اور سع پانا

روز سہ شنبہ، ربیع الثانی کو حسب الحکم صاحب قران بطریق ترتیب پاہ ہوئی کہ برلن میں شاہزادہ پر محروم جانگلہ اور امیر یادگار بر لاسٹ ایسٹ بیجان شاہ و امیر ضراب قماری و مقرر خواجه آق قوش اور اور تو میں اور حیرت نارین مزرا بسلطان جسین و شاہزادہ خلیل سلطان و نہیں ججان شاہ و شیخ ابریلان

کئے پاس ہندی قیدی ہوں وہ ان کو قتل کر دے اور جو شخص ان کی گردان اڑائے میں  
دینے کرے وہ بھی قتل کیا جائے اور اسکا مال دربیسا اُس محبر کو دیا جائے جو اس قصور وار کی تعمیر  
کی اطلاع رکھے اس حکم کے موافق لاکھ قیدیوں کے سراڈیاے گئے مولانا ناصر الدین عمر نارباب  
علم میں سے ایک تختے اور انہوں نے کبھی آپنے ناتھ سے بھیری ذبح نہیں کی تھی انہوں نے  
آپنے پندرہ قیدی آپنے ناتھ سے مارے ان فضول قیدیوں کی نفاد میں اختلاف ہو گئے ملفوظات و  
ظہر نامہ تعمیری میں لاکھ اور طبقات اکبری میں پچاس ہزار لکھی ہو تھا اور تاریخوں میں پایا اعتبار کو  
ساقط ہوتی ہوا اکثر تاریخوں میں لکھا ہو کہ پندرہ برس کی عمر سے جسے قیدی قتل کرنے کا حکم تھا جب  
یہ خون ہو چکا تو دس نفر میں سے ایک نفر کو حکم تھا کہ وہ شکر گاہ میں تو قفت کرے اور ہندیوں کے  
زن و فرزند و ستور کی جو غنیمت میں ہاتھ لے گئیں حفاظت کرے اور باتی سب طلاقے چلین طریقے  
کی خواز کے وقت شکر کے کوچ کان نقاد بجا اور وہ دہان پوچا جان جنس سے عبور کا مقام مقرر  
ہوا تھا۔ بخوبیوں اور اخترشنازوں کی جاعت جو شکر کے ہمراہ تھی اسے اپنی کتابوں کو دیکھ کر  
کہا کہ اوضاع ملکی کا اقتداء یہ ہے کہ چلنے میں تو قفت ہو۔ لیکن حضرت صاحب القرآن کا یہ اعضا و تما  
کہ اہل التنزیۃ والتقدیس لا یومنون بالتمثیل والمتدیس۔

ز سعد و حسن کو اکبیر ان تو حجت و ریخ	ک عزّة اند ہمہ ہم جو مادرین در یا
--------------------------------------	-----------------------------------

بخوبیوں کی بات کا بہلا صاحب قرآن کو کیا اعتماد تھا اسکو تو اپنے بازوں کی قوت پر بہرو  
تھا وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ جنگ میں تاخیر ہو اس لئے جب صحیح ہوئی خواز و ظالماں و اوراد سے فرغت  
ہوئی تو قرآن میں فال دیجی تو سورہ خل میں یہ آیت نخلی حس کے معنی یہ ہے کہ کافروں میں کے حال  
کی مثال یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک علام زر خرید عاجز ہو کہ کسی جیزیر پر قادر نہ ہو اور ایک آزاد مرد ہو  
کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے رزق فراغ سے بہرہ تمام رکھتا ہو اور اس کو پہنان و آشکارا تعلقہ کرتا  
ہو تو یہ دلوں ہرگز ایک دوسرے کی برائی نہیں ہو سکتے یہ فال نہایت مناسب حال تھی اسی فال  
قرآن پر صاحب قرآن نے اعتماد کر کے روز یکشنبہ ۵۔ ماہ ربیع الثانی کو جنما کے کنارہ سے سوار  
ہو کر دریا سے پار شکر کا خیریہ لکایا سب شکریوں نے ملکہ دپھر میں احتیا طاہنڈت اس اپنیتے کے  
قریب جس کو بہانی کہتے تھے کمودی اور رختوں کی شاخوں اور چڑپوں سے حصہ بنایا۔

قریب تک شکر تیموری گیا پر وہ صاحب قرآن کے خصیہ پر آیا۔ روز جمعہ ۳ بیج الآخر کو صاحب قرآن جہان نما پر خمیہ زن ہوا۔ امراء جو غلہ کیلئے بسیجے گئے تو وہ بہت ساغلہ اور غلیمت لائے۔

## اہراء و بشائرہ رادون کو صاحب حاج قرآن کا ہدایت کرنا الٹامی کے باشیں

اگرچہ صاحب قرآن کے افسر و بسپاہی بڑے والا درستجو کارئے مگر ایک امیر اور سپاہی ایسا نہ تھا کہ جو اتنی دفعہ مصادف و سعہ کو جنگ کاہ میں گیا ہو جتنی و فحہ وہ خود گیا تھا اُس نے ہراوشہ رادون کو جمع کیا اور اس مجمع خاص میں زبان مبارک سے قواعد نبردازی و صفتگی و رسوم تبع لذاری و شمن فلکی قانون حملہ آوری اور دریاء، وغایہ میں جانے کے طریقے اور لمحہ ہمیجی سے باہر نکلنے کو قواعد اور آداب پیکار و شرط اظرزم و کاز راڑ بڑی فصاحت و بلاغت سے یہ سب بتیں بیان کیں۔ اُس نے یمنقہ کر دیا کہ برلنگار و جرانقار و ہرہاول و قول میں کوئے مقام پر کھڑے ہوتے ہیں اور کس طرح عنان درعنان آپس میں ملتے ہیں اور مخالفون کے ہملوں کو رد کرتے ہیں اس پر نصائح سنکری میں بوس ہوئے اور دعا دی۔

## قتیدیوں کا فتیل ہونا

اس محلہ میں امیر جہان شاہ اور اور اُمرا تجوہ کارئے صاحب قرآن سے عرض کیا کہ جس وہ سے ہندوستان میں داخل ہوئے ہیں آج تک کم دبیش ایک لاکھ ہندوی قبیلہ ہوئے ہیں وہ سب ہمارے شکری میں موجود ہیں کل جو دشمنوں کے شکری نے ہمپر حملہ کیا تھا تو قیدیوں کے چہرہ سے آثار بنشاشت نمایاں نہیں اور وہ ہمکو بد دعائیں اور کوئے دیتے نہیں اور اس کے منتظر تک کہ اگر ہمارے دشمنوں کی فتح نہیں تو رب متفق ہو کر قیدی سے آزاد ہوں اور ہماری بھی بنگا خمیہ کاہ کوٹ لیں اور دشمنوں سے جالیں اور انکی قوت اور نعماد کو ٹھہرائیں صاحب قرآن نے اس محلہ سے ان تینوں بابیں رئے پوچی تو انہوں نے نہیں برائے دی کہ یہ بالکل قواعد جنگ کے برخلاف ہو کہ جنگ عظیم کے دن اپنے خمیہ کاہ اور بھی بنگاہ میں یہ لاکھ بیڈیں دشمنہسلام قیزی آزاد چوڑ دئے جائیں جاتا قرآن نے یہ رائے سنگاہ نواچپوں کو حکم دیا کہ شکری میں منادی کر دیں کہ سواری شکری کاہ میں جس کی بیش

سماں کیا جائے جب حضرت صاحقران کو لوئی کے قلم کی فتح سے فراغت ہوئی تو وہ روز چھمار بننا  
غدہ ربیع الاحسان کو جہان نما کے مقابل جہنا کے کن رہ پر گذرہا اُب کے ملاحظہ کے لئے آیا غدر کے  
وقت اپنے شکریں واپس آیا اور امرا، اور شہزادوں کو جمع کر کے سلطان محمود سے لڑنے کے لئے  
مجلس مشورہ منعقد ہوئی۔

## مجلس مشاورت در باب حملہ دہلی

اس مجلس مشاورت جگہ میں خوب مبارحت ہوئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی۔  
ہندوستان کے جلگی ہاتھیوں کی نقلین بیان کی گئیں کہ وہ سوار کو گھوڑے سمیت اہم اکار میں  
چکر دیتے ہیں جو امزوں نے ان نقلوں اور کمانیوں کا جواب باصواب دیا اور بala تفاقی یہ  
کہ قرار پائی کہ حصارلوئی میں شکر کے لئے اول بہت ساغلہ جمع کرنا چاہئے پھر شہر کے محاصہ  
و تفعیل کی تدبیر کرنی چاہئے مجلس مشاورت برخاست ہوئی۔ اور امیر جہان شاہ اور امیر سراجان شاہ  
کو حکم ہوا کہ حوالی دہلی سے جتنا غلہ وہ جمع کر سکیں کریں۔

حضرت صاحب قران سات سو سوار سلح و جبهہ پوش لیکر جہنا کو عبور کر کے جہان نما آیا جو حقیقت  
میں جہان ناتھا۔ یہاں دیکھہاں کر محل رزم و جدال اور میدان محاصرہ و تسلی کو سوچا کہ کمان میں  
ہو گا علی سلطان تو اچی اور جنید بور لداںی قراولی کو گھٹتے۔ وہ محمد یوسف کو پکار کر لائے اس  
سے سارا حال سلطان محمود و ملوخان کا پوچھہ کہ کام کیوں کر دیا۔ اسی اشاعت میں جاسوس خبر لائی  
کہ ملوخان چار ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے اور ۲۰ جنگی ہاتھی لیکر باغون سے نکلا ہے اور شہر  
کے باہر جہان نما کے قریب آیا ہے صاحقران تو جہاں سے آت کر شکریں چلا آیا اور قراولان  
شکر پید خواجہ و مبشریں سو سفید ترک سواروں سے مقابلہ میں مصروف ہوا۔ سیوں جنگ بہادر اور  
الدداد و دقتون لیکار انکی کلک کو سمجھے گئے۔ اس شکر نے مخالفوں پر تیر و نکایتہ ایسا بارسا کر کو اول  
ہی صدمہ سے انہوں نے شکست پائی اور دہلی کی طرف نہایت بے ترتیبی سے منتشر ہو کر بہاگے ہیں  
بہت سی تلوار اور تیروں سے ہلاک ہوتے تھے تفاقی پہوا کہ اس بیگڑی میں جنگی ہاتھیوں میں سے ایک افسوسی  
جبکا نہ ایکالی تباہہ گر کر دیکھا صاحب قران نے اسکو ٹرانیکٹ کوں سمجھا دشمنوں کے تعاقب ہیں دہلی کو

آسات کر دہ تھا نزل ہوئی یہاں حالات تحقیقات گرنے سے معلوم ہوا کہ سامانہ دستیل دہندہ می کے باشدے کا فرمانک بیدین بکیش ہیں وہ اپنے گھر میں اگ لگا کر اہل دعیال و مال کو لیکر دہی پیٹرف چلے گئے ہیں اس لئے یہ ملک بالکل دیران پر اہم ۲۳ ربیع الاول کو تعلق پورے کے قلعہ میں مقام ہوا قلعے کے بوگ شاکر تیموری کے خوف کو ادارے اپنا گھر با رچبوڑھماڑا دہ اوہرہ بھاگ گئے تھے یہاں کے پاشدے شویہ تھے یعنی دو خداون کو مانتے تھے ایک کو زیدان اور دوسرا کو اہرمن کہتے ہیں اور انکو حکمت سے تبیغ کرتے تھے خیز نیکی کو زیدان سکر شرودی کو اہرمن سے منوب کرتے تھے اس حصہ کے رہنے والوں کو زالوں سمجھتے تھے وہ سب بھاگ گئے تو شاکر تیموری نے ان کے گرد نہیں دفعہ دیں ایک لگائی اور کوئی نشان لکھا باقی نہیں رکھا۔ ربیع الاول کو شہزادی بیت میں قیام ہوا میں اگ لگائی اور کوئی نشان لکھا باقی نہیں رکھا۔ ربیع الاول کو شہزادی بیت میں قیام ہوا وہ تعلق پورے ۱۲ کر دہ تھا یہاں کے سب آدمی بادشاہ دہلی کے حکم سے فرار ہو گئے تھے یہاں کے حصار میں ایک بارگزدم تھا جیسے سہرا میں وزن بزرگ اور ایک لاکھ سالھہ زبردست شرعی گیتوں تباہی کل گیوں شاکر میں تقسیم ہوا دوسرا روز بچہ کوں چلکر ایک ندی کے کنار پر مفاہ ہوا۔ روز بچہ ۲۶ ربیع الاول کو حکم ہوا کہ امرا برخوار و جرنوار معاپے اپنی سپاہ کے جبهہ (ہتھیار وغیرہ) پہنیں اور بنگ کے لئے آمادہ ہو کر روانہ ہوں۔ روز شنبہ، ۲۷ کو حکم جاری ہوا کہ مہماں اخراج موضع جہان غماکھتا و تماراج کریں جہان غماکھی سے دو فرستخ (ڈیل) پر ایک خوبصورت عمارت فیروز تعلق کی بنائی ہوئی تھی وہ جہا کے قریب تھی شاکر نے حکم کی تعییل کی کہ قریہ کا نہیں کریں سے جہان غماکھتی و تماراج کیا جو سانے آیا اس کو قتل کیا یا اسی کیا۔ اور منظر و منظیروں غامم نہ رہا اس آ۔ روز دوشنبہ ۲۹ ربیع الاول کو جہا کے پار صاحبقران تشریف فرمایا۔ اور حصہ رونی کی طرف متوجہ ہوا کہ علاقہ ترا راس طرف تھا یہ قلعہ و آبینیں یعنی جہا کے اور سینگن (ہینڈن) کے دریا میں واقع ہے۔ یہیون اس قلعہ کا حاکم تھا اس نے لڑائی کی تیاری کی۔ راجپوتون سے اپنی زن و فرزندوں کو ہر دن میں بند کر کے اگ لگا دی اور اڑانے کے لئے موجود ہوئے۔ ظری کی غماکھی وقت قلعہ فتح ہو گیا اور اہل قلعہ پچھے رے گئے اور بہت سے قیدیوں نے پہاڑ قیدیوں میں ہندو مسلمان علیحدہ علیحدہ کئے گئے مسلمان لمحے ہندو قتل کئے گئے۔ حضرت صاحبقران نے حکم دیدیا کہ سیدون شخون عالمون کو کسی طرح کی تخلیف نہ دسی جائے اور باقی سب کے گھروٹ، نئے جامیں کو قلعہ

راہنما نکو ایمن اور مسافر دن کو سلامت رکھے اس لئے شہنشہ کو ۹ ماہ برسج لادل کو توہنہ سے کچھ کر کے اور اغراق کو امیر سیمان کے ساتھ سامانہ کی طرف روانہ کر کے خود جہون کے ہستیصال کے درپر ہوا بیبا بازون اور جنگلوں میں دھچپے ہوئے تھے اپنے حملہ کر کے دو ہزار قتل کئے اور ان کے زن و فرزند کو اسیہ کیا اور ان کے مال اور بیٹا رپا یون کوتارا ج کیا اس طرح ان کے شر و فساد کو مٹایا جو ایک مدت مدید سے برپا کر رکھا تھا اس نواحی میں ایک جماعت سادات ہے چیزیں تھیں اور ایک گاؤں میں آباد تھی وہ حضرت تیمور کی خدمت میں آئی اور ہر حمت خرفا نے سے مشرف ہوئی اور ایک داروغہ ان کے گاؤں پر فرقہ ہوا کہ وہ شترکے ہاتھ سے انکو کسی طرح کی گزندگی پر چھانٹے دے پہنچ کر کی ندی پر قیام کیا۔ یہاں وہ امیر شترک سیمیت انکر لے جن کو مرغرا بیال سے ہندوستان کو روانہ کیا تھا۔ اور انکی منزہ پین مقرر کردی تھیں جب امیر تیمور نے ان سے سفر کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ جس شہر و قلعہ نے مخالفت کی اس کو فتح کیا تو اُو لوٹ یا پر دسرے روز پل کو پلے سے گذر کر دسری طرف اُس کے خیجے ڈالے گئے۔ یہاں وہ اغراق بزرگ اور شترک کہ دیبال پور کی راہ سے روانہ ہوا تھا مل گیا ایک دن یہاں قیام رہ دومنزروں کے بعد قریکتیل میں شترک کا ورود ہوا۔ سامانہ اور کیتیل ہیں فصل، اکر دہ کاہر جو پانچ فرخ شرعی اور دویل ہوئے ہیں۔

## فتح دہلی کی طیاری

جب سب طرف کی فوج اکٹھی ہو گئی اور امام اور شہزادے جمع ہو گئے تو حضرت صدیقہ (تیمور) نے شترک کو ہر طبق مرتضی کیا کہ برلنگار (سپاہ کا دست راست کا بازو) تو هزار پیغمبر جہانگیر ممتاز ستم امیر سیمان شاہ اور امام اکو اور جرنگوار (سپاہ کا دست چپ کا بازو) سلطان محمد خان عزاز خلیل سلطان هزار سلطان جیسیں۔ امیر جہان اور امام اکو پر دہوا۔ اور قول (دریاں کا پاہ) یہیں توہان سان پر اور توہان کلان و امیر اللہ دادو علی سلطان تو اچی اور سماں اسے دامرا قوشونات اپنے پاس رکھے۔ اس سارے شترک کا پیلا ڈبیں میل طول اور دو میل عرض میں پڑا۔ پہاڑ کثیر دہلی کی طرف روانہ ہوئی۔ ۲۲ برسج الادل کو ہسنی کے قلعے میں جو کیتیل سے

تعفن بسے گزدہ و متغیر کیا اور عمارت کو زیر فخر کیا اور نہ کانون کو خاکسترنہ بنا دیا امیر صنایع  
یہاں سکنیزیل پیا ہوا اور یون مین تین نظریں کر کے جو تھے روز شہر سرستی میں پہنچا ہے  
کے باشندے بیدین تھے سورپا لئے تھے اسکا گورنمنٹ کھاتے تھے وہ سب کے سب بہا  
گئے فوج آنے کے تعاقب میں بھی گئی اور ان سے لڑی اور انکو جیان پایا قتل کیا۔ اور جو مال  
واسیاب گھوڑے اُن کے پاس تھے وہ سب چینیں لئے۔ یون سالم و غائم والپسائے  
اس ہجڑے میں عادل فراش قتل ہوا حضرت تیمور نے سرستی میں قیام کیا۔ وہ مرے روز  
حوالی قلعہ فتح آباد میں آیا۔ یہاں کے باشندے بھی گھر جبڑوں چوڑ سب یہاں گئے تھے۔ ایک  
لشکر ان کے بھی دریے ہوا اور ان کے چار پالے اور ذخیرے اور علاائق کو واپسے تصرف میں  
وہ لایا اور بہت سے گھرستون کو درست قبر سے اُن نے ہلاک کیا۔

روز میکشنبہ ربیع الاول کو فتح آباد سے روانہ ہو کر حوالی قلعہ اہمودی میں تیمور آیا ہے  
کوئی ایسا ہوشیار کاروان آدمی نہ تھا کہ وہ حضرت تیمور کا خاک بوس سوتا۔ اس لئے بعض  
باشندے یہاں کے قبل ہوئے بعض اسی رحబے غلہ یہاں لشکر کو بہت ہاتھ لگا یہاں کے  
مکانات و عمارتیں کو جلا کر تودہ خاکسترنہ بنا دیا۔ پہر و زد و شنبہ ربیع الاول کو اہماد فی سر  
میتے قریب تھے میں آئے یہاں تحقیقات کرنے سے تیمور کو معلوم ہوا کہ جنون کی قومیں رہتی  
ہیں جو بلے نام مسلمان ہیں اور شر و فساد و دُرُدی و راہ رُزی میں اپنا جواب سا نہیں کر سکتیں  
آئندہ و روندہ کی راہ آنون لئے بند کر رکھی ہے۔

مسلمانی کے خلاف کارروانوں کو طرح طرح کی اذیت دیتے ہیں اور قتل کرتے ہیں  
جب یہاں لشکر تیموری آیا تو ان جنون نے جنگلوں اور ایکھوں میں جا کر کھوئے کی طرح اپنا  
سر جھپیا۔ توکل ہندوستانے قرقہ اور مولانا ناصر الدین عمر کو اُنکی تاختن و تاراج کے لئے ایک  
قوشوں حوالہ ہوا۔ وہ ان جنون کے سچیے گئے اور دوسو قتل کیا اور ان کے چار پالے  
چینیں لئے اور بہت سے جنون کو قید کر کے لشکر میں لے آئے۔

### جنون سے لڑائی

امیر تیمور کی بہت عالی اس طرف مصروف تھی کہ مخدوں کو قلعہ ذوق کرنے کا پرو

سلخ صفر کو اٹکل کا ہتھیوری میں راؤ دولی چند کو چپور کر قلعہ کو بہاگ گئے۔ اس حرکت سے صاحبہن کا شغل عقدہ بستھنل ہوا۔ اُس نے حکم دیا کہ راجہ قید ہو اور اُس حصہ کے گرد لشکر جاتے یہاں لشکرنے آنکر لفظین لگائیں اور دیوار کے دہانے میں مشغول ہوئے اہل قلعہ کو یقین ہو گیا کہ لشکر تیمور سے لڑنا ہماری قدرت سے باہر ہے تو راؤ دولی چند کا بھائی اور بیٹا دلوں قلعے سے باہر آتے اور قلعہ کے دروازہ دن کی کجھیان اصل تیموری کو سپرد کر دین روز دوشنبہ غنہ کے پیچے الاول کو امیر شوخ نور الدین اور الادا و امال امامی روہ روپیہ جو امن دینے کے عوض میں لیا جاتا ہے وصول کرنے کے لئے قلعہ کے اندر گئے۔ دہان کے رایون نے مالا مان کے دینے میں جھیلن کالیں ان میں اور اہل قلعے میں لڑائی ہوئی۔ قاعدہ ہے کہ اول المذا جمع تھا متعلق (ابتداء الگ کی چنگاہی ہوتی ہے اور پردہ مشتعل ہوتی ہے) جب یہ خبر حضرت تیمور کو پہنچی تو اُس نے حکم دیدیا کہ سب اہل قلعہ کو قتل کر ڈالو تمام سپاہ اطاف سے کمین میں اور طینا نہ لگا کر حصہ کے لگر دن پر چڑھ گئی۔ اہل حصہ جو ہندوستانے امنوں نے اپنے زن و فرزند اور گھر میں بند کر کے آگ لگادی اور قوم جو سماں کا دعوے کرتی تھی انہوں نے اپنے زن و فرزند کو گوشنہ کی طرح سر برید کیا اور پریدہ دلوں ہندوستان اسکو اوزون غرید بندادی اور فیر وزیستی نے اور شیخ نور الدین پیادہ دشمنوں میں گھر گیا تھا اسکو اوزون غرید بندادی اور فیر وزیستی نے جا کر بچایا۔ آخر کو لشکر تیمور نظمہ و منصور ہوا اور اُس نے دس ہزار ہندویوں کو مار ڈالا اور گھر دن میں آگ لگادی۔ شہر و قلعہ کی بنیاد اکٹھی ڈالی اور تمام عمارتوں کو خراب دویاں کر کے زمین کے ساتھ ہموار کر دیا۔ غنائم جو کچھہ زر و فقرہ و اسپ دیسپیا کی قسم سے ہاتھ آتے دیسپ لشکریوں کو تقسیم کر دیا۔ اور زخمیوں کو مر احمد شاہزاد کے مر احمد سے نوازش فرمائی اور اوزون فرمادا اور فیروز کو جنبوں نے امیر شوخ نور الدین کی معاونت میں مردوانہ کوشش کی تھی اور اپنی جان کو سیل گئے۔ تھے بہت کچھہ انعام دیا اور انکو دالارتبہ بنایا۔

## بھٹیز سے سرستی و فتح آباد و اہر ولی کی طرف سفر

بھٹیز کو زندوں سے خالی کیا اور مردوں سے بہر کر اُس کی بیوا کو مردار لاشوں (مگ) کی

سے لشکر کو ہٹا کر شہر سے باہر لا لیا مگر دوسرے روز را سے دولی چند نے اپنے عہد کو ایفا نہیں کیا تو پہا امیر تمیور نے حکم دیا کہ امیر اپنے مقابل قلعہ کی دیوار تک نقب لگائیں جب الحکم امراء نے نقیل کی شروع کی۔ وہ نہیں نے آن کے سر پا اتش و سنگا دنا و ک خدنگ کا بینہ پر سایا مگر یہ دلا و راس کو گل افتابی بجھے رائے دولی چند اور اسکے بڑے بڑے داروں نے یہ حال دیکھا تو اُنکے دل میں بڑی دہشت پیدا ہوئی۔ وہ نہایت بغض و مضر طب ہو کر ہب من پر آئے و تفرع وزاری کو اپنی رستگاری کا دبیلہ بنایا اور نہایت سکنت ویچارگی سے عرض کیا کہ ہمکو اپنا حال معصوم ہو گیا بہم سچے دل سے خدمتگاری و طاعت گزاری اختیار کرتے ہیں اور محنت شناہ سے امیدوار ہوتے ہیں کہ ہمارے گناہ و خطایں معاف کئے جائیں اور جان کی امان دی جائے۔ امیر تمیور نے بحکم العفو زکوہ النظر (عفو و ظفر کی زکوہ ہے یعنی عفو سے ظفر اور زیادہ ہوتی ہے) اس کی درخواست کو قبول کیا اسی دن سہ پر کو دولی چند نے اپنے بیٹے کو نائب کے ہمراہ بھیجا۔ اس لئے نذر و نی باڈشاہ نے اُسے خلعت دیا اور بیٹے سے کہہ دیا کہ اپنے باب کو تباہ کر دے کہ وہ فریب و دعا سے باز رہے اور میری آزاداہ اطاعت اختیار کرے میں اپنے محبت شناہ نہ کر دنگا۔ اگر اس میں توقف کرے گا تو پھر وہ دیکھے کا کہ کیا ہوتا ہے۔ میا باب پاس گیا اور یہ حکم سنادیا تو راؤ دولی چند شیخ محمد الدین احمد وہنی کے ہمراہ امیر تمیور کے خمیمین آیا اور نذر پیش کی اور خلعت پایا ہماں ک کی ایک جماعت کیڑا در خا صکر دی بال پورا اور احمد دہن کے باشندے لشکر تمیوری کے خوف سے میسان بھاگ کر قلعہ میں جمع ہو رہے تھے امیر سلیمان شاہ اور امیر اللہ داد کو حکم تھا کہ دروازہ قلعہ پر قبضہ کر کے انکو گز قفار کرن انہوں نے این آدمیوں کو یکٹا لیا۔ امیر تمیور کی خدمت میں حاضر کیا۔ اس نے آن کے گروہ نکو اپنے امر کو تفصیل کر دیا۔ تین سو اسپتازی وہ لائے تھوڑہ بی امر ایں تقدیم ہوئے۔ ایں دیبال پورے هر زا پر محمد کی سپاہ میں سے مسافر کا بلی کو رب ہزار آدمیوں کے قتل کیا تھا اُن میں سے باریخ سو آدمیوں کو قتل کرایا اور اُن کے زن و فرند کو لونڈی غلام بنایا اور احمد دہن کے آدمی جو بھاگ کر آئے تھے انکو سرہنہ ایمن میں اور اُن کا نال لوٹ لیا۔ جب مجرموں اور گھنیا پرکاروں پر یہ سیاست یہمودی راؤ دولی چند کے بھائی کمال الدین اور اُس کے بھیٹے نے دیکھی تو انکو اپنا تو ہم پہنچا کہ وہ بیکہز

خلقت بہاگ کرہیان چلی آئی اسکا ازدحام ایسا ہوا تاکہ شہر میں وہ نہیں سما سکتے۔ بہت سے چار پائے اسباب اور اجسas سے بہر ہوئے چکڑے شہر سے باہر پڑے ہوئے تھے صبح رشین ۲۵ ماہ صفر کو امیر تیمور نے شیخ فرید شکر گنگ کے فزار کی زیارت کی اور جس عقیدت سے انکی استمداد باطنی طلب کی۔ بہیان سے چکڑہ بٹیئر کی تیخیر کا ارادہ اور اجوہ ہن سے دس کوس چکڑہ، بعض کوتی سے سوار ہو کر ساری رات سفر کر کے اس چون کو ایک منزل ہن ملے کیا۔ قراول چلے سے بیجے گئے تھے جپڑہ شمنوں نے کی جگہ حملہ کیا مگر نکست پالی اور دو آدمی اُن کے مارے گئے۔

چھمار شینہ ۲۶ صفر کو پہر دن چڑھے بٹیئر کے باہر صاحبقران پہنچا۔ بہیان نقراہ و سورن بھی اور غلظہ تکبیرہ تعلیل بلند ہوا۔ شہر کے باہر جو کچھہ فال اسباب تھا وہ سب پاہ کے ہاتھ آیا اس شہر اور قلعہ کے والی کاتام دول چین (دول چند) تھا اس کے پاس رجپوتون کی سپاہتی ہندوستان میں رجپوتون ہی کی قوم سے بڑے بڑے بہادر لشکر مرتب ہوتے ہیں اس نواحی میں سارا اختیار اسی کو تھا آیندہ درونہ سے وہ خزانہ لیتا تھا اور تجارت کا رواں اس کے تھے۔ بیرون سے ایمن نہیں تھے اسکو اپنی حصانت جبار اور لشکر پڑا غور تھا۔ امیر کی بندگی کا طوق گردان میں ڈالنے سے نگ و عمار تھا اس لئے اُس نے لڑنے کا ارادہ کیا اور لشکر تیموری اس طرح مرتب ہوا کہ امیر سیمان شاہ و امیر شیخ نور الدین والدداد میں دست راست کی طرف کے ابو مزاج خلیل سلطان و شیخ محمد امکون نور اور امام ادست چپ کی جانب سے شہر کی تیخیر میں بے تو قف مهدف ہوئے۔ پہلے ہی صد سہ دھملے میں شہر بند کو لے لیا۔ اور بہت رحموت قتل ہوئے شہر کی اندر بہت سی علیمت ہاتھ لگی۔ اسی وقت مہار قوان و قوشونات قلعہ کے گرد آئے محاصرہ کے قصده سے انہوں نے چپر باندھی اور دلیل از اڑائی شروع کی دول چند بی اپنے بہادر لشکر کے ساتھ قلعہ کے دروازہ پر مقابلہ کے لئے آیا۔ مزاج شادخ اور امام ائے جما میں ایسا غالباً حمل کیا کہ قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے کہ دول چند پر ایسا عرب چھایا کہ وہ مجرماً ضراب کے ساتھ ساقم شفاعت کا خواستگار ہوا۔ اور ایک بیوی کو حضرت تیمور کی خدمت میں بھیکر دو رخواست کی کہ آج محلہ امان دیجائے۔ کل کمر بندگی باندھ کر خدمت میں حاضر ہونگا۔ تیمور کو سادات کا بڑا پا اس تھا اس بنے اس بیوی کی درخواست کو منظور کیا اور لشکر کو لڑنے سے منع کیا اور دو حصہ

بکف کریم تو بھریت در اخا خش خود  
کہ جز بحل تیلم تیت پانش

شمارع تنخ تو ریت در دیار عدو  
کہ جزا جل نبرد قطره نبار اش

یہاں سے تیمور منازل سواں اور جوان کو طے کرتا ہوا جہوں میں پہنچا یہاں اسکو معلوم  
ہوا کہ دیوال پور کے زمیندار اور الائی مرزا پیر محمد کے پاس گئے تھے اور اُس کے مطیع و منقاد ہوئے  
تھے اور اُس بے درخواست کی تھی کہ کوئی حاکم ہمارے ہاں وہ مقرر کر دے۔ چنانچہ مرزا نے  
مسافر کا بیلی کو ہنر اور سپاہ کے ساتھ بیکار دیوال میں حاکم مقرر کر دیا تھا۔ مگر جب گھوڑوں کے ہمنے سے  
امون لئے مرزا کے شکر میں ظاہر اضعف دیکھا تو فیروز شاہ کے غلاموں کے ساتھ سازش کر کے  
مسافر کا بیلی کو نہ ان ہزار آدمیوں کے قتل کر ڈالا۔

مرد گرگشتہ دیر پیشان رائے درت خوشیش تبر زند بر پائے

جب شکر تیمور کی جبراں کو معلوم ہوئی تو جان کے خوف سے غان و مان کو چوڑ کر حصہ بھینیز  
(ذبینیز) بھاگ گئے۔ جب شکر تیمور کی جہوں میں پہنچا تو تیمور نے حکم دیا کہ ایسا شاہ ملک اور  
دولت تصور تو اچی اغرق اور شکر کو دیوال پور کی براہ سے دہلی کے نزدیک موضع سامانہ لین جائیں  
میں اس شکر سے آن بلونگا خود دس ہزار سوار لیکر روز دشنبہ ۲۳ ماہ صفر کو اجودن میں پہنچا۔ یہاں  
کئے بعض رسیں بھینیز اور دہلی بھاگ گئے مگر جماعت سادات اور علماء موجود تھیں وہ تصور کی  
ٹفت شاہزادے دشنه تھے۔ مولانا ناصر الدین محمد و خواجہ محمود شہاب محمد کو اس شہر کا داروغہ  
بنایا کہ وہ شکر کے عبور و گذرے یہاں کے آدمیوں کو کوئی رحمت نہ پہنچنے دیوں۔

## فتح شهر سپہ و قلعہ بھلپور

بھلپور کا حصہ نہایت حصین تھا اور کنور ہند کے مشہور قلعوں میں سے ایک تھا اور راہ سر  
و در تھا اسکے دامن طرف اور اطراف و جوانب میں چوپ دوست بھے آب تھے ڈیرہ سو کوس تک پانی  
نہیں ملتا تھا ایک کوں بزرگ تھا۔ اسیں برسات کا پانی بہتر تھا اور سیکو سال بہتر کیا کچ لوگ  
چلتے تھے۔ شکر بیگانہ یہاں کہیں نہیں آیا۔ باہ دشمن اسی ہند بھی کہیں اسکے مقصر نہیں ہوئے اور اپر سپاہ  
پر کر تھیں لیکے اب شکر تیمور بھی کے بیت دشمنت سے الائی دیوال پور اور اجودہ ہریں اور اور معملاں کی

سائنس جہان اغتیج ہوا تھا فرد کش ہدا اور حکم ہوا کہ وزیران سے لشکر عبور کرے یہاں شاہزادہ شاہزاد کا ایک عتمد ہرے ملک سے اُس کی خیر و عافیت کی خبر لا یا جس سو امیر نہایت خوش ہوا۔

## شاہزادہ پیر محمد کا دہلیان سے آنا

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شہر دہلیان کا ححاصرہ مزرا پیر محمد جہانگیر نے کیا تھا جب اس محاصرہ پر چھہ میٹنے کے لئے تو اہل حصار بے قوت ایسے ہوئے کہ چونا بی بھی اُنکو کہانے کو نہ مانتا تھا مار کر کھانے لگے تھے سارنگ خان والی حصار ضرورت و اضطرار سے عجز و انکسار کے ساتھ حصار کے باہر آیا اور دہلیان می خر ہو گیا۔ شاہزادہ نے تیمور پاس اس فتح کی خبر بوجادی بعد ازاں برست ایسی بہاری ہوئی کہ شاہزادہ کی سپاہ کے تمام گھوڑے تلف ہو گئے اور لشکر شہر کے اندر آگیا اس نواح کے حکام اور سرداران ہند نے جو ہوا دار اور خدمتگار تھے جب یہ سپاہ کا حال دیکھا تو انہوں نے بھی مخالفت اختیار کی اور فاسدارا دے کرنے لگے شاہزادہ کے سارے لشکر کو سپاہ دیکھ کر مخالفوں کو یہ جھات ہوئی کہ شہر کے دروازہ تک آئے لگے تو وہ نہایت تسلکر و تجھہ تھا کہ اتفاقاً تیمور کا اس نولج میں گذر ہوا جس کی خبر سننے سے مخالفوں کے ہوشی و حواس پر ان ہوئے۔ شاہزادہ کو دہشت و حیرت و صیقی سے سنجات ہوئی اور تیمور کے لشکر کی طرف ہوا روز جمعہ ۲۸ صفر کو بیان کے کنارہ پر پاس سے آن ملا۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو لگے رکھا یا اور اُس کی سفارش نے بعض مجرموں کا قصور معاف کیا اور بیان سے عبور کر کے موضع بخوان سین قیام فربایا۔ بیان سے دہلیان میں کر ددھتا۔ دیہن بنین کچھہ لشکر شیتوں میں بنیجہ کر کچھہ تیکر کا پراتا اور کسی کو کچھہ گزندھیں پہنچا جنماں میں چار روز توقف ہوا۔ بیان حمزہ پیر محمد نے لئے بڑی دہوم دہم سے صاحبقران کی دعوت کی اور کل اسیا ب وظروف زر دلقرہ جو لوٹ میں ہاتھ آئے تھے بیش کے اہل قلم نے دو روز میں اُس کی فہرست بنائی حضرت تیمور نے اپنی سفرا و عطا سے یہ ساری علیحدت اور اوزرا و ملازم میں تقیم کر دی حسب قدر ہذا ایک اس سے بہرہ ور ہوا۔ حمزہ پیر محمد کو تیس ہزار گھوڑے عنايت نہ کئے اس نے کہ اُس کے گھوڑے بزمات میں پر لگتے تھے پر اشار تیمور کے حب حال تھے۔

ممان کو سفر کرتا ہوا تو حوالی تلبہ کے بھن بُنے تیس زینداروں نے اُنکی اطاعت کی تھی مگر وہ اپنے لہر گئے تو باغی دشمن سو گئے تو تیمور نے امیر شاہ ملک اور شیخ محمد ایکو متوڑ کو حکم دے دیا کہ اپنے قوشون کو لیجا کر اس قوم کو جس نے متابعت سے قدم باہر کھا ہے اسی گوتمانی کو کہ اور وہ کو عرب ہو جس بحکم یہ سپاہ ان خلکوں میں آئی جہاں باغیوں نے ہناہ لی تھی تو اُس نے اُتر کر دہرا ہند و ستانیوں کو قتل کیا اور اُس کی عورت توں اور بچوں کو قید کیا اور گائے ہمیں اور ہمالہ ایسا غیرت میں لیکر ان پس گیا جب تیمور کو اس سپاہ نے غیرت کیا تو اُس نے پاہیوں میں اُسکے تقیم ہو گیا حکم دیدیا اُن کشون کے غارت و تباہ ہو نیتے تیمور کے کایجے میں ٹھنڈک پڑی تو وہ شہر تلبہ سے بھفر کو چلا اور دریا بیاس کے کنارہ پر شاہ پور کے چال میں تقیم ہوا۔ یہاں ایک کو معلوم ہوا کہ ایک زمیندار نظرت نامی قوم کو گھر کا دلکھر، یہاں رہتا ہے اور دہرا سپاہ خون آشام اُس پاس ہے اور ایک آبی غظیب کے کنارہ پر حصہ رہے وہ سرکشی کرنے اور لڑنے کو تیار رہے۔ تیمور نے یہاں کچھ سپاہ چھوڑ دیا اور نظرت پر حسد کرنے کو خود روانہ ہوا۔

## حضرت گلہری پر حملہ آوری

تیمور نے اغراق رشکر کا بھاری اس بیاس کو چھوڑا اور رشکر لیکار آب کوں پر نزولی کیا رشکر کا قلب د جارح ذرت کیا دست راست کی سپاہ کو امیر شیخ نوزادیں و امیر اسد دا و کی فرمائی اور دست چب کی سپاہ امیر شاہ ملک اور امیر شیخ محمد ایکو تیمور کی سودری استے زینت دی اور پیش قول علی سلطان تو اپنی خراسانی پیدا و نکو لیکر آمادہ ہوا کنار کوں پر نظرت دہرا سپاہ ہیوں کی ساختہ آیا اور رشکر تیمور کی جنگ میں مشغول ہوا۔ اس کی پڑا اور پانی بھری جگہ پر اتش سپکار برافروختہ ہوئی۔ حضرت رجنی ہو گرا بیسا بھا گا کہ کہیں اسکا پتہ نہ لگا۔ رشکر تیمور بنے اُس نے اماکن دسائیں میں آگ لگائی اور اسکو لوٹ لیا۔ گلہ اور بیس جو ہاتھ آئے انکو آگ کھلیا اور اس کوں و چال و دل دل سے رشکر تیمور نے جبور کیا اور شاہ نواز میں جو ایک بڑا گاؤں تھا وہ فروش ہوا۔ یہاں غله کا انبار تھا۔ سب رشکر لیوں نے جتنا چاہا اتنا اٹھا لیا پہنچا کئی اسوار باتی دی جسے خلکو تیمور نے حکم دیا کہ جلا دیئے جائیں پہنچ پیش نہیں۔ صفر کو شاہ نواز سے تیمور نے کوچ کیا اور آب بیاس پکے کنارہ پر جگان گھر

بیان سے جو کون بخیر پل کے دشوار حکوم ہوتا تھا لشکر کو پل یا نہستے کا حکم دیا اس ملک کے رہوں  
نے اس سے کہا کہ بیان میں کا بندہ بنا دشوار ہے ترمیثین خان جب بیان آیا تھا تو وہ کشتوں  
میں اپنے لشکر کو اتار کرے گیا تھا۔ آپ بھی اسی ترکیبے لشکر کو اتار کر لیجائیے امیر نے یہ سنکریتوں  
سے کہا کہ اگر میں نہ بندہ کے کام تو اسی طرح عبور کر دنکا جس طرح تم کہتے ہو۔ امیر تمیور کے حکم کیموقن  
کشیان جمع کی تھیں اور انکو زخیر دان اور رہوں سے اپسین بندہ اور پالی میں بلیان اور سہتیہ والا  
اس طرح چہون میں ۲۰۸ کو سارے لشکر نے مل کر پل بالکل تیار کر دیا اور امیر تمیور جن لشکر کے  
اس پل پر دور دوز میں اُتر گیا۔

## تلہبما کی برپاوی

جبکہ امیر تمیور بعد لشکر اور بیہر نگاہ کے دریا سے عبور کر چکا تو وہ آگے بڑا جب شہر تلہبما  
میں پہنچا تو بیان قیام کیا۔ تلہبما کا فاصلہ ملتان سے بیل (۳۵ کردو) ہے جسدن دہ بہان  
آیا ملک درلے اور تمام سادات و علماء شپوخ امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک پر ایک  
قدر و منزالت کیموقن نوازش بادشاہ نہ کی گئی۔ پھر امیر نے آسکے بڑھ کر بیکم صیف کو اس سیدان میں  
خیجے ڈالے کہ قلعہ تلہبما کے آگے تھا۔ امیر کے دزیر دن نے اس شہر پر ولاد  
روپیہ جرمانہ تجویز کیا تھا اور اس کے وصول کرنے کے لئے محصل مقرر کئے تھے مگر اس سلطان اپنے  
садات اور علماء معاف تھے۔ اس حصہ میں سپاہ کی لکھ تازہ اور آگئی اور وہ مور دلخنسز یاد  
ہو گئی اس سببے لشکر میں کہانے پینے کی تلکی ہوئی۔ شہر میں غلہ کی داخلی تھی ابھی جرمانہ کار روپیہ شہر  
والوں کے ذمہ کچھ باتی تھا اس لئے امیر نے حکم دیدیا کہ اس روپیہ کے عوض میں شہر ولے غلہ دیدیں  
مگر شہر والوں نے لشکر میں انجام کی تلکی کا کچھ خیال نہ کیا اور خود انجام کی بھروسی کرنے لگے تو بھوکے  
تاتاری دفعہ تھا کہ کس شہر پر ایسے جا پڑے جیکی یہ بھیست پر ڈیندی دل گرتا ہو یا غله پر چوٹیوں کا لشکر اور  
بزمیودا ذا دخلوا افریقیۃ افندل وہا پر عمل متاجب یہ طوفان بلند بالا ہوا اور یہ غل عنیاڑہ تیتوں کے  
کافون نکل پہنچا تو اس نے سیا دلبان اور تو اچیوں کو بیکھر شہر سے سپاہیوں کو نکلا دیا اور حکم دیا کہ  
اگر کچھ سببا اور انجوں لوٹا گیا ہو وہ زر جرمانہ میں مجرم دیا جائے اسی وقت تمیور کو حکوم ہوا کہ جبکہ بیہم

سے شہاب الدین بنے دس ہزار سپاہ کے ساتھ انگر شکر شاہی پر شجون مارا اور اپنے جنگ عظیم ہولی۔ امیر شیخ نور الدین نے اسپریا پے جلے کئے اور دریا کے کنارہ پر شہاب الدین کی سپاہ میں ایسا اضطراب پیدا کیا جیسا کہ ماہی بے آب کو ہوتا ہے امنیں سے بہت پاہیں کا آبِ حیات اتش قمر سے با د فنا میں اٹا گیا۔ اور شکر شاہی کی آب تیغ نے وہ سیل بلاؤ کیا کہ مخالفوں کی کشتی کا گزرنما ممکن نہ تھا۔ بعض تو اس دریا کے خونوار میں گرے اور بعض کو دا بارب حرب بے پچر غرقاً ب دریا میں پناہ گیر ہوئے۔ امیر تیمور کے خاص امیر جنگوں نے بچپن سے بالا تھا جیسے کہ منصور بورج چورہ اور اس کے بھائی موقف جنگ میں نام نیک پیدا کرنے کے لئے زخم شمشیر و تیر سے چور چور ہوئے تو تیمور خود بہت جلد جزیرہ کے حوالی میں پہنچا۔ شہاب الدین نے جب اس شجون میں شکست پائی تو فوراً دوسروشہ پیان تیار کر لیا اور میں خود مچپنے متعلقین ملار میں کے بیڑھکر دریا، جبلہ میں وادی ہو کر اوچہ کی طرف روانہ ہوا۔

امیر تیمور نے شیخ نور الدین کو فرمان بھیجا کہ معہ اپنے افسر و سپاہ کے دریا کے کنارے شہاب الدین کے تعاقب میں جائے اُس نے یہ تعاقب بہادرانہ کیا اور سپاہ نے دلیانہ دشمنوں پر تیر پر ساکر بہت دشمنوں کی جان لی اور فتح و ظفر کے ساتھ بازگشت کی امیر تیمور نے اپنے حرام خسر و اپنے کی اور اس شجون میں جو سپاہی کہ زخمی ہوئے تھے اور جنبوں نے بڑی بہادری دکھائی تھی انگو تو شریعت فاخر اور انعامات و افغانیات کئے اور امیر شیخ نور الدین کو پایہ بوسی تخت کا اعزاز مرمت ہوا پر امیر تیمور نے امیر شیخ ملک کو حکم دیا کہ سپاہ نے جا کر دشمنوں کو جزیرہ کیا یا بے و خدا نوں میں تلاش کے اور انکو اپنے قبضہ اختیاریں لائے۔ وہ اس حکم کے موافق شکر دلار کے ساتھ بیٹھا پر آب و گل میں گیا۔ اور بہت سے دشمنوں کو ڈھونڈ لے کر قتل کیا اور اُنکے عورت پکون کو ایسرا کیا اور بہت سی غنائمت اور بیٹھار بردہ اور کشتیاں غلہ سے بہری ہوئی۔ ساٹھ سیکر و اپس آیا۔ امیر تیمور نے قلعہ و شہر کو جلا کر اور سماں کر کے نہیں کا پیوند کیا اس مضم کو فرغت پا کر دریا سے جبلہ کے کنارہ پا بیچ چھر روز میں اتوار ۱۴۰۲ تھرم کو اسی مقام پر آیا جہاں جحمد و جبلہ چناد و رجناب (پہمیں ملتے ہیں) بیان ایک قلمہ نہاچس کے ساتھی دلوں و دریا بیٹھے تو اس محجم الجنین میں تناظم امواج ہے قدرت الہی نظر بصیرت میں نظر آتی تھی اس لئے وہ ان امیر نے مقام تھیں

کیا اور کن رخچول داشت بے آب) جرم دین اشکر کے خیمے ڈینے والے۔ یہ چول بڑا طویل و علیف ایک بیابان ہے۔ اس کی حوالی میں آب اور آبادی کا پتہ نہیں۔ کتب تاریخ میں اس چول کو چول جلالی اس سبج کہتے ہیں کہ سلطان جلال الدین خوارزم شاہ چنگیز خان سے بھاگ کر اسی بیابان میں خمیز زن ہوا تھا۔ یہاں امیر تیمور پاس مقدم اور رائے کوہ جود کے آئے اور انہوں نے مراسم پیش کو ادا کیا اور شرائط مالی گزاری اور خدمت گزاری کو قبول کیا۔ اس سے چند میں پہلے رسم طبق بور لاس پشتک ملتان کی طرف گیا تھا۔ اذر کوہ جود میں اُستھے پسند اور توقف کیا تھا تو انہوں نے اس کے لئے علو فدا ذوق کا سامان بھم پوچا یا تھا اور پسندیدہ خدمات کی تہیں اس سبج کے امیر تیمور نے اُن پر عاطفت شاہانہ لکھن بور وہ خوش ہو کر اور آسودہ خاطر ہو کر اپنے گھر ون کو گئے۔

### شہاب الدین مبارک شاہ یتمی کی متابعت اور بعد ازاں اسکی مختاری

شہاب الدین مبارک شاہ یتمی حاکم ایک جزیرہ کا تھا جو دریا سے جد (جلم) کے کنارہ پر واقع تھا خدم و حشم بہت رکھتا تھا۔ اب بیساں اس والی بہت کچھ پاس تھا۔ اس زمانہ میں کہ حدود دلتان کی طرف پر محمد جان گیر کوچ کرتا تھا تو شہاب الدین نے اس کی اطاعت و بندگی اختیار کی تھی۔ اور شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور شاہزادہ نے اُسپر نوازش کی تھی اور کسی دفعہ خدمت و ملازمت کے نام بھی اس نے کئے تھے۔ مگر جب وہ اپنے گھر پوچا تو اس کو اپنی جزیرہ کے نکم ہونے پا اور مستھنا را بپر غزوہ ہوا کہ مخالفت و سرکشی اختیار کی۔ جب حضرت محاجم اُن نے بچوں سے گذر کر دریا سے جلیم پرندل کیا تو اس کی مخالفت سے آگاہی ہوئی۔

روز پہنچنے ۳۴ محرم کو امیر شیخ نور الدین کو حکم دیا کہ اپنے زمان کو ساتھ لیکر جزیرہ کی طرف متوجہ ہو اور حسن تدبیر و رحم نسبت پر تیرے اس سرکشة غدر پندار کو ہلاک کرنے جب الحکم و در داشت ہوا جب حوالی جزیرہ میں پوچا تو شہاب الدین نے ایک قلعہ بلند بنایا تھا۔ اور اس کے کردار ایک گھری خدق کھو دلی تھی اور اس میں متحجمن ہوا تھا۔ از جمل حصین کی حوالی میں برا بھرہ آب تھا سپاہ باؤ شاہی نے بے تو قطب اس پانی میں امکار اتنی پیٹار کو بہر کا یا محاری عظیم ہوا رکاو اڑا طرا

## هر اشنا ہر خاں پنچا اور نہ رہا ہی گیر کا بہت اما

امیر تمیور نے امیرزادہ شاہ بخ کو باہر دی کہ وہ خراسان کو روانہ ہوا درا سکو یہ لفظ بخ و پند کیں ہے  
 بفتح اربی کار دولت زبیش ز تائید حق دان نہ از سمی خوش  
 مکن خوب آسایش و ناز و نوش مراد از حدا دان ولیکن بکوش  
 وہ خود کابل کو روانہ ہوا راه کابل کوہ ہندوکش پر آیا پنج شیر سے جو پنج ہیر مشہور ہے عبور  
 کیا چل کر باران میں آیا کہ کابل سے پانچ فرشت ہے۔ یہاں ایک مرغزار میں نزول کیا اور ایک  
 نہر پانچ فرشت کے طول میں تعمیر کی اور اسکا نام جوئے ماہی گیر کہا۔ یہاں سے چل کر کابل میں  
 آیا مرغزار دورین میں اترا یہاں اطراف سے ایلچی آئے اور امیر شیخ نوز الدین ایمان سی خزانہ  
 اور بہت سے عقق لایا بعض ہر اکو امیر تمیور نے ہندوستان کو روانہ کیا اور پھر یہاں سے  
 خود چل کر قلعہ ایریاب میں آیا اور اسکو بہت اچھی طرح تعمیر کرایا اور یہاں کے اسی بوسی کو سزا  
 دی اور پر یہاں کی جماعت قطاع الطريق کو قطع کیا۔

## آپ سند سے حضرت صاحب القرآن کا عبور کرنا

جب غانی کے ملک کے انتظام سے امیر تمیور کو فراخت ہوئی۔ اور راہ کی حفاظت کا انتظام  
 خوب ہو گیا تو مرتضیٰ پیر محمد کی امداد کے لئے امیر سیدمان کو ایک شکر کے ساتھ روانہ کیا اور خود وہاں  
 سے مردانہ ہو کر موصیخ بانو میں آیا اور یہاں سے ۸ ماہ محرم و نیم کو دریائے سند کے کنارہ پر  
 پہنچا اور اسی محل پر خیسے ڈریے ڈلے جہاں سلطان جلال الدین خوارزم شاہ نے خانگیز خان  
 سے بہاگ کر خیسے لگائے تھے۔ خانگیز خان اُس کے بھی یہاں آپا تھا لیکن اُس نے دریا سے  
 عبور نہیں کیا اور دلپس جلا گیا۔ امیر تمیور نے تکم دیا کہ دریائے سندہ پر پل بندھتے تیرہ  
 ملار ہون گے دو روز کے اندر کرکشتی اور نئے کاپل باندھ دیا۔ یہاں اسکندر شاہ والی کشیر کا  
 ایلچی آیا اور اس نے والی کشیر کی عبودت اور اخلاص کا اٹھا کر اسکو جلکھ ہوا کہ بکندر شاہ مطہ پنچ شکر کے دیپاں پور  
 میں ہمارے شکر سے بلے۔ روزہ شبہ نئی نئی کو دریائے سندہ سے امیر تمیور نے بچا۔

سی عینہت و مال دا سباب اُس کو ہاتھ لگا۔ منصوبہ و نظفر اپنے لشکر کاہ کی طرف جاتا تھا کہ بہان غلن اور اُس کی بھاگی ہوئی سپاہ سے ملایا۔ انہا کہو یا ہوا اس باب اُن کے منے رکنا۔ ہر ایک سپاہی نے اپنا جیبیہ و سلاح دگھوڑا پھان کر لے لیا اس دن سپاہ ایک درہ پر دکوٹ، پہ پوچھی جہاں محمد آزاد نے بہان غلن سے کہا کہ یہاں آج قیام کرنا چاہئے مگر اُس نے اپنی بد دلی اور نامزدی کے سبب سے تو قف گو منظور نہ کیا۔ حقیقت یہن زمانہ چنگیز خان سے آج تک اوس چلیگرخانی میں سے کسی نے ایسی نامزدی و بودا پن نہیں ظاہر کیا جیسا کہ بہان غلن نے۔

جب میں نے محمد آزاد کو کھوڑے سے روانہ کیا تھا اور ملک کی فتح سے فارغ ہو چکا تھا تو میں نے جلال اسلام و علی سیستانی کو بھیجا کہ وہ اس درہ سے باہر جانے کی راہ ملاش کرے اور قیام کے لئے مقامات کو صاف کرے حسب حکم وہ گئے اور بہت جگہ انہوں نے پرف وفتح کو ہٹا کر راستہ میرے لئے بنایا اور وہ واپس آئے۔ میں سوراہ کو رکھا اور سارے امر اور سپاہ پیادہ پا چلے میں اس راہ سے نظفر و کامکار رخاوک میں پہنچا جائیں قلعے میں گھوڑے چھوڑے تھے میں انہارہ روز تک اس حرم میں مصروف رہا اور کافرون سے لڑتا رہا۔ اور اہم اور لشکر جواب تنک پیادہ پا لڑتے تھے ان کو اپنے گھوڑے سے یہاں لے گئے۔ یہاں تلو میں جبکو میں نے تعمیر کرایا تھا ایک جماعت کو محفوظ تھے لئے چھوڑا اور میں اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ بہان غلن و محمد آزاد اور لشکر جوان کے ساتھ تھا وہ سیکر لشکر سے مل گئے۔ میں نے حکم دیدیا کہ بہان غلن جو کافر فردن سے بغیر لڑے بھاگا ہے میری مجلس میں نہ آئے۔ اور میں نے اس کی سرزنش کیوں اسٹے کہا کہ قرآن شریف ناطق ہے کہ اگر مسلمان میں کارزار میں مصاہرات کریں تو وہ دوسو کفار پر غالب آ سکتے ہیں اس کے ساتھ دس ہزار سپاہ تھی وہ نتوڑے کفار کے آگے سے فرار ہوا اور مسلمانوں کو حملہ کریں ڈالا۔ محمد آزاد پاس چار سو آدمی تھوڑے کا اس نے لڑکران پیدیوں کو منکوب کیا اور جو کچھ سپاہ وہ سپاہ اسلام کا چھین کر لیگئے تو انکو داہیں لیا۔ ایکو میئے سردار زکی اور بہان غلن کو تظریمانہ۔ اور جس جماعت نے رہنی جلا دت و مر دا لگی دکھائی تھی اپر ہر میئے نوازش بادشاہ نہ کی۔

جن میں سوتا ناری اور تین سوتا جیک تھے ہمراہ لئے اور ایک شخص کٹور کا رہتے والا رہبری کے لئے ساتھ کیا محمد آزاد نے ان جو اندر دون کو ساتھ لے کر اپنا سفر شروع کیا اور بڑے اونچے پہاڑوں کو جو تن برف سے ڈب کے ہوئے تھے بڑی دشوارگزار تنگ راہوں سے طے کیا نہت جگد وہ اسخ سے اپنی میپیوں کو رکا کر پسلے اور اس طرح نشیب میں اُترے اور اس کو ہشان سے نکل کر وہ گھنٹے میدان میں آئے محمد آزاد جب پہاڑوں کے مصائب سے آزاد ہوا تو وہ میاہ پوشون کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا وہاں نہ کسی آدمی کو دیکھا نہ کوئی آواز سُنی سپاہ اسلام کے خوف سے سب گھر چبوڑ کر بہاگ کر پہاڑوں اور گماٹیوں میں جا چھپے تھے اور کمین میں بلیٹے تھے بہان اغلن کا حال یہ ہوا کہ جب وہ اپنے ماتحت افسران سعیل والہ داد وغیرہ کے ہمراہ اور سپاہ کے پاہ کے ساتھ قلعہ میں پہنچا تو قلعہ کو خالی پایا بے اختیاری ہے کیونکہ قدموں کے نشان پر جلکڑاں کے تنگ دروں کی کمین گاہ کے سامنے خود آگیا۔ انہوں نے کچھ سپاہ نشیب میں بطور پردہ کے بھار کی تھی اس نے سپاہ پوشون کو اطلاع دی انہوں نے اپنی کمین گاہوں سے نکل کر سلانوں پر سخت حملہ کیا۔ بہان اغلن نے اپنی بردالی و مددت رائی نے بغیر خیک کے اپنے ہتھیار ڈال دئے اور ذرا بھی ہاتھ نہ ہلا کے اور بہاگ گھنیا جب سپاہ نے یہ دیکھا کہ ہمارا سردار بہاگ جاتا ہے تو وہ بے ول ہو گئی اُس نے شکست پائی۔ اور سپاہ پوش دلیر ہو کر اُس کے پیچے ٹرے۔ اور بہت سلانوں کو انہوں نے شہید کیا اور افسران سپاہ میں سے دولت شاہ و شیخ حسین سوچی و آدمیہ بہادر سے ہر دام جنگ کر کے اور بہت سے کافروں کو قتل کر کے شریعتِ شہادت پیا۔ بہان اغلن نے بہت سے گھوڑے اور ہتھیار بھیں چھوڑے جو دشمنوں نے لئے ۔

جب محمد آزاد چار سو سپاہ کے ساتھ سپاہ پوشون کے قلعہ کے پاس جو خالی پڑا تھا آیا وہ دشمنوں نے قدموں کے نشان پر بہاڑوں میں آیا تو اُسی درے پر کہ جہاں بہاڑوں اغلن شکست پا کر بہاگا تھا محمد آزاد پر انہوں نے حملہ کیا۔ اور محاربہ عظیم ہوا جس میں محمد آزاد اور مردانگی و مدد و شکست پا کر بہاگا تھا اور انہوں نے دشمنوں کو قتل کیا اور انہوں نے شکست ویکر تباہم جیبیہ وہ بس لے وہ بوسے جو انہوں نے بہان اغلن سے چھینے تھے لے لئے اور سوار اس کے اور بہت

لی اور ترجمان نے جوان کی زبان اور ترکی دنون جانتا تھا یہ سیاق میں کوئی نیا تو چوتھے روز آق سلطان کے ہمراہ وہ مسیکر یاں آئے اور مسلمان ہوئے اور زبان سے ایمان کا اقرار کیا تو ان کی اس ظاہری مسلمانی کو دیکھ کر مین نے حکم دیدیا کہ کوئی ان کی جان دمال و ملک سے تحریف نہ کرے اب میں سے بعض کو مین لے خلعت دیا اور واپس بخید پایا میں نے یہاں رات کو سہ شکر کے قیام کیا کہ اس سیر شاہ ملک کی سپاہ پر دشمنوں نے شخون مارا لگر امشیخ رہ ایسا ہوشیار تھا کہ دشمنوں کا اس پر کچھ نہ چل بلکہ اُنے ان میں سے خود ہی قتل ہوئے اور دُڑپڑہ سوا یہ سوئے جن کو میری سپاہ نے عفہ میں آن کرمارڈالا۔ جب دن ہوا تو میں نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے اپنرا یک دفعہ جعلہ کریں اور آن کی گماٹیوں میں گس کرب تقتل کریں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو اسیکریں اور ان کے وال راسباب کو لوٹ لیں اور تلف کر دیں۔ اس حکم کی موافقی میری سپاہ نے چاروں طرف سے اپنے جعلہ مرداز کیا۔ باقی کافروں کو مارڈالا۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو اسیکریا اور بہت سی غینت حائل کی میں نے حکم دیا کہ ان بے دیہوں کے سروں کے میار پس اڑپڑ بنا دو اور اپنے ایک سنگ تراش سے کہا کہ کسی گماٹی کے پتھر پر وہ اس عبارت کو کوئی کردے کہ ماہ سارک رعناء ان شہر میں فلان فلان رستے سے میں یہاں آیا تاکہ کوئی اتفاقیہ یہاں آنکے تو وہ جانے کہ کس طرح سے میں طبع سے میں یہاں آیا تھا۔

میرزا رسٹم اور بہمان اغلن جنکو میں نے سپاہ پوشون کے ملک میں لٹنے کے لئے دوسری جانب بھیجا تھا میرے پاس خبر کچھ نہیں آئی تھی بہمان اغلن کو میں نے پہلے ایک دفعہ کیہیں اور تاخت و تاراج کے لئے بھیجا تھا کہ وہ تلا فی ماقات کرے اور اپنی بھلی یہ آبروی کا معادضہ کرے آبرد حائل کرے۔ اس کی طرف سے پہنچے ول میں شبہ پیدا ہوا اور رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میری تلوار خمیدہ ہو گئی اس خواب کی تعمیر ایک علات اس کی شکست کی تھی میں نے فوراً محمد آزاد کو جس کو میں نے اپنے بچوں کی طرح پالا تھا۔ اس کام کے لئے مقرر کیا کہ اس کے حوال کو جا کر دریافت کرے اور انہر اس کے باختت میں نے دامت شاد و شخ علی دایید کو چفراد لغور و شیخ محمد علی ہباد در مقرر کئے اور چار سو ترک

اور دریا کے پار پہاڑ سبب بلند تھا ان کا فرون کو اس شکار کے آنے کی خبر ایک دن پہنچے ہو گئی تھی اُنکے دلوں میں ایسا خوف سما یا تھا کہ اس طلخہ کو جھوڑ کر دریا کے پار اس بلند پہاڑ پر اپنا سارا مال اپسنا لینکر دھلے گئے تھے اس پہاڑ میں بنت سے دشوار گزار درسے تھے مجھے لوگون نے کہا تھا کہ یہ طلخہ کو طور کی پناہ کا عظیم ہے اسلئے میں اُنکی فتح کا تقدیر صصم کیا تھا۔ مگر جب یہن یہاں قلعہ کے قریب پہنچا تو کسی کا فریکاپتہ پن بنے نہیں پایا۔ اور جب قلعہ کے اندر آیا تو اسکو آدمیوں سے خالی پایا۔ اُس کے سب، آدمی گہر بار جھوڑ کر بہاگ گئے تھے بھیڑیں اور کچھہ ورہ بباب غیمت میں ہاتھ لگا میں نے حکم دیا کہ اس کے برا بر کروں پھر جلدی سے میں نے دریا سے عبور کر کے سارے دامن کوہ کو گھیر لیا جس کی چوٹی پر وہ کا فرستھک مقاموں میں جن حصہ میں نے اپنے بہا در بخربہ کار پڑاہ کو حکم دیا کہ وہ پہاڑ پر جوڑہ جائیں ان چالاک مجاہدان دلا درنے تکمیر و تعمیل کا نامہ مارا اور سبکے اول میدان جنگ کا مشتمل تھا ارسلان کیپ خان کے توان کو لیکر بائیں طرف سے پہاڑ پر جوڑہ گیا اور اپنی سپاہ سے دشمنوں سے لڑنا اور انکو ہنگانا شروع کیا۔ اور علی سلطان تو پھر نے دوسرا طرف سے دشمنوں پر حملہ کیا اور ان کو ہنگانا مقام لے لیا اور بہت دشمنوں کو قتل کیا۔ اور شناہ ملک نے یہی اپنی جان میں بڑھنی والہ اور بھادری کی اور بہت کا فرون کو مار کر پہاڑ کو ان سے بالکل خالی کرایا۔ شیر مردانہ اڑا ایمان لڑا ونگلی خواجہ سوچک بہادر۔ شیخ علی سالمہ موتی رک مال جسین ملک و چین و ایمیر حسین قوری اور امام اے لے بڑی بھادری اور جو افرادی دشمنوں کے مارنے میں وکھانی اور فرقہ اسلام میں جان لڑائی اور بہت کفار کو تباخ آبدار سے مارا۔ میرے شکر میں سچو دہ آدمی پہاڑ پر سے لڑ کر مرے دشمنوں میں سے چڑا دمی زخمی اور ہارے تھکے پنے غول میں جان بچا کر لے گئے۔ بھٹک کا فرائی گھامیوں میں رات دن لڑنے سے اور میری سپاہ کے دبائیے ایسے عاجز قتنگ ہوئے کہ جنزو زاری سے اماں کے خوستنگا پہنچے میں نے ان پاس آق سلطان کو یہ بیغاہ دیکھنے چاہ کہ اگر وہ بنیز کسی شرط کے اپنے تین حوالہ کر دیے گے۔ اور زبان دل کو کلمہ توحید اور بوز ایمان سے آرہتہ کریں گے تو میں اُن کی جان ذمہ دار کو جھوڑ دوں گا اور اگر یہ میں کردیتے تو میں انہیں سے ایک آدمی کو زندہ وسلامت نہیں جھوڑ دے گا ان پاس آق سلطان

میں تھا اور ہوا گرم تھی مگر بھاڑوں پر برف کی وہ شدت تھی کہ آدمیوں اور جانوروں کے پاؤں گستاخ  
 تک اُتھیں ہو چتے تھے۔ اس لئے دنکوئیں نے قیام کیا جب دن ڈھلتا یا رات ہوئی اور برف تھی۔  
 ہو کر سچ بخختی تو اُپر میر اشکر حلبیا دن کو جب تھی پلکتی تو اپر خندوں اور کمبلوں کو جھاکر گھوڑوں کو  
 بازدھتے ہو رون ڈھلے اسی طریقے سے روانہ ہوتے تھے بلذ بھاڑوں کو اسی طرح میں نے طے کیا ہے  
 اور اج چند گھوڑے ہمراہ لائے تھے وہ انہوں نے واپس جیدے جب میں ایسے بلذ بھاڑ پہنچا کر جسی  
 سے اوپنیا اور کوئی پھاڑ نہ تھا تو میں نے دیکھا کہ کفاروں کا مقام بھاڑوں کے دروں کے اندر ہے  
 اور بھاڑوں کے اوپر سے نیچے آئے کی راہ نہ تھی ہر چند ہی نے راہ کی تلاش کرائی مگر جب کوئی راہ  
 پالی تو میں نے اپنے بھانہ سچا ہیوں کو حکم دیا کہ جو طرح وہ چاہیں بھاڑ سے نیچے اُتریں بعض مہار  
 و سپاہی تو ایک کروٹ سے برف پر لیٹ جاتے اور اُپر پیل کر بھاڑ سے نیچے پوچھتے اور بعض خریان  
 اور خیوں کی طباہیں لیں اور اسکے ایک طرف کے سروں کو درختوں یا چڑاؤں میں جو اور بلذی پتھے  
 بازدھا اور دوسرا طرف کے سروں کو اپنی کمروں میں کسا اور یوں رسیوں کے ذریعہ سے نیچے اونٹے  
 اور میرے لئے ایک چوبی پٹا را بنایا اور اسکے چاڑوں کو نون پر حلقت لگاتے اور انہیں ڈھنڈہ سو گز  
 لمبی شابیں بازدھیں میں اس پٹا سے میں بٹھا۔ اسکی طباہ کے سہ دنکو چند آدمی مجبوڑے پاکر کر رہتے  
 اسہستہ چبوڑتے جاتے تھے تاک کہ طباہ پوری ہوتی اور ایک دو آدمی مجھے پہنچے جاتے اور کل  
 اور بھاڑ سے سورف کو کاٹ کر میرے ٹھیرے اور کھڑے رہنے کیلئے جگہ تیار کرتے پھر اور کی جیات  
 آدمی تو نیکی نیچے آتی اور پہلی طرح سے پارے کو نیچے آتا رہی اور میرے کھڑے رہنے اور اترنے کی جگہ  
 کو درست کر لی تو غرض اس طریقے سے پانچوں دفعہ میں بھاڑ کے نیچے اتنا چند خاصے کی گھوڑے میرے  
 ساختہ نہیں اگلی گرد نوں اور اعضا میں مجبوڑے سیان بازدھی گئیں اور بھاڑ کی بلذی پر شے وہ بھی  
 لگاتا تھا اور بھلائے گئے اُن میں سے صرف دو زندہ نیچے پوچھتے اور بانی تدبیک کے سنب بھاڑ پر صد عو  
 پانے سے پاش پاش ہو گئے چونکہ میں نے جہاد کے قصداً کے احتیاد حسن اتفاقاً دستے بازدھی تھی  
 اور کفر کی بیناد اکٹھی مظلوم رہتی اس بھاڑ کی ملک میں ایک فرنگ اپنے عقباً کو ہاتھ میں لیا کرہے  
 اپنے لشکر و امداد کے پیارل پلا۔ امراء نے میری بڑی بنت کر کے مجھے گھوڑے پر سوار کرایا اور دھ۔  
 خود پیاوہ پا میرے پر کاٹ جلے بیان حاکم گئو۔ کا ایک قائد تھا جس کی ایک جانب میں دریا ہمہ

زنان را پس از شتن کر دخالتے : برند و زندالت شن اندھر سترگا

جب یہ بات میسر کر کان میں بپوچی تو عق عصبیت غیر غصبیت حرکت میں آئی میں نہیں اُن سے یہ  
الفاظ کے کہ خدا کے تعالیٰ کی اعانت تو تم مسلمانوں کو ان ظالمون کے ہاتھ سے میں چھپاؤں گا اور جنمائی  
تمنا و آرز و کیمافی این ظالم کٹور و سیاہ پوشوں کو غاک میں ملاوٹکا یہ شکر دہ سبب مجھے ہاتھ اٹھا اسکے  
دعائیں دینے لگے ۔

## کٹور اور سیاہ پوشوں پر چھاو

امیر تھویر نے لکھا ہے کہ میں نے فوراً دس بلڈنین (دقائق) (یا ہر دس بیاہ میں نیسے یعنی ہر یہی)  
شکر میں سے نجح کئے اور اسے لیکر ہر روز کوچ کرتا ہوا اجلدی جلدی موضع پر پان میں بپوچا ہیاں اپنے زادہ  
رسم برباد ان اغلن کو جو میرے سبب ہے سرداروں میں تھے۔ سیاہ پوشوں کے ملک کی طرف جو جانش  
چپ میں تھار و اڑ کیا اور دس ہزار سوار اور ایک چاعت امراء اُن کے ہمراہ کی اور میں خود سوار ہو گو  
کٹور کی طرف چلا۔ اندرا کاب کے رہنے والوں میں فردی سبب برا آدمی تھا جب میں نے مملکت کٹور  
کی وحشت و حالات کو اُس سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ کٹور کی مملکت کا طول سرحد تھیں سے کلہل  
کے کوہتاں تک ہے اور اُس ملک میں اُن کے بہت قلعے اور دیہات ہیں اُنکے پرے شہروں میں ایک  
شکل اور دوسرا جو رکل ہے۔ اس دو سکے شہر میں اُنکا حاکم رہتا ہے اس ملک میں انگور سیب جو بائی  
اور اوپر سے کیوں نہ پیدا ہوتے ہیں چاول اور غند کی زراعت ہوتی ہے، شراب انگوری بہت  
بنتی ہے۔ اور امیر غریب سب شراب پیتے ہیں۔ سور کا گوشت کھاتے ہیں۔ مویشی و بھیڑیں کثرت سے پہنچتی  
ہیں۔ اکثر باشندے پہاں کے بت پرست ہیں اور بڑے قویِ مکلی ہیں۔ اُنکا رہنگا مسح و سفید ہوتا ہے  
اور اُن کی زبان ترکی فارسی ہندی کشیدہ ہی سے غیر ہے۔ اس کے ہتھیار تبر ملوار فلاخن ہیں اُن کے حاکم  
کو عدا یا بعد اشوکتے ہیں جب میں خداوک ہیں بپوچا تو ایک تلوخ راپ پہنچواد کیہا میں نے بپاہیوں کو حکم دیا  
کہ جلدی مرت کریں انہوں نے بہت جلد اسکو بنایا۔ رستہ پارٹی اور چاچا بیجا بہت ہتا میں نے حکم دیدیا  
کہ ہر اُڑا اور تنام اشکن گٹور و ان اونٹوں اور زائد سبایا کو اس قلعہ میں جبھوڑیں اس حکم کی تقلیل کے بعد  
اکثر اُڑا اور شکری پیادہ میکر سا تھا کوہ کٹور پر چڑھئے۔ با وحد دیکھ آنپا بساد مر ج جوزا

و اسلام جب مstan میں سازنگ کے رو بدمیر ایلچی پہنچا تو اُس کی بہت تیغظیم دنکریم اُس نے کی مگر خط کا جواب پیدا۔ اگر آپ کے بازو وون میں زور ہو تو ہم سے ملک گو چین لیجئے میرے پاس بھی لشکر بہت ہے اور جنگی ہاتھی ٹپے خوفناک دہلانگ ہیں اور میں لڑائی کیلئے آمادہ ہوں۔ شکل ہے پسز توار حلا نے ہروس ملک کو کوئی نبل میں لیلے جب یہ جواب ہنالامم آیا تو میں نے جوانہ اطراف سخن شکر کے حجج ہونے کا حکم دیا۔ اور لشکر گران اور لوزایان اور امام اور کشیرشل امیر سعیل قندھاری دیغڑ کے ساتھ روانہ ہوا اور کوہ سلیمان کے او غانی راغفانوں کو تاختت دناراح کیا اور دریا و سندھ سے عبور کر کے اوچہ چھسل کیا۔ اور حضور کے اقبال سے اُسکو فتح کیا۔ اور بیان کچھ آدمیوں کو چھوڑ کر مstan پہنچا۔ اور اسکا محاصرہ کیا۔ سازنگ نے بہت دانائی سے بیان کے قلعہ کو مضمون و تحکم کیا ہے محاصرہ کئی روز سے ہو رہا ہے اور ہر روز دو فوجہ لڑائی کی نوبت پہنچتی ہے۔ اس محاصرہ میں کل ہر لڑکے دلیر ان کام کے خاص کار نمود خوجہ قیون غانے اس میں بڑی کوشش کی ہے اس میں حضور کی مدراست کا منتظر ہوئی جب میں نے یہ خط پڑا تو مراعغم سابق ہندوستان کی فتح کا اور زیادہ مضمون ہو گیا۔

### امیر تمپور کی روائی ہندوستان کی سنجیر کے ارادہ تک

امیر تمپور کھتا ہے کہ میں نے اس سال کے مونہ بہار میں سب طراف و جواب سر لشکر دن کو حجج کیا اور ماہ مبارک ربیع سنتھے میں جس کے عدد بجا بسا بجد فتح تریکے اعداد کے برآبز ہوتے ہیں امیرزادہ عمر پسر امیرزادہ میران شاہ کو شتر قذیں اپنا نائب تقرر کیا اور سپاہ اور امام اور اُسکی اعانت کیلئے مقرر کے اور میں اپنی دارالہدایت سمر قذے نیک ساعت میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ شکار کی میڈا ہوا جو اجنبی تکمیل میں نہیں کیا۔ میں نے کشتیوں کا لیں بہزا یا اور بعض لشکر کے اس سے عبور کیا اور بعض خلم میں قیام کیا۔ بہان کوچ کا نقادر بجا کر غزنیک و سمنکان کی راہ سے افراد میں پہنچا یا بہان کے سب وضیع و شرفیگو ہاگرد مجھے ملے آئے اور اونوں نے ظلم و تهم کی داویا بجا کی اور اضاف و عدل کے خواہان ہوئے میں نے انہیں چند ایرز کو بلکارا کئے حال کی تحقیقات کی ددسر پر روئے زین ہو کر عرض کرنے لگئے کہ کفار کٹور و سیاہ پوش ہم پر بڑا جو در تھم کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں سے یہ کافریاج و خراج ٹک کرتے ہیں اور ہر سال ہمہ سے مال لینے میں مہاذ کرتے ہیں اگر ادا میں تاخیر و مخذالت کرتے ہیں تو مرد و نکوقتل کر دیا لے چاہیں اور حورتوں بچوں کو اسی کر دئے ہیں۔

دین کے دشمنوں کو مکوم اور مطبع کریں ماوریبی ہر شخص مومن پر واجب ہو کر اپنے اولی الامر کی طاقت کرے جب ان عالمون کا یہ کلام اصر اور سپاہ کے کافون میں بھونچا تو سبکے رہنے وستان پر جماد کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے اور سبکے رو بڑیں ہو کر سورہ فاتحہ پڑھی۔

جب میں اس محض پر کمر بستہ ہوا تو میں نے اپنے مرشد حضرت شیخ زین الدین کو لکھا کہ اب میرا ادا دہ ہندو پر جماد کرنے کا ہے اب میرے خط کے حاشیہ پر لکھا کہ ابو المغاری تیمور کو جسکی خدا مد کرے معلوم ہو کہ اسلام سے تجھوں دنیا کی سعادت حاصل ہو گی اور وہ آمد و رفت میں سلامت رسہیگا اور اس نے ایک ٹری نلو ایسی جگہ میں نے اپنا عصا بنایا۔ اسی عصہ میں کا بستان کی سرحد سے شاہزادہ پر جو جایز کی عرضی آئی۔ اس شاہزادہ کو قندز تبلان۔ کابل غزنیں۔ قندھار کی حکومت میں پرکری تھی جب میں نے اس عرضی کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ جیسے میں حضور کے حکم سے اس ملک میں آیا ہوں شہنشاہ کے حکم عالی اور شورہ مقامی کے موافق میں یہاں کے آدمیوں کے ساتھ سلوک و مداراث کی ہو اور جب مجھے ان ملکوں سے اطمینان حاصل ہوا تو میں نے ہندوستان کے بعض صنائع کی فتح کا اپاہد کیا۔ جب اس ملک کے حالات میں دریافت کئے تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ ہندوستان کے بادشاہوں کا دارالسلطنت ہی ہے۔ اور سلطان فیروز شاہ کے مرنیکے بعد اسکے امراء میں سو و دھیانی جمیں سے ایک کا نام ملوا اور دوسرا بیساڑگ ہے باکل سلطنت کا منہکا اختیار اپنے ہاتھوں میں کستہ ہیں اور خود ختمار ہو گئے ہیں اور سلطان فیروز شاہ کے بیٹوں میں سو سلطان محمد کو برے نام بادشاہ بنار کہا ہے اور حقیقت میں خود ہری بادشاہ بن رہے ہیں بڑا بھائی ملوتو سلطان محمد کے پاس نہیں ہے اور نلک کی حفاظت کیلئے سارنگ ماشان ہن رہتا ہے جب ملکوں حالات پر اطلاق ہوئی تو شہنشاہ بزرگ کے طریقے کی میونق میں یا لمحی کے ہاتھ سارنگ پاس س مصنفوں کا خط بھیجا کہ شہنشاہ نے جسکی فتوحات عظیم اور سلطنت کی دست کی خبریں تمام عالم میں ہشموریہن ان ہنملاء میں کہ ہندوستان کی حدود پر واقع ہیں مجھے حاکم مقرر کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ اگر ہندوستان کے فمازو و اپرے پاس خراج لیکر حاضر ہوں تو انکی جان دلت وریاست میں سچھہ مداخلت نہ کرنا لیکن اگر وہ اطاعت فرمان بداری میں غفلت کریں تو ہندوستان کی ولایتوں کے فتح کرنیں ایسی قوت و صولت کو دکھانا یہی گر تجوہ اپنی جان دلت و مملکت نہ غرت غیرہ ہو تو سلا نہ خراج دینا قبول کراؤ اگر نہیں شنطور ہو تو دیکھ لیکا کہ میں اپنی قوتی مشکر کہ بہر ما تھوڑا نہ تھا ہو تو

ایران اور توران کے شہنشاہ ہیں اگر ہم ہندوستان کے فرمائزاں و اہنؤں تو نہایت انوسن و درشم کا مقام ہے اس شاہزادہ کی گفتلو سے میں نہایت خوش ہوا۔ شاہزادہ محمد سلطان نے کماکھل ہندوستان سونے اور جواہر سے براپا ہے اور اس میں ترہ کا نین سونے، چاندی، ہمیرے لعل، زمرہ، لوہے، فولاد، تانبے، پارہ، ذیغہ کی ہیں۔ اور وہاں درخت ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ جنکا لیاس، خوب، بنا جا سکتا ہے۔ اور لے، شکر اور خوبیوں دار درخت ہوتے ہیں اور ایسا ملک ہے کہ ہمیشہ سر بنہ و شاداب رہتا ہے۔ اور سارا ملک فرحت بخش دلکش ہے۔ مگر وہاں کے باشکند مشرک، بُت پرست، آفتاب پرست ہیں۔ اس لئے خدا و رسول کے حکم سے ہم پر اس کا فتح کرنا واجب و فرض ہے۔

اُنسے غبور کرنا دشوار ہے۔ دوم اس کے گھنے گھنے خیکل اور درختان ایسے گنجان اور شاخ در شاخ ہیں جو ملک کے اندر خیکل سے گذر ہوتے دیتے ہیں۔ سوم ان خیکلوں میں مستحکم مقامات ہیں جس سماں و زمانہ دار امیر راؤ۔ راجہ جہا راجہ رہتے ہیں وہ ان بیوں میں شیروں و درندوں کا حکم رکھتے ہیں۔ اُنکے پنجے سے بچکر بخانہ خیکل ہو۔ جہا رام اپنی بیوں خیکلوں کی بیان کے فراز و ابرستوان اور چارائنوں سے اُنکے کرتے ہیں اور اپنے پاہ میں سب سے آگے انکور کرتے ہیں اور اپنے بڑا بھروسہ کرتے ہیں اور انکو ایسا سکھاتے ہیں کہ گھوڑے کو معہ سوار کے وہ سو نڈ میں پکر کر اٹھا لیتے ہیں اور وہیں چکر دیکھ رہے ہیں پر پیک دیتے ہیں دہنیا جطح روئی کو اڑاتا ہے اس طرح وہ اپنی سوندوں سے آدمیوں کو اڑاتے ہیں اور جیسے کہ شیر اپنے پنجہ سے کاٹے کر دے کرتا ہے ایسے وہ اپنے دانتوں سے آدمیوں کو پارچے کرتے ہیں۔ گھوڑے انکی سورت دیکھتے ہی بھاگتے ہیں دم بہ نینیں کھڑے رہتے بعض ہر اجنبی کہ سلطان محمد غزنوی سنے تیس ہزار سواروں سے ہندوستان کو فتح کر لیا اور اس کے قلعے میں اپنے طازموں کو فراز و ابنا دیا۔ اور کسی ہزار خوار سو نئے چاندی جواہر کے اس ملک سے لے لئے اور سوادا کے ہندوستان کو اپنا باقاعدہ با جگذار بنا لیا۔ کیا ہمارا امیر سلطان محمد سے کہ ہر گز نہیں یہ عنايت الہی اس کے ہمرا کا ب تاتاری لاکھ سوار میں اگر ہندوستان کا عزم منضم کر لیا تو خدا اسکو فتح دیگا۔ اور وہ غازی مجاہدی نسبیل العکھلائیگا اور ہم اس غازی کے ہمراہ ہونے گے اور سپاہ رضی ہو گی اور دولت سو خزانہ معمور ہو گا۔ ہندوستان کی دولت سے نہما را امیر جہان کا فتح کرنیوالا ہو گا۔ اور زینیا کے با دشاد ہو نہیں سکے زیادہ تامور۔

اس وقت مرا شادخ نے یہ کہا کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے اسکو جو سلطان فتح کرتا ہے وہ چار دانگ زمین پر بزرگ و مسلم ہو جاتا ہے۔ اگر ہمارا امیر ہندوستان کو فتح کر لیگا تو ہم ساتوں اقلیم کے فراز و ابہو جائیں گے۔ پہاں نے یہ کہا کہ میں نے فارسی کی تاریخ میں پڑا ہا ہے کہ چنان ایران کے زمانہ میں ہندوستان کے با دشاد کو راستے کھتے تھے اور اسکو بڑا صاحب شان و خشکوہ جاتے تھے روم کے با دشاد کو قصر اور ایران کے سلطان کو کرنے تاتار کے با دشاد کو خاقان اور جنی کے با دشاد کو فتوح کرتے تھے لیکن ایران اور تو بڑا کے سلطان کو شہنشاہ کہتے ہیں اور شہنشاہ کا حکم سبے بالا دست، ہندوستان کے راجاؤں اور ارام اور رہا ہے۔ اب ہم بغاۃت الہی

اقبال خان پانی پت میں تاتارخان سے لڑنے لگیا۔ تاتارخان قلعہ پانی پت میں چند فیل چھپور کر دوسرا سے راہ سے بدلی میں اکارسی چمک آور ہوا۔ اقبال خان نے پانی پت کو تیر سے روشنی کر لیا اور تاتارخان کے ہاتھی اور اس بسا اس کو ٹھک لے گئے۔ مگر تاتارخان نے ہر چند کوشش کی قلعہ مہلی کو نہ فتح کر سکا اور پانی پت کی فتح سے بودست و باہر کر گجرات میں اپنے باپ ظفرخان پاس جلا لیا تا اجنب کا ایک قریب کا رشتہ دار نصیر الملک قبائل سے مل گیا اس کو عبا دل جسان کا خطاب در اقطاع و دواب عنایت ہوئے غرض اقبال خان کا ایسا اقبال چمکا کہ وہ ہی سلطنت کا بالکل مالک ہو گیا اور استظام سلطنت میں مصروف ہوا۔

### امیر شمپور کا مشورہ ہندوستان پر چھپور کرنے کے بائی میں

شمپور خود لکھتا ہے کہ جب میں نے سن لکھ جو مسلمان کا فرتوں قتل کرتا ہے وہ غازی ہوتا ہو اور جو مسلمان کو ہاتھ سے مار جاتا ہو وہ جنت میں جاتا ہے تو مجھے کفار سے لڑکر غازی ہینے کا خیال دل میں پیدا ہوا اور میں نے کفار سے لڑنے کا ارادہ مصمم کیا۔ مگر ابھی میں مذنب ہتا کہ چین کو فتح کروں یا ہندوستان کو تحریر کروں۔ اس مطلب کے لئے میں نے قرآن شریف میں خال دیکھی تو یہ ایت مکمل جملہ ترجمہ یہ ہو کہ اے سپیخہ تو کفار و مشرکوں سے لڑا اور ان کے ساتھہ سختی کر میرے پڑے بڑے افسروں نے مجھے یہ کہا تھا کہ ہندوستان میں مشرک و کافر رہتے ہیں میں نے بحکم الہی یا ارادہ کیا کر ان سے میں جا کر لڑوں اس لئے میں نے امیران کم من سال اور زیر کان جنگ کو حکم دیا کہ وہ میرے روبرو حاضر ہوں۔ جب وہ رب جمع ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ خدا و رسول کے علم کے موافق مجھ پر فرض ہے کہ کافروں اور مشرکوں سے غرا در جماد کروں۔ اب تم سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ اول ہندوستان پر چھپور کروں یا چین پر اٹھوں نے کچھ نقلیں اور داشتہ اونہ حکایتیں بیان کر کے کہا کہ ہندوستان کی فتح کے جاہ سوانح و عوائیں ہیں جو حملہ اور اون کو آئٹھا دیگا وہ ہندوستان کو فتح کر لے گا۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ اول مانع اس کے وہ پانچ بڑے بڑے دریا یہیں جو کشیر کے پہاڑ نے نکلتے ہیں۔ اور ملک نہ ہے یہیں بنتے ہیں اور بھر عرب میں جا کر گرستے ہیں ان کے گرداب طوق گزنا اور اُن کی افواج اسواج بیخیر پا یا عبور کرنے والوں کی ہوتی ہیں۔ بیخیر گشتہوں اور پلوں کے

سازنگ خان دیباں پورا در لاهور میں شلطان محمود کی طرف سے حاکم تھا۔ اُس نے شہنشہ میں خضرخان حاکم ملتان سے پہنچ شروع کی۔ ملک مردان بہٹی کے علام سازنگ خان سے جا لے تھے اُن کی معادنت سے سازنگ خان نے ملتان پر قبضہ کر لیا۔ رمضان ۱۹۹۶ء میں سہت سی پہاڑ صحیح کر کے وہ سانپر بڑھ گیا۔ اور امیر غالب خان کا محاضرہ کیا۔ جب غالباً خان نے دیکھا کہ اب مجھ میں تاب مقابله کرنیکی نہیں تو وہ کچھ نہ بڑھے پیا دون اور سوارون کو لیکر پانی پت میں تاتارخان پاس چلا۔ سلطان ناصر شاہ (نصرت شاہ) نے یہ سُننا تو اُس نے ملک الماس غلامون کے سپہ سالار کو دس سال تھیوں اور کچھ پہاڑ کے ساتھ پانی پت تاتارخان پاس بھیجا۔ کہ وہ سامانہ پر بڑھ کر سازنگ خان سے سامانہ کو غالباً خان کو دلا دے۔ ۱۵ جرمونتھ موضع کوٹلہ کے قریب سازنگ اور تاتارخان ہیں لڑائی ہوئی اور تاتارخان کو فتح ہوئی اور سازنگ خان ملتان کی طرف بھاگا۔ اس کے سچے تاتارخان بخود تبلونڈی نکل گیا۔ اور پہاڑ کے اُس کے تعاقب میں راءے کمال الدین میانی کو روشنہ کیا۔

## ملوا قبائل خان کا اقبال حکم پنا

ماہ شوال بنسٹھ میں نصرت شاہ کی خدمت میں اقبال خان آیا اور شیخ قطبی لدین بختیار کا کی رہ کے فرار پر کلام مجید در میان رکھا گیا۔ اور اپریل عمدہ پہیاں ہوئے وہ نصرت شاہ کو شکر فیل کے ساتھ حصہ جان پناہ میں لے گیا۔ پرانی دلی میں مقرب بہادر ناہر کے ساتھ مختص نہایتی سے روز اقبال خان اپنے قول و قسم سے بھر گیا اور سلطان نصرت شاہ بچھلے آور ہوا۔ بادشاہ اُن کا مقابلہ نہ کر سکا کچھ آدمیوں اور تھیوں کے ساتھ فیروز آباد میں گیا۔ اقبال نے اس کا تعاقب کیا اور سب تھیوں کو چھین لیا۔ نصرت شاہ مدد اہل دعیاں فیروز آباد سے بھاگ کر جبنا سے پار ہو کر پانی پت میں اپنے وزیر تاتارخان پاس چلا گیا۔ فیروز آباد پر اقبال خان کا قبضہ ہو گیا۔ ان دونوں ہیں دو ہی نتک لڑائی ہوتی رہی ان دونوں کے درمیان امیروں نے پڑکر صلح کر لی۔ نصرت خان جہان بہ میں سلطان محمود کے ساتھ داخل ہوا۔ اور اقبال خان نے اسی فہرستی پر عمدہ کا خیال کچھ نہ کیا۔ اور دفعتہ مقرب الملکہ پر بڑھ گیا۔ اور بڑی بھر جی سے اُسے مارڈا لا اپ سارے کام سلطنت کے خود کر بنے لگا۔ اور سلطان محمود کو نام کا با پشاہ نباہ کر کما ماح ذیقینہ نہ تھی

و شوارہ ہے برباد کام موسیم سر پر آگی ہے اس لئے وہ محاضر و چیزوں کی فیروز آباد میں چلا گیا اور اپنے ہوا خواہ امراء سے پوشہ رکھ کے یہ مقرر اپایا کہ فیروز شاہ کی اولاد میں کسیکو فیروز آباد میں بادشاہ بنانا چاہئے مفترض خان فخرت خان بن فتح خان بن سلطان ناصر خان فیروز شاہ میوات میں تھا اس کو بلائکر ماہ ربیع الاول ۱۷۶۸ء میں فیروز آباد میں تخت سلطنت پر ٹھا دیا۔ اور بھرت شاہ اسکا تنظیم برکھا۔ جس نصرت شاہ نے وکیہا کہ بادشاہ سعادت خان کے ہاتھ کی کٹا پلی ہے تو انہوں نے مکر و حیله کر کے نصرت کو سعادت خان سے جدا کیا اور ایک جمعیت کو ساختہ لیا کہ سعادت خان کے سر پر بجا چڑھے وہ بالکل عافل رہا۔ اس میں اس وقت مقابلہ کی طاقت نہیں تھی۔ اس نے وہ دہلی میں مقرب خان پاں چلا گیا جس نے اس کو چند روز بعد غار سے مارڈا۔ اب نصرت شاہ کے فیروز آباد میں یہ امیر ہوا خواہ تھے اور انہوں نے اسرائیل اس سے بعثت کی۔ محمد بن مظفر فیزی۔ ستماب ناہر۔ مکالم فضل السراجی حسانہ رادان فیروز شاہی محمد بن مظفر کوتا نارخان کا خطاب یک روکیں اور دنیہ مظفر لیا۔ اب وہی اور فیروز آباد میں دو بادشاہ تھے۔ مثاثاہتا کہ ایک جو لئے ہیں دو پاؤں اور ایک حصہ تین ہیں دو ہاتھ لئے تیڑھی کی طرح ایک بساط پر دو بادشاہ تھے مقرب خان نے بہادر ناہر کو حججیت تمام کے ساختہ دہلی گھنٹہ کے قلعہ میں حاکم مقرر کیا اور بلوخان کو اقبال خان کا خطاب دیکھ سیری کا قلعہ پر کیا۔ اب دہلی اور فیروز آباد میں پانچ کوس کا فاصلہ تھا۔ اُن کے درمیان روز لڑائیاں ہوتیں بازار اور گلیاں نہیں مسلمانوں کے خون سے لال ہوتیں۔ کوئی غالب مغلوب نہ ہوتا۔ لڑائی ترازوں کی تولیت بھرت خان کے پاس تواضع دو آیں واقطاع سنبھل و پانی پت۔ جبھر رہتک قبیلے میں نہیں تھے۔ اور سلطان محمد پاس سوا دہلی اور سیری کے قلعوں کے ادریسک انتہا۔ ان بادشاہوں کے امراء دہلی میں ہر ایک اپنی ولایت میں خود سر حاکم و فرمانزدا تھا۔ تین بیس سالی نے ونو بادشاہوں میں یہ بخت لڑائیاں رہیں کبھی دہلی والے فیروز آباد والوں پر اور کبھی فیروز آباد والے دہلی والوں پر غالب آئتے۔ ان دونوں شہروں کا یہ حال تھا۔

چون علیوازے کشش مہ مادہ و شش مہ مرست

## حضرت خان و ساتھ خان کی لڑائی

جو پور کی سلطنت شرمنگی کی تھی جس بھابیان آنگے کے لکھا جائیگا اسی سال میں رنگخان نے اپنے پورا اور ناچار اقطاع کے نظم و نتیجے کے لئے اوپر بخاگلہ کے فنادکے مٹانے کیلئے بیجا گھاواہ شعبان کے مہینے میں اپنے پیشوچا۔ بھابیان نشکر کا اتحام کیا از یقیدہ ۱۷۹۶ء میں رلے کل چند بھی رائے داؤ دکمال بھابیانی اور ملتان کی سچاہ کو ہمراہ لیکر اور سختیجہ بیاس مکو عبور کر کے لاہور سے باہر کوں پر آن پیشوچا۔ بخاگلہ نے بھبھی بیال پر اور جو دھن کے ہم سایپین قافت و تاراج شروع کر کی تھی جب اس کو سازنگ خان کی خبر ہوئی کہ وہ ہندوپت نے گذر گینا تورات ہی کو لاہور میں آیا اور لاہور سے سامو تھلا کے مقام میں غان اور شیخ میں ہنگامہ خبجہ برپا ہوا جس میں شیخ کو خان سے شکست ہوئی اور لاہور میں وہ آکر اپنا ختر بختر لے کر کوہ خود پر روانہ ہوا۔ دوسسرہ روز سازنگ خان نے لاہور پر قبضہ کر لیا اور ملک کنند ہوئے بھابیہ کو عادل خان کا خلائی پریکر لہا ہو تو غویض کیا اور خود دیال میں چلا آیا۔ ماہ شعبان ۱۸۰۳ء کو بادشاہ نے فیلحانہ اور خاندان شاہی مغربہ ملک مقرب خان کو حوالہ کیا۔ اور خود سعادت خان باریک کو سانہہ بیکریہانہ و گواہی رکھی طرف روانہ ہوا۔ شاہ گواہیار کے قریب پیشوچا۔ ملک علاء الدین وہروالی ملک راجو اور ملوخان پر بادر سازنگ خان نے سعادت خان کی سعادت خان کو مارڈا لئے مگر اس سعادت خان کی بجز سعادت خان کو ہو گئی تو اس نے مبارک خان اور علاء الدین کو تو پکڑ کر وہیں پیوندیز ہیں کیا مگر ملوخان بھاگ کر دہلی میں تحریب خان کے پائل گیا تین میں بھکر سلطان ناصر الدین اپنے سفر سے دہلی کے قریب آیا تو مقرب خان با و شاہ کے ہتھ تقبیال کو گیا۔ مگر ملوخان لقب بہ اقبال خان کی بناہ دینے سے اسکو معلوم ہوا کہ با و شاہ کے ول میں اس کی طرف کے غیاب ہے اس لئے وہ ملٹا لفڑی خیل آٹا دہلی میں چلا آیا اور لڑائی کا سامان تیار کرنے لگا۔ سلطان نے سعادت خان کو ہمراہ بیکری شہر کا محاضہ کیا تینیں تینیں تکھری سعادت خان کی خاطر سے یہ ہنگامہ خبجہ برپا۔ مقرب خان کے ہوا خواہوں نے بادشاہ کو پڑھ لیا کہ محمد بن قاسم میں اسکو سعادت خان سے جدا کر کے دہلی میں مقرب خان پاس ملے اُسے مگر پا تھی اور گھوڑے اور سہیا ب سلطنت سب سعادت خان پاس رہا۔ با و شاہ کے آئنے سے مقرب کو پڑھی تقویت ہوئی وہ دوسسرہ روز سعادت خان نے لڑنے کو کھلا مگر شکست پائی اور صرف بھرپور ہزار اور اس کا شکر بڑا اول شکست ہوا اور سعادت خان بھی قلعہ کو نہیں لے سکا وہنی خاص پر اس کے پیچے پیچے پیچے سے تھے اس سفر و کیماں کو حصہ اور دہلی نہایت ہستوار ہے اس کا تصریح کرنا

باوشاہ ہنوتی تھی سکندر شاہ بھی اپر اور ایک فوجیہ سولہ و پتہ سلطنت کر کے ۵ جمادی الاول ۱۷۹۶ء  
کو حوض خاص کے پاس تبر کی خواجگاہ میں سویا۔

## ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین محمد شاہ پس خود محمد شاہ ناصر الدین

جب سکندر شاہ نے وفات پائی تو اکثر امرا میل غائب خان حاکم سامانہ رکتے کمال میانی و  
مبادرک خان و ملا جوں و خواص خان حاکم اندری بوجنال نے شہر سے باہر نکل کر یہ ارادہ کیا  
کہ شہزادہ محمود کی احجازت کے بغیر اپنی اپنی جاگیر دن کو چلے جائیں۔ خان جہان کو اس کی خبر ہوئی  
 تو وہ ان سب کو دلاسا دیکر دہلی میں لایا پسروہ روز امراء میں صلاح و مشورہ ہوتا رہا کہ کس کو باوشاہ  
 بنایا یہ آخر کار خواجہ جہان کی حسن سی سے ۲۰ جمادی الاول ۱۷۹۶ء کو قصر ہمایون میں ناصر الدین محمد  
 شاہ کا پچھوٹا بیٹی محمد وحشت سلطنت پر بیٹھا۔ سلطان ناصر الدین محمد شاہ اُس کا لقب ہوا خواجہ جہان  
 اپنے عہدہ وزارت پر بدستور قائم رہا۔ مقرریہ ملک کو مقرب خان کا خطاب ملا اور کیل سلطنت و  
 امیر الامراء مقرر ہوا اور عبد الرشید سلطانی کو سعادت خان کا خطاب ملا اور بیاریک مقرر ہوا۔ ملک زندگان  
 دیوالی پور کا حاکم مقرر ہوا اور ملک دلت خان دبیر و عاضن ملک نے عمامہ الملک مقرر ہوا۔ دربار شاہی  
 میں ایسا انقلاب آگیا تھا اور سلطنت دہلی کی استقامت میں زمل پر گیا تھا اس باوشاہ کی قدرت سے باہر  
 نتاکہ اس بگڑھی ہوئی سلطنت کو سنبھال لیتا اور سلطنت کا جو رعیب و اب آٹھ گیا تھا اس کو سنجال  
 کرتا دلی کی سلطنت میں اب کچھ دم باقی نہیں رہا تھا پوری میں زندگوں نے غورش بس پا کر کی  
 تھی۔ جو نیو رور اُس کے نواحی میں زیندگاروں نے وہ غلبہ پایا تھا کہ وہاں انتظام کچھ نہ تھا باوشاہ  
 نے خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیکر قنون سے ہمارا تک کا انتظام پیرو دیا۔ اور ماہ جنیب  
 ۱۷۹۶ء میں ۲۰ بخیر میل اور بڑا شکر دیکر حفظ کیا۔ یہ ملک اشراق۔ اٹا وہ۔ کوئی اور نواحی قنون  
 کے سرکشوں کو میطع بنا تا ہوا جو نیو زیندگی پر تدبیح اس کو اقطار عزیز گرد اور سندھیا  
 دلمو۔ بہار جی۔ بہار تریت مل گئے۔ اسیں یار میں اُس نے پورا انتظام کیا۔ سارے زینداروں نے  
 کو سمجھ کیا اور بعض حصہ رجھڑا بڑی سے تھے اُنکو اپنے نو تینہ کیا۔ رکے جا ج گنگوہ باوشاہ تباہ لکھنؤی  
 وہ پٹکیش اور ہاتھی جو سلطان فیروز شاہ پاس ہر سال بھیجا کرتے تھے اُس پاس سمجھنے لگے (بیہ اندازا

میواد کوتاخت و تاراج کیا اور محمد آباد سے جالیس میں جا کر بیمار ہو گیا۔ اس پایاری کی حالتیں اُسے خبر آئی کہ دہلی کے نواحی میں دہات کو بہادرناہر نے لوٹا ہے۔ باوجود ضعف و نقاہت کے دہ میلات میں آیا اور کوٹبلہ میں پونچا۔ بہادرناہر لڑنے کو آیا اور شکست کھا کر کوٹبلہ میں بھاگ گیا۔ یہاں بھی نہ ٹھیک سکا تو پناچھر میں چلا گیا۔ سلطان محمد آباد میں آیا کہ اپنی عمارت کو جنکی بنیاد اُس بنے ڈالی تھی تاکہ کمرے کے کام سکی علامت نیادہ ہو گئی۔

بیچ الاول ۷۹۶ء میں اُس نے شاہزادہ ہمایوں کو شیناگھر کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا ہے لہور میں بغاوت اختیار کی تھی۔ شاہزادہ لاہور جانے کو ہی تاکہ سلطان محمد نے، ابیچ الاول را برا وفات کے) نیشنے میں دفات پائی اور اپنے باپ کی بغل میں قبر میں جا بہو شاہزادہ نے شہر میں توقف کیا سلطان محمد شاہ نے چھ سال سات ہمینہ سلطنت کی۔

اس بادشاہ کے عہد میں یہ باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ دہلی کے ان دو مسلمان بادشاہوں کو ہندو ہر سے طفرد اور ہواخواہ تھے۔ اور ٹبری گرجو شی کے سامنہ انکی طرف سے لڑائی میں اپنی جان لڑاتے تھے۔ رائے سردار اور بہت سے ہندو رائے درانا سلطان محمد شاہ ناصر الدین کا دام بھرتے تھے ناہر باد میوادیوں کو سامنہ لیکر ابو بکر کی طرف جان لڑاتا تھا۔ غرض مسلمان بادشاہوں کی سلطنت کو ہندو تقویت دیتے تھے۔ دوم یہ کہ جب سے سلطنت ہند کا تعلق غور سے منقطع ہوا اور خاندان تعلق سے تعلق ہوا تو اسی زمانہ سے ہندوں اور ہندوستان نامہ مسلمانوں کی قدر و نشرت ٹبری تھی جلی گئی اور اس بادشاہ کے عہد میں اُسکا اور نیادہ ترعوچ ہوا اسکے بڑے بڑے سردار ہندو مسلمان بیٹھے چلے تھے۔ سوم یہ کہ اُسکے عہد میں ٹبری ٹبری خوابیاں اور پرنسپالیاں و قوع میں آئیں ہر چکبہ سلطنت میں صفت آگیا سلطنت کا دھمکا ٹکرایا دہ پناچھر کرنے لگا۔

## ڈکر سلطنت سلطان سکندر شاہ میں ناصر الدین محمد شاہ

جب سلطان محمد ناصر الدین نے آخرت کا سفر کیا تو اُسکا مجذلہ بیٹا ہمایوں خان تین روز تک باب کی شرائط تقویت بجا لایا اور پھر ۹ ارب بیچ الاول ۷۹۶ء کو محل امراء نے اتفاق کر کے اُسکو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور سکندر شاہ خطا بب دیا خواجہ جہاں وزیر ہوا۔ اور محل ارباب داخل بہستور مسابق سجال ہے۔

اور اور امرابو بکر اور قدیمی بندگان فیر و ز شاہ کے مغلوب کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ وہ حرم  
سُلطنت میں مہدوڑی پوچھے۔ یہاں ابو بکر اور بہادر ناہر اور قدیمی بندگان فیر و ز شاہی نے اشکر کو  
جمع کر کے ان پر حملہ کیا اور کچھ آدمیوں کو قتل کیا مگر اسلام خاں نے اول ہی عمل میں دشمنوں کو ایسی  
شکست دی کہ ابو بکر اور بہادر ناہر دونوں عفو تقاضی کے خاس سمجھا رہوئے دونوں سلطان کے پاس  
آئے۔ بہادر ناہر کو غلعت عنایت کر کے رخصت کیا۔ ابو بکر قلعہ میرٹھ میں مقید ہوا۔ ۲۰ ذی الحجه ۹۶۷ھ کو  
اس قید سے چوتھ کر زندان عارم میں قید ہوا سلطان امادہ میں گیا۔ یہاں راجہ ناہر سنگھ ملازمت میں  
حاضر ہوا۔ غلعت اسکو محبت ہوا اور سلطان جہنا کے کنارہ کنارہ سفر کرتا ہوا دہلی آیا۔

۹۶۸ھ میں ناہر سنگھ اور سردار ہرن سنگھ اور بیر بجان نے بغاوت اختیار کی۔ بادشاہ نے  
ناہر سنگھ کی سرزنش کے لئے اسلام خاں کو بھیجا اور سردار ہرن سنگھ کی سرکوبی کے لئے خروجیا اسلام خاں  
نے ناہر سنگھ کو ایسی شکست دی کہ وہ ہاتھ طوڑتا اور پانوں پر آپسانہ اسلام خاں پاس آیا۔ اسکو وہ دہلی میں  
پادشاہ پاس لایا۔ سردار ہرن نے شہر بلدرام پر حملہ کیا۔ مگر سلطان کے قریب آئنے سے وہ قلعہ امادہ ہیں  
محصور ہوا جب سلطان یہاں بھی آیا تو کچھ لڑائی کے بعد ناہر سنگھ امادہ نے بھاگ گیا قلعہ کو سلطان  
نے سمار کرایا اور غونج میں وہ گیا اور گنگا پار جا کر قلعہ اور دلموک کے سرکشوں کو ذرست کیا اور پھر  
وہ جلیس کو آیا۔ یہاں قلعہ تعمیر کیا اور اسکا نام محمد آباد رکھا۔ وہ رجب سُلطنت میں خواجہ جبار کا نوشتہ آیا  
جس کا منہموں یہ تھا کہ اسلام خاں کا امادہ ہے کہ باخی ہو کر لاہور و ملتان جاتے اور وہاں فساد پھانے  
سلطان اس خبر کو شنکر ٹیسیر سے دہلی میں آیا اسلام خاں سے حقیقت حال کا استفسار کیا اُسی نے  
انکار کیا مگر اسکے بھتیجے ہندو دجاجوں نے عداوت کے سبب سے جبوٹی گواہی دی سلطان نے اسلام خاں  
کو قتل کیا۔ وزارت خاں جبار کو دی۔ اور ملک مقرب الملک کو لشکر کے ساتھ محمد آباد پر بھیجا دیا۔

۹۶۹ھ میں سلطان پاس خبر آئی کہ سردار ہرن اور حربت سنگھ را ہٹوئے۔ بیر بجان مقدم بخواگانوں  
(بھوگانوں) اور اجھے چند مقدم پاندہ سنبھلہ کری کی ہے۔ سلطان نے ملک مقرب الملک کو ایمن شاد  
مٹاٹے نے کے لئے مقرر کیا جب فریقین آئتے سامنے ہوئے مقرب الملک نے ازراہ صلح ان را یوں نے  
قول و فرار کئے مطیع اور متفاہ اٹاکیا۔ اور قنوج انکو لیگیا اور دناء سے انکو قتل کیا۔ مگر راستے سردار ہرن  
اسے بکفریب سے بخدر امادہ بھاگ گیا اور مقرب الملک محمد آباد میں آگیا۔ بخواں سُلطنت میں سلطان نے

دروازہ میں آگ لگادی اور شہر کے محافظوں کو بھگا دیا۔ سلطان محمد اس دروازہ سے شہر میں داخل ہو کر چاہوں کے محل میں آتی۔ شہر کے سارے ضيق و شریعت و بازاری اس سے آنکھیں جب ابو بکر کو اشکی خبر ہوئی تو وہ شکر سمیت دہلی میں اُسی دروازہ سے داخل ہوا اور ملک بہاؤ الدین بندور روازہ کا میخ فقط تھا قتل ہوا جب سلطان محمد کو اُسکی خبر ہوئی تو وہ محل کے چور دروازہ سے بھکر عالیس کو علپا بنا جو امراء و ملوک اُسکے ساتھ بھاگ نہ سکے وہ اسیر ہوتے کچھ قتل ہوئے کچھ قید خانہ میں سیچنے کئے خلیل خاں نائب بادشاہ اور ملک اجھیل فیروز شاہ کا نواسہ قتل ہوا۔

ماہ رمضان میں بہتر حاجب سلطانی قدیمی بندگان فیروز شاہی کے ساتھ ملک ابو بکر کے برخلاف ہوا اور سلطان محمد کے ساتھ سازش شروع کی اُسکی وجہ کچھ معلوم ہوئی کہ کیا تھی جب ابو بکر کو یہ فساد معلوم ہوا تو وہ اُسکو کسی طرح دباشیں سکتا تھا دو دہلی سے مدد خاص پہنچنے متعبدوں کے باہر بھکر بیادر بنہر کے کوٹلہ کو چلا گیا۔ اول رمضان کو ۹۷ھ کو ملک بہتر اور باقی امیروں نے سلطان محمد کو ابو بکر کے بھائے کی اطلاع دی۔ تیسرا دن ۱۹ رمضان کو سلطان محمد جلیس سے پلکردہلی میں داخل ہوا اور کو شک فیروز آباد میں سربراچ رکھا۔ بہتر حاجب وزیر مقرر ہوا اور اسلام خاں کا خطاب اُسکو ملا۔ وار سلطنت کے باشندے اور سپاہی سلطان سے آئے۔

چند روز بعد جب سلطنت کو کچھ تقویت ہوئی تو بادشاہ نے ہاتھوں کو جو غلامان فیروز شاہی کے تصرف میں تھے جھین کر اپنے فیل خالونکے حوالہ کئے۔ اسلئے یہ غلام آنزوڑہ خاطر ہو کر رات کو معہ اپنے دعیاں سلطان ابو بکر پاس چلے گئے یہ غلام مصیر کے غلاموں کی تلقید کرتے تھے کہ ایک زمانہ میں وہ ایسے صاحب اختیار ہو گئے تھے جیکو جاہتے اور ڈالتے جیکو جاہتے بادشاہ بناتے مشہور ہے کہ سلطان حکم دیتا کر غلام فیروز شاہی ہیں جو متن دن سے زیادہ شہر میں رہتے اُسکی جان و مال سبیل ہے بہت سے تو شہر پر اور جو نہ کئے وہ گرفتار ہو کر قتل کئے گئے جاہن بجاۓ کے نئے بعض نے یہ کہا کہ ہم غلام نہیں ہو گئے اور جو نہ کئے وہ گرفتار ہو کر قتل کئے گئے جاہن بجاۓ کے نئے بعض نے یہ کہا کہ ہم غلام نہیں بلکہ صالیل ہیں ان سے بادشاہ نے لفظ کھڑکھڑی کا کہوا یا جس سنے بادشاہ کی مرضی کے موافق ان الفاظ کا تلفظ ادا کیا وہ قضائے بچکیا اور جسکے منہ سے بیگانہ اور پورب کے الجہے سے یہ لفظ نکلا وہ اجل نے کہ منہ میں ڈیا۔ اس تلفظ نے سینکڑوں بیٹیاں پر ویسیوں بگوموت کے منہ میں ڈالا۔

امر اور ملوک کے پیغمبے سے سلطان کی سلطنت کو تقویت ہوئی۔ شاہزادہ ہماوی خاں اور اسلام خاں

کیا اور خود گنگا کے کنارہ پر جلیسیر میں قیم ہوا امراء ہند جیسے کہ ملک سرور شہنشہ و شہرو ملک الشرق و ناصر الملک والی ملسان اور خاص الملک والی بھار اور رائے سرور اور دوسرے اور رانا پچاس ہزار سوار اور بہت سے پیادے لیکر سلطان محمد سے آن ہے۔ ملک سرور کو خواجہ جہاں کا خطاب ملا اور وہ ورنیہ ہوا اور باقی اور امرا کو خطاب عنایت ہوتے۔

ماہ شعبان ۹۱۶ھ میں سلطان محمد نے پھر دہلی پر حملہ کی۔ ابو بکر سے گذرا میں صفت آرائی اور لڑائی ہوئی سلطان محمد کو شکست ہوئی۔ اُسکے شکر کا بہت مال اسیاب ابو بکر کو ہاتھہ لگا اُس نے تین کوں تک سلطان محمد کا تعاقب کیا۔ یہ جالیسیر میں آیا وہ دہلی میں گیا۔

بندگان فیروز شاہی مختلف ہٹلے اور شہروں میں رہتے تھے جیسے کہ ملسان۔ لاہور۔ سامانہ۔ جعفر و قلعہ ہنسی میں ایک ہی تاریخ ۱۹ رمضان ۹۱۶ھ کو سلطان محمد کے حکم سے سب کے سب بیگناہ امیروں کے ہاتھ سے قتل ہوئے جب ہندوؤں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں باہم یہ کٹا چھنی ہو رہی ہے تو انہوں نے جزیہ دینے اور باجگواری سے ہاتھ کھینچا اور اپنا زور بیڑھایا اور مسلمانوں کے شہروں کو دھمکایا۔

محرم ۹۱۷ھ (جنوری ۱۵۰۲ء) کو شاہزادہ ہمایوں خاں نے ملک اور امراء کو جمیع کیا جنکو حکم تھا کہ اُسکے ماتحت کام کریں جیسے سامانہ کا امیر غالب خاں تھا اور امیر وہ پانی پت میں خمیہ زن ہوا اور فوج رہلی کو تاخت دیا تھا جب ابو بکر کو اُسکی خبر ہوئی تو اُس نے ملک شاہیں عاد الملک کو چار ہزار سوار اور بیست سے پیڈیوں کے ساتھ پانی پت بھیجا اور پانی پت کے قریب موجود بمانہ میں دونوں شکر کوں لڑائی ہوئی۔ ابو بکر کو فتح ہوئی۔ سامانہ کو ہمایوں خاں اٹھا جاگا۔ شکر کا سب سامان دشمنوں کے ہاتھ آیا سلطان محمد کو جب بار بار شکست ہوئی تو وہ بڑا مردہ دل ہو گیا اور سمجھا گیا کہ میر شکر دشمن سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر وار السلطنت کے ملک اور سپاہی اور رعایا اُسکے طرف دا برتھے۔ اس سبب نے ابو بکر بھی اپنے دشمن کا تعاقب شہر کو چوڑ کر یخوف و خطر نہیں کر سکتا تھا۔

ماہ جمادی الاول ۹۱۸ھ ابو بکر سپاہ کو جمع کر کے جلیسیر کی طرف چلا گیا۔ دہلی نے جب وہ میں کوں پر خمیہ زن ہوا تو سلطان محمد کو اُسکی خبر ہوئی تو وہ اپنے سپاہ اور بیڑنگاہ کو جلیسیر میں چوڑ پا ہے ہزار سوار بھی کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا۔ شہر کے بیایوں دروازہ پر پہرہ اُنکا مہاجم ہوا مگر حملہ آور دوں نے

ہوتے ہی بادخوت ایسی اُسکے دماغ میں سنائی کہ وزارت سے بادشاہی پر قدم بڑھانے کی آزدہ دل میں آئی۔ بندگان فیروز شاہی بے سازش اس ارادہ سے کی کہ سلطان ابو بکر کو مار ڈالے۔ مگر جب بعض امراء شاہی کو اُسکی بہنی معلوم ہوئی تو انہوں نے اُسکو اُسکے ہمراہ یوں حیثیت اس دنیا سے رخصت کیا۔ ابو بکر پاس دہلی تھی۔ خزانہ اور نیل خانہ قبصہ میں تھا اُسکی سلطنت کو تقویت روز بروز ہٹا جاتی تھی کہ اسی زمانہ میں ہم صغر کو سفرا نام میں سامانہ کے ایساں صدھے نے دعائے اپنے حاکم سلطان شہ خشنل کو جو ابو بکر کا خیر خواہ تھا مار ڈالا۔ اور سامان پر قبصہ کر کے اُسکے مکانات کو لوٹ لایا اور اُسکے متعلقین کو بھی مار ڈالا اور اُسکا سرکast کرنگر کوٹ میں محمد شاہ ناصر الدین پاس بھیج دیا اور اُسکی امداد کا عددہ کیا۔

## ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین محمد شاہ پس خورد سلطان فیروز شاہ

بارہ باب

جب نگر کوٹ میں محمد شاہ ناصر الدین کو مک سلطان کے مرے نکی خبر پہنچی تو وہ نماجی سامانہ میں آیا۔ ۵ ربیع الآخر ۱۰۷۸ھ کو وہ یہاں تخت سلطنت پر بٹیا۔ سامانہ کے امراء صدھے اور اس نوح اور کوہستان کے مقدموں نے اُسکے ساتھ اتحاد کر کے قول داقرار کئے اور دہلی کے بعض ملک اور امیر ابو بکر کو جوڑ کر اُس سے آن کر لے گئے۔ اس طرح سامانہ میں اس پاس بیس ہزار سوار اور بہت سے پیادے نجع ہو گئے اور دہلی کے قریب پہنچنے مک پاچس ہزار سوار ہو گئے۔ ابو بکر کو اُسکے قریب آئیکی خبر ہوئی۔ بندگان فیروز شاہی محمد شاہ ناصر الدین کے دشمن جان تھے وہ ابو بکر کے ہوا خواہ ہے۔ ۵ ربیع الآخر ۱۰۷۸ھ (۲۳ اپریل ۱۶۶۹ء) سلطان محمد شاہ نے کوشک جہاں نامی قامت کی ابو بکر فیروز آباد میں معاپنی پاہ اور متعلقین کے تھا۔ ۲۔ حجاجی الاول کو شہر کے کوچہ بازار میں ان دونوں بادشاہوں کے لشکروں میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اُسی وین بہادرناہ ہر سوائی تمعنہ اپنے لشکر کے ابو بکر سے آن ملا جس سے اُسکو بڑی تقویت ہوئی۔ پھر دوسرے روز شہر میں ان دونوں لشکروں میں لڑائی ہوئی سلطان محمد کو شکست ہوئی۔ وہ اپنے نلکوں کی طرف بھاگا۔ دونہار سوار سیست جتنا پار آتکر ردا بہ میں گیا۔ یہاں سے اپنے بیٹے شاہزادہ ہٹایوں خاں کو پاہ جمع کرنے کے لئے سامانہ بھیجا۔ ملک زین الدین ابو راجا اور نائبے کمال الدین بھی اور راہبے گل چند جھٹی کو اُسکے پر جاؤ۔

تغلق شاہ بن فتح خاں نے ماج شاہی سر بر کھا اور اپنا لقب غیاث الدین تغلق شاہ اختیار کیا اور سکنے اور خطبہ میں یہی نام حاری کیا۔ ملک زادہ فیروز بن ملک تاج الدین کو وزیر مقرر کیا اور اسکو خواجه جہاں کا خطاب دیا۔ اوسکو اور بہادر ناہر کو بہت سالشکر دیکر شاہزادہ ناصر الدین محمد شاہ کے کام تمام کرنے کی لئے حکم دیا اور سلطان امیر شاہ سامانہ اور راستے کمال الدین کو اور اور امراء کو آنکے ہمراہ کیا۔ سرور میں جب اس شکر کے آئی خبر ہوئی تو ناصر الدین محمد شاہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور قلعہ بیتاں میں تھصن ہوا جب شکر وہی بیان بھی آگیا تو اس سے د کچھ لڑاگر تھکت پائی اور قلعہ کونہ بچا سکا۔ آنکے آنکے وہ جا بجا بجا گتا پھر اور وزیر کی فوج اسکے پیچے پیچے پڑی پھری۔ مگر جب وہ قلعہ نگر کوٹ میں جا پہنچا تو اس قلعہ کی استواری کو دیکھ فوج نے اسکا پچھا چوڑا اور واپس چلی آئی۔

تغلق شاہ نوجوان تھا۔ زمانہ کے نشیب دفران سے آگاہ نہ تھا جو ان کی سی میں آگیا اور عصیش د عشرت میں دوب گیا۔ سلطنت کا سارا کام امیروں کو دیدیا۔ خاصاً پناہ اکام ہی سمجھا کہ عزز و اقارب کی گروں پر پھری پھریتے۔ اپنے سے بھائی سالار شاہ کو بغیر کسی سیو جبکے قید خانہ میں بیجا۔ اس کا پچھہ بھائی ابو بکر شاہ بن فتح خاں بن سلطان فیروز شاہ ڈر کے مارے ایک کونہ میں جا چپا اور مو قعہ پا کر اس نے ملک رکن الدین نائب وزیر اور امراء بندگان فیروز شاہی کو اپنا طفدار بنایا۔ ان دنوں میں بندگان فیروز شاہی (فیروز شاہ کے علاموں) کو بڑا اختیار تھا۔ انہوں نے فیروزہ آباد میں ملک بمارک کبیری امیر الامر اکو قتل کیا جس کا محل میں ٹراشور غل بچا۔ بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی وہ خاکخاں دنیہ کو چڑھا لیکر ایک دروازہ سے جنما کی طرف نکلا جا گا۔ مگر نائب وزیر رکن الدین کو اس بھائی کی خبر ہو گئی اس نے بندگان فیروز شاہی کو ساتھ لیا اور دنوں با دشاہ دوزد دنوں با دشاہ وزیر کو جا کر کلکٹلیا اور سرم کا سید باراستہ انکو بتایا اور اسکے سروں کو کاٹ کر محل کے رو برو ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۱۷۹۱ء مطابق ۱۹ ار فوری شمسیہ کو ہوا۔ یہ تغلق ثانی بھی پانچ میسینے اور دو بادشاہی کا مزاہکہ گیا۔ ذکر سلطنت ابو بکر شاہ بن فیروز شاہ بار بار

بندگان فیروز شاہی نے اس واقعہ کے بعد ابو بکر شاہ کو محل سے باہم لے کر ایک ہاتھی پر بٹایا اور سر تپاق پہنچایا اور سلطان ابو بکر شاہ کے خلاف سے اسکے پکارا۔ رکن الدین کو وزیر بنایا۔ مگر فیروز

خدا تعالیٰ کی مہربانی سے میری دلی آنزو و تمبا یہ تھی کہ میں فقراء اور مساکین کی پرورش اور بد کروں اور آنکے دلوں کو تسلیم کروں جب میں نے کسی فقیر کی خبر سنی تو میں ملاقات کو گیا اور اُسکے سارے اخراجات کا انتظام کیا تاکہ محب الفقراء کے لئے جو غمیں موجود ہیں وہ مجھے ملیں جب کوئی شخص عمومی کو ہونا پوری عمر کا ہوا تو میں نے اُسکے گزارہ کے لائق وظیفہ مقرر کیا اُس سے کما کہ جوانی میں جو گناہ تھے ہیں اب اُس سے توبہ کر اور آئینہ کوئی کام خلاف شرع نہ کر اور بالکل اپنادل غصبی میں لگا اور وہاں کی تیاری کر اور دنیا سے اپنادل اٹھائیں نے اُسپر عمل کیا کہ تو نگردوں کا یہی عمل ہے کہ وہ دیانتدار خریبوں کی پرورش کرتے ہیں اور جب کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو اُسکے بچوں کے دوست مری ہو جاتے ہیں۔

جب کوئی اعلیٰ عہدہ دا بادشاہی مر گیا تو میں نے اُسکے عہدہ پر اُسکے پیٹھے مقرر کر دیا کہ اسکو اپنے باپ کی سی عزت اور تو قیصر حامل ہو اور کوئی ضرر اسکونہ پوچھے۔

خدا تعالیٰ کی عنایت سے میں نے ب سے بڑی عزت و عظمت یہ حامل کی ہے کہ خلفاء و جو نائب رسول اللہ ہیں اور جنکے بینے اجازت کے کسی بادشاہ کو سلطنت کرنا رواہیں ہے انہوں نے مجھ سلطنت کرنیکی اجازت دی اور ایک سنبھیجی ہے جسیں مجھے نائب خلیفہ قرار دیا ہے اور رسید السالیمان کا خطاب عطا کیا ہے خلعت دلوں توار امگشتی مرحمت کی اور نشان قدم کا تعمیری عزت کے لئے عنایت کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میں اکنام طبع و تابع و دوست رہا تھا۔

میں نے جو یہ کتاب لکھی ہے اُس کا اول سبب یہ ہے کہ میں پہنچنے پر دردگار کی ان بختوں کا شک ادا کر دوں جو اُس نے مجھے عطا کی ہیں۔ دو مجوہوں نیک اور کامران ہونا چاہتے ہیں وہ اُسے پڑھ کر سیکھیں کہ اُنکے مقصد حامل کرنے کا یہ طریقہ ہے جسکو خدا ہمایت کر رہا ہے وہ اُس پر عمل کر رہا ہے کہ انسان کا انصاف اُسکے اعمال کے موافق ہو گا۔ اور جو نیک کام کئے ہیں اُنکی جزا یہیں۔

**ذکر بادشاہی غیاث الدین تغلق شاہ نانی بن فتح شاہ بن سلطان**

### فیروز شاہ بار بک

نہم پہلے لکھہ آئے ہیں کہ جس روز سلطان فیروز شاہ نے وفات پائی اوسی دن فیروز را بابویں

ہوں۔ وہاں دارالشفا میں ان مریضوں کا علاج ہوگا اور خدا اپنے فضل سے شفایگا۔  
میرے مرنی اور مالک و آقا سلطان محمد تغلق کے بعد سلطنت میں جو لوگ قتل ہوئے  
تھے انکے والوں کو اور ان آدمیوں کو جن کے اعضا، ناک آنکھیں دست و پابریدہ ہوئے  
تھے میں نے خدا تعالیٰ کی ہدایت سے انہی بخشش دی کہ انہوں نے اقرار نامے لکھ دیے اور انہی  
گواہوں کی گواہی کرادی کہ ہمکو اب سلطان محمد پر کوئی دعویٰ نہیں ہے ہم اُس سے راضی ہیں  
یہ سارے اقرار نامے ایک صندوق میں بند کر کے دارالامان میں سلطان محمد تغلق کی قبر کے سرہنہ  
رکھ دیے ہیں اس لائید سے کہ خدا اپنا کرم میرے اس مری اور مہربان پر کرے اور ان آدمیوں کو اُس  
سے راضی کراؤے اور خدا نے مجھے یہ ہدایت کی کہ دہات و معافیات اور ادارات فوظائف جو  
پہلی سلطنتوں میں انکے مالکوں سے چسن کر غالصہ خزانہ شاہی ہو گئے تھے۔ ان سب مالکوں کو  
میں نے حکم دیا کہ وہ دیوان میں اپنی اسناد لا لیں اور اپنا حق ثابت کرن جبکا حق ثابت ہوا ہی  
جاندہ اور کو را گذاشت کر دیا۔ خدا کے فضل سے اس نیک کام کرنے پر مجبور کیا گیا اور آدمیوں نے اپنے  
حتوق جن کے وہ سخت تھے پاتے۔

میں نے کافروں کو مسلمان کرنا بھی چاہا اسلئے اشتار دیدیا کہ جو شخص مسلمان ہوگا وہ جزیہ  
سے معاف کیا جائیگا۔ جب یہ اشتار دیدیاں کے کاون تک پہنچا تو بہت سے گروہ کے گروہ ہنڑے  
اسلام سے مشرف ہوئے چاروں طرف سے روئے وہ آتے ہیں اور اسلام اختیار کر کے جزیہ سے  
بڑی ہو جاتے ہیں انکو تھفے دیے جاتے اور انکی تعظیم کی جاتی ہے۔

خدا کے فضل و کرم سے میں نے بندگان خدا کی زمینوں اور ناموس کو محفوظ رکھا اور اپنی  
سلطنت میں انکی حفاظت کی اور کسی آدمی کی طلیت کا ایک چیز میں نے نہیں چھینا۔ اگر ہمدردہ والوں  
نے مجھے کماکہ فلاں سوداگر لا کموں روپیہ کا آدمی ہو گیا ہے اور اس آدمی کے لاکموں روپیے  
مجھ ہو گئے ہیں میں نے ان بخربوں کو لعنت ملامت سرزنش کر کے کماکہ چپ رہتا کہ لوگوں کو  
انکی غمازی سے بچات ہو میری اس مہربانی کے سبب سے بہت سے میرے دوست اور معادوں ہوئے  
ہیں۔ نیا صنی کے کاموں سے نیکانامی جاہل کرو۔ دولت جمع کر کے شہرت نہ ملائیں کرو۔ ایک بفظ القیوب  
کا پہبے نکے خزارہ است بترہنے۔ ایک احسانمند کی دعا، بے شمار دولت سے اچھی ہے۔

سلطان علاء الدین کے دوسرے اعظم ملک تاج الملک کا فوری کی قبر وہ گئی تھی میں نے اسکو باکل از سرفون بنا دیا یہ وزیر مطیع با وفا غلام تھا۔ وہ نہایت دانشمند غریب نام تھا اور بہت سے ملک اُس نے وہ فتح کئے تھے کہ جن پر پہلے بادشاہوں کے گھوڑوں نے سُم زر کئے تھے۔ آن میں اُس نے علاء الدین کے نام کا خط پڑھا یا۔ اسکے پاس ہزار سوار تھے۔

دارالانعام۔ یہ بڑے بڑے آدمیوں کے دفن ہونگی جگہ تھی اسکے نئے دروازے صندل کے بنوادیے اور مشور آدمیوں کے مقبروں نئے غلات اور پردے بنوادیے۔

ان مقبروں اور مدرسوں کی مرمت اور از سرفون تعمیر کا خرچ اُنکے قدیمی اوقاف کی آمدی سے کیا گیا۔ مگر ان صورتوں میں کہ پہلی آمدی ان عمارتوں کے فرش۔ روشنی اور مسافروں اور زائروں کے اسباب آسائش کے لئے نہ تھی تو میں نے دفات اُنکے لئے وقفہ کر دیجی جنکی آمدی سے ہمیشہ خرچ چلا جائیگا۔

سلطان محمد تغلق شاہ نے جماں پناہ کی بنیاد ڈالی تھی اسکو میں نے پورا بنوادیا۔ وہ میر صرفی دھرم بان اُستاد تھا۔

وہی میں پہلے بادشاہوں نے جنتے قلعے دھصار بنوائے تھے اُن سب کی مرمت میں نے کردا ہی۔ نامور سلاطین اور اولیاء کے مزاروں کے زائرین اور مسافروں کی آسائش اور آرام کے لئے اور ان تمام چیزوں کے خرچ کے لئے جو ان مقدس مزاروں کے لئے ضروری ہیں اپنے بادشاہوں نے جو دفات و زینیں اور عطايات و قفت کئے تھے وہ سب میں نے بدستور ہماری کراہیے اور ان عمورتوں میں کہ اوقاف نہ تھے جنکی آمدی سے یہ خرچ چلتے میں نے خود ایسے اوقاف اُنکے لئے رقم رکر دیجی جنکی آمدی سے ہمیشہ اُنکا خرچ چلیکا اور اس سے مسافروں کو اوس مقدس بزرگوں اور علماء کو فائدہ پہنچے گا۔ وہ مجھے اور پہلے فیض رسانوں کو نہایت میں دعاؤ میں گے۔

میں نے خدا کی عنایت سے ایک دارالشفاء بھی بنوائی جس میں ادنیٰ اعلیٰ مرضاویوں کا علیج ہوا کرے۔ اطباء حاذق اُنکی چار یونگی شخصیں کریں اُنکی صحت کی تیزی کریں اُنکی دواعیں دا بخوبی کریں اوقاف سے فدا اور دوائی کی قیمت لے بجا ریاضیم سافر۔ وضعیت و شریعت۔ غلام۔ آزاد جیسا

حوض شمسی سلطان المنش کا حوض) میں بعض شر برآمدیوں نے پانی آئنے کی راہوں کو بند کر دیا تھا میں نے ان شر برآمدیوں کو سزادی اور اسی کے پانی کے مبنوں کو پھر جاری کر دیا جو حسن علائی (سلطان علاء الدین کا حوض) اٹ گیا تھا اور اس میں پانی بالکل نہ تھا۔ اسپر کسان گھیتی کرتے تھے اور اسیں کنوئیں کھود لئے تھے۔ جسکے پانی کو وہ پیچتے تھے میں نے ایک قرن بعد پھر از سر نو اسکو صاف کرایا۔ اب سال بساں وہ پانی سے بھرا رہا۔

سلطان شمس الدین المنش کا مدرسہ بالکل خراب ہو گیا تھا میں نے اسکو از سر نو بنوایا اور صندل کے دروازے اُس میں لگائے مقبرہ کے ستون جو یہ پچ گڑیے تھے انکو پہلے سے زیادہ اچھا بنوادیا جب مقبرہ بننا تھا تو اُس کا صحن مدور نہیں بنایا گیا تھا اب میں نے اسکو بنوادیا تھر کے اندر کھلاٹ کر جو زیرہ گنبد کا بنایا گیا تھا اسکو میں نے اور زیادہ پڑھا دیا۔ چاروں برجوں کا پشتہ جو گرد گیا تھا اسکو از سر نو بنوایا۔

سلطان شمس الدین کے بیٹے سلطان مفرزالدین سام کا مقبرہ ملک پور میں تھا وہ ایسا کھنڈر ہو گیا تھا کہ کہیں قبر کا نشان نہ معلوم ہوتا تھا۔ میں نے بنج کو از سر نو بنوایا اور احاطہ کی دیوار کچھوں اور چوبی ترہ بنوایا۔

سلطان شمس الدین کے بیٹے سلطان رکن الدین کا مقبرہ ملک پور میں تھا میں نے اسکے احاطہ کی دیوار کچھوں اور نیا گنبد بنوایا اور خانقاہ بنوائی۔

سلطان علاء الدین کے مقبرہ کی مرمت کرائی اور صندلی دروازے اُس میں لگاوائے آبدار خانہ کی دیوار اور مدرسہ کے اندر جو مسجد بھی اسکی خفری دیوار بنوائی اور چھوپر کا فرش نبیوں سلطان قطب الدین اور سلطان علاء الدین کے بیٹوں خضرخان۔ شادبی خان۔ فردی خان سلطان شہاب الدین۔ سکندرخان۔ محمدخان عثمان اور اُس پر توں پر پوتوں کے مقبروں کی مرمت کرائی اور از سر نو بنوایا۔

شیخ الاسلام نظام الحسن والدین کے گنبد کے دروازوں کی اور تریکی جالیوں کے کام کی جو صندل کا بنایا تھا اور مرمت کرائی اور گنبد کی چاروں بڑا بڑوں میں سو نیکے بھمار لٹکائے اور اُنکی تبلیغی خانہ بنوایا جو پہلے یہاں نہ تھا۔

اور آلات پر تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ مگر مجھے خدا تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ میں نے حکم دیا۔ یہ تمام تصویریں ان چینوں پرست مٹا دی جائیں۔ اور ان چینوں کا استعمال موافق شرع کے ہو اور جو تصاویر اور پیکار مکانوں کی درود دیوار پر بنی ہوئی تھیں انکو میں نے مٹا دیا۔

شانزدہ ہم پہلے امر اکالی باس اکثریتی وزریافت و کنواب کا ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ خوبصورت ہوتا تھا۔ مگر غیر مشتریع۔ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ میں نے حکم دیدیا کہ شرعِ مصطفوی کے موافق لباس پہنا جائے اور ایک انگشت عرض سے زیادہ وزریافت اور کنواب وغیرہ لباس بیس نہ عرض جو لباس غیر مشروع تھا اسکو میں نے منوقف کر دیا۔

خدا تعالیٰ نے مجھے سب سے زیادہ یہ توفیق دی کہ میری یہ آمد و ہوئی کہ میں رفاه عام کیلئے عمارت تعمیر کر دیں سو میں نے بہت سی مسجدیں۔ مدرسے۔ خانقاہیں تعمیر کرایاں جن میں علماء نقشبندی فضلدار ناہم۔ خابدند اکی عبادت کریں اور اونکے بنانے والے کو دعا دیں۔ نہیں کھدو ایں ورثت گلواسے اور اونکے خرچ کے واسطے زمینیں شریعت کی ہدایت کے موافق وقف کیا جیں۔ شپنگیں کہ شرعاً اسلامیہ کے عالموں کو بہت پچ کی تکلیفیں ہوتی ہیں۔ میں نے اُنکے ضروری خرچوں کے لئے وظیفے مقرر کر دیے کہ انکی آمدی ہمیشہ معین و مستقل رہی۔ انکی تفصیل میرے وقف نامہ میں موجود ہے۔

خدا تعالیٰ کی عنایت سے میں نے پرانی عمارتیں جو پہلے سلاطین و امراء کی خراب و دیریں پڑی تھی اور زمانہ نے انکو پراپر کر دیا تھا انکی مرمت کرائی اور اُنکے آباؤ کرنے کو میں نے اپنی عمارتوں کے تعمیر کرنے پر مقدمہ تھما۔ دہلی کی مسجد جامع جو سلطان مغزال الدین سام نے تعمیر کرائی تھی اور اُنکی کے بہب سے خراب ہو رہی تھی اور اسکی تعمیر کی ضرورت تھی اسکو میں نے ایسا بنوادیا کہ اب وہ نئی مسجد معلوم ہوئی ہے۔

سلطان مغزال الدین سام کے مقبرہ کی مغربی دیوار کہنہ اور اُسکے دیوار کے تختے بو سیدہ ہو گئے تھے میں نے انکو اُسراف بخوا دیا۔ اور اُسکے دروازے اور محابیں صندل کی گلکاری کی بخوا دیں۔ سلطان مغزال الدین سام کا بینا بھلی سے گپڑا تھا اسکو میں نے سہلے سے بھی زیادہ بلند بندا دیا۔

اسلام کا جو شہنشاہ اور بیس سلطنت چاہا کہ اس الزام سے دامنِ اسلام کو پاک کر دوں جیتن روزیہ  
یا جو مہم ہو رہا تھا میں خود وہاں لگایا اور میں نے حکم دیا کہ خاص ہندو جو سرگرد وہ ہیں وہ قتل  
کئے جائیں میں نے عامہ ہندوؤں کو سخت سزا نہیں دی۔ مگر آنکے بخواون کو دھوا دیا اور اُسکی جگہ  
مسجدیں بنادیں میں نے دو قصیبے یہاں آباد کئے ایک کا نام تغلق پورا اور دوسرا کا نام سالار پورا  
رکھا۔ یہاں پہلے کافر بست پرست بتوں کی پوجا کرتے تھے اب وہاں مسلمان خدا سے برحق کی عبادت  
کرتے ہیں۔ الحمد لله۔ یہاں پہلے کافر دن کا گھر تھا۔ اب وہاں مسلمان آباد ہیں اور صوم و صلوٰۃ و فریض  
نہ ہی ادا کرتے ہیں اذانیں سنانی دیتی ہیں۔

ڈوازدھم۔ مجھے خبر لگی کہ صالح آباد میں ہندوؤں نے ایک نیابت خانہ بنایا ہے اور  
وہاں وہ بست پرستی کرتے ہیں۔ میں نے آدمیوں کو جیجہ کاں مندر کو مسماہ کرایا اور باطل پرستی  
کا انداز دیا۔

پانزدھم۔ موضع گوپانہ میں ہندوؤں نے ایک نیا مندر بنایا تھا اور وہاں جمع ہو کر مراسم بنت  
پرستی کو ادا کرتے تھے وہاں کے آدمی گرفتار ہو کر نیرسے دہر دا آسٹہ میں نے حکم دیا کہ اس شرکت  
کے جو بانی مباشی ہیں اُنکی بچپن کی تشمیز کی جائے اور وہ نیرسے محل کے دروازے کے سامنے  
قتل کئے جائیں اور میں نے یہ بھی حکم دیا کہ کفر کی کتابیں اور بیت اور طرود فت جو بتوں کی پوجا ہیں  
کام میں آتے ہیں یہ سب اُن سے چھین کر جلا دیے جائیں اور ہندوؤں کو میں نے تنبیہ اور تهدید  
کر دی کہ وہ آئینہ اسلام کے ملک میں ذمی ہو کر ایسی شرارت کا کام نکریں۔

پانزدھم۔ پہلے بادشاہ کے ہونکے ہاں یہ دستور ہو گیا تھا کہ بادشاہی دستروں کو جو اپنے  
چاندی کے برتن پتے جاتے تھے اور تواروں کے پیغاموں اور ترکشوں کو زر و جواہر سے مرصع  
کرتے تھے میں نے ان باتوں کو منع کر دیا اور حکم دیا کہ نیرسے ہتھیاروں میں ہڈیوں کی قبیلے  
و سستے وغیرہ لگائیں اور طرود فت سیکی و طلا، کا استعمال موافق شرع کے ہو۔

پانزدھم۔ پہلے زمانہ میں یہ دستور ہو گیا تھا کہ امرالیاس نہیں دز رفعت، پہنچتے تھے اور  
بادشاہوں کے درباروں میں یہ انہی عزت کی نشاذ ہوتی تھی۔ اور زرینوں اور لگکا موں گلکو ٹبیں  
بغمودیوں پیانوں پیانوں چمچوں؛ نابوں صراحیوں۔ آفابوں پیغاموں۔ پردوں کریمیوں اور تمام ٹپیں

سزا بکے قتل نظر کیا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے عقبی میں اُنکا صلہ دیگا۔  
نعم۔ عین ہرزوکے مریدوں میں ایک شخص خاص نے جرات میں اپنے قیں شیخ بایا اور  
مریدوں کا ایک گروہ پیدا کیا ہے روبروہ انہی کہتا اور مریدوں کو ہدایت کرتا کہ وہ کہیں کہ  
انت الحص انت الحج اور یہ بات اُمی سے اور کہی کہ میں ایسا باادشاہ ہوں کہ کبھی مرنے کا نہیں  
اُس نے ایک کتاب میں اپنے سارے کلمات لکھے۔ وہ زیخیر دیں میں گرفتار ہو کر میرے روبرو  
آیا۔ اُس کا جرم ثابت ہوا میں نے اُنکو سزا دی اور اُسکی کتاب کو جلا دیا اغرض اس طرح اُسکے  
مشاد سے میں نے نومنوں کو بچایا۔

دہم۔ شرع اسلام کے خلاف یہ ایک رسم مسلمانوں کے شرود میں جاری ہو گئی تھی کہ  
پالکیوں دگاریوں میں گھوڑوں پر چڑھوں پر عورتیں سوار ہو کر اور غول کے غول پایاہ پا عورتیں  
شہر سے باہر مزادوں پر بزرگوں کے عسوں میں اور زیارت کے لئے جائیں۔ بدمعاش اور باش  
بند شرودوں کو موشک ایسے لٹتے کہ اُنہیں وہ اپنے دل کے ارمان پرست نکالتے ہیں ہے حکم دیا  
کہ جو عورت مزادوں پر چاہیگی تو سخت سزا پائیگی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب کوئی معتر عورت قبروں کی  
زیارت کو نہیں جائی۔ یہ دستور بالکل موقوف ہو گیا۔

یازدہم۔ ہندوؤں اور بہت پرستوں نے زردیہ اور جزیہ دینا قبول کر لیا تھا اور اُس کے  
عوض میں بناں و مال کی عفاظت کا ذمہ بادشاہ نے لیا تھا۔ اب اُنہوں نے شہر میں اور جوانی شہر  
میں نے تجھانے ظرافت شرع بنانے شروع کئے تھے۔ میں نے خدا تعالیٰ کی عنایت سے ان تجھانوں  
دھوادیا اور جو ہندو سراغنہ کئے انکو قتل کرایا اور باتی کو دہم کر کر یا کوڑے لگاؤ کر چھوڑ دیا۔ اور  
یوں الدام اسلام کے ذمے سے بالکل آچھی گیا۔ اُسکی ایک مثال یہ ہے کہ موضع بلوہ میں ایک تالہ  
تحاچسکو کہنے کئے ہے یہاں ہندوؤں نے اپنے مندر بناتے تھے اور خاص دلوں میں ہندو یہاں  
گھوڑوں پر سوار ہو کر اور ہتھیار لگا کر آتے تھے اور اُنکی عورتیں اور پسچے بھی پالکیوں اور گاریوں  
میں ٹھیک آتی تھیں۔ ہزاروں ہندو جمع ہو کر اپنے بونکی پوچا کرتے تھے۔ ایسی بے خبری ہری تھی  
کہ دہاں پانار لگتا تھا اور اُسکی دکانوں میں بھی طرح کی عین کہتی تھی۔ پھر ان میلوں میں بعض  
بچپا مسلمان بھی تقریباً شرکیں ہوتے تھے بہب اُسکی خبر نہیں کہاں تک پہنچی تو سیم سیمے دلہیں

بیویاں بھوپیلیاں تھی شرکیک ہوتی تھیں۔ مرد اپنے تینیں نہیں پر اس طرح آفادہ کرنے تھے جیسے کہ یہ عبادت میں مصروف ہیں اور ہم مردوں عورت کا کپڑا پکڑ لیتا ہے اُس سے ہم صحبت ہوتا ہیں نہ اس فرقہ کے مرداروں کا سرکبو اکرا در باتی کو قید کیا یا جلا دوطن کیا اس طرح اس بداغانی کو دو کریا ہے۔ ایک فرقہ ایسا تھا کہ اُس نے الحاد کا چاہا مہ پن لیا تھا اور کوئی قید نہ ہے کی باتی نرکھی تھی اور آدمیوں کو گمراہ کرتے تھے اسکام شدہ احمد بماری تھا۔ وہ دہلی میں رہتا تھا اور اسکے مردوں کا ایک گروہ اسکو خدا کہتا تھا۔ احمد کو معد مردوں کے بخیروں میں قید کر کے میرے رہوں لانے اور مجسمے کہا کہ یہ احمد اپنے تینیں پغیبہ کہتا ہے اور اُسکے مردوں میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ خدا یعنی احمد بماری دہلی میں آتا ہے۔ جب تحقیقات سے یہ سب حال ثابت ہوا تو میں نے انگلو قید کیا اور اوروں کو سمجھایا کہ وہ توہہ کریں اور اسیے عقیدہ سے بازاً میں اور انکو مختلف شہریں میں بھیج دیا کہ اس بندہ بہ فرقہ کا اثر نہ پھیلے۔

ہاشتم دہلی میں ایک آدمی رکن الدین رہتا تھا اور وہ کہتا تھا کہ میں مددی آخرالزماں ہوں اور میں علم لدنی رکھتا ہوں۔ میں نے کسی سے کچھہ لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا مگر ہیں ساری چیزوں کے نام جانتا ہوں آدم سے اس دم تک کسی پغیبہ کو یہ علم نہیں حاصل ہوا اور میں علم الاسرار جانتا ہوں وہ اپنے تینیں پغیبہ خدا کہہ کر لوگوں کو گمراہ کرتا تھا۔ بڑے بڑے آدمیوں نے اس کا یہ حال بیان کیا اور اس پر شہادت دی رکن الدین کو میں نے اپنے سامنے بلوایا اور اُسکی بدعانت کی تحقیقات کی جس سے یہ ثابت ہوا کہ وہ مخداد بدعنتی ہے۔ بختیان مذہب نے اس پر کافر ہونے کا فتوی دیا اور واجب القتل اُسکو اسلئے طیہ رکیا کہ وہ الحاد میں اسلام کو سیاہ تاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسکا جلد علاج نہیں کیا جائیگا تو اس کا مذہب و باکی طرح پہل جائیگا اور مسلمان اپنے سچے عقیدے سے ہٹ جائیں گے۔ مذہب کے خلاف ایک سرکشی ہو گی جس میں بہت سے آدمیوں کا ستیا ماس جائیگا۔ میں نے حکم دیا کہ اس شخص کی تمام شرارت اور بدعست کا اعلان مسلمانوں کے ہر فرقہ کے علماء میں خواص زعما میں کیا جاتے اور منفی جو سزا چاہیں وہ دیں۔ انہوں نے اُنکے معاونین و مردوں نکے بدوں کے پرنسے اُزادیے اور ہمیوں کو چکنا چور کر دیا۔ اس طرح یہ بلاطلی۔ میں خدا کا شکار سمجھا ہوں کہ ایسے ہے نجت میں مذہب کی اشاعت کے لئے اور ان بندہ ہمبوں دشمنوں و بدعیتوں دمکار دیکی

چنگی غلبہ کتابی بیل گری - ماہی فرمائی - صابون گری - ریسان فردشی - روشن گری - بھرن جھوپن جوں کی  
چنگی بیجنواںی (رخود بریانی) تہ بزاری - جھاہا - قمارخانہ - دادگانی - کوتولی - احشاب کرہی چوالی  
مصادرات ان سب کوئی نے موقوف کر دیا اور حساب سے خالج کر دیا۔ اگر ان کر دیں میں سے  
کوئی مخصوص نہ گایا، سے وصول کر گیا تو مزراں مائیگا۔

دل روستاں جمع ہستہ کہ گنج خریشہ تھی ہے کہ مردم ہر رخ

خرانہ عامرہ میں رہتی رہ پیہ واخی کیا جاتے ہے جو شرعاً جائز ہے اور فرقہ نجیکی اجازت دیتے ہے  
وہ یہ ہیں اول خزانہ زمین مزروعہ کی پیداوار کا دسود حصہ۔ پھر زکوٰۃ۔ صدقہ۔ مسلمانوں سے جزیہ  
ہندوؤں سے اور اسکے سوار کانوں کی پیداوار کا پاخوان حصہ جب تکیں کا حکم شرع نہ ہیں دیا اسکا  
خرانہ شاہی میں داخل ہونا حرام ہے وہ نہیں لینا چاہئے۔

چارم یہ سے عمدہ سے پہلے اس دستور پر عمل تھا کہ کفار سے جو غنیمت ہاتھ لگتی تھی اُس کا  
پاخوان حصہ پاہی گردیا جاتا تھا اور پاخوئی حصہ دیوان شاہی میں داخل ہوتے تھے۔ مگر شرع کا  
حکم اس سے بالکل برعکس ہے کہ پاہی کو چار حصے دیے جائیں اور ایک حصہ خزانہ شاہی میں داخل ہو  
شرع کے حکم کے بالعکس عمل ہوتا تھا۔ اسلئے ہر شخص جو غنیمت حاصل کرتا اسکو اپنی بلک سمجھتا تھا اسی  
سبب سے بوئیدی عورتوں کے اولاد ہوتی تھی وہ حرام کی دلائل نہ ہوتی تھی۔ میں نے اس قاعدہ  
کو موقوف کر کے شرع کے موافق یہ حکم جاری کرایا کہ غنیمت کا ایک پاخوان حصہ خزانہ شاہی میں  
داخل ہو اور چار پاخوئی حصہ پاہیوں کو دیے جائیں۔

پرچم شہروں نے یہ ادھ کیا تھا کہ اپنے نہ سب کے مردوں کو پڑھائیں اور اپنے نہ سب کے  
رسالوں اور کتابوں کو شایق کریں اور وعظاً کمیں اور اصحاب پر تبرکاتیں۔ میں نے ان سب شیعوں کو  
دکر فنا کر کے اپنی علیلوں اور ضمالت کیتھیں کر دیا اور جو شیعہ ایمن زیادہ غالی تھے انکو سیاست  
کی اور باتی کو تغیریز ماذیب و شہیر و زبر و توزیخ کی۔ انکی کمیاں نکو نظر کوہ عام میں جلا دیا۔ خدا تعالیٰ  
کی عنایت سے اپنی فرقہ کا اثر بالکل زائل ہو گیا۔

رشتم ایک گردہ مددوں کا تھا کہ وہ خلافت کو گمراہ کرتا تھا۔ رات کو اوقات و مقامات معینہ  
میں اپنے ٹندروں کے جلسے پرستے تھے اس میں دوست اور اجنبی دنوں محل ہوتے تھے انہیں انکی

پاؤں ناک کان کا کھانا۔ انکو بکار گلکو نہیں۔ اُن میں سلاں پھر زادا نہیں میں سیسے گرم گرم دالنا  
باہمہ پاؤں کی ہڑیوں کو ہتھوڑوں سے کچلنا جسم کو آگ میں جلانہ دست و پا و سینے میں مخون کا ٹھوکنا  
پسے بریدہ کرنا۔ آرہ سے آدمی کو دو مکروں میں چینا اور اسی فتح کی خزانیں دینا توفیق الٰہی میں نہ  
ان سب سزاوں کو جو شہر کے خلاف تھیں ہوتے کیا اور سملانوں کا خلاف شروع قتل ہونا بند  
کر دیا۔ یہ خزانیں تو اسلئے دیجاتی تھیں کہ رعایا رکے دل میں خوف و دہشت بیٹھ جاسے اور قوانین  
سلطنت کو کمال حفظہ اتحکام ہو۔

### ملک را گرستدار می خواہی۔ تیغ را بھیستہ ار پا پید داشت

کو سلاطین بیشی نے اپنا نام بنایا تھا دہ یہ نہ سمجھے کہ ملک کافراں ملوار کے اختیار میں ہی ہے  
بلکہ الک الملک کے ہاتھ میں۔ خدا کے فعل و کرم سے میں نے اس ظالم و ستم کو رافت و رحم سے  
بدل دیا۔ جس سے رعایا کے دل میں ادب و رعسب سلطنت وہ قائم ہو گیا کہ پھر سبھے میں لٹھنے کی اور  
اور کوڑے مارنے کی اور طرح طرح کی اپنیں دیتے کی حاجت نہیں رہی۔ بادشاہ یہ نہیں جانتے کہ  
انسان کس مصیبت سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکو ان نو ہمینے پیٹ میں کس مصیبت سے رکھتی ہے اور  
وہاں برس دودھ پلانے میں کمی تکمیل فیض اٹھاتی ہے اسکو وہ دفعہ بیجان کر سکتا ہے اور میں یہ خیال  
کرتا ہوں۔

نگہ کرن کہ ایں مادرِ مہ سنج برآن طفل خود چند بردست بیخ  
یں سے ارادہ نصر کر لیا ہے کہ کسی مسلمان کافون ناچ نہوںے دوں اور جو قاضی مفتی  
شرعی بنتلیں اُنکے سوا کوئی اور سزا انکو نہ ہو سکنے پاۓ۔

دو مرتبہ پہلے بادشاہوں نے ہندوستان کو دارالاسلام بنایا تھا کہ پیروں سے ملک  
میں پھر کرمسجدوں اور منبروں کو تعمیر کرایا۔ اسلام کے عقاید کی خوبیوں کو پسالیا اور اسلام کو متکلم  
کیا۔ انہیں کا نام نامی جمعبعد عییدین کی شہزادوں کے خطبوں سے پچھلے بادشاہوں نے غایج کیا۔  
میں نے حکم دیا۔ اکی موافق دستور کے انکام اور خطاب خطبوں میں پڑا جایا کر دے تاکہ اس تقریب  
سے انکی امریزش کی فائتوں کو دوام حاصل ہو۔ سوم پہلے سلطنتوں میں خزانے میں مال ناوابب نامشروع  
کریں ہستے دائل ہوتا تھا ممنوعی بگ۔ دلائی بازاری خزاری امری نزب۔ بگل فروشی جیسی بیوں

کئے حکم دیا کہ اُنہیں ہے بعض کتابوں کا ترجمہ کیا جائے۔ ان ترجموں سے اغواۃ الدین خالد خانی کی ایک کتاب مشہور ہے دلائل فیروزہ اس کا نام ہے وہ نظم میں ہے اور اسیں حکمت طبعی و شکونی و نخواول اور علم بخوبی کا بیان ہے ایک اور کتاب عروض علم موسیقی میں اور دوسرے علم الحمارہ یعنی پاتریازی میں سنکرت سے ترجمہ ہوتی اور اسی فتحم کی کتابیں چند اور سنکرت سے فارسی زبان میں ترجمہ ہوتیں دنارت مصنایں کے سبب سے وہ سب سے ماحصل معلوم ہوتی ہیں تاًیخ فیروز شاہ صنیاۃ الدین برلنی اسی بادشاہ کے نام پر گئی گئی ہے اور اسی کے عمدہ میں ختم ہوتی ہے اس میں دن برس کا حال اس بادشاہ کی سلطنت کا لکھا ہے تفسیر تاماً رخانی اور فادی تاماً خانی دنوں اسی بادشاہ کے عمدہ میں تصنیف ہوتی ہیں۔ تاماً رخان کا حال یہ ہے کہ وہ جس روز ماری کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اسی دن ایک لڑائی کی افراطی میں سلطان محمد شاہ تغلق کو ہاتھ لگایا تھا بادشاہ نے اُسکو اپنے بچوں کی طرح پر درش کیا اور جب بڑا ہوا تو اُسکو ربہ اعلیٰ کا امیر نہزادیا جسکے کاموں کا ذکر تاًیخ میں لیا گیا ہے عین الملک نے جسکو عین ماہرو رکھتے ہیں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں مگر صرف ایک کتاب عین الکی مشہور ہے سب سے زیادہ عمدہ تصنیف خود ابر بادشاہ کی ہے جس کا نام فتوحات فیروز شاہی ہے جس کا حال آگے بیان ہوتا ہے اور اسکا خلاصہ لکھا جانا ہے

## خلاصہ تاًیخ فتوحات فیروز شاہی

فیروز آباد کی جامع مسجد میں ایک گنبد ہشت پہل بنوایا تھا۔ اسکے ہمراہ میں اس تاًیخ کا ایک باب کنڈہ کرایا تھا۔ باب اول میں اوقاف مسجد کا ذکر اور اسی کے صرف کی تفصیلت و دصیت کا بیان ہے دوسرے باب میں جو کچھ لکھا ہے اسکا خلاصہ یہ چیز لکھا جاتا ہے۔ اس کتاب سے سلطان فیروز شاہ کی عفت و سعادت بے تکلف معلوم ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بادشاہی کے حقوق بدل دیا تھا۔ بعد حدود غفت کے ساتھ ادا کرنا چاہتا تھا۔ اپنے ندیہ کی تعلیم و ترمیح کا دلی شوق رکھتا تھا۔ بعد حدود غفت کے وہ اپنے کاموں کی تفضیل جس طرح کرتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ اول پہلے بادشاہ ہونکے زمانہ میں ادنیٰ اولیٰ جرمون پر مسلمانوں کی خوبیزی ہوتی تھی۔ اور انواع انواع کی تعذیب و تعریف پر انکے سلسلہ عقائد تھیں۔ باخت

## بادشاہ نے شہر میں جو عجائب اُبادت جمع کئے تھے

ایک بوسنے قد کا آدمی تھا جس کا قد ایک گز اور سرتین آدمیوں کی برابر۔ دو آدمی دراز قدم بنا کر رنگ نیا اور قد اتنا لمبا کہ دراز قد آدمی انکی تکمیل آتا۔ دو سورتین جنکی سپستان اور ڈار ڈھنی دلوں تھے۔ ایک گو سفند تین پاؤں کی جو خوب دوڑتی اور طبیعتی تھی۔ سیاہ کو اجسکی چونچ لال تھی۔ گائے پانچ پاؤں کی جسکا ایک پاؤں گرد़ن سے تخلا ہوا۔ مجھلی کا سر باختی کے سر بن خرطوم کی برابر طبیعت پسیدہ منقار سیاہ۔ ایک گائے جسکے سم گھوڑے کے سے تھے۔ اس بادشاہ کے عمدہ کی ایک حکایت استخوان عجیب کی بھی مشورہ ہے۔ جب سلطنت میں بادشاہ دہلی آیا تو اُس نے دیکھا کہ نزدِ رکے نزدیک ایک پھٹری ہے کہ اُس سے پانی لختا ہے اور دریا سے تنلے میں جاتا ہے اور اُسکو سرستی کہتے ہیں۔ اب یہ سرستی ایک ندی ہے جس سے سیلیم کہتے ہیں۔ اس دو آبہ میں جو فاعلہ ہو گدہ ایک پشته عظیم ہے اگر اُسکو گھوڑیں تو آب سرستی دریا سے تنلے کے اندر جانے لگے۔ چھروہاں ہی سرمند اور مصروف پور میں اور بیان سے نام میں ہمیشہ پانی جاری رہے۔ بادشاہ سوار ہو گردہاں گیا اور پچاس ہزار بیلہ اور جمع کر کے اس پشته کو کھدا و انسان شروع کیا۔ اس پشته میں سے ہاتھیوں اور آدمیوں کی ہڈیاں نکلیں۔ آدمی کے ہاتھ کی ہڈی تین گز لبی تھی جسکا ایک حصہ پھر ہو گیا تھا اور ایک حصہ استخوان تھا۔ ہاتھ کی ہڈی بیس درعہ کی تھی ایسا احتمال ہوتا ہے کہ کوروں اور بانڈوں کی لڑائی میں یہ آدمی اور ہاتھی مارے گئے ہونگے انکی یہ ہڈیاں زیر خاک رہی ہوں گی۔ فوجختانی طبقات الارض کے عقق کہتے ہیں کہ گوآدمی کی ہڈیاں ہزاروں برس کی دستیاب ہوئیں مگر اب تک کوئی ہڈی یہی نہیں نکلی کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ پچھے آدمی زمانہ حال کے آدمیوں سے زیادہ طویل القائمت اور فربہ ہوتے ہوں۔ اسلئے یہ استخوان کی داستان پایہ اعتبار سے ساقط ہے گواہیں ایسیاں کو یقینی ہے کہ قدیم زمانہ میں اس زمانہ کے آدمیوں سے آدمی طویل القائمت اور عظیم الجہش ہوتے تھے۔

### بادشاہ نے زمانہ کی تصنیفات

جب بادشاہ نگر کوٹ میں تھا تو وہ جوا لاکھی بھی دیکھنے گیا۔ دہاں برہمنوں کی تصنیفات کی ایک ہزار تین ہو گتائیں ہو چو دپائیں اُنہیں سے بعض کتابوں کے مصنفوں پنڈ تو نو مبوک اگرستے اور پسند

بیگار بھنگتیز کے اُنکے جاؤز نہیں چھوٹتے رہتے۔ اپنرا سیا خلیم ہونے لگا تھا کہ شہر میں بی پاری غربت سو نہیں آتے سختے اور اس سبب سے نہ ک اور علّه کا بجا وُ طرہ جاتا تھا۔  
قاصی ضرالد نے ہاتھی پرسوار ہو کر ان مخصوص لوں کی موقوفی کا استمار دیدیا۔ ان مخصوص لوں کی موقوفی سے ملک کی آمدی میں تین لاکھ ٹلنگہ کی آمدی کا نقشان ہوا۔

### ایک بڑہ میں کا جلانا اور پرہمنوں سے جزیہ لینا

ایک بڑہ نے اپنے گھر میں تجارتہ بنائے مسلمان عورتوں کو اسلام سے برگشتہ کرنا شروع کیا تھا۔ اس بڑہ کے بابیں علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو جلا یا جائے۔ اس بڑہ نے جلدی قبول کیا مسلمان ہونا نہیں منظور کیا۔ اسلئے بادشاہ نے اسکو اپنے دروازہ کے آگے جلا دیا۔ اب تک پہلے مسلمان بادشاہوں نے بڑہ نوں سے جزیہ کبھی نہیں لیا تھا۔ مگر فیروز شاہ کے عہد میں تمام کام شروع کے موافق ہوتے تھے۔ علماء نے فتویٰ دیدیا کہ بڑہ کی اصل جگہیں سب کر اول اس نے جزیہ لینا چاہتے۔ جب بڑہ نوں کو یہ معلوم ہوا تو چاروں شہروں کے بڑہ جمع ہو کر بادشاہ پاس کو شکب شکار میں پوچھے اور انہوں نے دہائی مچائی کہ ہم سے کسی بادشاہ نے پہلے جزیہ نہیں لیا۔ اب کیا ہم نے خطا کی جو یہ جزیہ ہم پر لگایا۔ ہم بادشاہ کے محل کی دیوار کے پیچے ابھی لکڑیاں جمع کر کے جل جائیں گے مگر جزیہ نہیں دینیگے۔ بادشاہ نے کہا کہ میری جو تی سے تم ابھی جل جاؤ میں جزیہ نہیں معاف کرو گا۔ پہلے بادشاہوں کی تقدیم نہیں کرو گا۔ معاف کی امید مجہد سے زکو یہ سذھکر بڑہ نوں لے فاقہ کرنے شروع کئے جب اور بندوں نے دیکھا کہ یہ بڑہ نوں یوں ہاک ہو سکے جاتے ہیں تو انہوں نے انکو سمجھایا کہ تم جزیہ کے لئے اپنی جان نہ کھو ہم سب ملکہ تما راجزیہ او کر دینیگے۔ اس وقت جزیہ تین طرح کا لیا جاتا تھا اول چالیس ٹلنگہ دو میں ٹلنگہ سوم دین ٹلنگہ۔ بڑہ نے آخر عاجز ہو کر بادشاہ سے جزیہ کے تحفیض کرنیکی درخواست کی بادشاہ نے دش مقرر ٹلنگہ ہر بڑہ پر جزیہ مقرر کیا۔ ہر ایک ٹلنگہ چالیس جیلیں کا تھا۔

### حلیہ سلطانی فیروز شاہ

یہ بادشاہ گورا تھا۔ ناک اسکی اورچنی سختی۔ دار حکمی۔ میانہ قیہ۔ نعمان خان بن بالغ

جب فیروز شاہ نے سرمنڈایا تو اکثر لوگ نے سر کے بالوں کو دُور کیا۔

## بادشاہ کا نام مشتریع اور خلوق کی نام مشتریع باقاعدہ و رکنا

جب بادشاہ نے سرمنڈایا تو اس نے ان روشنوں کو دُور کیا جو نام مشتریع اور خلق کو نام مشتریع تھیں اور جو محصول نام مشتریع رعایا پر لگ گئے تھے انکو دُور کیا جنکی تفصیل یہ ہے۔

یہ ایک دستور ہو گیا تھا کہ بادشاہ اپنی خلوت کا ہوں میں بخارخانے مقصودوں سے بُرائتے تھے اور اُسیں تصویریں جانداروں کی ہوتی تھیں بادشاہ نے حکم دیدیا کہ کسی جاندار کی تصویر یہ نہیں بنائی جاسے اور اسکی جگہ باغ و بوستان کے نقشے قفرج طبع کے لئے کھینچے جائیں۔ یہ بھی بادشاہ ہونکا دستور تھا کہ وہ سعی چاندی کے بر تنوں میں لحاظ کے پیتے تھے اسکو بھی خلاف شرع سمجھ کر منع کر دیا اور اسکی جگہ نگین اور گلی بر تنوں کو رواج دیا۔ جلوہ شاہی میں علماء مراتب و ماہی مراتب میں تصویریں ہوتی تھیں انکو بھی دُور کر دیا۔ بادشاہ کی خدمت میں علام و ضحاکا زمرہ ہمیشہ رہتا تھا جن مخصوصوں کو اُنہوں نے بادشاہ کو بتایا کہ نام مشتریع ہیں انکو بادشاہ نے دُور کر دیا گواہ سے آمدی ملک میں کی ہوئی تفصیل ان نام مشتریع مخصوصوں کی ہیں۔ اول دانگانہ۔ سوداگر جو سراسے عدل میں کپڑے لاتے اور اسکی زکوٰۃ موجب ادا کر دیتے بعد زکوٰۃ ادا کرنے کے وہ تمام کپڑے ضریبہ میں لاتے اور ایک دنکے پر اُنے ایک دانگ لیا جاتا۔ اس محصول سے دیسی دپر دیسی تاجر بڑے پر مشیان خاطر ہوتے کپڑے کے تجینہ کرنے میں الکاران شاہی انکھا ناک میں دم کرتے اُنکے اس باب کو ڈال رکھتے بادشاہ نے یہ محصول معاف کر دیا۔ دوم دہلی میں ایک اور محصول مشتعل تھا وہ دکانوں اور مکانوں کی زینی پر ایک کبر تھا یہ زین کا کر بادشاہ نے موقوف کر دیا۔ اسکی آمدی ڈیڑھ لاکھ تک ہتھی۔ سوم ستھاری موقوف کی یہ محصول تھا بابوں سے لیا جاتا تھا کہ جو گائے وہ ذبح کریں تو بارہ جیل ہر گائے پیچے دیا کریں اس محصول کی بھی بڑی آمدی تھی۔ چارم روزی کو موقوف کیا۔ سوداگر خواہ کسی طرح کے ہوں جب وہ غلہ بنلاک و قند و شکر تری و قماش اور بار برداری کے جانوروں پر لاد کر شہر میں لاتے تو بادشاہی آمدی اُنکے جانور و نکو گرفتار کر کے پڑانی دتی ہیں لیجاتے دہلی سات حصان نامار تاحداروں سکن دیان پرستہ تھے اُنکی اینٹیں ایک روزان جانوروں کو فیروز آباد میں ٹھہونی پر تھیں لغبہ اس

بڑا فائدہ ہوا۔

بادشاہ جانا تھا کہ جب آدمی بیار ہوا اور کوڑی پاس نہ کوڑی پاس نہ تو کیسی اُسکو جسمانی دو روحانی تکلیف ہوتی ہے اسلئے اُس نے شفا خانہ جسکو صحت خانہ بھی کہتے تھے جاہی کیا امیں غریب مسافروں اور شہر کے آدمیوں کو دادغذا مفت ملتی تھیں اُنکی خدمت سب طرح کی بیان ہوتی تھی۔ بادشاہ نے بڑے آباد اور زرخیز بہات و قفت کر دیے تھے کہ اُنکی آمد نی دیوان خیرات اور دارالشفاء میں بُرخ ہو۔ اُس نے حافظوں و علماء کے بُریخے مقرر کر دیے تھے ایسی خیرات کا بُرخ چھتیں لاکھ سنکھ سالانہ تھا۔ چار ہزار دوسو آدمیوں کو خیرات سے مشاہرہ ملتا تھا۔

## بادشاہ کے جشن اور جلسے

دو نوں عیدوں اور شبرات اور نوروز کو توجیہن بڑی وہوم وہام سنتے ہوتے اور جلسے ہر جمعہ کی نماز کے بعد چاروں شہروں سے داستان گو۔ گوئیے اور ناجائز دائلے اور پہلوان کشندیگی اور کرتب دکھانے والے آتے۔ اول گانا اور پھر کشتی۔ پھر کرتب اور سب کے بعد داستان گو ہوتے۔ پھر ان سب کو ابغام دیا جاتا ہے اُنکے ساتھ ہوتے تو انکو بھی انعام ملتا۔

## قالیں زیارت میں خواب کی تعقیبیں

بادشاہ جو بڑا کام شروع کرتا اور جب کسی مہم پر جاتا تو اذل قرآن شریف میں فال دیکھتا اور اُس پر عمل کرتا۔ لپٹے اڑے و قتوں میں اور نہات کے سرائجام دینے میں دلیوں کے مزار و نکی شیرات کرتا مشینج کی خدمات میں جاتا اور آن سے استمداد باطنی کا طالب ہوتا۔ وہ شکونوں کو مانتا تھا۔ خواب کی تعقیب کو سچ جانا تھا ۱۴۷۶ء میں وہ سالار مسعود کی فرار کی زیارت کو نہ رایج ہیں گیا۔ وہاں کئی روز پھر ایک دن خواب میں دیکھا کہ سالار مسعود اُسکی ڈارچی پکڑ کر یہ کہتے ہیں کہ اب تیری پیری آئی آخترت کی تیاری کر جب صحیح ہوئی تو شاہ فیروز نے خانم ملکت دلوک لکھ کر عاصی اپنا سرمنڈا ایسا میں یہ اسمار بتایا کہ آئیت سکے نازل ہونے پر آنحضرت نے آخر میں سرمنڈا ایا تھا اور اُنکے سرمنڈا نے بُریخے سبب سے اُنکے اصحاب نے بھی سر کے بالوں کو جد کیا تھا۔ اتنی طرح

ایک آدم بیتل کا جسکو آدم کہتے تھے اور ایک پاؤ بیتل کا جسکو بیگ کہتے تھے جاری کیا جس سے خرید و فروخت میں آسانی ہو گئی۔ ایک دفعہ دو محبروں نے بادشاہ کو خبر دی کہ حضور کے سکھ ششگانی میں ایک جہہ کی برابر کھوٹ ہے۔ بادشاہ نے یہ سکرخان جہاں وزیر سے اس خبر کو کماوزیر نے عرض کیا کہ بادشاہی سکھ کا حال باگہ عورت کا سا ہے کہ اگر اسکی عصمت میں جھوٹا یا سچا ذرا سا بھی دھبہ لگ گیا تو پھر اسکو خواہ وہ کیسی صاحب جمال و کمال ہو کوئی نہیں پوچھتا۔ اگر اس کھوٹ کی تحقیقات علی الاعلان کی جائیں اور وارذہ عالمگار پر جرم ثابت ہوگا تو حضور کے سکھ کا اعتبار بالکل اٹھ جائیگا اور پھر اسکو کوئی ہاتھ میں نہیں لیگا۔ اسلئے بہتر ہے کہ خفیہ تحقیقات ہو۔ نیز مکمال کجر شاہ تھا۔ وزیر نے اس سے کہا کہ تم اصل حال دریافت کر د کہ تمہارے الہمکاروں نے بکھوٹ ملایا ہے یا نہیں۔ بعد تحقیقات کے کجر شاہ نے اصل حال وزیر سے کہ دیا کہ کھوٹ ملایا گیا ہے پس اس کھوٹ کے چھپانے کے واسطے ناروں سے صلاح کی گئی انہوں نے یہ حکمت بتائی کہ ہم بادشاہ کے رو بردنچے بلاۓ جائیں اور ایک جہہ چاندی کسی کو ٹھہر کے اندر موسم سے بند کر دیجیا ہم کو ٹھہر کو ٹھٹھائی میں ڈال کر سکھ کا ٹھہر ہونا بادشاہ کو دکھائیں گے چنانچہ یہ کام اسی طرح کیا گیا۔ اس دارونہ مکمال کی عزت مہ گئی اور اس کام کی جایدہ میں اسکو خلعت عنایت ہوا اور اسکو ہاتھ پر سوار کیا اور بازاروں میں اس کا گشت کر دیا اور منادی کی گئی کہ سکھ بالکل ٹھہر ہی محبر قیدی میں ہے۔

## دیوان خیرات و شفاعة کا بیان

سلطان فیروز نے لڑکیوں کی شادی کے لئے ایک دیوان خیرات مقرر کیا جن غریب آدمیوں کی لڑکیاں جوان ہو جاتی ہیں اور وہ مغلسی کے سبب سے ان کا نکاح نہیں کر سکتے تو رات دلن انکو فرنکر رہتا ہے۔ خوت کے مارے خدا سے دعا دمانگتے رہتے ہیں کہ ہماری عزت کو، سچائی تو، بادشاہ نے حکم دیدیا کہ جن مغلس کی بانغ لڑکی ہو رہے دیوان خیرات میں اپنے جال کو بیان کرے۔ عمدہ داران دیوان خیرات اس کی تحقیقات کر کے اسکی حالت کے موافق اسکو خیرات دیدیں۔ اول درجہ کے مغلسوں کو پہاڑ ٹنکہ۔ درجہ دوم کو تین ٹنکہ۔ درجہ سوم کو بیس پیسے ٹنکا۔ ثالث صرف اپری خیرات نے ہزاروں لڑکیوں کی شادیاں ہو گئیں اس کا رخیرے

ہر سال نیا خرید اجانا۔ جاڑے کے موسم میں جامدار خانہ کے لئے چھ لاکھہ ملکہ کا اور بہار و گرمی کے موسم کے لئے جدا اباب مول لیا جاتا۔ علم خانہ میں ہر سال اتنی ہزار ملکہ کا۔ فرانشیز نئے داشتے دولکھ ملکہ کا اباب خرید اجانا۔ ہر ایک کارخانہ کا اہتمام کسی خان یا ملک بزرگ کے پرداختا تھا۔ جامدار خانہ کا عہدہ ملک علی و ملک اسمبلی کو تھا۔ فیل خانہ ملک شاہین کو اور سگ خانہ ملک قصر بہرام کو علم خانہ پر یا جگا و برکاب خانہ ملک محمد حاجی کو زرادخانہ و سلاح خانہ ملک مبارک بیگرا اور ایسے ہی اور کارخانہ ملک و امراء کے پرداختے۔ بادشاہ کماکر تباختا کہ دنیا میں دو گوہ بہر طفیل یا دوجوہ مشریع ہیں۔ ایک گوہ بہر اقطاعات و پرگنات و معاملات و درسراگوہ کارخانجات بمحصول اقطاعات ان کارخانوں میں خرچ ہوتا ہے۔ میرے ایک کارخانہ کا خرچ ملکان کی آمدی سے کم نہیں ہے ان کل کارخانوں کا ہمیتم خواجہ ابوالحسن تھا۔ سارے کارخانوں کی فرمائیں اول اس پاس جاتیں ان کارخانوں کے حساب کا دفتر جب تھا۔ مگر وہ دیوان وزارت میں رہتا تھا۔ بادشاہ کے پانچ بنگہ گھوڑوں کے صطبیل تھے اور دہلی کے اس پاس چند ہزار گھوڑے رہتے تھے۔ شتر خانے دہات میں رہتے تھے ان دہات کی آمدی اسیں خرچ ہوتی تھی۔ اس بادشاہ کے عہد میں سارے کارخانے کارخانوں کا اقطاعی کی آمدی کا حساب نہایت درست رہتا۔ آمد و خرچ کا خوب محسوسہ لیا جاتا تھا مگر بادشاہ علم حساب سے بے بہر تھا اسلئے وہ دیدہ و داشتہ ان حسابوں میں حصہ لو شی کرتا تھا۔ اہل کاروں کے ہاتھ میں یہ سارا حساب تھا۔

### بادشاہی سکے

اس بادشاہ نے بہت طرح کے سکے چلائے۔ ایک سونے کا دوسری چاندی کا ملکہ تھا اور باقی اور سکے تھے جنکے نام چپل و مہشت گانی۔ بست و پنج گانی۔ بست و چار گانی۔ دواز دہ گانی دہ گانی و مہشت گانی۔ کشش گانی و یک چیل اور انکی قیمتیں ۴۰۰-۲۵۰-۲۳۰-۱۲۰-۸۰-۴۰۔ ایک چیل تھیں۔ بادشاہ کو یہ خیال آیا کہ خرید و فروخت میں جب خریدنے والوں اور بچپنے والوں کو ایک چیل سے کام پڑتا ہوگا تو اس نیں اپس میں کیسے فیصلہ ہوتا ہوگا۔ اگر بچپنے والا کسی غریب خریدنے والے کو آدمیا پاؤ چیل و اپس نہ کرتا ہوگا تو اس کا نقصان ہوتا ہوگا۔ اور اگر کوئی خریدار فروشنہ کو آدمیا پاؤ چیل نہ دیتا ہوگا تو اُس کا زیان ہوتا ہوگا۔ اس لئے اُس جتنے دو اور زیستے

جب کوئی حادثت بنائی جاتی تو اسکے تجھیں کی برآمدہ دیوان و نراثت بناتا اور اس کا برد پسیہ خزانہ سے پہنچ جاتا کہ تعمیر عمارت میں روپیہ کے ہونے سے تو قوت نہو۔

## بادشاہ کا بیکار آدمیوں کو باکار کرنا

بادشاہ کا حکم تھا کہ شہر میں کسی کار و بیکار کا آدمی بیکار ہو تو اسکا حال دریافت کر کے کو توال شہر بادشاہ کے رو برو لاتے۔ کو توال شہر محلہ داروں سے ایسے بیکار آدمیوں کا حال تحقیق کرتا۔ بعض ایسے بھلے ماں بھی بیکار ہو ستے کہ مارے شرم کے اپنی احتیاج کو زبان پر نہ لاستے آئکوا اور آدمیوں کو جو اپنی بیکاری کا اظہار کرتے بعد تحقیقات کے کو توال بادشاہ کے رو برو لاتا۔ بادشاہ ہر بیکار کو حسب حیثیت بر سر کار کر دیتا۔ اگر اہل قلم ہوتے تو کارخانوں میں بھی جتنا اگر کوئی کارکن عاقل ہوتا تو اسکو خان جہاں کے حوالہ کرتا۔ اگر کوئی آدمی یہ درخواست کرتا کہ میں فلاں امیر کا غلام بننا چاہتا ہوں تو امیر سے بادشاہ سفارش کر دیتا اور اگر وہ کسی خاص جا گیردار کا غلام بننا چاہتا تو اس جا گیردار کے نام فرمان جاری کرتا۔ جہاں ان بیکاروں کا گردہ جمع ہوتا تو ان کو سکونت کے لئے مکانات سلطنتی غرض بادشاہ یہ خوب جانتا تھا کہ آدمی بیکار رہنے سے کیا کیا خون جگر پیا ہے اس نے ان پر یہ نوازش فرمایا اسکے برع دالم کو کم کرتا تھا۔

## کارخانجات فیروز شاہی کے اساب کی شرح

بادشاہی کارخانے چھتیں تھے۔ ہر کارخانہ کا خرچ سالانہ بہت کچھ تھا اسکے لئے اساب بہت جمع کیا گیا تھا۔ انکے اساب میں زرین شیوں در صع و مکمل اشیاء بھی ہوتی تھیں۔ یہ کارخانے دو طبق کے کھلاتے تھے ایک راتبی یعنی معمولی دوسرے غیر راتبی یعنی غیر معمولی۔ راتبی کارخانے یہ تھفیل خانہ۔ پالگاہ یعنی صطبیل بطبع شراب خانہ۔ شمع خانہ۔ شتر خانہ۔ سگ خانہ۔ آبدار خانہ اور ایسے ہی اور کارخانے۔ ان راتبی کارخانوں کا خرچ ماہوار ایک لاکھ ساٹھ ہزار بیس بیکہ کا تھا۔ اور اساب اور ملازمین دشائگر و پیشی کی مشاہدروں کا خرچ بھی اسیق را در تھا۔ غیر راتبی کارخانے یہ تھے جا۔ ایدخانہ۔ پلخ خانہ۔ بڑا شخانہ۔ رکاب خانہ اور ایسے ہی اور کارخانے۔ انہیں اساب

بادشاہ اول اسکا شکار کرتا بعد اسکے گھی اور شکار کے درپے ہوتا۔

## رضاہ عاصم گی عمارت

دہلی میں جتنے بادشاہ اپنکا تخت پر بیٹھتے تھے ان سب پر فیروز شاہ عمارت رفاه عاصم کے بنائے میں سبقت لیکیا۔ اُس نے شہر حصہ کو شکار بان۔ بندھ۔ مساجد۔ مقبرے نے بہت تعمیر کئے۔ بخیں سے مشورہ شہزادی۔ فیروزہ حصہ فتح آباد کے بنائے کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے اُنکے سوارہ یہ نے شہر اور آباد کئے۔ فیروز آباد۔ فیروز آباد ہارنی کھیڑہ۔ تغلق پور کا سمنہ۔ تغلق پور بلوک کوٹ جون پور اُنکے سوارہ اور مقامات میں بھی آرام اور خلیفہ نے کئے حصہ حکم دشکم بنائے۔ اُس نے یہ کو شکار ( محل ) تعمیر کرائے۔ فیروز کو شکار۔ بزول کو شکار مہندواری۔ کو شکار شہر حصہ فیروزہ۔ کو شکار فتح آباد۔ کو شکار جونپور۔ کو شکار شکار۔ کو شکار بندھ فتح خاں۔ کو شکار نساورہ۔ اور ضیوط بندھ بنائے۔ بندھ فتح خاں۔ بندھ جاہس میں آپ نرم ڈالا۔ بندھ مہہ پالپور۔ بندھ شکر خاں۔ بندھ سالورہ۔ بندھ دزیر آباد۔ دارود صادر کے لئے خانقاہیں اور سراہیں تعمیر کیں۔ دہلی اور فیروز آباد میں اُس نے ایک سو بیس خانقاہیں بندگان خدا کی آسائش کے لئے بنائیں۔ سال کے تین سو ساٹھ دن میں کوئی دن خالی نہ جاتا تھا کہ وہ عمور نہ ہوتی۔ اور انہیں بادشاہ کی طرف سے سافرونی خاطرداری اور غریب نوازی ہوتی۔ ان خانقاہوں کے سنتی متولی دعیدہ دار متعین تھے اور خزانہ شاہی سے اُن کا خرچ نقد ملتا تھا۔ ملک غازی شحنة میر عمارت تھادہ تعمیر کے کام سے خوب نامہ تھا اور عجلہ حق عرف جاہر نہ سوندھارا سکا ناتب تھا۔ ہر قسم کے کاریگروں چوب تراشوں۔ سنگ تراشوں۔ آہنگر وغیرہ شجنة معتبر تھا۔ اُس نے پہلے سلاطین کے مقبرہ و نکی اور مشارع کے مزار و نکی مرمت بھی کرائی۔ بادشاہوں کا دستور تھا کہ وہ بزرگان دین کو وہاں دنیں و دنیں وقت کر دیتے تھے کہ انکی امدی سے وہ مقابر و مدارس میں خیر خیریات جاری رکھیں یہ بدباط خراب دویران ہو گئے تھے اور متولی انکی امدی سے محسر دم ہو گئے تھے۔ اور مقبرے شکستہ پڑے تھے بادشاہ نے ان دہاٹ کو آباد کیا، مقبرہ و نکی مرمت کر کے پہلے اُنکو اچھا بنا دیا متوالیوں کو جوان اوقات سے خروم ہو گئے تھے جمال کر دیا۔

مینا کو پہنچ گئے۔ نہیں اکھیر سکے گامگرا میک مسلمان بادشاہ فیروز شاہ نامی پیدا ہو گا وہ اُسکو اپنی جگہ سے ہلا دیگا۔ اس عبارت کا حال کسی ضمیمے میں لکھیں گے۔ تیمور حرب آیا ہے تو اُس نے ان دو میاروں کو دیکھ کر کہا کہ فیروز شاہ کے سوار کسی بادشاہ نے ان میاروں کی برابر دیر پا یا دگار نہیں بنائی۔ بس سراج نے اپنی تایخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مجھے شریعت زاد دس سنے یہ روایت کی کہ یہ شیخین مینا بحیم کے ہاتھ کی لاٹھیاں تھیں بھیم ٹڑا پہلوان اور عظیم القامت تھا۔ ہاتھیوں کو مشرق سے مغرب میں بھینک دیتا تھا۔ ہندو نکی تایخ میں لکھا ہے کہ ہزار من روز اُسکی خواز اک تھی۔ کوئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس تمام حصے میں ہندور ہتھے تھے اور آپسیں رہتے تھے بھیم کے پانچ بھائی تھے۔ سب میں وہی زیادہ بلوان تھا وہ مویشی اپنے بھائیوں کے چڑا یا کرتا تھا اور ان لاٹھیوں سے مویشیوں کو جمع کیا کرتا تھا۔ ان دونوں میں مویشیوں کے قد و قامت بھی مثل اور مخلوق کے طریقے تھے۔ جنکے ہو کائے کی یہ لاٹھیاں تھیں جب بھیم مر گیا تو ان لاٹھیوں کو گاڑ دیا کہ اُسکی یادگار رہیں۔ ضمیمہ میں ان میاروں کا حال پڑھو تو اُس سے تکو معلوم ہو گا کہ اس نے ماں کی اور پہلے زنانہ کی تحقیقات میں کیا نہیں آسان کا فرق ہے۔

## بادشاہ کے شکار کا حوال

بادشاہ ایام غلیست شکار پر عاشق تھا۔ سلطان محمد شاہ تغلق اُسکو سمجھایا کرتا تھا کہ شکار کے سبب سے تو بہت بیکار رہتا ہے اور چڑیا دیا باز کے پیچے ملک داری کے کاموں سے باز رہتا ہے۔ مگر اُسکو تو شکار کی دہت تھی وہ کب چھوٹ سکتی تھی۔ اسکے شکار کی تفضیل کے لئے تو ایک شکار ہداناہ کے تصنیف کی ضرورت ہے مگر بالا جمال یہ کیفیت ہے کہ اُس نے شکاری درندے پھیتے دیسیاں لوٹ بستے ہے شکار کھینے کے لئے جمع کئے تھے تعجب یہ ہے کہ چند شیر بھی اُسکے پاس شکاری رہتے تھے اور شکاری پرندے شاہین باز جترہ بیری بکثرت تھے۔ وہ موسم گرامیں دیباں پورا درسرستی کے درمیان کہ خشک ملک ہے گورخ کا شکار کیجئے کو اور موسم سرمایں بدایوں اور آنزوں میں ہرزوں اور نیل گاہیوں کے شکار کو جاتا تھا۔ یہاں یہ جائز کثرت ہے ہوتے تھے۔ زمین یہاں کم نہ رخیز تھی مگر فقط بادشاہ کے شکار دن کے موسم اماں نے بنانے کے لئے خنکل بن رہی تھی۔ اگر کسی خنکل میں شیر ہوتا تو

پاس تھی اس طرح بہزار محنت و جانکاری اسکو دریا کے کنارہ پر لائے۔ یہاں بڑی بڑی کشتیاں جن میں سے بعض میں سات ہزار اور بعض میں پانچ ہزار من غلہ آتا تھا اور جو چھوٹی کشتیاں بھی تھیں انہیں سے دو ہزار من موجود تھیں۔ بڑی حکمت اور صفت سے ان کشتیوں میں میانا کو رکھا بادشاہ خود یہاں موجود تھا۔ یہ کشتیاں فیروز آباد میں آئیں۔ پھر میانار کشتی سے اُندر کر بڑی جگتوں سے فیروز آباد میں پہنچایا گیا۔ جامع مسجد کے قریب پھر دچوئے کی ایک عمارت صناع معاروں فی پاہیدار بنائی۔ جب ایک پاہی بخاتا تو میانار اس پر چڑھایا جاتا۔ پھر دوسرا پاہی بنا یا جاتا اُس پر میانار بلند کیا جاتا۔ غرض اسی طرح ارتقاء مطلوب پر اسکو مرتفع کیا۔ یہاں اُسکے بعد سے کھڑا کرنے میں بڑی حکمت پنج کیکتی کہ بڑے بڑے موٹے رستے اور حرج لگاتے گئے۔ رستے کا ایک سڑا میانار پر باندھا گیا اور دوسرا سڑا چڑھا کیا گیا اور حرج پھر چڑھایا گیا جس سے میانار آؤده گز بلند ہوتا۔ پھر اسکے پنج سی محلہوں کے تکے لگاتے گئے اور پھر آؤده گز دہ اوپنچا اٹھایا جاتا۔ اس طرح کئی روز میں غودوار اسکو سمیہ ہا کھڑا کیا۔ اُسکے گرد بھنوں کی اڑواریں اور پاڑیں باندھی گئیں وہ کسی طرف بھک کچاتے۔ وہی چوکور پھر جو اُسکے پنج سے نکلا تھا یہاں بھی اُسکے پنج رکھا گیا۔ میانار کے گرد سنگ مرمر اور عباسی کا کام کیا گیا اور چوٹی پر سونے کا لکن لگایا گیا۔ اسلئے اسکا نام میانار ذریں مشہور ہوا۔ اب بھی وہ دہلی میں کوٹب فیروز شاہ میں جسکو کوٹلہ کہتے ہیں موجود ہے اور فیروز شاہ کی لامبے مشہور ہے۔ تاریخ فیروز شاہی شخص سراج عفیف میں لکھا ہے کہ اس کا طول ۳۲ گز تھا جس میں سے آٹھ گز زمین کے اندر اور چھ میں گز باہر تھا مگر بالفعل جس صورت سے وہ کھڑا ہے اس کا کل طول ۲۴ م فیٹ، ایجھے اُس میں سے ہ فیٹ ایجھے دباؤ ہوا ہے۔ دو آبے میں میرٹھ کے اندر ایک اور میانار ایسا ہی کھڑا تھا وہ پہلے میانار سے چھوٹا تھا اسکو بھی بادشاہ نے اُنھوں اور کشک شکار میں لگایا اور بڑا جشن شاہانہ کیا۔ شریعت کی سبیل لگائی جو لوگ اُسکی سیر دیکھنے آئے انکو شریعت پڑایا بادشاہ شخص سیر کے عمدہ میں بارو دے کے اڑلے نے سے اُسکے پانچ ٹکڑے ہو گئے تھے۔ مگر اب انکو زریں نے اُسے پھر عوڑ کر دہلی میں ہندورا دے کے بارے میں قائم کیا ہے ان میاناروں پر کچھ عمارت بھی بکھڑا ہے۔ فیروز شاہ نے بہت پنڈت اور سیوڑے بلاتے بگر کشی سے وہ نہ پڑھی گئی۔ ایک پنڈت نے بادشاہ سے یہ اپکب ڈھکو سلا کھڑو یا کہ اس کنڈہ عمارت کا ملکیوں نہ ہے کہ کوئی بادشاہ

ملک عاد الملک بڑھا ہو گیا تھا اُسکے بعد دیوان عرض کا کام اُس کا بیٹا ملک اسحاق کرتا تھا اُس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بادشاہ کی سپاہ میں آدمی پوڑھے ضعیف اور نکتے بست ہیں انکو حضور بر طرف فرما کر انکی جگہ اُنکے بیٹوں یا غیر آدمیوں کو جو جوان قوی ہوں ملزم فرمائیں۔ اسپر بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تو نے خوب بات عرض کی کہ جب کوئی بوڑھا ہو جاتے تو انکی جگہ اُس کا بیٹا یا کوئی غیر آدمی مقرر کیا جاتے دونوں صورتوں میں بوڑھے کی کمیتی ہے تسلیم بات پر بشیر بوڑھا ہو گیا ہے اول تو اسکو بیوی قوت کر میں پھر اور بڑھو نکو بر طرف کر دنگا۔ اسحاق یہ سنکر لگنا گا ہو گیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر بڑھو نکی جگہ اُنکے بیٹے مقرر کئے جائیں گے تو وہ نافذی کر کے باپ کو تائیں گے۔ اس زمانہ میں اولاد سعادتمند کم ہوتی ہے پس بہتر یہ ہو گا کہ جو کسی پر معمراً ہو جاتے تو اسکی بجائے اُس کا بیٹا سواری میں آئے اگر پسند ہو تو وادا اور واما دنہ ہو تو غلام تاکہ بڑھے گھر میں آرام سے بیٹھیں اور جوان انکی نیابت کریں ۵

رسم است کہ ماں کان تحریر آزاد کرنے بندہ پسیہ

### منارہاں سنگین کا فہلی میں لانا

جب ٹھٹھے کی حکم سے بادشاہ فارغ ہو کر دہلی میں آیا تو وہ اپنی دارالسلطنت کر آس پاس سیرہ شکار کرتا پھرتا تھا وہ سالورہ و خضر آباد میں جو دہلی سے نوئے کوس ہے گیا تو اُس نے موقع تورہ میں ایک سنگین منار دیکھا جو پانڈو نکے عمدہ سے دہاں کھڑا تھا مگر کسی بادشاہ نے اسپر توجہ نہیں کی۔ مگر اُس نے ارادہ کیا کہ اُس سے اکھیر کر دہلی لیجاؤں اور دہاں اسے قائم کر دوں کہ وہ میری بادگار رہے۔ اُس نے اُسکے آس پاس کے دو آبے کے اوپر غیر دو آبے کے پیاپیے و سوار و بلید اربلاستے کہ اُسکے اکھیر نے کے اوزار لائیں۔ سیمیں کی روئی کے ڈھیر کے ڈھیر لگاتے ہیں منار کے گرد سر سے پاؤں تک اس روئی کو لپیٹا اور اُسکے گرد زمین گھونڈی اسپر سیمیں کی روئی کے تکیے بچوائے اور اُس پر منیار کو جھکایا۔ پھر روئی نکال کر اسکو زمین پر چلتا یا۔ اُسکی بنیاد کے پیٹے ایک بڑا چوکور پھرتا اسکو بھی کھو دکر نکال لیا۔ پھر منیار کو بچوں اور سرکنڈوں دوپت خام میں لپیٹا تاکہ کوئی صدمہ اسکو نہ ہو سچے۔ پھر انہاں پھر انہاں کا تیار کیا۔ اور ہر پہیہ کے ڈھرستے میں دس میز کا مصنفو طارستا باندہا ہر رسہ کو دوسو آدمیوں نے کھینچا۔ جتنا یہاں تے

## سپاہ کے حالات

اس بادشاہ کی سپاہ میں کبھی اسی ہزار سوار کبھی نو سے ہزار سوار رہتے تھے۔ ان سواروں کے سوار غلام سوار اور تھے۔ سال بھر یہ سوار خدمات پر مور رہتے تھے۔ اور آخر سال میں اپنی موجودات دیتے تھے۔ اکثر کم قیمت طوڑ دیوان میں سوار لاتے اور سندیجاتے کہ گھوڑے کام کے قابل ہیں۔ بادشاہ کو اکثر اسکی خبر ہوتی مگر اس نے کچھ خبر نہ لی۔ جب سال ختم ہو جاتا اور بہت سے سوار ایسے ہوتے کہ وہ اپنے گھوڑے کا چہرہ لکھوانے نہ آتے تو انکو دو ہلینے کی ہلت دیتا کہ اس عرصہ میں وہ اپنے گھوڑے لا یں۔ اگر اس عرصہ میں بھی وہ گھوڑے نہ لاتے تو بادشاہ کو پھر سبہ دیجاتی۔ ملک رضی جو فرشتہ صفت تھا وہ عارض حملہ یعنی بخششی فوج تھا۔ اس نے عرض کیا کہ سپاہی جو گھوڑے نہیں پیش کرتے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ ہٹلاع میں اپنے اطلاق کو رقمدار مشاہرہ مجاو اقطاع پر متعین ہے لیکن جاتے ہیں یا کسی اور کام کے لئے بھیجے جاتے ہیں جب وہ فارغ ہو کر شہر میں آتے ہیں تو سال ختم ہو جاتا ہے اسلئے یہ غریب ایک آفت میں آجائتے ہیں اور بہت سے ان میں سے اور کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ یہ سنکر بادشاہ نے حکم نافذ کیا کہ جب ایسا ہو کہ کوئی سوار اقطاع میں گیا ہوا ہو تو وہاں کے اقطاع دار کو اپنا گھوڑا معاشرہ کراؤ یا کرے کہ وہ ساری تکلیفوں سے بچے۔ بادشاہ کے اس حکم میں سپاہ پر شفقت مادرانہ و برادرانہ یا می جاتی ہے۔

اپنکو کہا کر رہی کہ ایک بادشاہ سے ایک سوار نے آنکر عرض کیا کہ میرے پاس گھوڑا نہیں ہے بادشاہ نے کہا کہ وفتر میں جاؤ محروں سے کہ سنکر اپنا معاملہ کر لو اسلئے عرض کیا کہ غصبہ یہی ہے کہ محروں سے معاملہ کرنے کے لئے گردہ میں کوڑی نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ معاملہ کرنے کے لئے تجھے کیا درکار ہے اس نے کہا ایک سونے کا ٹانکر بادشاہ نے جیب خاص سے اسکو وہ عنایت کیا۔ اس نے جا کر محروں کی نذر کیا۔ وہاں سے گھوڑے کی سبلگتی۔ بادشاہ کو آنکر اس نے دہ دکھا رہی۔ پہلے زمانہ میں بادشاہ ہونگی ایسے کاموں کی تعریف بہت ہوتی تھی مگر اس زمانہ میں یہ کام اسی چھے نہیں سمجھے جاتے۔

**بسر عما د الملک** کا بادشاہ ہو سپاہ کی بیض کرنا اور بادشاہ جواب پر صواب پنا

کے مناسب و نہ مرد امراء و ملوک میں اُنکی کامرانی کے اندازہ کے موافق اور معاہدہ میں اُنکے راحت خالی کے اندازہ کے مطابق منقسم تھا اور وجہ دار شکر کو اتنی زمین دریجاتی تھی جبکی آمدی سے وہ قاعِ البابی سے زندگی بسکریں اور غیر وجہ دار سپاہیوں کو خزانہ شاہی سے نقد تجوہ ملتی تھی اور جن سپاہیوں کو اس طرح مشاہرہ نہیں بلکہ تھا انکا مشاہرہ اقطاعات کی آمدی پر اطلاق یعنی مقرر کیا جاتا تھا جب وجہ دار سپاہیوں کا اطلاق اقطاع پر ہوتا تو وہ اقطاع دار سے زمین کی آمدی کا نفعت لے لیتا۔ اس زمانہ میں بعض آدمی ان اقطاعات کو خرید لیتے تھے اور اس سے طرفین کو فائدہ ہوتا تھا۔ وہ ایک ہتھی شہر میں سپاہیوں کو دیدیتے تھے اور نصف اقطاع میں لے لیتے تھے بہت سے خریدار اس طرح اطلاق کے خریدنے سے پڑے مالک ہو گئے تھے اور یہ ایک تجارت پر نفعت ہو گئی تھی۔

فیروز شاہ نے مالک کا محصول تمام خلاف پر تقسیم کر دیا تھا۔ ملک کو پر گناہ اقطاعات میں باٹا تھا۔ خال جہاں کی ذات خاص کا تیرہ لاکھ ملنکہ مشاہرہ تھا جس کے عوض میں بہت سے اقطاع دپر گئے ہوئے تھے اُنکی سپاہ اور اولاد اور اہماب کا مشاہرہ اسکے سوا تھا۔ اور امراء و ملوک دخانیں کو اُنکی یافت کے موافق مشاہرہ دنما تھا کسی کو آٹھ لاکھ ملنکہ سیکھو چھ لاکھ ملنکہ کسی کو چار لاکھ ملنکہ۔ اُنکے زمانہ میں کل دخانیں و ملوک غنی ہو گئے تھے ہر ایک کے پاس دولت وزر و جواہر اور الماس قیمتی موجود تھے جب ملک شاہی شحمدہ جو نائب امیر مجلس خاص کا تھامگیا تو اس کے گھر میں سے پچاس لاکھ ملنکہ نقد نکلا اسکے سوا قیمتی گھوڑے اور جواہر بہت سے تھے۔ عاد الملک بشیر سلطانی کی دولت مشہور ہے کہ نقد روپیتے کے رکھنے کے داسٹے ڈہائی ہزار ملنکہ کے ٹاٹ کے تھیلے خریدے گئے تھے ایک ٹاٹ کا تھیلہ چار جیل کو آتا تھا۔ جب ان تھیلوں میں روپیہ کا بھرنا میصلحت نہ ٹھیکرا تو زمین میں اُنکو غله کی طرح مکھتوں میں بھردیا۔ سترہ کر دیا۔ ملنکہ اس کے پاس نفتہ تھا اس سبب سے یہ سلطنت مدت تک لوگوں کی یاد سے فراموش نہ ہوئی۔ جبکہ اس سلطنت کے بوگ زندہ رہے بحسرت اُپس کو یاد کرتے رہے۔

اس خیار ایسی رہی کہ سلطان علام الدین کے عہدگی ارزانی کو جو سب مسلمان بادشاہوں کے عہد سے زیادہ تھی خلقت بھول گئی جم سے سلطان علام الدین کے عہد سلطنت میں لکھا ہوا کہ کس کس ابتلاء اور تکلفات سے یہ ارزانی ہوتی تھی۔ مگر اس بادشاہ کے عہد میں تائیدِ الہی یہ ارزانی ہوتی تھی اس سنتا بکتا تھا کہ دہلی میں گیوں آٹھ جیل فی من اور جوار اور جب چار جیل فی من۔ لشکر میں ایک شخص اپنے گھوڑے کو دلاہو اماج دس سیرا ایک جیل کو خرید کر کے کھلانا تھا۔ سب طرح کا کسپڑا سنتا بکتا تھا۔ سفیدہ نعمتی کپڑا متوسط قیمت پر بکتا تھا۔ جب ان اشیاء کی ارزانی ہوتی ہے تو مخانیاں بنتی ہیں تو بادشاہ نے مخانی کے سنتا بچپن کا حکم دیدیا۔ اگر کبھی بارش کی کمی ہوئے کہ سبب سے اماج گراں ہوتا تو تھوڑے دلوں کے لئے ایک ٹنکہ فی من قیمت بڑھ جاتی اس بادشاہ کے عہد میں چالیس برس تک نہ مخط نے اپنا منہ دکھایا نہ خلقت نے اُس کا منہ دیکھا۔ کبھی گرانی ہوئی یہی حل نہ راست دا بادی کی ترقی کا تھا کہ دو آبہ میں کوہ سکر و دہ دکھل دے کوں تک ایک گانوں نبھی پڑاتے تامغہ خیر آباد نہ تھا۔ اور ایک چھپ بھڑی میں نہ راست سے خالی نہ تھی۔ دو آبہ کے درمیان باون پر گئے تھے جیسے وہ آباد تھے ایسے ہر اقطاع و شق (تمہست) آباد تھی سامانہ کی شدت میں ایک ایک سے کے اندر چار چار گانوں آباد تھے جبکی رعایا ڈری بیگنکری سے اپنی زندگی بس کر کتی تھی۔

سلطان فیروز شاہ کو باغوں کے لگانے کا بڑا شوق تھا۔ دہلی کے آس پاس اُس نے بارہ سو باغ لگاتے تھے جو باغات پہنچے وقت لوگوں کے پاس تھے اُنکو تباہی خیص قیمت دیدیے سلطان علام الدین نے جو تین باغ لگاتے تھے اُنکو بھی اپنی سعی سے بحال کر کے ہنال کر دیا۔ سلوہ کے قریب اتنی باغ تھے چور کے قریب چالیں باغ لگاتے ہر ایک باغ میں سیاہ و سفید انگور سات قسم کر ہوتے تھے اور ایک جیل سیر کبھی تھے۔ ان باغوں میں بہت طرح کے میوے ہوتے تھے اور اُنکی آمدنی بادشاہی خزانہ میں اتنی ہزار ٹنکہ داخل ہوتی۔ سو امراء نکھن ماں کا نہ اور باغبانوں کی تجوہ اُنکی آمدنی میں سے دیکھاتی تھی۔

اس بادشاہ کے عہد سلطنت میں دو آبہ کی آمدنی اُنچی لاکھ ٹنکہ تھی اور ملکت دہلی کی آمدنی چھ کروڑ پچاسی لاکھ ٹنکہ تھی۔ اگرچہ سلطان نے اپنے عہد دولت یہی دانانی کے سبب سے ملکت دہلی کو مختصر رکھا مگر اس پر بھی اسقدر محصول حاصل ہوتا تھا۔ یہ کل حصہ حاصل تھا خالذ ان میں اُنہوں خانیں

## فیروز شاہ کا در پار میں علیجھنا

در پار شاہی تین محلوں میں ہوتا تھا محل صحن گلی۔ اس کا نام محل کہنے یعنی محل انگور بھی تھا دوسرے محل حجج چوپیں۔ سوم محل بارہ عام اُسکو محل صحن میانگی بھی کہتے تھے۔ اول محل خواہیں۔ ملوک و امرا و معارف ذی مرتبہ بعض اہل قلم سے مخصوص تھا۔ محل چوپیں امراء خاص اخاص سے مخصوص تھا محل میانگی عام خلافت کے واسطے تھا۔

دہلی میں فیروز شاہ نے رہنا چھوڑ دیا تھا وہ فیروز آباد میں رہتا تھا جب اُسکو کسی دربار کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ یہاں آ جاتا تھا۔ خان جان دزیر تخت کے نزدیک دایں طرف سے بیٹھا۔ امیر سلطنت امیر احمد اقبال دزیر کے پیچے یا زانو بیٹھا۔ غرض کل امراء کے واسطے جگہیں مقرر تھیں۔ شیخ الاسلام جب آتا تو اسکا استقبال کیا جاتا۔

## امراء ملوک کی محنت و مسرت

سلطان فیروز شاہ کی سلطنت میں کل خانان عظام۔ ملوک اہل اکرام۔ معارف اہل احشام۔ زعفرہ محراج خوش کلام۔ غرض سب اشخاص خواص دعوام۔ آزاد غلام خوش ذخیرہ بیخیم رہتے تھے اور ارام و بینکری سے زندگی بسرا کرتے تھے۔ غریبوں کی آسودہ حالی کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی لکھیوں کی شادیاں چھوٹی عمر میں کر دیتے تھے۔ امراء کو اسقدر بادشاہ کے ہاں سے ملتا تھا کہ اُنکے ہاں بادشاہی کا رخانے جاری تھے۔ اقطاع۔ پر گنے۔ قصبے۔ قریئے۔ باغات ہر ایک پاس تھے جنکی آمدی نے وہ مالا مال ہوتا تھا۔ جب بادشاہ کی سواری شتر کے ساتھ چلتی تو ہر خمیہ میں ناچ کا نہ ہوتا اور خلقت ایسی خوش و آسودہ حال رہتی کہ شتر کے ساتھ چلتی تو ہر جانے کو نہ چاہتا۔ اور ہزاروں مسلمان اُسکے ساتھ اپنی مصلحت دیکھ کر ہو جاتے۔ مگر بعد بادشاہ کی دفات کے دہلی فیروز بزر ہو گئی۔ اُسکے پیش دار امام کا ورق الٹ گیا جن آدمیوں نے اس عهد کو دیکھا تھا وہ اُسکو تمیشہ مادر کرتے تھے اور کبھی نہیں بھولتے تھے ارزائی اشیاء و فرماخ سالی و ملک کی آمدی۔

این بادشاہ کی چالیوں برس کی سلطنت میں دلی ہی نہیں بلکہ ساری اسکی نمائت میں ارزانی

بند و بست فیانسا نہ کر دیا۔ بعض علاموں کو سپاہ میں بھرتی کر کے دہات عنایت کئے۔ غالباً نکو  
جو شہر تھا رہے اُنکا مشاہرہ مقرر کر دیا جسکی شرح سو چالیس تیس بیس دس ٹنکہ تھی۔ دس ٹنکہ  
سے کم کسی کا مشاہرہ نہ تھا۔ سپاہی دو ماہی دود ماہی میں انکو یہ مشاہرہ نقصہ  
لما تھا اور اس میں کچھ کوتی نیس ہوتی تھی۔ بادشاہ ان علاموں کو سب طرح کا کام سکھوانا۔ کیکو  
قرآن شریف خفظ کرنا۔ کسی کو فضیہ و حدیث بنانا۔ کیکو خانہ کعبہ کو بخواہنا۔ اس مطوف میانا  
کسی کو خوشیں ناما۔ کسی کو سپاہگری سکھانا۔ غرض دنیا کا کوئی پیشہ و حرفة باقی نہ تھا جو اسکے عالم  
نہ ہیتے ہوں۔ بارہ ہزار علام اہل حرف تھے ایک لاکھ اسی ہزار علام تھے۔ اُنکا ذریعہ بادشاہ نے  
جدا مقرر کر دیا۔ بخوبی دار خزانہ۔ دیوان اعلیٰ دراثت سے یہ سب اصحاب بندگان علیحدہ تھے۔  
جب بادشاہ سوار ہوتا تو یہ علام اُنکی سواری کے آگے اس ترتیب سے ساتھ ہوتے سب سر آگے  
تیرا نہ از۔ پھر بعد اسی ہزار۔ پھر بندگان نہ از۔ پھر بندگان بیل کی پیٹیہ پر سوار اور سواری  
کے پیچے گھوڑوں پر سوار ہو کر چلتے۔ ان علاموں نے یہ شریت تھی کہ تمام کار خانہ جات شاہی میں مثل  
آبدار خانہ مطبخ وغیرہ میں انکی بھرتی تھی پہلے کسی بادشاہ نے اتنے علام نہیں جمع کئے تھے بلطفاں  
علاقہ میں کوئی علاموں کا بڑا شوق تھا مگر اس پاس پاپس ہزار علام تھے۔ ملوک و امراء کو علام  
پروردگاری کے وہ انکو اپنا کام سکتا ہے۔ یہ امیر اپنی اولاد کی طرح انکی تقدیر و تربیت کرتے۔ ہر ایں  
اکثر اپنے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں سے جاتے اور انکی لیاقت و ہنرمندی کی یکیں بنت عرض کرتے  
بادشاہ اس کیفیت کو بڑے شوق سے سنتا۔ گزرنا نہ کا انقلاب اپا ہم کہ جو عالم اس ناز و نعمت کے  
ساتھ تربیت و تعلیم پا پتے تھے بعد بادشاہ کی دفات کے انکی گرد نہیں تھیں اور ان پر تیر متواریں  
بھرتی تھیں۔

## فیروز شاہ کی اوسط خلیفہ کا خلعت آنا

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سلطان محمد تغلق کے لئے خلیفہ جب خلعت بھیجا تو اسکی تعظیم کا کیا کچھ  
سامان کیا جاتا تھا۔ اب پھر خلیفہ نے ایک خلعت سلطان فیروز شاہ کے لئے دوسرا خلعت فتح خاں  
کے واسطے اور تیر خلعت خاں جاں کے نئے بھیجا۔ انکی نہایت تعظیم کی گئی۔ اور خوشی خرمی کا جشن ہوا

سلطان سہ نگو جواب، دیا کہ خدا تعالیٰ نے ان بدنجتوں کو میری نافرمانی کی نزدیکی سے کہ اُنکو  
ہندوؤں کو مطیع نہیا ہے۔ میری سپاہ بالفضل بھات عظیم کو سرا جام کر کے آئی ہے ہاری تھکنی ہوئی  
ہے جب آرام پا کرتا زہ دم ہو جائیگی تویں عجرب کی طرف آئے کا قصد کرو گا۔ بالفضل نہیں جائیکا  
یہ کمر ایمچوپنی کو دا پس کیا اس بادشاہ کی نرم دلی کے سبب سے ملک بنگالہ اور بیک دکن دہلی  
کی بادشاہی کی اطاعت سے بکار آزاد ہو گئے۔ فقط برے نام سالانہ نذرانہ بھیج دیتے تھے اور دہلی  
کے بادشاہ کی بزرگی اتنی مانتے تھے۔

## بادشاہ کا اہتمام غلاموں کے جمع کرنے میں

بادشاہ کو غلاموں کے جمع کرنے کا شوق ایسا تھا کہ اُس نے اپنے جا گیرداروں اور عہدو  
داروں کو تاکید اعلیٰ کرے رکھا تھا کہ جہاں لڑائی میں اُنکو غلام ہاتھ آئیں اُنھیں سے اختاب کر کے  
اچھے اچھے بارگاہ شاہی میں بھجوائیں۔ جب غلاموں کے جمع کرنے میں بادشاہ کا یہ اہتمام ہوا  
تو حاروں طرف جا گیرداروں نے خوبصورت و چیدہ و ہائل غلاموں کو آرابستہ پیراستہ  
کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنا شروع کیا پہلے قاعدہ تھا کہ بادشاہ کی پاتے پوسی کے  
لئے جب جا گیردار آتے تو بقدر استطاعت وہ اجناس طفیل اشیاء نفییہ سب قسم کی بادشاہ  
کی نذر میں دیتے تھے اُنکو اسکی قیمت نہ ملتی تھی گراس بادشاہ نے یہ سوچ کر کہ جا گیرداروں کا  
خرچ بہت ہے یہ تکمیل دیا کہ نذر کی اجناس کی قیمت کا تخمینہ کیا جائے اور جو تخمینہ قیمت ہو وہ جا گیر  
کے محصول میں سے مندا دیا جائے۔ نذر میں جو غلام گذرتے انکی قیمت جا گیرداروں کو بلجاتی چالیس  
سال تک یہ قاعدہ جاری رہا۔ اس قانون سے دو فائدے حاصل ہوتے۔ اول یہ کہ بادشاہ کے  
لائق نذر گذرتی دو مجاہیدار کی حرمت ہو گئی۔ جو جا گیردار زیادہ غلام نذر کرتے آپر بادشاہ  
بہت عنایت کرتا اور جو غلام کم نذر میں دیتے آئے پر کم مہربان ہوتا۔ پس جب جا گیرداروں  
نے بادشاہ کا حال یہ دیکھا تو انہوں نے غلاموں کے جمع کرنے کو لپتے سب کاموں پر مقدم جانا  
بادشاہ پاس ہر سال غلاموں کا اندہ دہام زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ بادشاہ نے اس بھی کو اپنے طرح چھاٹا کر  
ملتا۔ دیوال پونہ۔ حصار فیروزہ۔ سامانہ۔ بجرات اور تمام اقطاع میں اُنکو بھیج دیا۔ اور انکی پر پرش کا

## بادشاہ کی وفات

بعد اس بیان کے تھوڑے دن گزرے تھے کہ ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۷۶ء مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۵۱۸ء میں فیروز شاہ نے اس جہاں کی کٹکش سے رہائی پائی تو وفات فیروز شاہ کی یادیخ ہوئی تو برس کی عمر تھی اور چالیس برس کے قریب سلطنت کی۔ یہ بادشاہ بھی دلی کے تخت پر ایسا گزرا ہے کہ اُسکی نہ راک بات قابل توجہ ہے کہ فتوحات ملکی اعتبار سے اُس کی سلطنت بڑی نہ تھا کی جاتے۔ مگر اور فواد عام کے کاموں کے اعتبار سے بڑے رتبے اور شان کی بادنیا ہست تھی اُسکی سلطنت کے مختلف حالات اب ہم لکھتے ہیں۔

## طاس گھڑیاں کا ایجاد

بادشاہ نے بہت سی عجیب چیزوں ایجاد کی تھیں اسیں ایک طاس گھڑیاں تھا جسکی آواز سے معلوم ہوتا تھا ہے ہر ساعتے کہ بردر شہ طاس میزتند۔ لفظ ان عمر میشو دان یا و میدہندہ نمازوں کے اوقات۔ روزہ کھولنے کا وقت۔ سایہ کا حال۔ شب و روز کے لکھنے بڑھنے کا حال اس سے معلوم ہوتا تھا۔ فیروز آباد میں جہاں یہ گھڑیاں لگایا گیا تھا اُس کے دیکھنے کے لئے خلاں کا ہجوم رہتا تھا۔

## حہمات جنگی سے فیروز شاہ کا باز رہنا

بادشاہ انتظام ملکی میں صروف تھا کہ اس پاس عبور (بالا بار) سے فاصلہ آتے اور یہ استغاثہ دشکایت لاسے کہ عبور میں قربت حسین بادشاہ تھا۔ جب سلطان محمد نعلق شاہ کی وفات کے بعد فیروز شاہ بادشاہ ہوا۔ اسکے فرمان معبرب میجھے گئے تو دہاں کے لوگوں نے اُسکی اطاعت نکی اور قربت حسین کو اپنا جذبا بادشاہ مقرر کر لیا۔ یہ بادشاہ ایسا نالایق ہوا کہ دربار میں ہاتھ پاؤ نہیں خور توں کا زیور پہنچا۔ اور ایسی ہی بھیودھ حركتوں سے ایسا بہنام ہوا کہ رعایا نے سرکشی کی۔ ہنسایہ کے رہیوں میں سے بکن نے عبور کو فتح کیا اور قربت حسین کو قید کر لیا۔ جہاں پہنچے مسلمان فرمادی کرتے تھے دہاں اب ہندو بادشاہی کرنے لگے مسلمان اور اُنکی عبور توں کو ستانے لگے۔ اب دہاں کی دعا یا چاہتی ہے کہ بادشاہ یا اُنکو اُس بلانے بے نجات دستے۔

پچھہ دم باقی نہ تھا۔ سب اباب شاہی اور شاہی بیٹے کے حوالے جیتے جی کی۔ اور ناصر الدین محمد شاہ کا خطاب دیا۔ اور خود گوشہ عزلت اختیار کیا۔ اور مادا الہی میں مصروف ہوا۔

۱۳۶۹ھ میں یہ شاہزادہ تنخ شاہی پر بیٹھا اور حکم دیا کہ جمعہ کو خطبہ دلوں بادشاہوں کے نام کا پڑھنا چاہئے۔ باپ نے سب ملازموں کو بدستور برقرار رکھا۔ ملک یعقوب آخر بیگ کے لئے  
منبر میں سے تھا سندر خاں کا خطاب دیا۔ اور گجرات اُنکے پسروں کیا۔ جب وہ گجرات کو گیا تو اشناز  
بادیں میوات میں کوکا روچہان نے خان جہان کو اُسکے حوالہ کیا۔ اُس نے سرکاٹ کر بادشاہ  
پاس بھیج دیا۔ اب ناصر الدین کوہ پایہ میں شکار کیلئے چلا گیا۔ وہاں اُسکو خبر پہنچی کہ امیران صدہ  
فرحہ الملک نے اتفاق کر کے سندر خاں کو مارڈ والا یہ خبر سن کر دی میں چلا آیا۔ اور کچھ اس  
عفسنده کا علاج نہ کیا عیش دعشت میں ڈوب گیا۔ اس شاہزادہ میں امور سلطنت کے الہام اور  
اجرام دیتے کی بیاقت ہی نہ تھی اب کم تجھی جو آئی تو باپ کی زندگی میں اُسکے بخوبی کار امراء کو لشائی  
اور اپنے نالائق دستون کو پڑھانا شروع کیا۔ اس سے امراء بھی بلگر بیٹھتے۔ اور ملک بہاؤ الدین اور  
کمال الدین بیٹھا پہ چاکے بیٹے بھی پھر گئے۔ اور غلامان شاہی کہ قریب ایک لاکھ کے تھے انہوں  
نے اپنی طرف کر لئے اور ناصر الدین سے ایک جنگ عظیم شروع ہوئی۔ درجن میں تنخ لڑائی  
ہوئی۔ مگر ناصر الدین سے انہوں نے ملکت پانی تو فیروز شاہ پاس دھڑے گئے اور اُسکو اپنے  
اختیار میں لا کر پھر ناصر الدین سے لڑائی شروع کی۔ غرض یہ فتنہ عظیم دار الملک، میں برپا ہوا اور فوج  
کا تیسی لڑائی رہی کہ غالب اور مغلوب نہ معلوم ہوتے تھے۔ غلاموں کے کتنے سے بادشاہ کو بالکل  
میں ٹھاکر رزمگاہ میں لے آئے۔ جب لوگوں نے بادشاہ کا ہاتھی اور سامان دیکھا تو کوہ  
ناصر الدین کو محظوظ چھاڑ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ناصر الدین نے یہ حال دیکھا تو کوہ  
سرمود پر بجاگ کیا اب بادشاہ میں خود کچھ عقل باقی نہ رہی تھی ایک کٹ پنی تھی جس طرح لوگ  
چاہتے تھے پنچاتے تھے۔ غلاموں کے کہنے سے اپنے پوتے تعلق شاہ پر فتح خان کو تنخ  
پڑھایا اور اپنے داماد سید سن کو قتل کرایا۔ اب تعلق شاہ کا پسلاجم یہ تھا کہ ناصر الدین محمد شاہ  
کے جہاں ہوا خواہ میں قتل کئے جاویں۔

شان مدت توں تک باقی رہی خرض اُستھیہ تک تو بادشاہ چھوٹے ہوئے کاموں میں دل ہی صرف رہا۔ اب سن اتنی برس کا پھونچا ضعیفی اور پیری کا زور ہوا حقیقت میں زندگانی مرگ کی صورت میں تھی۔ کار و بار سلطنت سے دل سر و ہوا۔ سب کام کاج وزیر خان جہاں کے سپر ہوا جو کچھ دزیر کرتا بادشاہ وہی کرتا۔ جب بادشاہی یہ نوبت بچی تو وزیر کو لپٹنے اختیار کا مراپڑا، حکم اور حکومت کی چاٹی لگلی۔ باب نیت کچھ اور سے اور ہوئی سوچ میں بادشاہ سے اس وزیر نے عرض کیا کہ شہزادہ محمد خاں کا کچھ اور ارادہ ہے وہ ظفر خاں اور سرداروں کے سامنہ سائزش کر دیا ہے۔ اور خود بادشاہ بننے کا ارادہ ہے۔ بادشاہ کی عفل میں خلی آہی گیا تھا۔ کچھ اس بات کے یقین کرنے میں تامل ہوا۔ اسی وقت شہزادہ محمد خاں اور ظفر خاں کے قید کرنے کا حکم صادر کیا ظفر خاں کو تو خاں جہاں سے بلکہ اپنے گھر میں مقید کیا۔ شہزادہ کی گرفتاری کا فکر ہوا۔ جب یہ خبر شاہزادہ نوگلی اس نے گھر کا دروازہ بند کیا اور خوب حفاظت کر کے ہو بیٹھا۔ ہر چند خاں جہاں اسکو دربار میں بلاتا۔ وہ آتے بالے بتایو نہیں ڈالتا۔ اور دربار میں نہ آتا۔ ایک دن ہمیار لگا اپنی بن خاص میں بیٹھ سب طرف سے پرودہ لگا اور یہ بہانہ بنا کہ شاہزادہ کی حرم بادشاہ پاس جاتی ہے زنانہ محل میں وہ جا پہنچا۔ محل کی عورتوں نے یہ تاشادی کی مغل مجاہد کے وہ بادشاہ کو مارنے کیا۔ مگر یہ شاہزادہ سیدھا باپ پاس گیا اور سرقدموں پر کھدیا اور کنٹے لگا کہ خاں جہاں نے جھنور سے عرض کیا ہے کہ یہ ارادہ حضور کے قتل کا ہے۔ بھلا کوئی میا باپ کے مارنے کا قصد کرتا ہے اور جو کم بخت کرتا ہے وہ جو انامرگ مرتبے۔ خاں جہاں کا ارادہ ہے کہ پیر کام تمام کرے اور خود بادشاہ بنے۔ اگر میری نیت میں کچھ فتوڑا اور خلی ہوتا تو اس وقت سے زیادہ کوئی اور وقت جمکول سکتا ہے۔ بادشاہ کو یہ بات اُسلی معمول معلوم ہوئی۔ اسکو لگے لگا یا۔ اور حکم دید یا کہ خاں جہاں کو جا کر اڑاں اور ظفر خاں کو چھڑاے۔ محمد خاں نے بانپ کا یہ حکم حاصل کیا اور دس بارہ ہزار غلاموں کو سامنہ لیا اور خاں جہاں پر چڑھ گیا۔ خاں جہاں نے یہ حال دیکھنے ظفر خاں کو تو پہلے ہی اس دنیا سے رہائی دی اور خود تھوڑے آدمیوں کو ہمراہ لیکر لڑنے کو آیا۔ مگر زخمی ہو کر اپنے گھر میں بچھ آیا اور دوسرے دروازہ سے بکلکر میوایت کی راہ لی اور کوکا چوہاں کے گھر میں پاہ لی۔ یہ سب کام کر کے شاہزادہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اب بادشاہ میں پڑھانے پے ہے

شفاعت کو نہیں۔ مقام گھر کو مکایوس کو بھاگ گیا۔ اسلئے اُس طرف بھی تاخت و تالج بادشاہی ہوئی۔ اور تین بھار آدمی گرفتار ہوئے۔ گھر گو سواروں کے شگافوں میں پر کی طرح غایب ہو گیا نہ اُس کے بھینے کی خبر آئی نہ مرنے کی۔ بر سات انگی بادشاہ فہلی چلا سبھل میں داؤ افغان کو حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ کھیر کے سرکشوں کا سرہیش کھلتا رہے ہے ۱۷۸۶ء میں قلعہ بسوی میں بنایا اور اسکا نام فیروز پور رکھا۔

خلق تسمیہ میں اس کا نام آندریں پور رکھا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ لوگوں کا کتنا بورا ہوا کہ بھرا بادشاہ کو قلعہ بنانا ضیب نہیں ہوا۔

## بادشاہ کی ضعیفی کی باتیں

بڑا بیان قلعے خار تھا۔ جب بادشاہ لکھنوتی کو گیا تھا تو اُس نے اس شاہزادہ کے نام کا خط پڑھوا۔ ایضاً اسکے میں اپنے نام کے ساتھ اُس کا نام بھی جاری کرایا۔ اور ایک جدا اُسکا دربار مقرر کیا یہ شاہزادہ بڑا عقلمند تھا ہوشیار تھا۔ اُسکے اڑپین کی یہ حکایت مشورہ ہے کہ مذکوب سے چھپی لیکر اپنے محل کو جانا تھا کہ راہ میں ایک بڑیا نے گھوڑے کی لگام پکڑلی اور یہ فسیداً کی کہ میرا خاوند اور بیٹا کچہ باب خرید کر کے تیرے لشکر میں بیچنے کے واسطے لاتے تھے۔ راہ میں چوروں نے انکو لوٹ لیا۔ اور جب وہ لشکر میں آئے تو جاسوس سمجھ کر تیرے لشکر کے آدمیوں نے پکڑ لیا ہے اور قید میں ڈال دیا ہے۔ شاہزادہ کو رحم آیا اور دھوپ میں گھوڑے رہ کر اور گواہ سن کر اور تحقیقات مقدمہ کی کر کے بڑھیا کو باپ پاس لیگیا اور انفاف کرایا۔ اور صبح کا کھانا شام کو کھایا۔ مگر انسوس ہے کہ اسکی عمر نے وفات کی ۱۷۸۶ء میں بست مرگ پر آرام کیا۔ دوسرا بیان ہمیشہ خار تھا ایسا لانق نہ تھا کہ جیسا بڑا بیٹا تھا۔ یہ صدمہ بادشاہ کو سیرا نہ سالی میں ایسا پہنچا کہ کرٹ گئی اور سلفت کے کاموں میں اتفاقات کم ہوا۔ امراء نے عرض کیا کہ اس واقعہ میں بجز رضا بعضا کے کوئی چارہ نہیں۔ حضور کی امور بشاری میں کم اتفاقی مناسب نہیں ہے۔ بادشاہ نے انکی الماس کو قبول کیا۔ احوال مملکت پر مشغول ہوا۔ غم کی کافت دُور کرنے کے لئے لشکر پر رغبت کی کہ جو ایسی میں دو بیزن کو سرتکب دیوار کا احاطہ چوایا اور سایہ دار دخوب کو گلوکار کے شکار گاہ بنایا جائی

و دو لا کمہ سنگھ سالیانہ مقرر کیا۔ اُن کو اپنے دربار میں بھیجنے کی اجازت دی۔ ٹھٹھ میں خبب طبا پنجی نے سرکشی کی تو جام کو اُسکے فرد کرنے کے لئے بھیجا۔ اُس نے دہان پنچھ طباچی کو دہان پیغمبر دیا۔ با بنیہ سلطان کی خدمت میں رہا۔ سلطان تغلق شاہ نے اُنکو حضرت دیر ٹھٹھ روانہ کیا تھا کہ وہ راہ ہائی میں مر گیا۔

### حاکم گجرات کی بغاوت اور حضور چھوٹے چھکڑے کے معاملہ

شمسہ میں ملک مقبول خاں جہاں نے دفاتر پائی۔ اُسکے پسر بزرگ جونہ شہ کو یخ طاب ملاد شمسہ میں ظفر خاں حاکم گجرات نے انتقال کیا۔ اُسکے بڑے بیٹے دیباخاں کو ظفر خاں کا خطاب ملا اور براپ کا جائزین ہوا۔

شمسہ میں خواجہ شمس الدین داسغانی نے عرض کیا کہ عمال گجرات بادشاہ کی گماشتوں کو قرار واقعی خراج نہیں دیتے۔ تین سو فیل۔ چالیس لاکھہ شمسہ دیار سو صبیشی غلام ہندی اور دسو عربی گھوڑے جمع گجرات پر اضافہ کر کے عمدہ کرتا ہوں کہ ہر سال بادشاہ کی خدمت میں بھیجا رہوں گا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین ابو رجا کے نائب ظفر خاں کا ہے اس اضافہ کو قبول کرتا ہے تو گجرات اُسکے والی کیجاۓ جب اُس نے قبول کیا تو وہ کمزیریں و حودہ دل نفرتہ بادشاہ نے اُنکو دیکھ ظفر خاں کی جمیہ گجرات میں حاکم مقرر کیا۔ مگر جس جمع کے او اُکر نے کا عمدہ کیا تھا اُنکو ایفانہ کر سکا تو بادشاہ سے مخالف ہو گیا۔ عمال گجرات اُس سے جلدی بیٹھے تھے انہوں نے امیران صدہ سے اتفاق کر کے اُنکو قتل کیا اور بادشاہ پاس سرپیغمبر دی۔ حکام میں سے سو اسے اس شمس الدین کے فیروز شاہ سے کوئی اور برگرشتہ نہیں ہوا۔ اُسکے بعد گجرات کی حکومت مفرح کوئی افادہ اس کا خطاب فرحتہ الملک ہوا۔ شمسہ میں پر گنہ اُناوہ میں تعبد مولیں اور زمینداروں نے سرکشی کی۔ بادشاہ نے خود جا کر ان سرکشوں کو غارت اور تباہ کیا اور اُناوہ اور اور مقامات میں حصہ بنا کے الٹکار کار گزار مقرر کئے۔ شمسہ میں کھیپر میں مقدم کھر کوئے حاکم پرایوں سید محمد کو بھایوں سعیت مہان بُلایا اور اُنکو قتل کر دا۔ اس رہ بادشاہ غصہ میں اُنکی شمسہ میں دہلی سے نواح کھیپر میں گیا۔ پہاں شیریوں کو اس قدر قتل کیا کہ اڑواح سادات اُنکی

بادشاہ شکار کر رہا تھا اور ایک بھیریے کو مار رہا تھا کہ اُس نے سننا کہ محفل شکار میں بانپیہ آگیا۔ اسکے لئے میں آگے دستار اور پچھے ننگی تلوار تھی وہ بادشاہ کے قدموں میں گرا۔ بادشاہ نے اُسکی بیٹھ پر رہا تھا وہر اور فرمایا کہ تو مجھے کیوں اتنا درتبا ہے میں کسی کو محضر نہیں پہنچتا تا خاص کر تھے کیوں پہنچاؤں گا۔ تو خاطر جمع رکھہ اندیشہ نہ کر جیسا کہ تو پہلے تھا اُس سے اب اضاعت ہو جائیگا۔ اُس نے ایک عربی گھوڑا اسکو عنایت کیا اور پھر خود شکار میں مصروف ہوا اُسی روز بانپیہ کے بعد جام آیا اور بادشاہ کی شکارگاہ میں گیا اور سرسر پستار رکھے ہوتے وہ بادشاہ کے قدموں میں گرا اور اُس نے کہا کہ عرشاہ بخشندہ توئی بندہ مشتملہ نہم۔ بادشاہ نے جام پر بہت نوازش کی اسکو بھی ایک عربی گھوڑا عنایت کیا بعد ازاں خلعت گراس بہا عنایت ہوئے ان دلوں سے بادشاہ نے کہا کہ وہ معہ اپنے اہل دعیال کے دہلی تک پیر ہراہ چلیں ایخوں نے بادشاہ کے حکم کی تحریک کی اور سلطان کے شکر کے ساتھیع اہل دعیال ہوتے۔

## فیروز شاہ کی مراجعت دہلی میں

جام و بانپیہ کے مجاہے سے بادشاہی شکر میں بڑی خوشی ہوئی۔ بادشاہ نے دہلی کی طرف مراجعت کی۔ ٹھٹھے میں جام کے بیٹے اور بانپیہ کے بھائی تماچی کو حاکم مقرر کیا۔ انہوں نے چار لاکھہ نقد نذر کیا اور کئی لاٹ لکنکہ ہر سال غریج دینے کا وعدہ کیا۔ سلطان نے دہلی کی طرف سفر کیا جام و بانپیہ کو مہاس سیفت الدین کی حرast میں دیا۔

چند دلوں ملٹان میں بادشاہ ٹھیرا۔ پھر دہاں سے چلا۔ خواجه جہاں دہلی سے چلکر دیمال پور میں بادشاہ سے ملا۔ وزیر اور بادشاہ میں اس فتح کی باتیں ہو میں۔ پھر بادشاہ دہلی میں آیا بادشاہ کے ساتھم جو لوگ اس ٹھٹھے کی محرومیں ہاک ہوئے انکے گروں میں ماتم تھے رہا تھا تو سلطان نے فسروں جاری کیا کہ جو ہمارے ساتھ ٹھٹھہ دکوئی بخی رہا میں ہلاک ہوا۔ اُس کو جو کہہ بادشاہ بکے ہاں سے ملا تھا وہ اہل دعیال کو ملیکا۔ اور جو لوگ اسکے شکر سے بھاگ آئے تھے انکی بھی جاگیر دہات برقرار رکھی جائیں۔

جام اور بانپیہ کے اہل دعیال تو ایک محل میں آتے۔ اُس کا نام سرے ٹھٹھہ رکھا۔ ہر ایک کا

جنپور بہار تھرہت چندری ری۔ وہار اور دو آب کے اندر سے دو بیال پور۔ ملکان۔ الہور دستے پاہ کو جمع کر دیا۔ عاد الملک اس سپاہ کو لیکر سلطان پاس آیا۔ تو وہ سپاہ کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور ہر ایک سپاہی کو جامہ دیا۔ جب اس کا حال سندھیوں کو معلوم ہوا تو انکے دل چھوٹ گئے۔ ایک اور بیلاو آسمانی مہلک مخط کی انپر نازل ہوئی۔ فیروز شاہ کی پاہ نے جو مخط کے ہاتھ سے آفیں اور مصیبیں اٹھائی تھیں اب وہ سندھیوں کو اٹھانی پریں۔ اب اُنکے شکر میں سے نوگ بھانگے پھر درع ہوئے ہیاں یہ حال تھا وہاں فیروز شاہ کے شکر میں وہ فراخ لفتی تھی کہ جو آدمی اس میں سے بھاگ گئے وہ دست تاسفت ملتے تھے۔ سندھیوں میں مخط پڑنے کا سبب یہ تھا کہ فیروز شاہ چلا گیا تھا تو اہل ٹھٹھے پسند مسکن درکان میں آرام سے بیجوف وہر اس شیخھتے تھے۔ جو خدا ان پاس موجود تھا اس سب کو بودیا تھا جب اُسکے کاٹنے کا وقت آیا تو فیروز شاہ آمود ہوا اور اس زراعت پر قابض ہوا۔ اس کا شکر غلہ کی طرف سے بیغم ہوا اور اہل ٹھٹھے میں ایسا غلام کم ہوا کہ لوگ آئیں جھوکے کرنے لئے ایک دو ٹنکہ فی سیر غلہ گراں ہو گیا ہر روز جھوک کے مارے لوگ کشتنی پر سوار ہو کر باڈشاہ کے شکر سے آنکر ٹھنے لگے۔ جب جام اور بابنیہ نے یہ حال دیکھا کہ ٹھٹھے تمام ہوا جاتا ہے تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ سید جلال الحق دشیع والدین حسین بخاری کی معرفت اپنے تین سلطان فیروز شاہ کو حوال کیجیے۔

### اہل ٹھٹھے سے صلح ہونا بابنیہ کا فیروز شاہ پیاس آنا

جب یہ صلح کا ارادہ ہوا تو اچھے میں سید جلال الدین پاس ایک معتبر ادمی تھیجکار پسندے ارادہ وال حال بیان کیا جب فیروز شاہ کے شکر میں سید جلال الدین نے قدم رنجہ فرمایا تو سارا شکر اُنکی بابنیہ بوسی کے لئے لگا اور شیخ کو باو شاء کے خمیہ میں بڑے احترام سے لایا۔ باو شاء نے اُن سے مدد فخر کیا۔ میدھنے سب حال عرض کیا کہ ایک پار ساعوت کی وعاء سے ٹھٹھے نہیں فتح ہوتا تھا۔ اب وہ مرکی اسلئے ٹھٹھے کے مطبع ہونے کی قوش ہوتی ہے۔ اہل ٹھٹھے سید کی خدمت میں ہتواب پر یقان بھتی تھتے اور یعنی دشواریوں اور شکلوں کو بیان کرتے تھے۔ باو شاء سے یہ حال اس طرح سید عرض کرتا تھا کہ اس کو رحم آتا تھا۔

بابنیہ نے جام سے کہا کہ سلطان جاتا تھا کہ میرے ہی سبب سے یہ سارا فساد اٹھا ہوا اس سے اس اقبال سلطان پاس جاتا ہوں جام نے بھی اس درخواست کو منظور کر لیا۔

آدمی مسلمان ہیں انکو قید کرنا اور بربادہ بنانا درست نہیں۔ ایسے قیدیوں کو کوئی شخص اپنے گھر میں نہ رکھے انکو دیوان میں لا میں جو ایسا نہ کر گا وہ مجرم ہو گا۔ بادشاہ کے اس حکم سے چار ہزار سندھی دیوان میں جمع ہوتے انکو حکم دیا کہ ہر ایک کوتین سیر غلہ دیا جاتے۔ اس وقت منگ پاچ نگہنے من تھے اور روٹی چار نگہ من تھی۔ انکو منگ کاغذہ دیا جاتا تھا۔ یہ اسی بادشاہ کا کام تھا کہ انھیں سنہ ہیونگو ہبھوں نے بادشاہ کی فوج کو بھجو کا مارنے کے لئے زراعت کو تباہ کیا ہوا نہیں کو قید میں خوب پیٹ بھر کے روٹی دے بادشاہ کی یہ حرم دلی قابل یاد ہے۔

### ملک عاد الملک ظفر خاں کا دریاء سنہ ہر سو پار جانا اور سنہ ہیونگو ٹرا

سلطان فیروز شاہ کا شکر سنہ ہ کے اس کنارہ پر وار و تھا اور اور دشمنوں کا شکر دوسرا کنارہ پر پار تھا۔ کبھی کبھی شکر دیں میں مت بھیڑ ہو جاتی۔ بادشاہ نے چاہا کہ ملک عاد الملک ظفر خاں دریا پار جا کر سنہ ہبھوں لڑیں۔ مگر ستر کوں تک دریا کے کنارہ پر دشمنوں کے سور پیٹھے ہوئے تھے وہ بادشاہ کے شکر کو آرتتے دیکھیہ تھے۔ اسلئے شکر سلطانی ایکسو بیس کوں دہلی طرف چلکر بھکریتے دریا پار اتا اور بھر دہانے اتنی دُر چلکر سنہ ہبھوں کے مقابل آیا۔ دونوں شکر دیں خوب لڑائی ہوئی۔ سلطان نے یہ بھکر کہ طفین سے مسلمانوں کی جائیں تلف ہوتی ہیں اپنے شکر کو اُسی را سے کہہ گیا تھا بلایا۔ جب عاد الملک اور ظفر خاں بادشاہ پاس آئے تو اُس نے کہا کہ یہ تھوڑے سے اہل شہر میرے ہاتھے ہے جو کہ کہاں جائیں گے اُگر چوئیوں کے باشیں جا کر چھپیں گے تو وہاں بھی خدا کی عنایت سے انھیں نہیں حضور ہنگا۔

### ملک کے لئے عاد الملک کا دہلی جانا

چند روز بعد بادشاہ نے صلاح دشوارہ کی کے عاد الملک کو دہلی خاں جماں کے پاس بھجا کر دہاں سے پاہ امداد کے لئے لائے۔ اُس سے کہدا یا کہ خراج جماں پر پاہ کے جمیں کرنیکا تھا صنانکرنا اور صرف اُس سے یہ کہنا کہ اس باب میں صلاح یعنی کے لئے بادشاہ نے مجھے بھجا ہے۔ ورزی و نشانہ بھجو گیا اُس نے ایک لاكتھنگہ علوفہ کے لئے عاد الملک پاس بھجا اور بدالیوں۔ قبضو۔ سنہ یلم۔ اور دو

یہ فکر دخوت ہے ایک قدیم سے رسم محلی آئی ہے کہ جب بادشاہ لشکر کشی کرتے ہیں تو بعض ادمی اس میں نوکر چاپکر ہوتے ہیں اور بعض ادمی اپنی کسی مصلحت سے لشکر کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ ان چوکیوں کے خوف سے نوکر تو ہجاؤں گے۔ لیکن جو لوگ نوکر نہیں ہیں اور اپنے لشکر جانا چاہیں گے تو وہ بھی رُک جائیں گے اور یہ اُن پر ظلم ہو گا۔ اگر خدا کو منظور ہے کہ میں طھٹھے کو قبح کروں تو اسکے جانے سے کیا ہو گا۔ اور اگر خدا کو یہ منظور نہیں ہو تو اسکے رکھنے اور روکنے سے کیا ہو گا۔ بادشاہ نے خال جہاں کے نام فرمان میں یہ لکھ دیا کہ جو ہمارے نوکر پاہی شہر میں جائیں تو انکو تلاش کر کے بلاو اور انکامدار ک خسرہ وی یعنی قتل و جلاوطنی و قید نہ کرو بلکہ تدارک معنوی کر دیں یعنی ایک دور و زیست سر بازار انکو ملامت کرو خال جہاں پاس جب یہ فرمان پہنچا تو مفرور سپاہوں کو سرہنگ پکڑ کر ذیر پاپس لاتے اور انکامدار ک معنوی ہوتا۔ مگر انکی تجوہ و جاگیر کو ہاتھ نہ لگایا جاتا۔ بادشاہ نے اسی طرح تالیف قلوب کر کے پاہ کوتا نہ دزم کیا۔

### اچھے موسم میں ٹھٹھے کے اندر سلطان کا آنا

جب بادشاہ ٹھٹھے میں پہنچا تو اسکو اس دفعہ کشیاں کر لیں۔ یہاں رعیت اپنی زراعت میں صروف تھی بادشاہ کی مراجعت کا خیال بھی اسکونہ تھا وہ بیغم یہ گیت کا کمرست ہو رہی تھی کہ سلطان محمد تغلق ہمارے پیچے ڈراخدا نے اسکو ہلاک کیا۔ سلطان فیروز شاہ ہمارے ساتھ آیا اسکو اللہ نے پیچے بھاگ کیا۔ جب اہنوں نے سنا کہ ہجرات سے سلطان ڈرے لشکر کے ساتھ ٹھٹھے کے قریب آگیا ہے تو اسکے خوف کے سبب سے اہنوں نے سندھ کے کنائے کی زراعت کو غارت کیا اور خود دریا کے پار گئی حصادر میں چلے گئے۔ جب سلطان آیا اور اس نے یہاں دیکھا کہ یہاں کی رعایا کھینچتی کو تباہ کر کے دریا پار چلی گئی ہے تو وہ دریا کے کنارے پر اترنا اور زنگہ و خذرت کو بنایا۔ لشکر کو آرام سے آمادا۔ غلہ کا نیخ آٹھہ دس جیلن فی دہییری تھا مگر جب نیا غلہ آیا تو ارز ان ہو گیا۔ لشکر کے چاروں طرف لوگ کھینچتی کرتے تھے اور اہل ٹھٹھے اُنکے دہات سے غلہ جراتے تھے۔ سندھ کے کنارہ پر دہات کثرت سے تھی بعض دہات کے باشندے دریا کے پار نہیں چاہا۔ لیکن تھہ دہ گرفتار ہوئے جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا تو اس نے اشتہار دیدیا اگر یہ تھوڑے سے

دہات کے کئی اسم در ستم کی مژا محنت نہ کریں (وچہ دایمہ لشکر کھلا آتی تھا جنکو تختواہ کے حوض میں زینیں اور دہات دیے گئے تھے اور غیر وحددار وہ سپاہ تھی جسکو نقد تختواہ ملتی تھی) بادشاہ نے گجرات کی کل آمد نی دہن کروڑ کی لشکر کے کارخانوں میں خرچ کر دی تاکہ ٹھٹھے میں دوبارہ لشکر کشی اچھی طرح ہو سکے خان جہاں کو فرمان بھیجا جس میں گجرات آنے کا حال اور اپنا ارادہ دوبارہ ٹھٹھے پر لشکر کشی کا لکھتا کہ وہ سب سامان میا کر کے بادشاہ پاس نہیج۔

### سلطان فیروز شاہ پاس خان جہاں کا اسیاب جنک کا پیچھا

جب خان جہاں پاس سلطان کا اسیاب جنک کی طلب میں آیا تو اُس نے گجرات میں دہلی سے بادشاہ پاس اسقدر اسیاب و رومپیہ بھیجا کہ گجرات میں اُسکی بار برداری کے لئے سامان ملنا دشوار ہو گیا۔ اس میں فقط ایک عین کے ہتھیار سات لاکھ ٹلنے کے تھے۔ اُس نے ایک عرصہ داشت بھی بادشاہ کی خدمت میں اسی صخون کی بھیجی کہ بادشاہ کا ٹھٹھے جانا یعنی صواب ہے۔ بادشاہ گجرات سے ٹھٹھے روانہ ہوا کہ اس اتنا میں بہرام خاں کی جودولت آتا ورقاں پنچ ہوں گے اور نپرسن کا انگوٹی کے درمیان مخالفت ہو رہی ہے اگر حضور میام تشریعیں لا میں تو اپنی تملکت پر قبضہ پائیں۔ بادشاہ نے جواب لکھا کہ جب تک میں ٹھٹھے کو فتح کروں گا دو لت آباد کی طرف متوجہ ہوں گا جب اس ہم سے فراغت ہو گی تو دہاں اُنکا گجرات میں حاکم ظفر خاں کو مقرر کیا۔ پہلے ارادہ تھا کہ ملک نائب باریک کو دہاں حاکم مقرر کرے مگر قرآن شریعت میں جو فال دیکھی تو اُسکے مخالف اور ظفر خاں کے موافق تھیں اس لئے اُنکو مقرر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو قرآن شریعت کی فال پر کتنا اعتقاد تھا۔

### سلطان کا گجرات سے ٹھٹھے روانہ ہونا

جب بادشاہ ٹھٹھے کی طرف گجرات سے روانہ ہوا تو لشکر اول دفعہ محنت و مشقت شافت اٹھا چکا تھا وہ درا اور اُس میں سے بہت سے آدمی معہ اسیاب کے اپنے گھروں کی طرف فرار ہوتے شریع ہاوے جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی اور ارکان سلطنت نے اُنکو یہ صلاح بتا دی کہ مترلوں پر جو کیاں ٹھاوا ری کہ وہ سپاہیوں کو بجا کئے تھے دہن بادشاہ نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا اور فرمایا کہ پہلی دفعہ لشکر نے ایسی مصیبت اٹھائی ہے کہ اس کا ناک میں دم آگیا تھا اس دفعہ بھی اُنکو

اس میں کوئی درخت اسکا نہ گھاس۔ خلال کوتلکا نہ ملتا تھا۔ اُسکی بہبیت سے ہوا کا قدم بھی نہ اٹھتا تھا۔ آدمی جان سے عاجز تھے یہ مصرع پڑھتے تھے عربستان خواری جان دادیست را عجب بیکی سی دیے بسی تھی کہ بیباپ کی اور بیباپ بنیٹی کی جان نسلتے دیکھتا تھا۔ جان بھائی کو اور دوست دوست کو صیست کرتا تھا کہ اگر دعا تکملو گھر سلامت بیجا ہے تو ہماری بیوی اور بچوں سے ہماری سرگزشت بنا دینا۔ دنیا میں کوئی ایسی بلا نہ تھی جس میں یہ شکر مبتلا نہ تھا چھ میئنے سے ہمیں نہ فیروز شاہ کی نہ سپاہ کی کچھ بخبر آئی تھی وہاں یہ انواہ اُمر رسمی تھی کہ بادشاہ مع شکر غائب ہو گیا گھر گھر متر تھا۔ خان جان دنیہ نے اپنی تبریز و رعب و فرات روگیا سستے انتظام اپس اپس اگر رکھتا تھا کہ کوئی کان نہیں ہلا سکتا تھا۔ وہ کوشک شاہی اپا ب اپنے گھر میں لیا تھا اور ایک بادشاہ کا جعلی فرمان بناسکے بادشاہ دسپاہ کی سلامتی کا حال سنتا دیا تھا اس سے لوگوں کو خوبشی ہو گئی۔

### صفت

کوچھی رن میں خلق کا زاری کرنا اور بادشاہ کا تاکرنا۔

اگرچہ بادشاہ منزل بمنزل کچ کرتا تھا مگر لپٹنے شکر کی یہ صیبیت کو دیکھ کر ہر منزل پر اُن آدمی مرتبے ہیں وہ روتا تھا۔ خدا سے بارش کی دعا مانگتا تھا۔ خدا نے اُسکی دعا قبول کی۔ میہنہ خوب ہر سماں سے پانی کی صیبیت خلق پر کم ہوئی۔ بچہ ایک راہ بھی اس خیگل سے نکلنے کی ملکی جب بادشاہ خیگل سے نکلا تو ہمیں میں خان جان پاس اپنی اور شکر کی سلامتی کا فرمان بیججا جب سے دلی میں گھر گھر خوشی ہوئی۔

### فیروز شاہ کا چرات میں آنا

بادشاہ اس خیگل سے بہ نسلنکل کر خدا خدا کر کے چرات پہنچا۔ ہیاں آدمیوں کو آرام بلہ چرات کے ناظم امیر حسین کو بادشاہ نے اس قصور میں کہ اُس نے غلطہ شکر کو ٹھٹھے نہیں بیجا مغزول کیا۔ بادشاہ نے چرات میں سہر شکر کو از سرینہ نازہ کی۔ شکر غصہ و جھی کوچھ دس گیارہ ٹنکہ وہ دیتا تھا تھوڑے دنوں میں سب پاس ٹھوڑے ہو گئے پیدل سوار بن گئے۔ اور شکر بیجدا پہ کو خزانہ سے روپیہ قرض ملگیا۔ کسی کو پانچ سو طنکہ کسی کو نہات سوا وہ بعض کو ہزار ٹنکہ بادشاہ نے خان جان کو پہنچا کر کہ وہ کارگزاروں و عمال پر تاکید رکھے کہ وجہ داروں کے

دیکھتے ہیں تو رائی سے ہاتھ کھینچتے ہیں۔ یہ مراجعت بھی اقدام ہے خلق کو غلام ملے گا۔ پرانے پھر گھوڑوں کے سوار ہو جائیں گے۔ لشکر تازہ دم ہو جائیگا جب اہل حصہ کو معلوم ہو گا کہ بادشاہ نے اپنے شہر کی طرف بازگشت کی تو وہ اپنی نشیونگی کا شت میں کوشش کرنے کے اور ہم پھر ہیاں بیجے میں آئیں گے تو غلام بہت سا جمع پائیں گے جب اہل سوریا نے یہ صلاح دی تو بادشاہ کے لشکر نے کوچ کا نقارہ بجا یا جب اہل حصہ نے دیکھا کہ بادشاہ یوں بھاگا جاتا ہے تو انہوں نے اس کا تعاقب کیا سب سے پہچھے ظفرخان تھا اس سے انکی لڑائی ہوئی اُنسے اُنکے حملہ کو ہٹا دیا۔

### بادشاہ کے لشکر کا کوئی بھی رن (کچھہ کارن)

جب بادشاہ نے بازگشت کی تو غلام اور زیادہ گراں ہو گیا۔ نی سیر غلام ایک دوستکہ کہنے لگا بلکہ اس قسمیت پر بھی غلام کیا ب ہو گیا۔ بھوک کے مارے خلوٰ مرتے لگی۔ جب غلام نہ ملبتا تو لوگ مردار و ناخاکو شت اور چرم خام کھانے لگے بعض آدمی بھوک کے مارے پڑا نے چھڑے کو پانی میں جوش دیکھ کھاتے تھے۔ اس مقطعہ مہلاک نے ایک خلق کو مارا۔ خواہن اور لوگ کے گھوڑے مر گئے وہ بھروسی پیدا ہے پاچلنے لگے۔ اس بیرونی پرسن نہیں ہوئی بلکہ رہبروں نے دعا کی ایسے مقام پر لے گئے جسکو کوئی بھی رن کہتے ہیں۔ اس نہیں میں اُب سورا ایسا تھا کہ اگر اسکو زبان پر رکھئے تو وہ پاش پاٹھ ہو جائے۔ اب بادشاہ حیران تھا کہ کیا کروں ایک رہبر کو پکڑ کر مار ڈالا باتی اور رہبروں نے کہا کہ ہم تمکو ایسے مقام پر لائے ہیں کہ کوئی تم میں سے جان سلامت نہیں لیجا یہاں خواہ وہ ہوا میں اڑے یا ہوا کی طرح دوڑے سیمندر ہیاں سے قریب ہے اسکے سبب سے زمین میں یہ سورت ہے اور اسکی تاثیر سے یہ مقام مہلاک ہے جب رہبروں نے یہ کما تو سب نے جان سے ہاتھ دھوتے۔ بادشاہ نے ان رہبروں کو حکم دیا کہ وہ کمیں سے ہماری لئے آب شیر میں پیدا کریں اور ہکھو اس مقام سے باہر کالیں۔ خدا خدا کر کے ایک جگہ آب شیر میں ملا۔ اسکو برتوں میں بھرا۔ مگر زمین آب سور سے ایسی نشانگی تھی کہ اگر آب شیر میں کی ٹھیلیا زمین پر رکھتے تو پانی ایسا سور ہو جاتا کہ زبان پر نہ رکھا جاتا۔ یہاں سے لشکر بکھرا کیا۔ اسی پہ جمل میں گیا جاں کبھی جائز نہ اہم ادیا تھا نہ پرندے نے پر ما رکھنا نکھلی

مزار و نکی زیارت کرتا گیا۔ اسکے لشکر میں نوٹے ہزار سوار اور چار سو انٹی ہاتھی تھے۔  
اماں خان انہوں میں زندہ نہ تھا۔ خان جاں کو دہلی میں چھوڑا۔ جب بادشاہ قصیبہ جو دہن  
میں پہنچا تو شیخ الاسلام شیخ فرمیدہ میں کے مزار کی زیارت کے لئے کیا اور یہاں سے بھکر میں پہنچا  
یاں پا پہنچا کشمکشیاں جمع کیں اور دریا و سندھ سے عبور کیا اور رٹھہ میں پہنچا۔ رٹھہ کی آبادی  
دو طرح کی ہے۔ ایک دریاۓ سندھ کے کنارہ پر دہلی کی طرف اور دوسرے کنارہ پر رٹھہ  
کی طرف اس زمانہ میں یہاں جام برادر اسے انا اور بابنیہ اُس کا بھینجا حکمران تھے۔ انہوں  
نے دریا کے دونوں طرف نتے گلی قلعے بنالے اُنکو اپنے لشکر و قوت پر ڈراغ در تھا۔ سامان  
جنگ سب اوہنوں نے تیار کیا۔ بادشاہ کے لشکر میں غله روز بروز گرائی ہوتا جاتا تھا۔ اور  
کھوڑوں میں دبای چھلتی جاتی تھی۔ نوٹے ہزار سواروں کے گھوڑوں میں چھٹاںی زندہ ہے  
ہونگے۔ ایک آدمی کی ندا کی نعمیت دو تین ٹنکہ ہو گئی۔ جب جام اور بابنیہ نے سلطان کے  
لشکر کو اس دباو قحط کی بلا میں مبتلا دیکھا تو اوہنوں نے زمینے کا ارادہ کیا۔

اہل طہسہ اور سلطان کی لڑائی

چام اور باباہنیہ بہت پیادہ و سوار لیکر حصار سے باہر آنکر فیروز شاہ کے لشکر کے مقابل  
ہاؤسے بادشاہ پہنچنے لشکر کو ضعیف جانتا تھا اور وہ شار مین بھی دشمن سے کمیں کم تھا مگر اُس نے  
میسندہ دلیسرہ و قلب درست کر کے لڑنا شروع کیا۔ دشمن پاس میں ہزار سوار اور چار لاکھ میانے  
تھے۔ لڑائی ہو رہی تھی کہ آندھی ایسی سخت آئی کہ لشکر دشمن کو انکھوں سے کچھ نہیں دھکایا  
وتیا شاہ نگر طرفین کے دلاور لڑائی سے بازنہ آئے لڑتے لڑتے تھاں گئے۔ اور اپنے  
اپنے مقاموں پر آرام کرنے پلے گئے جب ٹھٹھہ نفتح ہوا تو بادشاہ کا ارادہ گھرات جانیکا ہوا  
سلطان فیروز شاہ کا گھرات جانا

سلطان فیروز شاہ کا گھر ات جانا

جب بادشاہ نے ذکر کیا کہ غلہ کا قحط ہے۔ گوردوں میں وبا ہے اس سے لشکر خفیہت ہو گیا ہے۔ کب تک اینی ہمت گر کے دشمن سے لشکر لڑنگا۔ اسلئے عقل دانش کا یہ اقتضا ہے کہ گجرات علیہ اگر زندگی باقی ہے تو دوسرا سال یا انگریز پر طلب ہے۔ اور اب صلاح نے بھی بادشاہ کو یہ صلاح دی کہ عاقل بادشاہوں کا ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ ذہ لشکر پیش نہ

سلطان سکھ بھلا ایسی حرکت ان سے کب سرزد ہو سکتی ہے۔ اب بادشاہ اور راجہ کے لشکروں میں نجفیقوں اور عزادوں سے وہ سنگ باری ہوئی کہ تھرا آپس میں ہوا پر خوب لڑتے تھے قلعہ کے گرد بادشاہ کا لشکر جچے مہینہ تک رہا ایک دن بادشاہ قلعہ دیکھنے گیا تھا کہ اس نے راجہ کو فصیل پر دیکھا کہ ہست بستہ کھڑا ہو کر بادشاہ کی اطاعت کے لئے نہ جھکتا تھا ہے بادشاہ نے بھی بغل میں سے روان کمال کر ہلا دیا جس کے معنی یہ تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔ راجہ بے توقف و بے تامل اس پاں آیا اور معدودت کی۔ بادشاہ نے اسکو چتر خلعت دیکر نگر کوٹ کی راجائی پر بجال کر دیا۔ نگر کوٹ کا نام محمد بن کے نام پر محمد آبا در کھا۔

### ٹھٹھے کی حکم کا صلاح و مشورہ

سلطان فیروز شاہ بار بار نہایت افسوس کے ساتھ یہ ذکر کیا گرتا تھا کہ سلطان محمد شاہ تغلق کی دل کی دل ہی میں یہ آرزو باقی رہی کہ ٹھٹھے کو اُس نے فتح نہیں کیا۔ ایک دن بادشاہ نے دزیر خان جہاں سے اپنے دل کا راز یہ کھولا کہ سلطان محمد شاہ تغلق اپنی نیز کی حالت میں کھاتا تھا اگر میں خدا کے فضل سے اچھا ہو جاؤں تو اہل ٹھٹھے کو زیر و نہ بر کر دوں۔ مگر یہ آرزو اسکی پوری نہوئی وہ یہ ارمان اپنے ساتھ لی گیا۔ اب میں اسکی جاہہ مقرر ہوا تو مجھے اہل ٹھٹھے سے انتقام لینا چاہئے خان جہاں نے کہا کہ حضور کی یہ سے صواب ہے اس میں اول یہ ثواب ہے کہ بزرگوں کی دعایا اور رضاخ پر عمل ہو گا بزرگوں کی انتقام لینا فرزند دن اور برادروں پر لازم ہے۔ دوسرا نفع یہ ہے کہ بادشاہی قانون ہے کہ ہر سال قلعہ کشانی و ملک گیری میں بادشاہ کو کوشش کرنی چاہئے دزیر سے یہ باتیں سنکر بادشاہ بنے اسکو حکم دیا کہ لشکر کو تیار کرے۔ اس نے حکوم کی تعین کر کے لشکر تیار کیا۔

### ٹھٹھے کی سہرت فیروز شاہ کی وانگی اور وہاں پہنچنا

بادشاہ کی سواری ٹھٹھے کی طرف روانہ ہوئی۔ اول دہلی کے اندر جو خدا کے طالب قبروں میں آرام کرتے تھے اُنکے مزار و نگری زیارت کو بادشاہ گیا۔ اور رہا میں بھی انسیے

اور فقراء کی پروردش کے لئے اور اہل دین کے وظائف کے واسطے سولائیٹ نکلہ مقرر کئے۔ ہر قسم کے آدمیوں کی زندگی چین و آرام سے گذرنے تھی۔ ملک دخوانیں کو سرست و بجت۔ اہل تجارت کو ہر سال منفعت بکثرت۔ اہل بازار کو صحن سے سوڑ زیادہ۔ اہل برجت کی اجرت میں ہر سال بڑھتی تھی۔ ہر برس فقیر غریب ہوتے تھے ہر روز فرار عین مرفا الحال اور فارغ البال زیادہ ہوتے تھے۔ ساوات و فضلات و فقیر دعادرت اپنی لڑکیوں کی شادی خورد سالی میں کر دیتے تھے جیزیز میں بہت کچھ دیتے تھے جنکو مقدور نہ تھا انکو خزانہ سے لڑکیوں کی شادی کرنے کے لئے روپیہ ملتا تھا۔ لکھتوں میں عالم ادیب خوش نویس سلمانوں کے چھوٹے بڑے کوں کو تعلیم کرتے تھے جیزیز میں بہت کچھ دیتے کرتے فائدہ کے لئے دیتے تھے اور خزانہ شاہی سے تھواہ پاتے تھے۔ بخارت کمال تجارت در در دورے جاتے تھے اور خوب لفغ کماتے تھے۔ عرض فیروز شاہ کی نیک نیتی سے اُسکے عہد سلطنت میں چالیس برس تک رعایا کو خوب عیش و آرام سے گزیرے بعد ازاں مغلوں نے اُسکو بر باد کر دیا۔

## قلعہ نگر کوٹ کی فتح

جب لکھنوتی سے بھرا بادشاہ دہلی میں آیا تو وہ شکار کھلینے کے لئے دولت آباد روانہ ہوا۔ بیانہ مک پہنچا تھا کہ کمی مصلحت ملکی کے بہب سے دہلی واپس آیا اور ہیاں سے فوج لیکر نگر کوٹ کو روانہ ہوا۔ دامن کوہ میں جب پہنچا تو وہاں اُسکے واسطے برف آئی۔ اس پر سلطان محمد تغلق کی یہ بات اُسکو یاد آئی کہ اُس مقام پر اُس کے واسطے برف کا شربت آیا تھا لگر میں اس وقت موجود نہ تھا۔ اسلئے بادشاہ نے وہ نہ سیا۔ یہ بات یاد کر کے سلطان محمد تغلق کے نام پر شربت کی بیل لگوادی۔ بادشاہ نگر کوٹ پہنچا تو اُسکو نہایت مستحکم پایا۔ راضہ ہیاں کا اور قلعہ میں چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے اُس کامیک تاختت و تاریخ کیا۔ راویں جلال الدین کا مندر تھا۔ اُسکو دیکھنے نہ لٹھا گیا اور اُس پر چڑی زریں چڑھایا۔ ہیاں چتر چڑھانے کا دستور ہے مگر اسکو مسلمان موڑخ نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہندوؤں نے یہ بات ایسی ہی گھر لی ہے جیسی سلطان محمد تغلق کی نسبت گھری تھی کہ اُس نے بھی چتر چڑھایا تھا۔ یہ دونوں بادشاہ دیسند

میں دو سال سات ہیئنے رہا اور ان دونوں ملکوں سے بہتر ہاتھی لی گیا۔

## بادشاہ کی مراجعت جاج نگر سے دشوار گذار رام نوچ

جب بادشاہ نے دہلی کو بازگشت کی تو رامبڑوں نے راہ کے تباہ میں غلطی کی۔ لشکر کو پہاڑوں اور جنگلوں میں ڈال دیا۔ وہ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر ایک جنگل سے درہ سے جنگل میں راہ بھولا بھلا کا پھرا۔ غلہ کی کمی ہوئی جو ہیئنے تک خان جہاں کو دہلی میں بادشاہ کی کمپ خبر مغلوم ہوئی جو ایسی شہر میں دہ سوار ہو کر پھرتا۔ اسکے خوف سے سارے ملک میں امن رہا۔ جو ہیئنے بعد شکل سے ایک راہ روشن ہوئی۔ بادشاہ نے ڈاک بھیجنے کا ارادہ کیا۔ سارے لشکر میں منادی ہوئی کہ جسکو اپنی سلامتی کی خبر اور اپنا احوال اہل و عیال کو لکھنا ہو رہا خطایں لکھہ کر دولت سرا میں دیدے۔ جب لشکر کے کان میں یہ آواز ہوئی تو اونوں نے دولت سرا سے میں اتنے خطون کاٹ پیر لگایا کہ ایک اوپنٹ پر لدا۔ جب یہ دہلی ڈاک ہوئی تو دہلی گھر گھر خوشی کے شادیاں نجھنے لگے جب بادشاہ دہلی کے قریب آیا تو ایک خلقت اپنے غرہن و اقارب سے ملنے لگئے۔ بادشاہ کی سوری ٹری دھوم دہام سے داخل ہوئی۔ فیروز آباد کی کوشک میں بادشاہ نے ایک دیوار پر یہ کندہ کرایا کہ ہم نے اتنے ہاتھی شکار کئے اور اتنے ہاتھی ساتھ لائے تاکہ وہ ایک یادگار روزگار رہے۔

## سلطان فیروز شاہ کے حمد میں رعایا کی خوشحالی فارغ البابی

جب فیروز شاہ دہلی میں آیا تو اُس نے فیروز آباد میں اپنی کوشک کی عمارت کو پورا بنوایا اور شہر کے وسط میں بھی اس نے ایک کوشک ہمندو راء پر بنے تکلف کا تعمیر کرایا۔ دوسرا سال بعد لشکر آیا تھا اتنی مدت کے بعد اپنے محوروں میں مسافر سپاہیوں کے آئے کی بڑی شادیاں ہوئیں۔ بادشاہ اپنا وقت ان ہیں کاموں میں صرف کرتا تھا اوقل سب طرح کاشکار کھیلتا۔ دوسری استھانات رعایا۔ سوم تعمیر عمارت۔ انتظام ملکی میں اُنکی وجہ سے ہر سال ملک کی ترقی اور رعایا کی آسودگی اور راحت برابر بڑھتی کی۔ اس نے علماء و مشائخ کے بیٹے پختیں لاکھ ملکہ اور غرباً

اور جانوروں میں تو نانیٰ آئی۔ یہاں مولیشی اس کثرت سے ہوتے تھے کہ ملکے کہنے تھے لوگ انکو مفت چھوڑ دیتے تھے جانے تھے جہاں جائیں گے وہاں خرید لینگے۔ یہاں کے ادمی ایسے مردہ الحال تھے کہ اُنکے مکان بڑے عالمیان تھے اور اون کے پاس باغات بہت بے تھے جن میں صدر بہلخ کے میوے ہوتے تھے غرہن دنیا کی نعمتیں موجود تھیں مگر کوئی مسلمان آباد نہ تھا اسلئے مسلمانوں کو یہاں یہ کہنا کہ الٰہ نیا بھن ملمن و جنتہ لکافرن صادر آتا تھا۔ بادشاہ اس بارے میں بارہ میں اترتا۔ یہ اس ناک کی قدمی دار السلطنت تھی اس میں دو بڑے قلعے استوار تھے۔ ہر نئے راجہ کو یہ ضرور تھا کہ ان قلعوں میں کوئی نہ کوئی عمارت بڑھاۓ اس لئے وہ بہت عالمیان و درجع المکان ہو گئے تھے۔ کمی وجہ سے یہاں سے راجہ جان گر کو چلا گیا تھا۔ اسلئے بادشاہ اُسی محل میں فروکش ہوا جس میں راجہ رہتا تھا۔ جاج نگر کاراچہ خوف زدہ ہو کر دریا میں کشتی کے اندر بیٹھ کر کمیں جا چہا اور دریا کے آنگے ایک بہت ہاتھی چھوڑ گیا کہ شکر شاہی اس کی طرف متوجہ ہو۔ یعنی رودرہنگ شکر نے کوشش کی کہ ہاتھی کو زندہ گزندار کریں مگر حب وہ زندہ نہ پکڑا گیا تو اُسکو مار ڈالا۔

## ہاتھی کاشکار و رائے جاج نگر کی اطاعت

جب بادشاہ یہاں کے خیل میں گیا تو وہ یہاں کہ پندرہ پندرہ بیس میں کوئی تک ہاتھی ہی باختی بھرے ہوئے ہیں تو اُس نے یہاں ہاتھی کاشکار کیا۔ ہاتھیوں کو کٹلگھڑیں کھیر کر خوب تحکما ہا۔ اور پھر فیلان درخوں پر چڑھ کر ہاتھیوں کی پیچھے پر سوار ہو گئے اور انکو پکڑ لائے جب بادشاہ کو اس سیرہ کارست فرست مل تو وہ راستے جاج نگر کے پیچے پڑا جس محل میں وہ رہتا تھا اس میں گیا بہت سے مکانات اُس میں بننے ہوئے تھے۔ حصہ کے اندر ایک بُٹھ نامہ بقا اس میں جن نامہ کی مورت نہ کھی ہوئی تھی اسکو اگھیر کر بادشاہ سے دہلی بھیج دیا۔ ہندوراجہ دراست و مقدم وزیندار جن برہنیوں کی صلاح مشورہ لیتے ہیں انکو محنت کئے ہیں یہاں اُن کو پاڑ کتے ہیں راجہ نے ان پاتر و نکو بھیکر بادشاہ سے صلح کر لی اور میں ہاتھی مذہبیچھے۔ یہاں جنگلوں میں ہاتھی اس کثرت سے تھے کہ بھیر کے بجاوں بکتے تھے۔ بادشاہ لہنیوں اور جاج نگر

لشکر کرنی ہوا در اس سے اہل اسلام کو مضرت پہنچتی ہو اپنے کام یہ ہے کہ وہ بادشاہ نہیں صلح کر دیں۔ سلطان سکندر کو صلح منظور ہے جب وزراء فیروزی نے یہ تقریری تو انہوں نے بھی آپس میں صلح و مشورہ کر کے بادشاہ سے عرض کیا کہ سلطان سکندر صلح کا طالب ہے اگر حضرت کو بھی صلح منظور ہو تو اہل اسلام کی گردان پرستے تلوار میان میں جائے۔ خدا تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ اصلح خیر بادشاہ نے فرمایا کہ اگر سکندر شاہ اس شرط کو قبول کر لے کہ سارگانوں میں ظفرخاں تخت نشین ہو تو صلح کر لیں چاہئے خان عظیم بیت خاں اس رسالت پر مقرر ہوا۔ وہ سلطان سکندر شاہ پاس گیا۔ بیت خاں نے وہاں جا کر نرم و گرم گفتگو کر کے اس شرط پر کہ ظفرخاں کو ولایت سارگانوں حوالہ ہو۔ صلح کو منظور کرالیا سلطان سکندر نے کہا کہ بادشاہ نے تاخت ظفرخاں کی تخت نشینی کے لئے تخلیف اٹھائی ہے۔ اگر مجھ فرمان بھیج دیتے تو میں اسے تخت پر بھا دیتا۔ فیروز شاہ نے سکندر شاہ پاس ملک قبول کے ہاتھ استی ہزار ملنگ کی تعمیت کا تاج مرصع و مکلن بھیجا۔ ملک قبول نے سکندر شاہ کے تخت کے گرد سات دفعہ چکر لھا کر اسکے سر بر تاج رکھا۔ وہاں یہ اپنا تماشہ بھی دکھا دیا کہ اکدالہ کی میں لخواری خندق کو وہ لخواری سے پر سوار ہو کر بچلانگ گیا اور سکندر شاہ سے کہدیا کہ مجھ جیسے سوار بادشاہ پاس دس ہزار ہیں سلطان سکندر نے بھی چالیس ہاتھی نذرانہ میں بھیجے اور آئندہ اس نذرانہ کے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ ظفرخاں کو ولایت سارگانوں میں بلا کر اسکے حوالہ کرنے کا وعدہ کیا۔ مگر ظفرخاں کو جب سارگانوں کی حکومت مل گئی تو اس نے وہاں بھیجیرے میں مصلحت اپنی نہیں دیکھی اور بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ یہاں کی سلطنت سے حصوں کی صحبت و معیت زیادہ پسند ہے۔ مجھ جو آسودگی دہلی میں سیر ہو گی وہ یہاں نہیں ہو گی۔ اسکے سارے رشته دار اور دوست مرکب تھے کوئی باتی نہ تھا۔ یہاں کیونگر وہ رہ سکتا تھا۔ اب بادشاہ یہاں سے دہلی کی طرف روانہ ہوا وہنوں دفعہ بادشاہ کی رحمہ دلی نے ان ہمات سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھانے دیا۔

### سلطان کاروانہ ہونا اور جونپور سے جانج گر جانا

ملک بنگال کی محض سے بادشاہ فارغ ہوا جن پور میں آیا اور یہاں سے جانج نگر میں گلا۔ دلتا جنگمنایت سیر حاصل اور اعتمت خیر بھتی۔ وہاں میود غله کشتہ سے ہوتا تھا۔ بھیجیرے نے شکر گڑوں

کو تشویش ہو رہی ہے تم جا کر امن امان قائم کرو بادشاہ قونج کی راہ وہاں آیا جہاں اس نے شہر حون پور آباد کیا۔

## شہر حونپور کی بناء کا حال

بادشاہ نے یہاں جو ایک مقام و صحرا خوش و مرغوب دیکھا تو اسکے دل میں آیا کہ یہاں شہر آباد کیا جائے۔ گومتی کے کنارہ پر بادشاہ نے چھ مینے قیام کر کے اس شہر کو آباد کیا۔ سلطان تغلق شاہ کے بیٹے سلطان محمد تغلق جوناخاں کے نام پر شہر کا نام جونا پور (جونپور) رکھا۔ جوناتر کی زبان میں اتفاق کو کہتے ہیں۔ آئندہ تاریخ میں پڑھو گے کہ یہ شہر سلاطین شرقیہ کا دارالسلطنت بنا۔

سلطان سکندر شاہ سے بادشاہ کی جنگ

چھ مینے شہر حونپور سے بادشاہ بیگانگاہ میں متواتر کوچ کر کے پہنچا۔ اس عرصہ میں سلطان شیخ الدین تو مر جاہ کا تھا اسکا بیٹا سلطان سکندر سلطنت کرتا تھا وہ اپنے شکریت جزاً اکدالہ میں جا پھما۔ بادشاہ نے ان جزاً کو گھیر لیا۔ دونوں جانب عزادہ و مجنحیں موجود تھے۔ حصار کے آگے ہر روز شتریوں سے لڑائی شروع ہوتی۔ حصار سے دشمن کا شکر میدان میں نہیں آ سکتا تھا۔ جانبین میں روز رو شب بگامبانی ہوتی تھی اتفاق نے حصار سکندری کا ایک بیج بودا تھا وہ اُسی کے آدمیوں نے بوجھ سے گر ڈرا حسام الملک نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اس قت حملہ کر کے فتح کر لیا جائے۔ سلطان نے بعد تاں کے فرمایا کہ جب حصار میں لفڑی جائیگا تو ہزاروں پر دہ نشین عورتوں کی بے پر دگی پر پڑہ دری ہو گئی ناہلہوں کے ہاتھ سے اُنکی عزت خاک میں مل گئی۔ ایک دن تو قفت کر و دیکھو خدا کیا کرتا ہے۔ یہ سکندر بادشاہی افسوس نے صبر کیا۔ بگالیوں نے اپنایج ایک دن میں جیسا تھا ویسا بنا لیا۔ گلی حصار تھا اُس کا بیج بنانا آسان تھا۔ اب حصار میں علف و غلم کی تیجی ہوئی اور لڑائی سے بھی طرفین تنگ ہو گئے اسلتے دو بادشاہوں میں مصالحت کی گھیری۔

## فیروز شاہ و سکندر شاہ کی مصالحت

جب سکندر شاہ پر بُری بُنی تو اسکے وزراء نے صلاح مشورہ کر کے ایک داشمن آدمی کو فیروز شاہ کے وزرائیں بھیجا جس نے یہاں آنکے وزراء یہ تقریر کی کہ لڑائی میں دونوں جانب میں مسلمان کشته و خستہ ہوئے ہیں۔ آئین سلاطین دو قرائیں ذذر کا مقتضا یہ ہے گہ جب بادشاہوں میں کچھ درمی کے سببے

دوسرے روپ بادشاہ کے دربار میں جو ظفر خاں گیا تو بادشاہ نے اُسے غلیم دیکھ کر اُس سے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ میری پریشانی حضور کی محنت سے دفع ہو سکتی ہے بادشاہ نے اُسے خواجہ جہاں پاس دہلی بھیج یا حصہ افغانستان سے سلطان دہلی میں آیا خواجہ جہاں سے ظفر خاں کے باب میں صلح و مشورہ کیا پھر حکم دیا کہ ہم بنگال کی تیاری کیجائے جب اس تیاری کی خبر سمش اللہ نے کوچخی تو وہ ڈرا اور الکمال کے قیام میں اپنی مصالحت نہ دیکھی سارگانوں میں وہ چلا آیا جو بنگال کے وسط میں تھا۔ یہاں کے آدمیوں نے بھی اُسکے ہاتھ سے تنگ ہو کر بادشاہ پاس فرمایا کی عرضیاں بھیجنی شروع کیں۔

### لکھنوتی کی طرف بادشاہ کا دربارہ روانہ ہوتا

جیسے کہ بادشاہ پہلی دفعہ لکھنوتی کو گیا اس طرح ابکی دفعہ روانہ ہوا کہ اسی یا شرہ زہرا سوار اور بستے پے پیادے و چار سو ستر ہاتھی اور کشتیاں بند کشنا اور بہت سے اور آدمی جو دہلی میں اڑپنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ دو دہنیز (ریخے) دو بارگاہ۔ دو خوابگاہ۔ دو دہنیز مطبخ۔ ایک سوا میں عسلم ہر قسم کے اور چورا سی خروار طبل دو ماہہ شتری و فلی و اپسی۔ اس ساز و سامان سے ۹۳۵ھ میں خود بادشاہ لکھنوتی روانہ ہوا، خواجه جہاں وزیر کو دہلی میں اپنا نائب مقرر کیا۔ خان اعظم تارخان بھی بادشاہ کے ہمراہ چند منزل گیا مگر بعد ازاں وہ حصہ افغانستان کو دا پنچھیجا گیا۔ وجہ اُس کے واپس بھیجنے کی شمس سراج نے یہ بیان کی کہ بادشاہ کبھی کبھی شراب پتیا تھا۔ انہیں ریه شراب مختلف مزوں کی اور رنگ برنگ کی زعفرانی۔ گلابی۔ سرخ۔ سفید ہوتی تھی اور اس سفید شراب کا فروہ ملیجھے دو دھنہ کا سا ہوتا تھا۔ بادشاہ صح لی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر یہ چاہتا تھا کہ شراب کا پایالہ پینے کے تamar خاں سلطان کے دروازہ پر آیا۔ بادشاہ کو اسوقت اس سے مانا گوا ر تھا مگر اُسکے اصرار سے بُلا لیا اور شراب کے سامان کو پنگ کے پینچھے چھاپ دیا۔ جب تamar خاں آیا تو اُس نے پنگ کے پینچھے یہ سامان رکھ لیا تو سلطان کو اُس نے یہ پیش کیا کہ شراب کا پایالہ پینے کے تamar خاں کے تمار خاں چاہتے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ میں قسم کیتا ہوں کر جب تک تم اس لشکر میں رہو گے میر شراب نہیں پینے کا۔ تamar خاں الحمد للہ کمکر باہر چلا آیا۔ مگر بادشاہ اس شیخوت کو گستاخی سمجھا۔ چند روز بعد تamar خاں کو خدا میر فیروزہ یہ کمکر بھیج یا کہ دہاں کی زیارتی

اس بادشاہ کی چالیں برس کی سلطنت میں دہلی اور فیروز آباد کے درمیان پانچ کوس کے اندر خلوت کی آمد و رفت کثرت سے رہتی تھی ہر وقت اُنہوں نام لگا رہتا تھا۔ صحیح کی سفارت کے وقت اونٹ گھوڑے بچر گاڑیاں چھکڑے۔ پالکیاں یہ سواریاں تیار رہتی تھیں اسیں سوار ہو کر فیروز آباد سے دہلی اور دہلی سے فیروز آباد میں آدمی آتے جاتے تھے ان سواریوں کا کرایہ معمولی یہ مقرر تھا کہ گاڑی کا رائیہ چار جیل فی نفر۔ شتر کا کرایہ چھ جیل کھوکھ کرایہ بارہ جیل۔ کرایہ ڈولہ نیم نکہ شتر کے نزدیک فیروز آباد کثرت سے موجود رہتے تھے انکو فیروز آباد خاطر خواہ مل جاتی تھی۔ افسوس ہے کہ مغلوں کے ہاتھ سے اُسکے بہت سے باشندے ہلاک ہوئے اور باتی مانذہ اطراف میں چلے گئے ایسا بڑا شہر بر باد ہو گیا۔

## ظفر خاں کا سار گانوں سے آنا اور فیروز شاہ کی پیاہ مانگ

سار گانوں کا بادشاہ سلطان فخر الدین تھا۔ اور ظفر خاں اُس کا داماد تھا۔ تخت گاہ پنڈوہ سے پہلے تخت گاہ سار گانوں تھا۔ اول دفعہ بنگال سے دہلی کو جب فیروز شاہ نے مراجعت کی تو کینہ کے سبب سمش الدین کرستی میں ہو کر ہو کر چند روز میں سار گانوں آیا سلطان فخر الدین جسکو عوام فخر کرتے تھے۔ بعیم و بینکار اپنی مملکت میں بیٹا تھا کہ سمش الدین نے اُسے زندہ گرفتار کر کے مارڈا اور سارا ملک اُس کا دبایا۔ تمام اعوان والصار اُس کے پر اگنڈہ ہو گئے۔ اس وقت تحصیل مال کے لئے ظفر خاں گیا ہوا تھا۔ جب اُس نے یہ حال سنایا تو وہ مملکت سار گانوں سے بھاگ کرستی میں سوار ہوا اور بہت تکلیفیں اٹھا کر دہلی میں آیا اور یہاں سے بادشاہ کی خدمت میں حصہ فیروزہ کے اندر پہنچا اور ایک ہاتھی نذر میں دیکر باریا ب ہوا بادشاہ نے اُس پر مراحم خسر و انہ فرما کر حالات دریافت کئے اور اُسکی خاطر مجمع کی کہ وہ کچھ اندیشہ نہ کرے جو سار گانوں میں اس پاس تھا اُس سے دو چند اسکو ہیاں بجا لیا۔ بادشاہ نے ظفر خاں اور اُسکے ہمراہ ہیوں کو غلعت عنایت کئے اور اول روز تین ہزار نکہ جامہ شبستن کے مجمت کئے اور اُس کا خطاب ظفر خاں بھال رکھا۔ پھر حارلا کھنکہ دیئے اور ایک ہزار سوار اور بہت فتحی پیا دے اُسکے لئے مقیدین کئے اور نائب وزیر مقرر کیا اور پھر محمدہ وکالت عطا کیا

## ہاشمی میں بادشاہ کی ملاقات شیخ نور الدین سے

شیخ قطب الدین کا انتقال ہو گیا تو شیخ نور الدین آنکے سجادہ نشین ہوتے بادشاہ حصار فیروزہ سے انکی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میں نئے یہ شہر آباد کیا ہے حضرت سے یہ درخواست ہتھی کہ ہاشمی سے وہاں تشریف یاجائیں میں جناب کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کراؤں اور اس کا خیج وار و صادر کے لئے مقبرہ کراؤں حضرت نے جواب دیا کہ یہ دعا و گور ہاشمی میں ہی رہیگا کہ وہ میرے باپ دادا کا وطن ہو اور ان بزرگوں نے مجھے یہی مقام دیا ہے بادشاہ نے کہا اچھا آپ یہیں رہیں مگر دعا دیجیجے کہ حصار فیروزہ آباد رہے۔

## جنما کے کنارہ پر فیروز آباد کا آبادگرنا

بادشاہ نے محمد بنگالہ میں دوبارہ جائے سے پہلے ۱۵۴۳ء میں جنم کے کنارہ پر گاؤں کا نوں کی جگہ پسند کر کے اس شہر کو بنانا شروع کیا۔ اور اس میں کوشک عالمیشان تعمیر کرایا اور خوانین و ملوک نے اپنے مکانات وہاں بناتے۔ اس طرح محلی سے پانچ کوس پر ایک نیا شہر آباد ہو گیا۔ اس شہر میں فیروز آباد کی حدود میں اٹھارہ موضع کی زمین آئی جنہی تفصیل یہ ہی کہ تقصیہ اندر پت کی سرے شیخ ملک باریزان کی۔ سرے شیخ ابو بکر طوسی کی۔ گاؤں کی۔ کھیست وارڈ۔ امدادت کی۔ اندھاولی کی۔ سرے ملکہ کی۔ مقبرہ سلطان رضیہ کی۔ بھاری کی۔ مہرل کی۔ سلطان پور کی۔ اور اور دہات کی زمینیں اس قدر مکانات تعمیر ہو گئے تھے کہ تقصیہ اندر پت سے کوشک پہنچاڑتک کے پانچ کوس کا فاصلہ تھا۔ ساری زمین آباد تھی اور اس میں مکانات ریختہ اور سعی کے بنے ہوتے تھے۔ آٹھ مساجد جمیعہ یہی دسیج اور عظیم الشان تھیں کہ انہیں سے ہر ایک مسجد میں دس ہزار آدمی نماز پڑھ سکتے تھے۔ اور ایک مسجد خاص تھی۔ بڑے بڑے امیروں نے یہ مساجد میں بنائی تھیں اور انکے نام پر ان مسجدوں کے نام لئے جاتے تھے۔ کہتے ہیں شاہ بہادر آباد میں یہ مسجد تین کاتام کالی مسجد ہے اور ترکمان دروازہ کے پاس ہے وہ اکنہ مسجدوں میں سے ہے۔

یہ صدر مقام حصار فیروزہ میں منتقل کر دیا۔ اور اس یعنی یعنی قسمت حصار فیروزہ میں ضملاع  
ہائی اور اگر ودھ فتح آباد سرستی داخل کر دیے۔

## استقامت املاک یعنی بادشاہ کا مخصوص میں مقرر کرنا

بادشاہ نے دو شہر فتح آباد اور فیروزہ حصار آباد کئے فتح آباد کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور  
فیروزہ حصار کا اب ذکر ہوا۔ اب دونوں شہروں میں نہیں جاری کیسے گویا کہ ان غمروں  
میں دونوں بھر برد بسادیے۔ ان ضملاع میں انتہی کوس سے نوے کوس تک کے درمیان آبائی  
ہوتی تھی۔ تمام قصبات۔ قربات۔ جنید۔ دہارتہ اور ہالنسی اور اُسکے مصنفات میں پانی کے بیب  
سے پیدا اور بڑھ گیا اور اس سے بہت فائدہ ہوتے رکا گو بادشاہ نے فضلہ اور علماء نیک لفظ  
و مشائخ بابر کات کو جمع کر کے فتویٰ طلب کیا کہ اگر کوئی شخص بہت محنت و مشقت کر کے اور زبانارویہ  
خرچ کر کے قصبات و قربات کی حدود میں نہیں جاری کرے اور اس سے دہاں کے ہنہنے والیکو  
نفع بہت حاصل ہو تو اس محنت اٹھانے والے کا بھی حق سی ہے یا نہیں۔ سب نے متفق ہو کر کہ  
کہ ایسا سعی کرنے والا حق شرب یعنی وہ کی کا مستحق ہے۔ بادشاہ نے مثل پہلے بادشاہ ہوں  
کے دیران زینوں میں بہت وہات آباد کئے اور ان پر مخصوص مقرر کیا اور اس مخصوص کو بینت  
المال سے خارج رکھا۔ اور اسکو سام میں تقسیم کر کے علماء و مشائخ کے نام معین کر دیا۔ پس بادشاہ  
کی آمدی دو صیغوں سے بڑھی ایک حق شرب سے دوم نئی زینوں کی زراعت سے اس طرح بادشاہ  
کی املاک میں دولاٹ ڈنگہ کی آمدی بڑھ گئی۔ دارالملک دہلی میں کسی بادشاہ کی املاک ایسی  
نہیں زیادہ ہوتی کہ خاص اس املاک کے واسطے عمدہ دار مقرر ہوں اور اس کا خزانہ جدا ہے  
جب برپات کے موسم کی شدت ہوتی تو خاص ملوک کو بادشاہ مقرر کرتا کہ وہ نہرزوں کی کنائر  
پر بھر کر بادشاہ کو اطلاع دیں کہ سیلا ب کا پانی کہاں سے کھان تک پہنچا۔ ان نہروں سے  
جتنی آب پاشی زیادہ ہوتی آئتا ہے یہ بادشاہ خوش ہوتا۔ اور اگر کوئی اُسکی املاک میں سے گاؤں  
خوب ہو جاتا تو وہاں کے عمدہ دار کو ذیل کر کے بادشاہ کا دیتا۔ اس سبب سے تک بہت  
باد و ہعمور ہو گیا۔

آتا پختہ چوئے اور کھوڑا اینٹ کھوئا کو آمینتہ کر کے ان پھر دل کو عمارت میں لگاتے۔ ایک حصار بزرگ یہاں تعمیر ہوا۔ اسکے مختلف حصوں کی تعمیر امیر دل کو سپرد تھی جنہوں نے جلد اس حصار کو تعمیر کر دیا۔ بادشاہ نے اس حصار کا نام حصار فیروزہ رکھا اور پھر اس حصار کے گرد خندق کھڈ دیا اور اسکی نئی سے حصار کے گرد دمدہ بنایا اور حصار کے اندر ایک بڑا گمرا مالا ب بنوایا اور اس کا پانی خندق کے اندر چھپ دیا یا ہمیشہ خندق میں یہ پانی بھرا رہتا تھا۔ اور حصار کے اندر ایک ٹوٹک بزا یا جس میں بہت سے محل تھے اور اس میں بڑی حکمت یہ رکھی تھی کہ اگر کوئی عاقل بھی کوٹک میں آما آور جنہی مخلوں میں بھرتا تو بیج کے محل میں آجائے تو پھر نہیں تاریکی سے نہیں نکلا جائے ایک فرش اس میں چلا گیا تو کمی روکنے کے لئے اس میں وہ اس تاریکی سے نہیں نکلا جائے ایک فرش اس میں چلا گیا تو کمی روکنے کے لئے اس میں غائب رہا پھر اسکو نگہبان کوٹک ہی نکال کر لاتے۔ جب بادشاہ نے اپنا محل یہاں بنوایا تو پھر تمام خاندان عظام اور ملوك با احترام نے اپنے محل اور خاص دعام نے بھی اپنے مکان یاں بنوائے۔ غرض شہر خوب آباد ہو گیا۔

رفاه عالم کا کام سب سے بڑا یہاں نہ کارہی کرنا ہی جب بادشاہ نے حصار فیروزہ کے ملک میں پانی کی تکلیف دیکھی جس کے سبب سے ملک اجاڑتھا تو اس نے ایک نہ جنگا کی اس جگہت نکالی جاں پھاڑوں سے وہ نکلکر الگ ہوتی ہوئی وہ کرناں ہو کر ہاشمی حصار پہنچی تھی اور پھر دریا اگھاگرا (گاگر)، میں گرفتی ہے۔ اس نہ کا نام راج داہ تھا اور دوسری نہر دیا تسلیح سے لایا جس کا نام لغ فانی تھا۔ یہ دونوں نہریں کرناں کے قریب گذرتی تھیں اور راشمی کوں چکر دہ بنا تھیں اور شہر حصار فیروزہ میں جاتی تھیں۔ سلطان فیروز نے ڈھائی سال میں اس شہر کو تباہی اور بعد ازاں اس کے گردانع لگاتے جن میں سب قسم کے میوے ہوئے تھے۔ پہلے یہاں خریعت کی نصلی ہوتی تھی۔ گہوں نہیں پیدا ہوتا تھا۔ اسکے لئے پانی یہاں میر نہیں ہوتا تھا مگر اب دونوں نصیلیں خریعت و رتبیج ہوئے گئیں۔ ہزاروں گہوں میں آب پاشی ہوتی تھی۔ ان نہروں سے اس بکا کونے اخ سے باغ بنایا گیا۔

پہلے بادشاہوں کے زمانہ میں صدر مقام تھیں ملکزادی ہاشمی تھیا اب بادشاہ فیروز

خطبہ اپنے نام کا پڑھوا یا اور اس کا نام فیروز آباد رکھا۔ پھر دفاتر سلطانی میں یوں لکھا جائے: لگا کہ آزاد پور عرف اکدالہ اور فیروز آباد عرف مندوہ۔ جب بادشاہ کوئی کے کنارہ پر آیا تو لشکر کو کشتیوں میں بھاکر آتا رہا۔ جب شمس الدین اکدالہ میں آیا تو کوتووال کو جس نے ذراوازہ بند کیا تھا قتل کیا۔

سلطان نے دہلی میں خواجہ جہاں پاس جو اسکی نیابت کر رہا تھا لکھنؤتی کی سنتھ کا فرمان بھیجا تو یہاں ٹری خوشی خاص و عام کو ہوئی۔ ایک خوشی فتح کی تھی دوسری بادشاہ کے صحیح سلامت آئنے کی جب بادشاہ دہلی کے قریب آیا تو خواجہ جہاں اُسکے استقبال کو گیا اور بادشاہ کی سواری ٹری دہوم دہام سے شہر میں آئی اور ہم ہاتھی جو بھگالہ کی فتح میں شامل ہوئے وہ سواری کے جلو میں سب سے آگئے تھے۔ بادشاہ نے گلیا رہ میپنے اس نام میں صرف کئے

### شہر حصار فیروزہ کا بنانا اور نہر کا حاری کرنا

بنگال کی ہم سے جب بادشاہ فانع ہو کر دہلی آیا تو گئی برس تک وہ دہلی کے گرد سیر کرتا رہا اور دوسرے سال میں وہ حصار فیروزہ کی طرف گیا تھا اور ملکت کی تمامی میں خدمت کرتا تھا اور اس پر احسان طرح طرح کے کرتا تھا۔ انھیں دنوں میں حصار فیروزہ کی بناؤ دیا۔ یہاں جب سلطان آیا تو چند روز مقیم رہا۔ اب جس جگہ کہ حصار فیروزہ ہاڑی دہاں پہلے دو گاؤں ٹڑے ٹڑے تھے ایک کو لاس بزرگ اور دوسرے کو لاس کوچک کہتے تھے۔ بادشاہ نے لاس بزرگ کو دیکھ کر پسند کیا اور فرمایا کہ یہاں شہر آباد کیا جائے تو خوب ہو یہاں کی زمین بے آب تھی اور گرمی کے موسموں میں خراسان و ایران سے چوسو داگ آتے تھے۔ انکو پانی کی ٹری تکلیف ہوتی تھی۔ چار جیل کو ایک پانی کا ٹیکا ملدا تھا۔ اس کو امید تھی کہ اگر میں مسلمانوں کے فائدہ کے لئے یہ شہر آباد کر دیکھا تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے یہاں پانی بھی پیدا ہونے لگے گا۔ بادشاہ نے یہاں آکر کہ شہر کے بنائے کی فرمائش کی اور اس کا بننا شروع ہوا۔ چند بیال تک بادشاہ اور خواجین دہلوک اس کام میں مصروف رہئے ترنسانی کے پاروں سے سخت پھر ترش کر دیاں

مخدرات کوئا اہلوں کے ہاتھ میں گرفتار کرتا ہوں تو قیامت کے دن خدا کو کیا منہ دکھا دیگا اور مجھے میں اور مغلوں میں کیا نشرق ہوگا۔ تامارخان نے اصرار کیا کہ ہاتھ آیا ہوں ملک ہاتھ سے بہ دینا چاہئے۔ اس پر فیروز شاہ نے کماکہ دار الملک دہلی کے چند سلاطین نے ان مالک کو نتیخہ کیا۔ مگر یہاں اُن کچھ آثار باقی نہیں رہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ بنگال کی زمین میں کچھ وہ تڑی بہت ہے۔ یہاں کے امراء آپ سرد کے جزیروں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ بجھے سلاطین دہلی کی متابعت سے مخالفت نہیں کرنی چاہئے مصلحت ملکی یہی ہے۔ پس اس نے اکدالہ کا نام بدل کر آزاد پور رکھا اور خود بارگشت کی۔ میدان کا رزار میں تامارخان نے بڑی مردانگی کی اور اس الدین کا ایسا تعاقب کیا تھا کہ اگر وہ چاہتا تو اس کا سر اڑادیا مگر اس نے قصد ایہ نہیں کیا۔ جب فیروز شاہ نے اس سے پوچھا تو اس نے یہ جواب دیا کہ تاجدار پر تلوار کا ہاتھ مارنا مجھے سزاوار نہ تھا۔ بادشاہ اس جواب سے بڑا خوش ہوا۔

### بادشاہ کی مراجعت دہلی کی طرف

جب بادشاہ نے دہلی کی مراجعت کا ارادہ کیا تو شکر میں خوشی کے مارے عید ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ بنگال کے سوار پیادوں کے سردوں کو جمع کریں۔ اشتہار دیا گیا۔ جو بنگالی کا ایک سر لایکا ایک ٹنکہ نقراہ انعام پائی گا۔ اس لائق سے سب نے سردوں کے جمع کرنے میں کوشش کی۔ ایک لاکھہ اسی ہزار سرستے کچھ زیادہ جمع ہوئے۔ اتنے سر کیوں نہ جمع ہوتے سات کوں میں کوشش میں کوشش کی گئی تھی۔ بادشاہ ان سردوں کو دیکھ روتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ یہ نسلیں بچارے پیٹ و عیال و اطفال کے مارے جان سے مارے گئے۔

بعیرت سوئے کشتگان بنگریست چند یہ پیدا و پناہ گریست چراکشہ شاید بشیر و سیر فلک راسراڈا غتر شد برست بادشاہ لرشکر تیمت بہت جلد دہلی کی طرف منتزل پیا ہوا۔ پندوہ میں آیا اور راہ میں	بجندیدہ پیدا و پناہ گریست کہ چندین خلاں دریں کاروگیر بنشاید کشیدن سراز سرزوشت
--	---

لشکر آپنچا ہے۔ اس نے یہ شکر پنا لشکر اس طرح مرتب کیا کہ امیر شکار امیر دیلان کو مہینہ کا  
لشکر تیس ہزار سوار کا سپرد کیا اور ملک حسام نوا کو میرہ کا لشکر تیس ہزار سوار کا سپہ سالار  
کیا۔ ان تینوں تامارخان قلب لشکر تیس ہزار سوار کا سپہ سالار کیا۔ ان تینوں فوجوں میں بادشاہ  
خود پھرتا تھا۔ اور سپاہ کی شاہانہ دلپاری کرتا تھا۔ جب یہ سب تیاریاں ہو چکیں تو لڑائی  
کا نتھا۔ بجا اور دو لشکر دوں میں لڑائی کا شور مچا۔ شمس الدین نے دیکھا کہ فوج شاہی  
لڑائی کے لئے ایسی آرائستہ ہے تو وہ خوف زدہ ہوا۔ اور بھاکہ قلندر دوں نے بھجھ دیکھ  
دیا گہ میں حصہ راست لشکر کو لے آیا۔ اب لڑو جو تقدیر میں ہونا ہو وہ ہو گا۔

لشکر میرہ سے جس کا افسر ملک حسام نوا تھا لڑائی کا آغاز ہوا۔ ابھی اوصرہ دنوں  
لشکر دوں میں لڑائی ختم ہوئی تھی کہ مہینہ میں جس کا افسر ملک دیلان تھا جنگ شروع ہوئی  
ظرفیں کے بہت آدمی مارے گئے۔ اب تیروں سے لڑائی کی نوبت گزد کرتیغ و سناہ پر  
پہنچی پھر اس سے بھی آگے یہاں تک نوبت آئی کہ ہیلو انوں نے ایک دوسرے کو میکر طکے  
دے مارا اور ہلاک کیا۔ بعد ہر ڈری خونریزی کے قتل کے سلطان شمس الدین شکست پا کر اپنے  
شہر کی طرف بھاگا۔ پھر تامارخان نے مہینہ میرہ سے زور پا کر شمس الدین کا تعاقب نہیں دے  
بے الکار تک کیا۔ تامارخان نے پکار کر کہا کہ اے شمس سیاہ رو پیچھے مرت دکھاؤ اوصہ  
منہ کر کے لشکر فیروزی کی جوانمردی کو دیکھو مگر اس نے کچھ پرواہ نکی۔ فیروز شاہ کو منع  
ہوئی اور سینالیں ہاتھی ہاتھ لے اور تین ہاتھی مارے گئے۔ شاہ بیگان باوجود اس لشکر  
کیشہ کے صرف سات سواروں کے ساتھ بھاگا۔ اور سارا لشکر اسکا پریشان و متفرق ہو گیا  
فیروز شاہ نے دریا کے کنارہ پر اکدال سے سات کوس پر قیام کیا۔ شمس الدین نے قلعہ  
اکدال میں پناہ لی لشکر فیروز شاہی نے شہر لے لیا۔ اس شہر میں جب بادشاہ داخل ہوا  
تو کوٹھوں پر ہزار ہزار نامغزہ ھڑھانے کی خور توں کا ہجوم سرنگا۔ زبان پر شور و فغاں تھا۔ اسکو  
دیکھ کر بادشاہ کو رحم آیا اور اپنی زبان سے یہ فرمایا کہ میں نے نانا کہ شہر کے اندر میں فتح میں  
ہو کر آیا اور چند مسلیاں نوں کو گرفتار کر لیا اور اس ملک کو بے لیا۔ اور ملک میں میرے نام  
نکا خطبہ پڑھا گیا۔ اب اگر حصہ ریتا ہوں تو اور مسلمانوں کا خون کرتا ہوں۔ عورات ستورات

لشکر دیا ہے پار اُتھ آیا ہے تو وہ پنڈوہ کو چھوڑ کر اکدالہ میں جا کر رہا۔ سلطان بھی اکدالہ کی طرف گیا اور اس مقام کا محاصرہ رہنا یت اہتمام سے کیا اور اپنے لشکر کے گرد کنگرے بنے اور خندق حکومی۔ ہر روز سلطان شمس الدین کی سپاہ اکدالہ سے باہر آتی۔ باادشاہ کا لشکر اس پر تیروں کا مینہ بر ساحا۔ آخر کو دشمنوں نے مجبورہ موکر خریرہ اکدالہ میں پناہ لی۔ باادشاہ کا لشکر نے اس کا ملک تاخت و تاریخ کیا۔ یہاں کے تمام راستے راجہ مقدم زمیندار سلطان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور انکو امان دیگی۔

ان دونوں سلطانوں میں کچھ دنوں ہر روز خوب جنگ ہوئی پھر ہوا نے یہ جفا کی کہیں نہ میں دانہ گرم بولیا اور قریب ہوا کہ بچ سلطان پر آفتاب نظر عنایت کرے۔ یعنی بر سات بسر پر آگئی۔ باادشاہ نے ارباب مشورہ کو جمع کیا۔ اس مجلس میں بہت سی بحث و تکرار کے بعد یہ نتیجہ ارپایا کہ سلطان شمس الدین اکدالہ میں حصاری ہوا اور جسکے گرد اگر وہ بزرگ ہیں وہ جانتا ہو کہ مجھے اڑنے کی صورت نہیں جب بارش ہوگی اور ملک بناگاہ کی زمین یا پانی ہی پانی ہو جائیگا تو یہ یا نی و مچھر و پتو اور حشرات الارض باادشاہ کو اٹا بھگا دینے گے۔ یہاں ڈاں ایسے ہوتے ہیں کہ اُنکے کائٹے سے نہ آدمی نہ گھوڑا جی سکتا تھا۔ اسلئے یہ مناسب ہوئی کہ سلطان چند کوس الٹا چلا جائے اور دیکھے کہ دشمن کیا کرتا ہے۔ یہ تم بیر پنڈ ہوئی اور دہلی کی طرف سلطان سات کوس الٹا چلا گیا اور چند جعل قلندر اکدالہ کو یہ جمدیے اور آن کو سکھا دیا کہ الگ لوگ تکوپیکر سلطان شمس الدین کے رو برو یا جامیں تو اُس سے یہ کہیں کہ باادشاہ ولی کو اُنہاں بھاگا جاتا ہے۔ یہ قلندر حصار میں گئے اور پاٹے گئے اور شمس الدین کے سامنے پیش ہوتے تو اُنہوں نے یہی کما کہ باادشاہ معاہ اپنے لشکر و بناگاہ دہلی کو بھاگا جاتا ہے۔ شمس الدین کو اُنکے کہنے کا یقین ہوا اور وہ اکدالہ سے نکل پڑا۔ فیروز شاہ بنے یہہ حکمت بھی کی تھی کہ کچھ رخت و سپاہ یو نہیں چھوڑ دیا تھا۔ کچھ اس باب میں اُنگ بھی لکھا دی تھی۔ اب شمس الدین دس بہار سوار اور دولا کچھ پیدا ہے و پچاس ہاتھی یکہ فیروز شاہ کے پیچے ٹراہ سلطان نے سات ہی کوں سفر کیا تھا اور دیا کے کنارے پر دہلی میغم تھا جہاں وہ پایا ب تھا۔ اُنکے لشکر کی بیر بناگاہ اس ندیا سے اُتھ رہا تھا کہ سلطان کو خبر ہوئی کہ کہ دشمن کا

اور بعد ازاں میر انام

بزرگش نخواستہ اہل حسرہ کے نام بزرگاں برشتی بردا

سلطان کے حکمے خطبہ کے لئے سلاطین ماضیہ کے ناموں کی فہرست یہ مرتب ہوتی دا، سلطان مغزالدین سام (۲)، شمس الدین لمتش (۳)، ناصر الدین محمد (۴)، غیاث الدین بلبن (۵)، جلال الدین فیروز بلجی (۶)، علاء الدین محمد بلجی (۷)، قطب الدین مبارک شاہ (۸)، غیاث الدین تغلق شاہ (۹)، محمد شاہ تغلق (۱۰)، فیروز شاہ بعد فیروز شاہ کے نام کے دو اور یہ نام پڑھے جائیں محمد بن فیروز شاہ (۱۱)، علاء الدین سکندر شاہ۔ اس بادشاہ کے سارے عہد میں خطبے میں یہ نام پڑھے گئے وہ متاجداری کے سکے ہیاں سکتے ہے مرا آئین د قانون ہیں ٹھیکے کے معنی نہیں ہیں اس نے کمیں آئین تاجداری اور اکتیس علات جامد ری مقرر کیں۔

### بنگالہ کی سیلی صہم

جب تخت نشینی رہتی بہر گذر چکے تو <sup>۲۵۳</sup> قلعہ میں خواہیں ولوک نے شترہار پاہیوں کا شکر جمع کیا۔ فیروز شاہ مده ان ولوک و امراء کے لکھنوتی کو روایہ ہوا۔ اور وہی میں اپنا نائب خان جہاں کو مقرر کیا۔ بنگال میں حاجی الپاس حاکم لکھنوتی نے فنا دچار کھاتھا۔ اپنا نام شمس الدین شاہ رکھا تھا اور بیک پر بناءں تک قبضہ کر رکھا تھا۔ اُسکی اقامت کا مقام پنڈوہ تھا جو مالدہ کے پاس ہے جب بادشاہ کو رکھ پور اور کھرسہ کے ملک پر آیا تو ہیاں راجاؤں نے اطاعت اختیار کی اور بادشاہ کو کتنی لاکھ سنکھ نذر میں دیے اور خراج دینے کا وعدہ کیا۔ پھر بادشاہ بنگال میں دریا کے کنارے پر پہنچا۔ وہاں تھوڑے دنوں قیام کر کے آرام لیا اُسکو معلوم ہوا کہ شمس الدین کی سپاہ دریا کے دوسرے کنارے پر اس مقام پر ہے جہاں گنگا سے دریا ملتا ہے۔ ہیاں سے دریا سے گذرا دشوار معلوم ہوا تو وہ کوئی کے اوپر سو طرف سو کاس پلا گیا اور حناران کے نیچے جاکر دریا کو عبور کیا۔ ہیاں ایک مقام دریا میں پایا تھا مگر باہی اس زور سے بھا تھا کہ پاچ سو من کا پتھر اسکے روز میں تھیکری کی طرح غلطان ہوتا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دریا میں ہیاں ہائیون کی قطاریں اور پر نیچے باندھی جائیں اور نیچے کی قطار کے ہائیون میں رستے بازدھہ دیے جائیں۔ اس طرح پانی کے نور کو اور پر کی قفارہ روکتی تھی۔ اگر کوئی شخص وہ بنے لگتا تھا تو نیچے کی قطار کے رسوں کو پکڑ کر دو بنے ہے بسچ جانا تھا۔ جب شمس الدین نے بنائی کہ بادشاہ کا

اندر کے آدمیوں کو سکھا دیا کہ جس وقت خداوندزادہ پنے دوپتے کو سر درست کرے تو سلطان کا سارا اُرادیں اور بابا ہر کے سپاہیوں کو یہ کہدیا کہ اگر سلطان اندر بے بھاگ کر نکلنا چاہے تو اُسے مار ڈالا جب اس محبت کو محل میں بادشاہ آیا تو وہ اور ملک جو اس سازش میں شرکیں نہ تھائیں نے اپنی تین انگلیاں دانتوں میں پکڑیں اور بادشاہ کو ایسے اشارے کئے جس سے بادشاہ سمجھہ گیا کہ وہ بیاں سے بچے جلد بجاگئے کو کہتا ہے یہ سمجھہ کہ وہ سراسیمہ ہو کر اُنھے پاؤں بجاگا۔ خداوندزادہ نے اس سے کہا کہ اتنا تو ٹھیڑر کہ میں پان بنائے تسلکو دوں بادشاہ نے کہا کہ فتح خاں بہت بیمار ہے اُسکی عنایات کو جلد جانا ضرور ہے۔ آینہ جمعہ کو آکر ٹھیڑر نگاہ محل سے نکل کر بادشاہ نے اپنے آدمیوں کو کارا جمعہ کا روز تھا امر اُسیں سے کوئی موجود نہ تھا۔ راے بھیر و موجود تھا۔ اُس سے تلوار مانگی اُس نے کہا کہ میں حضور کے ساتھ نہیں تواریکر چلایا ہوں۔ یہ ستمبر بادشاہ نے اُس سے تلوار چھین لی اور اپنے کوشک میں بجاگ کر پہنچا۔ فوراً خواہیں دلموک کو بلاؤ کر خداوندزادہ کے محل کو گھر دایا اور مسلح سپاہیوں کو پکڑ دایا۔ ان سب سے سلطان کے روپر وسح حال کہہ دیا تو سلطان نے اُنس پوچھا کہ تمکو سارے حال کی خبر ہے۔ اُخنوں نے کہا کہ ہم ہم کو یہ معلوم ہو گئے سلطان محل کے اندر آیا ہے اور یہ خبر نہیں کہ کیونکہ بابا ہر چلا گیا۔ غرض بعد تحقیق و ثبوت جرم خداوندزادہ کو حکم ہوا کہ کوئہ نہیں ہو اسکو وظیفہ ملیگا۔ اُسکے پاس دولت بہت بختی ہے کہ بدب سے خسر ملک کو یہ نیاں ہوا تھا کہ سلطنت ہاتھ لگ جائیگی۔ وہ سب مضبوط ہو کر خزانہ شاہی میں داخل ہوا اور خسر ملک جلاوطن ہوا ملک دادر کو حکم ہوا کہ ہر ہمیشہ کی اول تائیخ وہ بارانی اور کفشن پن کر بادشاہ پاس عاصم ہوا کرے ۵

کسی را کہ ایزد کندیا دری چنان کوکہ با او کند دادری

سلطان فیروز کا نماز جمعہ اور نماز عیدین کے خطبوں میں سلاطین ماضیہ کا

نام دخل کرنا اور سکوں کا حکم دینا

یہ دستور چاہا آتا تھا کہ نماز جمعہ اور نماز عیدین کے خطبوں میں امام فقط بادشاہ وقت کا نام ہے کرتا تھا۔ جب فیروز شاہ بادشاہ ہوا تو قاعدہ کے معافتوں اُسی کے نام کے خطبوں میں پڑھتے جائے کی لوگوں نے اُن سے درخواست کی تو اُس نے فرمایا کہ خطبوں میں اول سلاطین ماضیہ کے نام پڑھو جائیں

کے بعد مرنس کے اہل دعیال کا اور خونزد سال پھوٹ کا دبیوی فرنڈ کا حال دینا میں کیا ہو گا۔ ان صافیات اور قائم مقامی کے قاعدہ مقرر کرنے سے بادشاہ نے دوڑ کر دیا۔

### بادشاہ کی رعیت پروری

پہلے بادشاہوں کے عہد میں بہت سے قانون آئیے مقرر ہو کر جاری ہو گئے تھے کہ وہ غالباً کومال کے ادا کرنے میں ملک کرتے تھے کسی رعیت کے پاس ایک گائے سے زیادہ نہ چھوڑتے تھے مگر اس بادشاہ نے شرعیت کے موافق سب کام کرنے شروع کئے اور تمام غیر مشروع تو انہیں کو فارج کر دیا۔ اور جو مشروع قانون تھا اس میں بھی ترقی انتیار کی محسوسی ایک آنکھ میں دو جیل مقرر کئے گئے کارکن اور اہل کار اس سے زیادہ لتا تو اسکا تارک کیا جاتا۔ اگر کسی کارخانہ شایدی کے لئے اس باب خریدا جاتا تو بازار کے بجاوے سے اُسکی قیمت دی جاتی۔ عدل کے موافق شرح ہونے سے بازار میں نقیض اور لطیف اس باب کا انبار لگا رہتا۔ ہر قسم کے گروہ کو فائدہ بہت تھا۔ سب خوش حال تھے کسی اہل حرفة پر علم نہیں ہوئے پا تھا۔ غردد و رکار یگر کو یقین تھا کہ میں اپنی اجرت پاؤں نگاہ اس عمل و داد سے ملک کی آبادی ٹبرھی۔ ایک ایک کوس کے اندر چار چار گاؤں آباد ہو گئے تھے و مال اس باب گھوڑوں سے رعیت کے گھر بھرے رہتے تھے۔ ہر ایک ٹھرمیں سونا چاندنی اور اس باب پر موجود تھا۔ کوئی عورت نہ تھی جس پاس زیور نہو۔ سب کے گھر و میں اپچے بستروں پانچ چار پائیاں موجود تھیں غرض دہلی کی مملکت میں سب کو راحت اور آسودہ حالت تھی۔

### خسر و ملک اور خداوندزادہ کا عذر

دہلی میں جب فیروز شاہ آنکھ انتظام سلطنت میں مصروف ہوا تو خداوندزادہ معہ اپنے خانہ خسر و ملک کے سلطان محمد تغلق کے ایک محل میں رہتی تھی۔ سلطان میں اور اس میں ایسا اخلاص نہ تھا کہ نہ جمعیت کو سلطان اُسکے محل میں جاتا اور جامہ خانہ میں یہ دلوں پہنچتے۔ ملک خسر و آگے کھڑا رہتا اور ملک اس دار ماں کے چھپے بیٹھتا۔ رخصت کے وقت خداوندزادہ پان بناء کے بادشاہ کو دیتی۔ مگر کہیں وحدت بغاڑ کئے رہتے نہیں۔ ان دونوں کے دلوں میں حسد و حقد کا وہ زور ہوا کہ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ابکی دفعہ جمیع کو سلطان آتے تو اسکا کام تمام کریں۔ اس مطلب کے لئے جمیع کے دن انہوں نے محل کے اندر دروازہ کے لبغی چوروں میں نرہ پوش سپاہیوں کو چھپا کر بھجا اور

زر ہو گا تو وہ اور زیادہ حیران و پریشان ہو گی اور کچھ مال بانٹھنیں لے گا۔ تاہم کی بد قدمی ہو گی یہ سنکر فیروز شاہ نے کہا کہ اپ کیا کرنا چاہئے تاکہ خلق کے دل سے اُسے عطااللہ کا خوف باہکل نکل جائے اس دنیزِ خوش گفتار اور شہر یونیورسٹار کے سبب سے یہ سارا وفتر علیکر خاکستر ہوا اور ساری خلقت نے اپنی آنکھوں سے اس کا جلندا دیکھ لیا۔ اسوقت قوام الملک کو باڈشاہ نے سندوزارت دی اور چھپر عطا کیا۔ اس وزیر نے کشور دار الملک وہی کا مخصوصی چھ کر ڈر چھپر لاطنکہ مقرر کیا جو چالیس برس تک ہمیشہ اس باڈشاہ کی سلطنت میں وصول ہوتا رہا۔

## سلطان فیروز شاہ کا قاعدہ چہریدار معاافیات حسکو مقاون نان بھی کہتے ہیں

یہ اسی باڈشاہ کا ایجاد تھا کہ افسروں دعمردہ داروں کو نقد تجوہ کے عوض زمین اور رہات اور جاگیریں یہ معافی کی لمیں کسی افسر کو دس ہزار ٹنکہ کی کسی کو پانچ ہزار ٹنکہ کی معافی علیٰ قدر مرتب عطا کی۔ سلطان علاء الدین کی راستے اسکے برخلاف یہ تھی کہ جانتک ہو سکے افسروں اور دعمردہ داروں کو زمین اور رہات نہ دیتے جائیں اس لئے کہ معافی کے گاؤں میں دو تین سو آدمی ہنگے اور سب گاؤں کی آمدی میں شرکیں ہوں گے۔ اور جب ایک جگہ اتنے وجہ دار (پیشندار) جمع ہونگے تو وہ مغروہ ہو کر مطبع نہیں رہنگے اور اگر اسپسیں تفہم ہو جائیں گے تو وہ نہ نہاد کریں گے فیروز شاہ نے یہ کام وہ کیا جو پہلے کسی باڈشاہ نے نہیں کیا تھا۔ اس دیار میں اس شہریار کی یادگار باتیں بہی اس نے پہلے باڈشاہ نہ کیے خلاف کام کیا اور اسکے چالیس برس کے بعد سلطنت میں اس انتظام سے کوئی فساد برپا نہیں ہوا۔ ایک اور قانون اس نے نوکروں کے واسطے یہ باری کیا کہ اگر کوئی نوکر مجبوبے تو اسکی جگہ بیان اسکا مقرر ہو اور بیان ہو تو غلام اور غلام ہو تو قریب کا رشتہ دار اور قریب کا رشتہ دار ہو تو اسکی بیوی کا کوئی قریب کا رشتہ دار مقرر کیا جائے اس باڈشاہ خوش نہال کی سلطنت چل سال میں ہر ذکر کا قائم مقام اس قاعدہ کے موافق ہوتا رہا اس قاعدہ کے باب میں وہی کے شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین ذکر یا نہ لکھا کہ جب آدمی متراحت تو اسکو دو غم ہوتے ہیں ایک دین کا دوسرا دنیا کا دین تھے اندوہ کے ہونے کا کچھ علاج نہیں پہنچتا اس لئے کہ سوارہ ابیا و کے کیوں معاوم نہیں ہوتا کہ وہاں جا کر کیا ہو گا مگر دنیا کا امدادہ و مال جو یہ ہوتا تھا

دیکھ

نمایم سماع را بد این ده حال در درست دل او خن گفت جمال  
اصحاب نفوس را در استماع ارباب قول را طلاق است طلاق  
سلطان فیروز شاه کا دہلی میں آنا

جس شاہ فیروز فتح و فیروز کے ساتھ دارالملک دہلی میں آیا تو بوطحہ کے طبلہ بنجے۔ سارا  
شہر زور اور زلفیں جاموں سے آراستہ ہوا چاروں طرف قبیلے بنائے گئے اور ہر قبیلے میں  
اکیس دن عشرين ہوا اور طعام و شربت و پان میں ایک لاکھ طنکہ خپچ ہوا۔

### فیروز شاہ کی نوازش دہلی کے آدمیوں پر اور بھایا کی معافی

ان دونوں خواجہ فخر شادی محبود دار تھا (یعنی سلطنت کے آمد و خپچ کا اور سب طرح کا حساب  
کتاب رکھتا تھا) سلطان محمد شاہ تغلق جب دولت آباد سے دہلی آیا ہو اور بیان مالک دہلی کے  
قصبات و قریات کو تحطیسانی سے دیران دیکھا تو اُنکے آباد کرنے کے لئے اپنی حیات میں دو  
کروڑ طنکہ (مال) بطور سوندھار (تفاوی) کے دہلی کے لوگوں کو دیدیا تھا جب فیروز شاہ بھٹٹے  
میں باز شاہ ہوا تو خواجہ جہاں کے وزیر نے بھی اس نظر سے خزانہ شاہی سے روپیہ و اجنبی میں  
وہیں دجوہا خلفت میں لٹا دیا تھا کہ وہ باز شاہ خرد سال کے طرف دار بجا تھے۔ اس نقد و عین و  
جواہر کا اور سوندھار کا حساب کتاب دفتر شاہی میں خواجہ فخر شادی پاس موجود تھا کہ کس کس کو  
کیا گیا دیا گیا جب اس نے باز شاہ کے روپ و اس حساب کو پیش کیا تو اس نے قوام الملک غازی جہاں  
سے پوچھا کہ اس معاملہ میں کیا کرنا چاہتے۔ خان جہاں نے کہا کہ جب کوئی نیا باز شاہ ہوتا ہو تو خاص  
و خوام پر صلا و عام دیتا ہو کہ سب کی تفصیلیں اور گناہ معاف کئے گئے بلکہ جو مجرم جلا وطن ہوتے  
ہیں انکو بھی اپنے وطن میں آئنکی اجازت دیتا ہو گویا پسند احکام کو منسوخ کرتا ہو۔ پس جو سلطان محمد  
نے روپیہ بطور سوندھار کے مصلحت کے لئے دیا ہو اور خواجہ جہاں نے خام بھی سے جو زرد جوان ہر  
ونقد و عین لوگوں کو باٹا ہو اس کا مطالیہ سخن نہیں ہے۔

پہلے ہی سے بیوائی اور گذائی کے سبب سے خلق کی کمرٹ ہوئی ہو اگر اس سے یہ مطالیہ

وہ کرو۔ ان سب نے متفق ہو کر یہ سچوئی کیا کہ خواجه بڑا بورھا ہی اسکو سامانہ القام میں دیا جائے اور اسکو حکم سادیا جاتے کہ وہاں جائے اور عبادتِ الہی میں زندگی پس رکھے خواجه سامانہ کو روانہ ہوا کپکہ منزیلیں طی کی تھیں کہ شیرخان نے اسکو جالیا اور اس سے ملنے نہ گیا۔ خواجه سمجھہ گیا کہ یہ پہرے لئے غزالیں آیا ہیں اس سے ایک خجھے میں جانے کی اجازت چاہی۔ اس میں غاز پڑھنے گیا تھا کہ قاتل اُسکے سر پر موجود تھا۔ قاتل اسکا یار تھا اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیری تلوار تیز ہے۔ قاتل نے اپنی تلوار دکھائی۔ خواجه نے کہا کہ مجھ پر جب تلوار چلا گیو کہ میں دھوکر کے غاز سے فائز ہوں۔ اور ہر خواجه غاز کے سجدہ میں گیا خدا نام زبان پر تھا کہ میر نے تلوار مار کر تن سے سر کو جڈا کیا۔ ان للشہزادیں الیہ اعتمون

## ہنسی میں سلطان فیروز شاہ کا آنا

اب سلطان کو دہلی کے تمام خطروں سے انفراغ ہوا وہ منزل علی کرتا ہوا دہلی میں آیا اور شیخ الاسلام قطب الدین کی ملاقات کو گیا۔ شیخ نے بادشاہ سے مصافحہ کیا اور یہ نصائح کیں کہ دعا گوئے سنا ہی کہ بادشاہ کو شراب پسینے کا بڑا شوق ہی۔ جب سلاطین اور ائمہ مدھب میں تو شیخ مشغول ہوں تو بیچارے حاجمتوں کی حاجت روایی میں خلل پڑتا ہی۔ بادشاہ کو خلق کے حال سے غافل رہنا مصلحت نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اب میں شراب کے پیئے نے تو یہ کرتا ہوں۔ دوسری نصیحت یہ کی کہ دعا گوئے سنا ہی کہ بادشاہ کو شکار ٹھیلیں کا شوق بہت ہے۔ شکار بے خلق کو سرگردانی وجہ ای ہوتی ہے۔ جاذر کو بیغا مدد و بیجان کرنا اچھا نہیں۔ شکار قدر ضرورت کرنا مناسب ہے۔ غیر ضرورت کے شکار کرنا مصلحت نہیں ہے۔ شرفا منع ہے۔ سلطان نے شیخ سے شیخ سے کہا کہ آپ دعا کیجئے کہ میں اس شغل کو چھوڑ دوں۔ یہ سے کہ شیخ نے چاکر کہا کہ تم حاری دیاد کے مذکور معلوم ہوتے ہو جو یہ نہیں کہتے کہ میں نے شکار سے تو بہ کی۔ ہنسی میں بادشاہ نے شیخ قطب الدین متورث شیخ تصیر الدین ٹھنود سے ملاقات کی یہ رباعیاں سماں کے باب میں انہوں نے پڑھیں۔

## رباعی

برتارک دل سماں پر میلانج بود  
بیدوش دل حزیں چوں مولاج بود  
از احمد خستہ رشوانیں رمزمه را  
مر مرزاں رہ سماں مسراج بود

بمحوا یا کل اسکو سوار کر کے سبزہ پر بجا میں اور اُس سے کمیں کمیں اسکی ملاقات کیلئے اُذنگا اور بایرنگ فرما

## خواجہ جہاں کے باپ میر سلطان کی گفتگو امر اکیساٹھ

سلطان فیروز شاہ کی یہ مرضی بختی کہ خواجہ جہاں کو صرفت نہ دے اور پچھر و زارت پر بحال کرے وہ یہ سمجھتا تھا کہ زمرہ وزرا و فرقہ اہل قلم کا یہ دستور ہے کہ دولت کے جمع کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں مگر وہ بادشاہ سنبھال سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے۔ خواجہ جہاں نے بھی غلطی سے یہ کام کیا اسکو معاف کرنا چاہتے اور پچھر و زیر کر دینا چاہتے جب ارکان سلطنت نے یہ دیکھا کہ بادشاہ کی نیت میں یہ ہے کہ خواجہ جہاں کی خیانت کو معاف کرے تو تمام خاں ان عظام اور بلوک با احترام جمع ہوئے اور اپس میں مشورہ کر کے اس پراتفاق کیا کہ آئین رقوائیں ملکی میں و شعبونگی خیانت سے درکندر کر دیں عاقبت کو پیشیا میں ہوتی ہوئی دہ سب ملکوں سلطانی پر گئے۔ عادالملک نے اُنکے آئینی اطلاع بادشاہ کو دی بادشاہ نے بلا یا۔ ان سب نے تشق ہو کر اُس سے یہ عرض کیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُپ بادشاہ ہو گئے۔ دہی فتح ہو گئی خواجہ جہاں حضور کی خدمت میں آیا۔ اُپ کوئی اندیشہ باقی نہیں رہا مسلمان پر ایک عرض ہوتا ہے۔ ہم سب کو حضور راجا نت فرمائیں کہ مج گرائیں۔ فیروز شاہ حمل مطلب کو سمجھ لیا اور انہا کیا ہو اُس نے کہا کہ اپنی قلم سے جو کوئی فعل غیر مقناد سرزد ہو تو اُس سے پہلے سلاطین نے درکندر کی ہے۔ اپر ان ارکان سلطنت نے کہا کہ بادشاہ کے ملازموں کے گناہ و طرح کے ہوتے ہیں ایک صغیرہ دوسرے گیرہ بصغیرہ گناہوں کے معاف کرنے میں صنانہ نہیں بلکہ گناہ کبیرہ کے معاف کرنے سے آخر کار بڑی پیشیا میں ہوتی ہے۔ خواجہ جہاں نے طمع جاہ سے ایک بچہ کو بادشاہی ایگزانہ کا سارا روپیہ لادیا۔ جب روپیہ نہ ہا تو ظروفت نہیں وہیں دجوہ کرو دیا اور کچھ باقی نہ رکھا۔ جب اُس نے آخر کار بڑی دیکھا کہ سب بادشاہ کے دوستی ارہیں تو وہ مجبور پوکر حضور کی خدمتیں حاضر ہوا۔ اگر ہم اُس سے کسی طرح کم رہتے تو ہم میں سے ایک کو وہ زندہ نہ چھوڑتا۔ جو ہماری عقل ہیں آیا وہ عرض کیا آگئے بادشاہ کو اختیار ہے۔ جب فیروز شاہ نے دیکھا کہ خواجہ جہاں کے تلف کر سئے پر سب تشق ہیں تو اسکا زانگ سفیہ ہو گیا اور کئی درفتر تک وہ غلکین رہا اور عذر و فکر کرتا رہا اُس کو اُس نے غادالملک کو پلا کر کہ دیا کہ میں خواجہ جہاں کے مقدمہ کو تمہارے پرہ در کرتا ہوں مصلحت جانو

جمعہ کو نماز جمعہ سے فارغ ہو کر حوض خاص علائی پر آیا۔ ملک تن۔ ملک حسام الدین آئیکے (الاذن کیک) ملک خطاب اور تمام ملوک جو خواجہ جہاں کے دل و جان سے بواخراہ تھے اس حوض پر آئے اور سب نے کہا کہ آپ تو سلطان فیروز سے ملنے جاتے ہیں ہکو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں تو خواجہ جہاں نے کہا کہ یہاں بے ریاضم سمجھ لو کہ میں نے جو سپر سلطان محمد کو باشاہ بنایا اس میں میری ذائقی کوئی طبع و غرض نہ تھی۔ جب میں نے نہا کہ سلطان محمد نے وفات پائی اور اشکر کو مغلوں نے تاخت و تارچ کیا اور تاماڑا اور ملک نیز وہاں سے غائب ہوئے تو میں نے ملک کی بخلافی اور خلق کی بہبودی کے واسطے یہ باشاہ بنایا۔ میں نے بہت سی خطائیں اور غلطیاں کیں مگر وہ سب غارت کے دباو اور غل شور سے و گرنہ مجھے مقام سلاطین سے کیا کام تھا۔ میں سلطان محمد شاہ کے عہد میں سلطان فیروز شاہ کو بیٹا کہا تھا۔ اور وہ مجھکر بآپ۔ میری بھوی۔ بھوپلیاں اُسکے گھر میں جاتی تھیں۔ اگرچہ میں نہیں جانتا کہ خدا کو کیا منظور ہو گا۔ مگر سلطان فیروز نیک مرد ہوئے مجھے بھی اور تسلکو بھی معاف کر دیگا۔ خواجہ جہاں کی عمر اتنی برس کی تھی۔ سارے بال اُسکے سفید تھے۔ جب اُسکے دوستوں نے اُسکی زبان سے یہ باتیں نہیں تو وہ روئے اور انہوں نے کہا کہ تاجدار و نکی یہ روشن چن آئی ہو کہ قوانین اور آئین ملکی میں پوری و پسروی کو دفل نہیں دیتے۔ اور ہم وہی پر کچھہ خیال نہیں کر سکتے۔ فیروز شاہ گونیک مرد ہو مگر سلاطین کی روشن کے خلاف کام نہیں کر سکا۔ اسپر خواجہ جہاں نے کہا کہ اگر میں اللاد ہی چلوں اور وہاں حصہ ای بنوں اگرچہ میرے پاس شکر دیاں وجود ہیں مگر سلطان فیروز دیاں کو فتح کر لیکا۔ مسلمانوں کی عورتیں نا ہلوں کے ہاتھ پر نیکی تو اس پر ازہ سالی میں مجھے یہ سزاوار ہو کہ قیامت کے مواخذہ میں گرفتار ہوں۔ رضینا بقضا والتد تعالیٰ جو کچھھ خدا کو کرنا منظور ہو گا وہ ہو گا جب اُسکے ہمراہ ہیوں نے یہ حال دیکھا تو بعض اُسکے ساتھ چلے اور بعض بیجاگ گئے۔

نوح آباد میں نہ کی نہاد کے بعد فیروز شاہ صندل پر بیجا ہوا دربار کر رہا تھا اور سب ارکان دولت موجود تھے کہ خواجہ جہاں اس ہیأت سے باشاہ پاس آیا کہ پچھلی سرست اتری یونی گھے میں پڑی ہوئی بہمنہا ہوا نگاہ نگی شلوار گلے میں لائی ہوئی۔ ایک تیر کے فاصلہ پر باشاہ کی نظر چہ میں اس پر پڑی ادینو نکاہ پیجکر گلپڑی کو اُسکے سپر بند ہوا یا اور اپنا چوڑ دلمب زر میں سواری کے لئے

نے اس کام میں بیفت نہیں کی اس نے برابر پہنچنے والے عوام میں بیان کے حالات فکر کرنے لیے اور باادشاہ کی خدمت میں اپنی بڑی خیر خواہی کے ساتھ عرض داشتین بھیجا رہا۔ سلطان نے بھی طالب کے مطلوب کے موافق جواب لئے شہر میں لوگوں کے اندر کاناپھوسی ہونے لگی کہ قوام الملک باادشاہ کو عرض نہیں بھیجا ہے۔ آجکل میں اس پاس بھاگنے والا ہے۔ خواجہ جہاں کو بھی یہ تحقیق ہو گیا تو وہ قوام اک کی گرفتاری کے درپے ہوا۔

ایک دن صحیح کو قوام الملک زرین چوڑوں میں معہ شکر کے سوار ہوا اور بیوی بچوں ستوں اور نسب متعددین کو ساتھ لیا اور میدان دروازہ پر آیا۔ تو دربانوں نے آستے روکا اور دروازہ بند کرنا چاہا بلکہ سواروں نے تلواریں سوت کر انکور و ک دیا۔ قوام الملک شہر سے باہر نکل کر آہستہ آہستہ فیروز شاہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور منزلِ اکدار میں سلطان کا پابوس ہوا۔ ایک شادی تو اس کے آئنے کی باادشاہ کو ہوئی دوسری شادی یہ ہوئی کہ باادشاہ کے ہاں اُسی روز ایک بٹا پیدا ہوا۔ باادشاہ نے بنی بیٹی کا نام فتح خاں رکھا اور ایک شہر بیان تعمیر کر کے اس کا نام فتح آباد رکھا۔ قوام الملک خان بن شبل محل میں شریعت قوم کا ہندو تھا اور اس کا نام گٹھوتا ننگا نہ میں رہتا تھا۔ راجہ ننگا نہ کے ساتھ دلی کو آتا تھا کہ راجہ را میں گریباً تو اس نے اپنے تینیں سلطان محمد غوث کی نذر کیا اور اسلام قبول کیا اس نے سلطان نے اس کا نام مقبول رکھا۔ پھر درجہ بدرجہ وہ مناصب حلیلہ پر ترقی کرنا گیا۔ قوام الملک کا خطاب ہوا۔ جب سلطان مراثونا ب وزیر ہوا اور پھر فیروز ہوا خان جہاں خطاب ہوا۔

## خواجہ جہاں کا سلطان سے ملننا

جب خواجہ جہاں نے دیکھا کہ قوام الملک اُسکے پاس سے اپنی ہوا میں اڑاگیا تو نہایت تھنگر اور پریشان خاطر ہوا۔ وہ عاقل تھا جماعت تھا کہ اُسکے کامونکی بنا علی پر تھی وہ بھی درست و راست نہیں ہو سکتے اسلئے اس نے ارادہ کیا کہ میں بھی سلطان فیروز سے جا کر ملوں اور اپنی غلطی کو بیان کروں بھر بھی حلوم ہوتا ہے اگے جو خدا کی مرضی ہو گی وہ ہو گا جنہیں پہ کو وہ دہلی سے باہر آیا اور اُسی روز اعفیل میں پہنچا کہ دہلی سے چوبیں کوس تھا۔ رہائی اور دہلی کے دارالیان جو سڑک تھی اس پر اعلیٰ بڑا کاؤنٹی نہ تھا۔ پہنچا کی فیصل مصبوط بھی ہوئی تھی مگر اب بے فیصل کھلا ہوا ہے) دوسرے روز

اسکے اُس سے کہتے تھے کہ یہ بھائی گنے والے بادشاہ پاس دہلی سے دولت لئے جاتے ہیں۔ اُسکے روکنے کے لئے یہ تپہیر کیجئے کہ اُسکے بیوی بھوٹوں کو پکڑتے۔ خواجہ جہاں یہ سب باقیں سننا مگر حکم جواب نہ دیتا۔ غرض جو صاحب مقدمہ درستھے وہ بھاگ کر سلطان پاس چلے گئے اور جن میں چاہئے کام مقدمہ درستھے تھا اور سلطان کے آئے کی رات دن دعائیں منگتے تھے۔ اہل دہلی کو بادشاہ سے عجیب محبت بخشی کہ یہاں اپنے بیوی بھوٹوں کو مملکہ جانی میں چوڑھوڑ کر اُسکے پاس چلے جاتے تھے۔ سلطان ملتان کے قریب کچ کرتا ہوا آما تھا کہ اُس نے دُور سے دیکھہ کر بھاگنا کہ خواجہ جہاں کا علام متع قوں توں چلا آتا ہے وہ بھماں کہ خواجہ جہاں مر گیا کہ اُسکی یہ خبر لا یا ہی جب آدمی بھیکر اُس سے خواجہ جہاں کی خیر دعا فست کی خبر چھوپا پی تو اُس نے غفرانہ جواب دیا۔ اُسکے پاس حامل میں پسر سلطان محمد کا فرمان یہ تھا کہ پسر سلطان محمد کی فیروز شاہ اطاعت کرے جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے فرمایا کہ ہم کو کرم حق چاہتے۔ خواص جہاں اور اورہاڑا کیا کر سکتے ہیں۔ دشمن چکنڈ چوہر باب باشد دوست ملتان میں بادشاہ آیا۔ ملتان کے مشائخ پر اُس نے بہت احسان کئے اور وہاں سے اجودھن میں کرشمہ سلا فرمدیا جس کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوتے پھر وہ سرستی میں آیا جو دہلی سے بوتے کوس پر ہے۔ یہاں کے مہاجنوں اور صرافوں اور بقاووں نے کئی لاکھ سنکھ مجمع کر کے سلطان کو دیے۔ سلطان نے یہ کل روپیہ لشکر میں تقسیم کر دیا اور مہاجنوں سے فرمایا کہ یہ تمہارا روز بیہم پر قرض ہے۔ انشاہ شہر دہلی میں جا کر وہ سب ادا کیا جائیگا۔ ملک عادالملک کو حکم ہوا کہ وہ دہلی جا کر اسی قرض کو ادا کر

## سلطان فیروز سے قوام الملک خان جہاں مقبول کاملنا

سلطان فیروز جتنا آگے بڑھتا تھا۔ ملتان۔ دیوال پور۔ سرستی اور مقامات کے آدمی اُسی سے ہی لئے جاتے تھے جیسے ہلے سلطان محمد شاہ سے اُسکی مدد کے لئے ملے تھے۔ خانان کبار ملک نامدار۔ معارف خوش کردار۔ گردان جزار۔ ہلوان ان ذی اختیار۔ لشکر یاں نیک کردار و قویں راجہ غرض ہر فرقہ وزمرة و طائفے کے آدمی سلطان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اس طرح لشکر بست بڑھ گیا سلطان سب سے دوستانہ بامیں کرتا۔ وذیک و عہدے کرتا۔ روز بیہم دہلی کے آدمی پادشاہ پاس چلے جاتے تھے۔ مگر بادشاہ کو جب تک لٹیمان نہیں ہوا کہ قوام الملک خان جہاں مقبول

تھے کہ احمد ریاض (خواجہ جہاں) یا ملود بیٹ عقل ہو گیا ہی یا کسی مظلوم کی بد نیاد اُسکے حق میں جواب ہو گئی اور اجل اُنکی قریب آگئی ہوئی کہ بیٹھے بھاۓ لپنے پاؤں میں آپ کلماری ماری ہوئی اور کسی بد ناتھی دو شمن کامی پر اپنا خاتمۃ چاہا۔ غرض سب کو خواجہ جہاں کی اس حرکت پر سیرت تھی سلطان سمجھتا تھا و زیر کی پیرا نہ سالی کے بیٹ سے یہ خلافت و سفاہت کی حرکت سرزد ہوئی۔ مگر پھر بھی وہ اُنکی طرف بے اندیشہ مند تھا وہ دہلی کی طرف چلا۔ اور ہر سارے شکر کے ضیغ و شریعت دل سے اُسکے طرف فرار تھے اور ہر ساری دہلی بادشاہ کے آئے کی انتظار میں حشم بر راہ تھے۔ اب یا متحقق ہو گیا کہ خواجہ جہاں کا ارادہ مقابله کا ہوئی بادشاہ جانا تھا کہ ٹھٹھے کے شکر کے ساتھ سلطان محمد کے ساتھ تھا تھا نیت محنت و نشققت اٹھائی ہوئی سلطان محمد کی بزل و سخا سے خزانہ میں نقدی نہیں رہی ہے اور مظلوم کی ضرر رسانی سے شکر کا فقصان بہت ہوا ہے۔ وہ نکستہ خستہ حال ہو کر دہلی کی طرف چلا ہو اور سواد اُسکے بیوی پچھے اُسکے حصار دہلی میں موجود ہیں اسلئے سلطان فیروز شاہ شکر پر خواجہ جہاں کی عداوت کا حال ظاہر نہیں ہوئے دیتا کہ مبادا اس میں ہر اس پیدا ہو۔ وہ ملتان میں آگ کامگر زبان پر خواجہ جہاں کا ذکر کچھ نہ لایا۔ اس معاملہ میں وہ کامل عاقل شہر یار فکری حکمت پر چلا۔ اصل حال کو حلئے نہ دیا کہ جس سے شکر کو یہ معلوم ہو کہ سلطان کے پیچے خواجہ جہاں کا خوف لگا ہوا ہے۔

### سلطان فیروز شاہ کا سفر ٹھٹھے سے دہلی کو

جب ٹھٹھے سے سلطان نے دہلی جانیکا قصد کیا تو اس باب میں مشورہ کیا کہ کس راہ سے سفر کیا جائے اہل مشورہ نے کما کہ گجرات کی راہ سے جلنی اسلئے بہتر ہو گا کہ دولت ہاتھ آئیگی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ سلطان تخلق جب ضرر و خار کے شرفع کرنے کے لئے دیباں پور کی راہ سے روانہ ہوا تھا تو اس راہ سے سفر اسکو مبارک ہوا تھا۔ ہم بھی اسی کی راہ پر چیزیں گے کہ سفر ٹکر بارک ہوا اور یا تم صحیح سلامت دہلی پنج جائیں۔ غرض بادشاہ نے طفی باغی کی سرگوپی کے لئے ملک سندھ میں تھوڑی بیج چوری اور آپ دیباں پور اور ملتان کی راہ سے روانہ ہوا جب اہل دہلی کو اس روائی کی خبر پہنچی کہ بادشاہ بایں و بیکا دہلی آتا ہے تو انکو ظاہر و باطن میں بڑی خوشی ہوئی۔ بعض اصراء ملوک و مغارب اہل صدور دہلی سے بھاگ کر بادشاہ پاس جانے شروع ہوئے۔ خواجہ جہاں جب سلطان کی طرف بیہ میلان خلائق دیکھتا تو دل ہی دل میں پیغ و قتاب کھاتا مگر زبان سے کچھ نہ کہتا۔ اہل مشورہ

ایک ماتم سلطان محمد کے مرنے کا تھا۔ دوسرا سلطان فیروز کے غائب ہوئیا۔ خواجہ جہاں کو فیروزشاہ سے بڑی محبت تھی اسکو وہ اپنا بیٹا کہا کرنا تھا۔ جب اس ماتم کو تمام کر جکا تو اس نے پسر سلطان محمد کو تخت پر بٹایا۔ مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ فیروز شاہ زندہ ہے اپنی غلطی پر مطلع ہوا۔ وہ جانا تھا کہ یہ مم جہانداری کے موافق کوئی میری اس حکمت پر بیخال نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے غلطی و سهو سے یہ کام کیا ہے اسے مصلحت یہی ہے کہ شکرِ جمع کیجئے اور جب تک طرفین میں التیام ہو خطر عظیم سے بے نکر ہو جائے پس خواجہ نے دہلی میں شکرِ عظیم میں ہزار سواروں کا جمع کیا۔ اس نے مغلیکو بہت بال دیا۔ سلطان محمد کی ستائیں برس کی بذل و سخا کے سبب سے خزانہ میں روپیہ کی کمی تھی۔ جلد خزانہ خالی ہو گیا تو اس نے طرفت زرین و سعین لوگوں کو دیدیئے۔ اور جب یہ طرفت بھی نہ رہے تو چواہر تقسیم کر دیئے عجب یہ ہے کہ لوگ خواجہ جہاں سے زر و مال لیتے اور اُسی پر عنت نصیحتے اور فیروز شاہ کے لئے راتبن دعائیں مانگتے۔

### خواجہ جہاں کا سناء کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ ہو گیا

جب خواجہ جہاں نے سنائے کہ فیروز شاہ بادشاہ ہو گیا تو اپنی غلطی پر نہایت افسوس کرتا تھا ذونوں شکروں میں مختلف یہ خبریں اڑتی تھیں کہ خواجہ جہاں کا ارادہ ہے کہ سلطان کی سپاہ دہلی پر بچکا گی تو جو ایس شکر سلطانی میں ہوں گے اُنکے سب کے اتباع و متعلقین و جور و بچوں کو مجنحیق میں رکھ کر اڑا کر لے گا یہ افواہ بھی تھی کہ خواجہ جہاں پاس فوج قاہرہ ہے وہ سلطان سے سخت مقابله کر لیگا۔

جب سلطان کے کان میں یہ اخبار غیر مکر رستوار پر بچی تو اس نے جو خوانیں و بلوک اشکر میں موجود تھے، نکو جمع کر کے پوچھا کہ تم سب صاحب بادشاہ کے مصاحب ہوئے رہے ہو اگر شکو معلوم ہو کہ بادشاہ کا بیٹا تھا تو تم سب چلکر اسکو تخت پر بھائیں اور اسکی اطاعت میں سر جھکائیں۔ اس پر مولانا کمال الدین نے فرمایا کہ جس نے اول سلسلت کا کام شروع کیا اُسی کا بادشاہ ہونا اولی ہے۔ اس کوں نوں فخر سے پتھریتے ہوا۔ وتعی بادشاہ کا کوئی بیٹا تھا یا نہ تھا۔ مگر صل حال یہ ہے کہ بادشاہ کے صرف ایک دفتر معنی معلوم نہیں کہ خواجہ جہاں نے یہ پس کھاں سے پیدا کر لیا۔ سب عاقل یہ کہتے

مغلوں کو حوصلہ نہ ہوا کہ اس سے راستہ۔ التون بھادر نے امیر نوروز تکین نے جب یہ حال دیکھا کہ اپنے ہماری دال نہیں لگاتی تو وہ پانچ گھروں کو اٹے چلے گئے طبعی باعثی کے انواع سے مٹھتے کے نہ صہد جو سناد برپا کر رہے تھے وہ بھی فرو ہو گیا۔ بعد اس فتح کے سلطان شاد و خشم دہلی کی طرف چلا۔

## سلطان محمود شاہ کے تحنت نشین کرنیں خواجہ جہاں احمد لایز غلطی کرنا

جب آخر دفعہ دولت آباد میں سلطان محمد گیا ہر تو وہ دہلی میں ملک احمد کے پیغمبر تعلق خاں فیروز شاہ کو چھوڑ گیا تھا اُن میں سے اُول دو سلطان کے مرے نے پہلے دنیا سے چل بسے ہے اور فیروز شاہ کو سلطان نے پہنچ پاس بایا تھا اور دہلی خالی تھی اسنتے ٹھٹھے سے سلطان نے خواجہ جہاں کو پانی نائب غیبت مقرر کر کے دہلی بھیج دیا تھا۔ اُسکے ساتھ یہاں ملک قوام المک یعنی خان جہاں اور ملک شن و حسام الدین ایک اور چند اور امرا بھی تھے جب خواجہ جہاں نے سُنا کہ سلطان محمد کا انتقال ہوا اور ملوک و علماء و مشائخ نے فیروز شاہ کو بادشاہ بنایا تو اسکو اتنی برس کی عمر میں یہ خط اچھلا کہ ایک محمل النسب پھر برس کے لڑکے کو کاٹھ کی تی کی طرح تحنت پر بھایا اور غیاث الدین محمود اس کا لقب زکھا۔ اور سلطان محمد تعلق کا بیان اسکو مشہور کیا۔ مگر شمس سراج عفیف اپنی تایخ فیروز شاہی میں یہ لکھتا ہے کہ یہ بات عوام میں مشور تھی مگر غلط تھی صحیح یہ ہر جو میں نے مجلس عالیٰ کشاو خان بہرام ایہ سے سُنی ہو کہ ٹھٹھے سے سُنی ہو کہ ٹھٹھے میں جب سلطان محمد کا انتقال ہوا تو خasan کے امیر ان ہزارہ نے جو سلطان محمد پاس ٹھٹھے لیا ہوا تھا وہ اُسوقت کہ شکر میں متوض خبریں اُڑ رہی تھیں دہلی سے دہلی کی طرف چل دیا اور یہاں دہلی میں صحیح سلامت پہنچا اُس نے خواجہ جہاں سے یہ بیان کیا کہ سلطان محمد شاد جہاں سے خرستہ ہو امغلوں نے بازار بزرگ لوٹ لیا اور شکر میں ٹری خرزی ہوئی اور تباہ ارخان اور سلطان فیروز غائب ہیں معلوم نہیں کہ وہ غلوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے یا بارے گئے۔ اور بہت سے ملوک شہپر ہوتے۔ لیچ کو خواجہ جہاں معتبر جانتا تھا یہ خبر سنکرده وہ دہہرے اتھ میں بیٹھا۔

بلاسے عظیم و محنت الیم میں چھنسایا ہائی تھوڑا صبر کر دیجھے و ٹھوکر لینے دو۔ وہ اٹھا اور وضو کیا اور دو گانہ شکر کردا کیا۔ جناب الہی میں روکار در گلگار کر کر یہ دعا ہانگی کہ اے خدا تیری اعانت بغیر انسان کا کوئی کام پورا نہیں ہو سکتا۔ سلطنت کا مدار تیری حیات ہی پر موقوت ہی ہے اس بار سلطنت کو شیرے ہی بھروسہ پر سر رپاٹھا تا ہوں۔ تو ہی میری پناہ اور قوت ہے۔ بعد اسکے امراء نے تاج شاہی سر پر رکھا۔ بادشاہ نے اس اپنے ماتھی لباس پر لباس شاہی پہنا۔ جب امراء نے کہا کہ اس ماتھی لباس کو دور کیجھے تو اس نے کہا کہ میں نے صلاحت ملکی کے لئے لباس شاہی پہنا۔ مگر میں لباس ماتھی نہیں آتا رونگایا یہ اس شخص کے ماتھم کا لباس ہے جو میرا مردی۔ میرا آتا داد۔ میرا آقا۔ میرا ہنما۔ میرا مالک تھا۔ غرض فیروز شاہ نے لباس شاہی ماتھی لباس پر پہنا۔ سواری کے لئے ہاتھی آیا ہاتھی پر جب وہ سوار ہوا تو باجوں کا غل شور تھا اور خوشی کے مارے خلقت آپے سے باہر ہوئی جاتی تھی گھر گھر شادیا نے بچ رہے تھے ایک شادی عام کی چل پہل ہو رہی تھی۔ بادشاہ باہتھی یہ سوار ہو کر حرم میں گیا۔ وہاں جا کر خداوندزادہ کے قدموں پر سر رکھا۔ اس نے سر کو اٹھا کر لگکے لٹکایا اور اس پر اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ ٹنکے کی قیمت کا تاج سر زر رکھا۔ یہ تاج اس پاس سلطان تغلق شاہ و سلطان محمد شاہ کی تاجداری کا یادگار تھا۔ اسکی تختہ نشیتی کی تاریخ ۲۴ محرم سلسلہ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۳۳ء تھی۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی شیر بر و چشم کو عاد الملک کا عہدہ دیا۔ سلطنت کا بڑا کام کیا۔

## فیروز شاہ کی لڑائی مغلوں اور اور سرگشتوں سے

مغلوں سے لوگ ڈرے ہوئے ہیں تھے بیٹھتے تھے فیروز شاہ کے بادشاہ ہوئے۔ اس کی جانب جان آئی سغل بیٹگاہ شکر بناہ کر کے رٹکر گاہ دہلی کے رو برو آئے۔ سلطان نے اپنے شکر دل کے سواروں اور پیڈلوں اور باتھیوں کو مرتب کر کے اور سب امرا و خواجین و ملوک کو لوپنے ساتھ یکر شہمن پر جملہ کیا۔ یعنی لڑائی ہوئی اور بہت کشت و خون ہوا۔ سلطان کو فتح ہوئی اور بیتل ایسے بجا گے کہ اپنی بیٹگاہ اور پریل کو بھی چھوڑ گئے۔ بازار بزرگ کے کل آدمی ج مغلوں نے قدر کئے تھے وہ ایک کے تھا تھے۔ ہا ہوئے سلطان فیروز شاہ کو یہ اول فتح کا مل جائے۔ جو ہی بیوی بیہم

اس حال میں خواتین لوگ، علماء، مشائیخ اہل سلوک جو سلطان محمد کے ساتھ تھے میں سچے مجمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ بغیر کسی میتوں کے چارہ نہیں ہے، ہنوز دہلی دور سلطان محمد حبنت میں آرام کرتا ہے۔ طائفہ مغل ہم نے دو بدوار لڑا کر اور لوٹ مچا تا ہے۔ غرض بعد بہت بحث و تکرار کے فرقہ طوک اور اہل سلوک کا اتفاق اس پر ہوا کہ فیروز شاہ کو باڈشاہ بنایا۔

جب باڈشاہی کے لئے فیروز شاہ کے منتخب ہونے کی خبر خداوند زادہ کو پہنچی تو اُس نے طوک پاس پیغام بھجا کہ باوجود کیا اس کا بیٹا ملک دا اور ملک خسر سے موجود ہی اُسکے ہوتے یہ اضافت نہیں ہے کہ تم اس پر باڈشاہی کے لئے امیر حاجب کو ترجیح دیتے ہو میں سلطان تغلق شاہ کی بیٹی اور سلطان محمد شاہ کی بہن ہوں۔ جب میر ابیمیا موجود ہے تو دوسرا بغير کیسے باڈشاہ ہو سکتا ہے بعض راوی روایت کرتے ہیں کہ اُس نے کچھ افاظ انہا مناسب کلمہ دل کی بھڑاس نکالی۔ جب طوک پاس خداوند زادہ کا پیغام پہنچا تو کسی نے اسکو سپندہ کیا اور رب سائب کی طرح بل کھانے سکے۔ بعیض طوک اور اہل سلوک نے متفق ہو کر نفرانگی اس رجھ کلام ملک سیف الدین خوجہ کو خداوند زادہ پاس بھیجا اس نے خداوند زادہ پاس جا کر یہ تقریبی صحیح لصیح کے ساتھ کی۔ لے عورت اگر فیروز شاہ کے ہوتے تیرستے ہیٹے کہ باڈشاہی کے لئے اختیار کریں تو نہ تمکو اپاگھر دکھانا ضریب ہو گا نہ ہمکو اپنے گھر میں بھوی بچوں کے دیکھنے سے خوشی خرمی ہو گی۔ تیرانا لائق بیٹا باڈشاہی کے لائق نہیں ہم پر دیس میں ٹرے ہوئے ہیں مغلوں کی سپاہ ہماری جان ٹکارہی ہے۔ اگر تو اپنی جان کی سلامتی اس سپاہ کے ساتھ سے چاہتی ہے تو جو ہم نے تجویز کی ہے اُس نے راضی ہو جاتا ہے بیٹے کو ناٹب بار بار کا خطاب بیٹا سیکا۔ یہ تقریب سُنکر خداوند زادہ سالت ہوئی اور ملک سیف الدین واپس آیا۔

طوک راہل سلوک نے متفق ہو کر فیروز شاہ سے کہا کہ باڈشاہ نے آپکو نیعید مقرر کیا تھا سو امر آپ کے کوئی سلطنت کے لائق بھی نہیں ہے۔ پس بہتر ہے کہ سلطنت کے کاموں کو معلم شیعے اور تختت پر رونق افروز ہو جائے۔ اس پر خدا ترس ملک فیروز نے فرمایا کہ میر اباد فوج کا ہر مجھے معاف نہ کرے اور اسی سار سلطنت کو میرے سر دنہ رکھئے۔ مگر لوگوں نے اسکا یہ عذر نہ ماننا اور تما آر خانی نے اس کا پاتھ کر کر تختت پر بٹانا چاہا تو اُس نے تما آر خان سے کہا کہ تختے مجھے

امورِ مملکت رانی اور رائین شہر باری میں کامل ہو جاتے۔ عوام بھی یہ کہتے ہیں کہ سلطان محمد شاہ فیروز شاہ کو اکثر اوقات محنت و مشقت میں رکھتا تھا تو اس کا سبب کوئی عدم حسد نہ تھا اگر یہ ہوتا تو اس کو اپنے تحنت سے فوراً جدا کر دینا کیا مشکل تھا بلکہ وہ فیروز شاہ کو علمانہ آداب شاہی سکھاتا تھا کہ آئینہ جانداری سے وہ ماہر ہو جائے۔ اس پادشاہ کے زیر تعلیم وہ پینا لیسی برس کی عمر تک رہا۔

## سلطان فیروز شاہ کی تحنت نشینی

جب ملک ٹھہر میں سلطان محمد شاہ کا بڑا حال بیماری سے ہوا تو اسکے علاج اور خدمت اور تمارداری میں فیروز شاہ ایسا مصروف ہوا کہ پادشاہ کی عنایت اور محنت اسکے حال پر دہ چند ہو گئی اور وقت رحلت جب قریب آیا تو یہ وصیت کی کہ میرے بعد فیروز شاہ پادشاہ ہوا اور یہ شتر طریچا تو سر سیز باشی پہ شاہنشی کہ من کرده ام سرز بالیں ہی

جب محمد تغلق نے اس دنیا سے کوچ کیا تو دنیا میں ایک شور شغب چا۔ فنا در پا ہوا۔ ملک فیروز اور امیر اسکے دبائے اور مٹانے میں مصروف ہوئے۔ اس فساد کے باہم بانی مغل تھے۔ پادشاہ کی اعانت کے واسطے امیر فرغن نے التون بھا در اور امیر نیز بھیجے تھے اُنکو ملک فیروز نے انعام و عوت دیکر سمجھایا کہ مصلحت وقت یہی ہے کہ آپ اپنے دلن کو تشریف لیجائیں۔ بھا دا ہمارے ہمارے شکر نہیں اُن بن و مٹ بھیر طریقہ نہ ہو جاتے۔ التون بھا در آدمی دشمن تھا وہ بات سمجھی گیا اور چل دیا۔ مگر ترمیم شیرین نے داما د امیر فیروز گرگین جو ہیاں کے امراء سلطنت میں سے تھا اُس نے چاکر التون بھا در کو فہما یش کی کہ تو کسو قوت گھر چلا ہے دیکھہ بادشاہ ہند مر گیا ہے اُسکی جگہ کوئی اتحنت پہنچانا نہیں شکریہ سروسامان شتر بے ہمارہ ہو رہا ہے۔ سچا ہیا نہ کام ہی ہے کہ کل الیاچل اور خزانہ اور راجاب نقد و صنیں چھین پھر چھین۔ سے اپنے ملک کو جا۔ اس بھکانے میں التون بھی آگیا۔ دوسرے روز اُنہاں پھر آیا۔

مغل را بغارت اشارت دی ہی ازاں پہ کہ جنہت بشارت دی ہی

اس نے چلتے شکر پر کہ غیر مرثب تھا اور کا دان کی طرح جاتا تھا حلہ کیا اور اُس میں ایک ہل ہل ٹالدی۔ خزانہ کے اونٹ چھین لیتے۔ خوب دل کھو کر با تھو صاف کئے۔ ہزاروں سپنچے امیر کئے ٹھٹھے کے ٹھنڈوں پہنچے بھی شکر پر دست درازیاں کیں۔ شکر میں دور دستک حاصل اپنیا سونا حرام ہو گیا۔

بیسجد و اور یہ تھوڑکہ جماری ایک لڑکی کو نغل بے گئے۔ یہ لڑکی کی بات رانماں سے باکارائیکنی مان  
بئے کئی۔ رانماں نے بھی اس بات کو مان لیا۔ اور تغلق شاہ پاس بیاہ کے منظور کرنے کا بھی  
بھیج دیا اور لڑکی دیباں پوریں آکی۔ پہلے یہی میں اس کا نام بی بی نامہ تھا اور شمسہ ال سلطان  
بی بی کہ باخ خطا ب مان پند سال بعد فرمہ زشاد پیدا ہوا۔ اس بھی میں تغلق شاہ نے خاص دمام کو  
انعام اکرام دیا۔ فیر فرید شاہ سات برس کا نہ ہوا تھا کہ باب کا سایہ سرپتے آئی گیا۔ بخاری بیوہ مان  
یہ کہہ کر رولی اور پیٹھی تھی کہ بابے میرا یہ بچ کیون کر پے گا اور کون پاے گا جب تغلق نے اس کا  
یہ مال سناتا تو ملکی بہتری دلداری کی اور فرمایا کہ رسمکے کی طرف تو غم نہ کروہ میرا فرزند جگر کو شہزادہ بنی  
صیانتا ہوں اسکی پروردش کر فرما۔ بی بی کہ بناوک کے کوئی اور والاد نہ تھی فیر فرید شاہ کے بھائی ملک  
قطع الدین اور ملک نائب بارک اور ماؤں سے پیدا ہوئے تھے۔

## فیر فرید شاہ کا قوانین و آئین سلطنت میں تعلیم مانا

آئین ملک داری اور قوانین بااد شاہی میں فیر فرید شاہ نے دو بادشاہوں سے تعلیم مانی ایک  
سلطان تغلق شاہ سے۔ دو مسلمان محمد شاہ سے جامار غافل بزرگ کمال تھا کہ در سو مشریعی میں  
فیر فرید شاہ کے تعلیم پاپتے تھے کیونکہ خطرہ نہیں ہے۔ جس وقت سلطان تغلق شاہ بااد شاہ ہوا اور فیر فرید شاہ  
کی عمر حدودہ برس کی تھی سلطان سارٹھے چار سال تک پانے ملک میں جوالاں گئی کہا چھرا جس میں  
فیر فرید شاہ کو پانے ساختہ وہ رکھتا تھا اور اسرار سلطنت اور روز جو حکومت سے اُلتے ماہر کرتا تھا۔ جب  
سلطان تغلق کی اسفل جو اور سلطان محمد شاہ بااد شاہ ہوا تو فیر فرید شاہ اتحارہ برس کا تھا۔ سلطان نے  
اسکو ایسا نواب تقرر کیا اور نائب بارک بک کا خطاب دیا اور بارہ ہزار سورا اسکی سپاہ میں تین کئے  
سلطان اس پر بھیتہ مرحمت اور شفقت بست کرتا تھا اور ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا اور بحلاطات سلطنت  
جو اسکو میش آتے انکو رہ فیر فرید شاہ کو سلاٹا اور سمجھا۔ اس زمانہ میں عام خلافت پر فیر فرید شاہ بطفت نہ اس  
کرتا اور حاجت روائی جلد کرتا۔ بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص ایک عالم کے فراغن کو  
اچھی طرح ادا کر سکا وہ ملکت کے کاموں اور سلطنت کے معاملوں کو بھی اچھی طرح سرانجام دیکھا اسی لئے  
سلطان ہمدرد نے جب ملکت دہلی کو بغاڑ حصہ نہیں منقسم کیا۔ تو ایک بیع فیر فرید شاہ کو جہاں کیا کہ بااد شاہ اس

## ذکر علیحدت فیروز شاہ تغلق

فیروز شاہ ۹۳۷ء میں پیدا ہوا اسکی ولادت کا حال اس طرح لکھا ہے کہ اس کے باپ کا نام سپہ سالار حب تھا وہ سلطان غیاث الدین تغلق ناصری کا بھائی تھا۔ سلطان علاء الدین کے زمانہ میں تین بھائی تغلق۔ حب۔ ابو بکر خراسان سے ہلی میں آئے اور اس پادشاہ کی عنایتوں اور اپنی لیاقتوں کے بہب مناصب حلیمہ پر وہ سرافراز ہوئے۔ سلطان نے انکی ولادت رحمی دیکھ کر مشموشہ شہرو بیال پور کا حاکم تغلق کو مقرر کیا اور اور بخایوں کو اچھے عہدے دیدیے تغلق یہ چاہتا تھا کہ یہاں پر کے راویوں میں کسی رانا کی لڑکی سے اپنے بھائی سپہ سالار حب کی شادی کروں۔ اس تلاش میں تھا کہ اسکو دوستوں نے بتایا کہ رانا مل بھٹی کی بیٹیاں بڑی صاحب جمال و بکمال ہیں۔ اس زمانہ میں تھا سپاسین اعلیٰ اوفی اور سارا جنگل میوں اور بھیلوں کا قصہ ایہ ہر مصنفات دیوال پور سے متعلق تھا۔ تغلق نے چند عاقل آدمیوں کو رانا مل پاس بھیج کر اس شادی کا پیغام اسکو دیا۔ رانا اپنی رعونت و خونت کے بہب سے اس پیغام سے خفا ہوا۔ اور الفاظ ناہموار اور کلمات ناشائستہ زبان پر لایا۔ یہ خبر تغلق کو پہنچی کہ رانا مل انکا رکردا ہے بعد مشورہ کے یہ صلاح بھیری کے تعلق شاہ موضع تلویندی میں جو رانا مل کے علاقہ میں ہے جائے اور اس سے ایک سال کا مال طلب کرے۔ دوسرے روز تغلق شاہ تلویندی میں گیا اور کل علاقہ کے مقدموں اور چودھروں پر تشدیکیا اور تم اعمال سالیہ نقی طلب کیا۔ رانا مل کے سارے آدمی عاجز ہو گئے۔ سلطان علاء الدین کا عہد تھا چیز پر بھی نہیں کر سکتے تھے۔ دو تین روز میں اُن کا ناک میں دم آگیا اور سختی ایسی اُن پر ہوئی کہ وہ بیٹا ہو گئے۔ رانا مل کی ماں بڑی میا نے جب سننا کہ غلق پر تغلق سختی کر رہا ہے تو وہ مغرب کی نماز کے بعد رانا مل پاس گئی اور رومنی پیٹی بال کمیرے اسوقت رانا مل کی بیٹی جو سلطان فیروز شاہ کی ماں بھی سختی میں لٹھری تھی۔ جب اس نیک اخترد ختر نے دادی کو گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو اُس سے پوچھا کہ تمہاری یہ حالت ایسی کیوں ہے دادی نے کہا کہ میں بیری جان کو روتنی ہوں گہ نہ نوہوتی نہ ہماری رعایا کی چھاتی پر تغلق شاہ منگ دلتا۔ تو اس لڑکی نے دادی سے کہا کہ اُس نیکے دیدیے تھے تھما۔ می رعایا کو خلاصی ہوئی تھے تو فرما۔ اسکا پیغام قبول کرلو اور مجھے اس پاس

پانچ نماں الدین عبداللہ الغاربی کی خدمت میں رہنے لگا۔ پانچ ہمینے شیخ کی خدمت میں رہا پانچ دن کا ایک روزہ رکھا اور جا لوں کے اسے کھو لا کہ بادشاہ نے اُسے بلا یادہ اپنا کرہ پہنچا ہوئے بادشاہ کی خدمت میں گیا بادشاہ نے اُس پر مہربانی کی اور فرمایا کہ تجھوں سیاہی کا بڑا شوق ہو ہم تجھوں خاقان چین پاس اپنا سفیر بنائے سمجھتے ہیں اُس نے یہ سفارت قبول کی۔ اُس کے لئے ضروری سامان سفر تیار ہوا۔

## خاقان چین کا تختہ تھايف پہنچا اور این طوطہ کا رواہ ہوا

اس زمانہ میں خاقان چین نے سلطان پاس یہ تھايف پہنچا تھے ایک سو غلام بچاں لوڑا یاں۔ پانچوں بساں الملک بخہ۔ پانچوں من مشک۔ پانچ بساں جواہر نگار۔ پانچ ترکش زریں۔ پانچ تلواریں ہر صع کارا وریہ درخواست سلطان سو کی کہ ہم اپنا تجھا نہ جو کوہ قراہ ہماچل میں تھا اسکو دوبارہ بنالیں ہندو پہاڑ کی جو لی پر جہاں جانا بھی شکل ہے اور میدان سو تین میں کی راہ تھی رہتے تھے اور وہاں ہبستک ہندو راجہ بھی راج کرتے تھے اس ملک کی حدود ہبستک می ہوئی ہیں جہاں غزالاں شکل پیدا ہوتے ہیں نیا ان کے پہاڑ و نمیں سونے کی کامیں بھی ہیں اور ایسی زہری بی گما سین پیدا ہوتی ہیں کچب بارش ہوئی ہے اور اسکا پانی بہتا ہو تو ان زہری بی گما سون کے اثر سے پانی ایسا ہو جاتا ہے کہ کوئی آدمی نہیں ملت اور جو پی لیتا ہے وہ مر جاتا ہے جب مسلمانوں کا اس ملک پر قبضہ ہوا تو انہوں نے یہاں کے تجھا نہ کو جو پا یہ کوہ میں تھا سمارکر دیا مسلمانوں سے میدان میں پہاڑی ہبستک لڑنیدن سخت تھے اور میدانوں کی ضرورت کمیتی کیلئے پہاڑ پونکوں کو ہوتی تھی۔ اسلئے خاقان چین نے سلطان سے درخواست کی کہ وہ میدان اسکو دیدیا جائے کہ تجھا نہ پہنچا ایسا جائے سو اس تجھا نہ کے اہل چین جابر ایکلے سہیل ہیں بھی آئتے تھو۔ بادشاہ خاقان چین کو یہ جواب لکھا کہ وہ مسلمانوں کی آبادی میں تجھا نہ بننے کی اجازت نہیں دی سکتی اور نہ اسکی عمداری میں جب تک جزیرہ نما ذیا جائے کلیسا اور بُت فانہ قائم رہ سکتے ہوں اگر خاقان کو یہ جزیرہ دینا سلطون جو تو بُت فانہ بننے کی اجازت نہ ہو سکتی ہوں اس جو ایک سانکھ خاقان کی یو اسٹے تھنچے جو اسکے تھو نہیں زیادہ جیتنا کے تھو۔ نظیر الدین ام رنجانی والمعتی کا فور کو ویکھیں ہیں طوطہ کے ہمراں کئے جو راہ ہیں نکلیں گے۔ این طوطہ مجرم کی راہ سے اپنے گمراہ لیتے ہیں پہنچا۔

دردار از پر حاضر ہوئے با و شاہ نے ان سمازوں سے دریافت کیا کہ کوئی اعین سی عمدہ منشی و بیرقانی  
و غیرہ کا چاہے تو میں اپنے مقرر کردیں ہر شخص نے اپنے مناسب حال جواب دیا۔ ابن بطوطہ نے کہا کہ  
بیرے باب دادا عمدہ قضاۓ کا کام کرتے چلے آئے ہیں وہ مجھے عطا ہو۔ یہ سب جواب با و شاہ کے  
روبر و پیش ہوئے پر ہر سافر با و شاہ کے روبر و آیا اور ہر ایک کو اُس کے حوالے عناصر ہوا  
خطوت و اسپ دیا گیا اور ہر ایک کو زرنقد عمدہ کی تجوہ کے موافق دیا گیا اور سچیہ دہالت کی آمدی  
اُس کو عنایت ہوئی جب ابن بطوطہ با و شاہ کے روبر و پیش ہو تو وزیر نے کہا کہ حضور نے تجھ کو  
دہلی کا قاضی مقرر کیا اور خلوت و اسپ عنایت کیا ہے اور بارہ ہزار دینار بالصلح حسپرچ کے لئے  
دیئے اور سالانہ تجوہ بارہ ہزار دینار مقرر ہوئی اور اسی فردا آمدی کے دہات مرحمت ہوتے  
جب اس موقع پر با و شاہ نے اُس سے کہا کہ دہلی کے عمدہ قضاۓ میں ایسی محنت کی ضرورت نہیں ہے  
جیسی کہ تو نہیں کی۔ اس کا جواب عربی زبان میں با و شاہ کو اُس نے دیا میں امام ابن مالک کا مقلد  
ہوں اور رابل دہلی امام ابو الحیفہ کے اور میں اُن کی زبان نہیں سمجھتا اس پر با و شاہ نے کہا کہ یہ نہیں  
دو عالم تیرے نائب مقرر کر دیے ہیں جو بھائیان کے آدمیوں کی زبان سمجھا دیا کریں گے اُس نے  
با و شاہ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے گھر چلا آیا وہ کچھ ہزار دینار کا قرضہ رہا ہو گیا تھا با و شاہ نے  
یہ قرض بھی ادا کر دیا۔ با و شاہ کی درج میں ابن بطوطہ نے ایک تصدید پڑھا جس کو با و شاہ نہیں  
نہایت تحجب ہوا۔ اس زمانہ میں یہاں اہل ہست عربی قضاۓ کی بڑی فردا کرتے تھے۔

با و شاہ سنبھر کی حکم سے جب دا اپس آیا تو ایک شیخ سے جسے پہلے بہت عقیدت  
تھی خفا ہو گیا اور اُس کو قتیل خانہ میں بسید یا اور اُس کے پیکون سے پوچھا کہ شیخ پاس کون  
کون آتا تھا اب نے والوں میں ابن بطوطہ کا نام بھی تھا وہ شیخ سے اُس کے منابر میں  
ایک دفعہ ملا تھا۔ اس پر اُس کی طلبی ہوئی چار روز دہ حاضر رہا کوئی شخص شیخ پاس ہا بنے  
و لا امداد سے بچا تھا۔ اسی صورت میں چار روز بڑے سخت اُس پر گزرے اور اُس نے  
حکیمی اللہ و لغہ الکبیل کو تینیں حصے زار دفعہ پڑھا چھوٹے دن رہا ہوئی ہوئی  
شیخ اور سب اُن کے پاس جانے والے قتل ہوئے درف ابن بطوطہ بچا۔ اس سبب سے  
اُس نے عمدہ قضاۓ سے استھنا دیدیا جو کچھ بآس تھا وہ فیروز کو تقسیم کر دیا اور فقط کرتہ بہنگر

مخدود مہ جہان مادر سلطان کے قصر پر اسکو لے گئے۔ قصر پر اول وزیر و فوجی نے اور پھر اُس نے اور اُس کے دیگر  
ہمدرد ہیوں نے صراحت تغییرمادا کیلئے انہیں کہا۔ ایک نے حرب جنگیت اپنے بچے ہے بیٹے پیش کئے جیسا  
کہ ملکہ نے انکو لکھا اور ملکہ کو اُس کی اطلاع دی۔ ہدایتے مظہور ہوتے اور انکو عینیتی کی اجابت دی۔ پھر کہا  
آیا وہ نہایت ادب سے اُن سب سے کہا یا پھر خلعت دیکھا۔ اُن کو خصت کیا کہ وہ آن مکانوں میں جوانی کی رکونت  
کے لئے تجویز ہوئے تھے جو ایک جنگت کیوقت سر جھکا کر اور ایک ہاتھہ زین پر لگا کر انہوں نے سلام  
کیا اور اپنے اپنے مکانوں پر آئے یہ مکان سب طرح سے فرش اور اسیسا سے آہستہ تھے اور کل ہزار دری  
چیزوں انبین ہو جو دنہین باور سلطان کی طرف سوائے انکے لئے کہا نیکو آتا۔ وزیر کی جذبہ مدتیں روز خاص تھے  
اس نے ایک نامکو دوہر ار دنیار دئے اور کہا کہ یا اپ کی سرستہ کے لئے ہیں اور ایک خلعت  
گران بہابن بطور طہ کو عطا کیا اور اُس کے ملازمین کو جو جالیس میں تھے دوہر ار دنیار دئے۔  
ڈیڑھ مدینہ یہاں آئے ہوئے ہوا تھا کہ ابن بطور طہ کی بیٹی مرکی۔ جب وزیر کو اُس کی دفات کی  
خبر ہوئی تو اُس نے حکم دیا کہ پالم دروازہ کے باہر سبھرہ و سبھرہ ایک ستمین وہ دفن کیجاۓ اور سلطان  
کو بھی اسکی جزر کی دہبی سے دس دن کی راہ پر تھا اسکے جواب آئے پر اسکی بیٹی کا سوم امیر  
ہوا اور سارا خچ و زیر نے اٹھایا۔ مخدود مہ جہان نے اسکی بیوی کو بلکہ زیور دلباس اور ایک ہزار دنیا  
عط کئے اور ایک دن مہماں رکھا۔ یہ ملکہ افضل الممالک اور کثیر الصدقات تھی مگر انکوں سے  
مخدور تھی۔

اس کے بعد خبر آئی کہ دہلی سے سات کوس پر بادشاہ کی سواری آئی پوچھی ہو۔ دنیو دہان گیا  
اور اپنے ساتھ ان مسافروں کو لوگیا۔ جنکو بادشاہ کے رو برو پیش کرنا چاہتا تھا ہر شخص اپنی نذرستہ  
لیتا گیا۔ بادشاہ جس قصر میں فروخت تھا وہاں یہ سب پہنچے۔ سب کی نذر نکو دیر لکھ کر بادشاہ کے  
رو برو لے گئی۔ پھر ان نذر وون کو آدمی اٹھا کر لے گئے اور اسی مدد یہ سب بادشاہ کے  
رو برو بالترتیب پیش ہوئے ابن بطور طہ سامنے آیا اور صراحت تغییرمادا کی جانا۔ بادشاہ نے اسکا ٹکہ پکڑ کر  
سب طرح کی عنایت فرمائیا و بعد فرمایا۔ ہر سافر کو بادشاہ لئے خلعت دیکھت کیا تھر کے باہر ہماری  
ضیافت ہوئی۔ وزیر معاہد اور امرا کے خادموں کی طرح کھڑا رہا۔ پھر بادشاہ نے اپنی خاصہ کامگوڑا اصلیل سے  
بلکہ کرپر سافر کو دیا۔ انکو اپنے ہمراہ لیکر تھر دہلی میں تشریف فرمایا۔ تیرستہ کو دن یہ سب سافر پر قیمتیں  
کے

اس طرح قیدی قید خانہ سے آتے جمجمہ کا دن قیدی یون کے لئے تعطیل کا ہتھا اس روز وہ نہ ملتے  
دہوستے اور آرام کرتے اعادہ ابادہ فی البلاء

## سلطان کا قتل کرنا اپنے بھائی کو

سلطان کا ایک بھائی مسحود خان رہا جس کی ماں سلطان علاء الدین کی بیٹی تھی وہاں  
خوبصورت تھا کہ ابتدک میں نے دنیا میں ایک انقلابی نبین دیکھا۔ بادشاہ نے اُپر پریخت لگائی کہ وہ  
اس سے بخداوت کرنی چاہتا ہے۔ اس سے یہی سوال پوچھا اس نے عذاب کو خوفستہ اس حرم کا اقتدار  
کیا جب کوئی اس حرم سے جکالا الرام بادشاہ لگاتا تھا اسکار کرنا تھا اسکو عذاب پیدا کیا جانا تھا کہ وہ  
مرت کو اس عذاب سے آسان سمجھتا تھا سلطان کے حکم سے اس کی گزدن کا کافی لگنی اور بازار کی وجہ  
میں پہکی گئی اور جرسی ستوتر لاش تین روز تک پڑی رہی اس سے دوسرے بعد مسجد کی ماں بھی زندگی  
آخر کرنے کے سبب سنگسار کی گئی۔ قاضی کمال الدین نے اُپر پریخت تو سے لکھایا تھا۔

## سارے ہمیں سو آدمیوں کا قتل ایک مناخت ہے

ایک دفعہ سلطان نے نکی یوسف میرہ کے ساتھ ایک حصہ سپاہ کا ہندو دوں سو لڑکے کیا ہے  
کے قریب پہاڑوں میں بھیجا دیا ایک شکار عظیم کے ساتھ دو اہم ہوا مگر ایک گروہ اس سے پیچے رک گئی جملی  
اطماع سلطان کو یوسف نے کی سلطان نے تکمیل دیا کہ سارے شہر میں ان آدمیوں کو تباش کر کے گرفتار کریں  
سارے ہمیں سو آدمی گرفتار ہوئے ان سب کو قتل کر دیا۔

ایک دفعہ عظیم خباو جواہر پر دستے وہ ہندو دوں کی دبازی سے رات کو ان جواہر کو چڑا کر لی گیا  
اپنے سلطان بنے خدا اپنے ہاتھ سے مار دا کر دم نکال دیا۔ ایک لایر فرغانہ جسکو بہت کچھ انعام دا کرام دیتا  
جب سنبھالنے کا ارادہ کیا تو ایک مخبر نے سلطان کو اسکی خبر کی جپڑا میر تو مارے گئے اور ساری  
دولت خبر کوئی یہ دستور تھا کہ جب دوسرے آدمی کے بدارادے کی کوئی مخبر خردیتا اور وہ صحیح ہوتی  
تو وہ شخص مارا جاتا اور اسکا سارا مال اس باب مخبر کو ملتا۔

ابن بطوطہ نے جواپناحال دہلی میں آیز کا لکھا ہوا اس کا خصر بیان  
جب بن بطوطہ مولہ پسند ہما ہیون کے دہلی میں آیا تو دزیرہ قاضی اس کے مقابل کو تھے اب

کی امیر ہندو نے قاضی کے ہان نالش کی کہ سلطان نے اُسکے بھائی کو بے سبب قتل کی ہے۔  
قاضی نے سلطان کو بلا یا۔ قاضی ای مجلس میں وہ گیا کوئی ہتھیار ساختہ نہ لے گی۔ قاضی کو سلام کیا  
جیسا کہ قاضی نے بیٹھنے کوئے کہا تھا بیٹھا اور قاضی کی مجلس میں ٹھیک رہا کہ وہ امیر ہندو اپنے بھائی  
کے خون پر راضی ہو گیا اور ایسی اور حیثیت حکایتین لکھی ہیں۔

## اقامت صلوٰۃ و احکام شریعت میں سلطان کا اشتدا

اقامت صلوٰۃ میں سلطان براتشد دکرتا تھا اور ملازموں کو جماعت کیا تھا خازن پر بہت کا حکم  
دے رکھا تھا جو تارک الصلوٰۃ ہوتا اُسے سخت سزا دیتا ایک دن تین سو آدمیوں کو تارک الصلوٰۃ  
ہونے کے عبیق مارڈ الاجن میں سے ایک ڈوہم تھا اُس نے بازار دن میں آدمی تین کر سکے  
تھے کہ وہ خازکے وقت تارک الصلوٰۃ آدمیوں کو سزا دیں اُس نے حکم دے رکھا تھا کہ آدمیوں کو بلا برا  
فرائض و صنوف خاز و سترہ اہل اسلام سکا میں کوچہ و بوزن میں یہ حکام شرعی عوام الناس کو سکھانے  
جائتے تھے۔ بوائے خازکے اور حکام شرعی کی پابندی کے لئے بھی وہ تشدد دکرتا تھا۔

## باوشاہ کے ناشاہ فتنہ اور کیمیہ و احکام کی افعال

باوشاہ کے اوصاف تو اخضع والضاف کے مساکین کے ساتھ فاقت کے کرم و سخا کے  
جلکی نوبت خرقی عادت پر پوچھ لئی اُس نے بیان کئے ہیں مگر اُسکے ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے  
کہ وہ بہت لوگوں کی جائین لیتا تھا شاذ و نادر کوئی دن ایسا ہوتا ہوا کوئا کا اُسکے دروازہ یہ کوئی  
مقتول نہ پڑا ہو۔ اُس نے اکثر مقتولوں کی لاشوں کو پڑا ہوا دیکھا۔ ایک دن قصر شاہی کو جاتا تھا کہ  
اُسکا گھوڑا جھپکا اُس نے اپنے آگے ایک سفید قطعہ زمین کو دیکھا جب اُس نے پوچھا کہ یہ کیسے  
تو اُس کے ہمراہ یوں میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ وہ ایک آدمی کا دھرتن طکڑے کیا ہوا ہے  
اس باوشاہ کی عادت تھی کہ وہ جرم صغیرہ کی بھی نہ امشل گناہ بکیرہ کے دیتا اور اہل علم و صلاح و ثفت  
کا احترام قتل کرنے کیلئے کچھ نہ کرتا تھا ہر دن لمحے مشور پر سکردن قیدی گھنے میں طوی پڑے ہوئے  
آئتے تھوڑا نیچے ہٹا کی گردنوں سے بندھے ہوئے ہوتے تھوڑا بائیکے پاؤں بندھے ہوتے ہوتے  
تھوڑیں ہر بیض قتل ہوتے بعض کو عذاب یا جانتا تھا بعض پیڑھیں لکھتیں یہ دستور تھا کہ جبکے سوا ہر فوج

خلدت و مدنیات کے سوا چھپہ ہزار نگہ دینے کا حکم دیا اب پر بھادر الدین ابن فلکی سنے کہما اسی خداوند عالم  
نے دہم بادشاہ نے کہا کہ شنیدم زحمت دارو پر سلطان نے کہا کہ بروہمن زمان درخوازہ یک لکھ نگہ  
زیر بیگی و بیش او بھی تا دل او خوش شود مصکح شیخ المبتلوخ رکن الدین کو خلیفہ ابوالثمامیاں  
لے حسب اطلب سلطان کے بھائی بھیا تھا تو اسکو بہت کچھ مال دیکر خلدت کیا مگر اس کا سازار  
مال قاضی جلال الدین نے چبین لیا تو وہ سلطان پاس آیا تو اس نے مراجع کے طور پر کہا کہ آدمی  
کزر بری تا باول بائے صنم خوری زرہ پری و سرخی بادشاہ نے پھلے سو اس کو دو چند دینا  
نصر الدین داعظ ترمذی حب سلطان پاس معبسر (ملیبار) میں گیا تو اس کے وعظ  
ئے کاشوق ہوا اس کے والٹے ایک منبر فیض صندل کا بنایا اور اس میں سونے کی مخینیں اور  
پترے چڑوائے اور اس کے سرے پر ٹپایا قوت بیڑوا یا اور داعظ کو خلدت گران بھا دیکر اپر  
بھایا اور داعظ شستہ اور حب منبر سے داعظ اتر اتو اس سے معانقة کیا اور ہاتھی پر ٹھایا اور پرت کچھ  
مال اور ٹپے ٹپے سونے کے برتن عطا کئے۔

شمس الدین اندکانی حکیم و شاعر عام پسند تھا اس نے سلطان کی بیج میں ایک قصیدہ فارسی  
زبان میں کہا جس کے تائیں شعر کے صاریں لاکھ دینار انعام کئے چوابتک کسی بادشاہ نے  
ایک شعر کے عله میں لاکھ درہم بھی کبھی نہیں دئے تھے۔

عصف الدین شونکاری کو جو اپنے ملک میں ڈرا فضل کبیر القدر غطیم اللقب و شہید الرذکر تھا۔  
جب اسکی خبر سلطان کو پہنچی تو اس کے پاس شہر سونکاری میں دس ہزار دینار درہم بھیج دئے اور  
ایسے ہی قاضی مجد الدین شیرازی کی شہرت نگہ دنہار دینار درہم بھیج دئے داعظ برہان الدین  
صارغی جر اپنی سعادت کے سبب قصد ارہو گیا تھا اس کے قرض کی خرب سلطان کو مسلم  
ہوئی تو چالیس ہزار اس پاس بھیج دئے جس سے اس کا سارا قرض ازگیا۔

خواجہ جہان وزیر نے سلطان کو حب تین سینیاں یا قوت دز مرد و مرداری سے بھی بیش  
ایکن تو انکو ساجی کا دان کو دیدیا۔ ایسی سعادت کی بہت سی حکایتیں لکھی ہیں۔

## سلطان کی تواضع اور انصاف کی حکایات

دوسری مرتبہ بھرایا جاتے۔ پھر سب بیٹھ جاتے۔ ان سب حاضرین کی فہرست کتاب الباب لکھتا اور اسکو باڈشاہ پاس کوئی شہزادے نہیں اور کوئی امیر ملکو پڑھتا۔ پھر کھانا شروع ہوتا۔ طعام طبع طبع کے ہوتے۔ مرغ مچھلی و حلوا و روٹیاں کی کھی طبع کی عادت یوں تھی کہ دسترخوان کے صدر پر قصۂ خطبۂ القہاد شرعاً مشائخ ہوتے بعد ان کے باڈشاہ کے اقارب و امراوی کیا ر بعد اُس کے اور تمام آدمی۔ ہر شخص اپنے معین مقام کے سوا کہیں اور نہیں بیٹھتا۔ اور ایک دوسرے کا فرام نہیں ہوتا۔ جب وہ بیٹھ جاتے تو شرب دار آتے وہ سقے ہوتے۔ جس کے ہاتھ میں سونے جائیں تانے سے کے برتن ہوتے اور ان میں مصری کا شربت بھرا ہوتا ہے اور پہلے کیا کھانے سے سب آدمی اس شربت کو پینتے۔ جب یہ پی چلتے تو جاپ کہتا کہ بسم اللہ تو کھانا شرع ہوتا اور سب آدمی جو دسترخوان پر بیٹھے ہوتے ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے آگے برتن میں نہیں کھائعتا۔ یعنی دو شخص ایک برتن میں نہیں کھائکتے۔ جب کھانے سے فارغ ہو جاتے تو پھر پینے کے لیے نفاذ (شراب خام کہ جو اور مویز وغیرہ سے بناتے) کوزوں میں آئی جب آدمی ان کوزوں کو پی لیتے تو جاپ کہتا۔ بسم اللہ پھر طبقوں میں گلوریاں آتیں جنہیں سے ہر ایک میں پندرہ پان اور چھالیاں کرتے ہوئی ہوتی اور ششیٰ تاگتہ سے بندھی ہوئی۔ جب سب آدمی یہ گلوریاں لے لیتے تو جاپ کہتا بسم اللہ پھر آدمی کھڑے ہو جاتے اور جو امیر اس خدمت پر مقرر ہوتا اُس کو سلام کر کے اپنے اپنے گھر چلے جاتے۔ دنکو دو مرتبہ یہ کھانا کھلایا جاتا اول مرتبہ قبل ظہرا اور دوسری مرتبہ بعد عصر۔

## باڈشاہ کی فیاضی کی حکایات

ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ زین ہند سے جو ملک متصل ہیں جیسے کہیں۔ خراسان۔ فارس۔ ان میں اس باڈشاہ کی خود و سخا کی حکایات بہت مشہور ہیں۔ وہ سافروں پر ایسی نوازش کرتا تھا کہ اسی ہند پر انکو فضیلت ہو جاتی تھی۔ موہب غیظہ اور عطا یا رجز یا سے انکو ممتاز کر دیتا اور کسی سافر کو شکستہ خاطر اسیز ہوتے دیتا۔ شہاب الدین کا زر انی جو ہدیہ باڈشاہ کے لیے لاتا تھا وہ لٹک گی اور اس کا حال سلطان کو معلوم ہو یا تو اس پاس نہ والہ میں تیس ہزار دینا بخجھوائے مگر اُس نے آنکھ لینے سے انکار کیا اور یہ عرض کی کہ میرا قصد باڈشاہ کی زیارت کا ہے۔ باڈشاہ نے اُس کو آئے کی ایجاد استادی۔ جب آیا تو

پھتی اور شیر کے دروازہ سے لیکر قصر کے دروازے تک رتے آرائستہ کیے جاتے اور اپنی پریشی فرش پر بمحابے جاتے۔ بادشاہ کے آگے ہمارا غلام ہوتے اور بادشاہ کے یونچے پاہ ہوتی۔ بادشاہ کیتھا ہاتھیوں پر معاشر کے ہوتے جو دینار و درهم چاروں طرف آدمیوں پر بھیکے جاتے اور اُنکو جب تک چھٹے ہجتے کہ بادشاہ تھریں ہو کر قصر میں داخل ہوتا۔

### طعام خاص کی ترتیب کا ذکر

سلطان کے گھر میں طعام و طبع کے ہوتے ایک طعام خاص دوسرا طعام عام۔ طعام خاص جس میں سے بادشاہ بھی کھاتا۔ اُسکی عادت تھی کہ وہ مجلس میں حاضرین کے ساتھ کھاتا۔ اور یہ حاضرین امر ارخاص ہوتے جیسے امیر حاجب بن عم سلطان و عاو الملک سرتیہ و امیر محلہ۔ اور سلطان حنفی آپ اعزاز اور امیر کبار کی تشریف و تکریم چاہتا۔ انکو دعوت میں کھانے کو بلاتا۔ اور انکے ساتھ کھاتا۔ کبھی بھی ہوتا کہ جب بادشاہ کو حاضرین میں سے کسی خاص شخص کی تشریف متتطور ہوتی تو وہ ایک کاس بزرگ لیتا اور اسپر وڈی ٹرکتا اور اُس شخص کو اپنے ہاتھ سے دیتا اور یہ شخص اُس کو نامیں ہاتھ پر رکھ کر دایں ہاتھ کو زمین سے لٹکا کر سلام کرتا۔ بعض دفعہ اُس آدمی پاس یہ کھانا بیسجا جاتا جو مجلس سے غائب ہوتا وہ ایسا ہی سمجھا جاتا کہ گویا حاضری تھا۔ میں نے جب بادشاہ کے ساتھ کھاتا کھایا تو اُسکے دستخوان پر اکثر آدمی دیکھتے ہیں۔

### طعام عام کی ترتیب کا ذکر

جب سطخ سے طعام عام آتا تو امام نقیب اسم اللہ کی آواز لگاتا۔ و نقیب النقیب اسکے ہاتھ میں سوبے کا عصا ہوتا اور اُسکے نائب کے ہاتھ میں چاندی کا عصا ہوتا۔ وہ جب پڑھتے ہاتھ سے دفن ہوتے تو وہ مشور میں یہ آواز لکھاتے کہ سب کھڑے ہو جائیں اور سوائے بادشاہ کے کوئی بھی خدا نہ ہے۔ پھر کھانا زدین پر کھا جاتا اور نقیبا۔ اُس کو صفوں میں پختے اور ان کا امیر دیشوا اکٹھا ہوتا اور سلطان کی مدح و تعریف کرتا۔ پھر وہ اور نقیب درب جھوٹے بڑے بادشاہ کو مجرکرتے۔ عادت یونہی کے جیوں وقت نقیب النقیبا کا کلام لوگ سنتے تو اپنے موتفت پر کھڑے ہو جاتے اور ذر احرکت بھی رکتے۔ جب وہ نقیب النقیبا اپنے کلام سے فارغ ہوتا تو پھر نائب اُس کا ابھی کلام کو مکر کرتا۔ پھر سمجھا۔

چھڑ کے جاتے یہ سرپر و بخرا سوا عجیدین کے کسی اور روز نہیں نکلتا۔ عجید کے دن اس تخت پر بادشاہ بیٹتا۔ باقی اور دنوں میں سونے کے تخت پر بیٹھتا۔ ایک بارگاہ (خندیہ عظیم) لگایا جاتا جس کے تین دروازے ہوتے اور اس کے اندر بادشاہ جلوس کرتا اور باب اول پر عالمگیر سر تیز اور باب دوم پر عالمگیر نکیمیہ اور باب سوم پر یوسف میرہ دامین بائیں طرف امراء حمالیک ساختہ اور اور آدمی اپنے مرتبے کی جوافق بیٹھتے۔ اور بارگاہ کا شہنشاہ ملک طنی کے ہاتھ میں ہونے کا عصا اور اس کے نائب کے ہاتھ میں چاندی کا عصا ہوتا وہ آدمیوں کو حسب مراتب اپنی بیخی جگہ پر بھاتے اور صفو نکو پر اپر کرتے۔ اول وزیر اور اسکے بیچے کتاب حجاب و نقاب کھڑے ہوتے۔ پھر اہل طرب آتے اور اُن کے اول ہندو ملکوں کی لڑکیاں جو سنہ حال میں کینزک بنائی جاتیں وہ آنکر کا تین ناجتین سلطان انکو اپنے امرا اور اغرا کو خیش دیتا۔ اور بعد اُن کے اور ہندو دوں کی لڑکیاں آنکر کا تین ناجتین سلطان اپنے اخوان اور اقارب دنادوں اور اپنا زملوک کو عطا کرتا یہ جلوس بعد عصر ہوتا اور پہر و سکن دین یہی ایسو وقت یہ جلوس ترتیب مذکور کے موافق ہوتا اور گانے والی عورتیں آنکر کا تین اور ناجتین اور امراء حمالیک کو ہبہ کی جاتیں اور تیس کردن بادشاہ اپنے اقارب کے بیاہ کرتا اور انکو انعام دیتا جوتے روز غلامون کو آزاد کرتا اور پاچھوئیں وہ لوڈیوں کو عاق کرتا چھٹے روز لوڈی اور غلاموں کے نکاح کرتا۔ ساتویں روز صدقات جو کثرت سے ہوتے نقیم کرتا۔

## بادشاہ کا سفر سے آنا

جب فرمتے ہی دارالسلطنت میں بادشاہ آتا تو ہاتھی آدمستہ کے جاتے سونہ ہاتھیوں پر سولہ ہو دے مرصع لگائے جاتے اور اسکے متکوپر ایک تارہ مرصع با جواہر و گوہر لگایا جاتا اور کئی کئی نزول کے چوپی قبیٹے بنائے جاتے اور اپر لشکی کپڑے پلیٹے جاتے اور انکی ہر نزول میں خواہوت لوڈیاں پر ٹکلف کپڑے اور نیپور پہنکر گا تین ناجتین اور ہر قبیٹے کے وسط میں ایک بڑا حوض کھانا بناتے اور انہیں گلا باب اور بابی نمبرتے تپیر اور سب اور صادر و شہری و مسافر اسے پیتے۔ اور اُن کو پان اور جمالیا دی جاتی اور قبیون کے اندر لشکی فرش بھیجا جاتا اور اپر سلطان کی سوری

## جلوس عیب و سریر عطنم و نجرا عطنه

قصر میں فرش بچپا یا جاتا اور اسکی بڑی آرٹشی و زیبائیش ہوتی اور مشورہ کے اور پر ایک بارگاہ یعنی حنیفہ غلیم لگایا جاتا اور وہ بڑی بڑی چوپون پر کہا کیا جاتا اور اس کے ہر طرف بقیے لگائے جاتے اور حریر کے درخت جنین کلیان بھی لگی ہوتیں بنائے کے لگائے جاتے اور مشورہ میں انکی تین صینیں لگائی جاتیں اور ہر دو درختوں کے درمیان ایک سونے کی کرسی بچپانی جاتی اور اس پر گذرا جپکا یا جاتا اور صدر مشورہ میں سریر عطنم قائم کیا جاتا جو خالص سونے کا ہتا اور ہر ایک پایہ اسکا جواہر سے مرصع اور طول ۲۳ سانتہ (بالشت) تھا اور بعض اس کا نصف طول تھا۔ اس کے

احسن ایسے ہوتے کہ حسب چاہو ان کو چھپا لو اور حسب چاہو جو ہو جو طریقہ ہر قلنہ ہوئے کا وزن رہتا۔ سپر اس کی چھت مرتب کی جاتی اور بادشاہ کے سر پر ایک چھتر لگایا جاتا جو حواسرات سے مرصع ہوتا تھا جب سلطان تخت پر قدم رکھتا تو نقیب بسم اللہ کا آدازہ بلند لگاتے اور پر اس ترکیب سے بادشاہ کے سلام کو لوگ جاتے اول قضاء و خطباء علماء۔ شرفا و ممتازی اور رستھان کے بھائی اور اقارب داماد پہنچاڑہ پہنچاڑہ امراء و شکر پر شیوخ المالک پیر کیارالا خناد ایک و سرے کے بھی سلام کرتے اور کوئی ایکی فرماحمدت وہ افت نہیں کرتا عید کے دن کی عادات میں سے یہ عادت ہو کہ جس شخص کے پاس کوئی قریب عطیہ شامی ہو وہ اشرفتیونکی تہیلی کہ جپکار کنام لکھا ہوتا لاتا اور اسے سونے کی طشت میں کہ وہ ان رکھا ہوتا ڈال دیتا۔ یوں بہت ماں اکھڑا ہو جاتا اور بادشاہ وہ ماں جس کو چاہتا و بیتایا جب آدمی سلام سے فارغ ہوتے تو ہر ایک کے حسب مرتب طعام کی فیافت کی جاتی اور عید کے دن ایک نجرا عطنه نصب کیا جاتا اس کی شکل برج کی سی ہوتی اور خالص سونے کا بنا ہو اتنا اور اس کے اجزاء کو چاہو جو جدا کر لو اور چاہو جو ہو جو طریقہ کو آدمی اٹھا کر لائے اور اس کے امزقین گھر ہوتے اور ان میں عود قماری و قافلی اگر وغیرہ اشہب و جاوی اخلاق جاتے اور کل مشورہ اس دہونی سے بہر جاتا اور خواہ سہ سر ایون کے نام تو ان میں سونے چاندی کے برتن خلاپ دپوں کے عرق سے بہرے ہوئے اور وہ آدمیوں پر

خشتیر، یعنی آنکیں نیا لیتے ہیں اور انکو فراش جو بادشاہ کے غلاموں کی ایک صفت ہوتی ہے تو انہوں نے اپنے اٹھا کر سلطان پاس نے جاتے ہیں اور اگر ان ہدایا میں ہاتھی بھی ہوتے ہیں تو پر وہ پیش ہوتے ہیں، اُنکے بعد کھوڑے چیزیں کسے ہونے ہوتے ہیں اور لگائیں لگی ہوئی۔ بعد اس کے سانڈھیاں اور والی کے لئے ہوئے اونٹ پیش ہوتے ہیں۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ میں نے ایک فرخواجہ جہانی وجود دلت آباد سے ہدایا لایا تھا اس ترتیب سے پیش ہوتے دیکھا۔ ان ہدایا میں ایک یعنی یا تو نون سو اور دوسری یعنی فردون سو اوپری سو یعنی بیش قیمت موتیوں سے بھری ہوتی دیکھی۔

عیدِ میں یا و شاہ کا سوار ہے نما

جب عید کی رات ہوتی تو ملوک و خواص کو ارباب ولت و اہل غوت و کتاب و جماری لفبار دغلا مون و اہل الاجار کو بادشاہ غلطت دیتا ہے جب صحیح عید ہوتی ہے تو ہاتھی آرہستہ بکھر جاتے ہیں اپنے زردوزی کی جبولین ڈالی جاتی ہیں اور زر و جواہر سے وہ آرہستہ کئے جاتے ہیں۔ سولہ ہاتھی بادشاہ کی سواری کے نئے مخصوص ہیں کہ اپنے کوئی دوسرے سوار نہیں ہو سکتا۔ اور اپنے سولہ چتر جواہر سے مر صبح لگائے جاتے ہیں اور ہر چتر کی ڈنڈی خالص ہوئی ہوتی ہے۔ اور بادشاہ ان ہاتھیوں میں سکر کسی ایک ہاتھی پر ہوتا ہے اسے منک کے آگے تار و روشن لگا ہوتا ہے جو کسے اندرونیں جواہر لگے ہوئے ہیں بہر اس ہاتھی کے آگے بادشاہ کے غلام و مایکم ہوتے ہیں جن کے سروپنیر سونے کی کاغذیان لگی ہوتی ہیں اور کھمپیں پٹکا ہوتا ہے جنیں بعض جواہر سے مر صبح ہوتے اور انکے قریب تین سو نقیب چلتے جکے سر سونے سے ڈپکتے ہوتے ہیں اور میں سونیکا پٹکا پڑھتا اور اسکے ہاتھ میں مقرعہ ہوتا ہے جبکا دستہ سونیکا ہوتا۔ پھر امراء ہاتھیوں اور گھوڑوں پر ہوتے اور سچاہ ہم اہوتی۔ اور بھائی مراتب ساتھ چلتے جب بادشاہ عیدگاہ کے دروازہ پر پہنچتا ہے تو شیخ حاتما ہے اور شلقاہ اور امام اور کبار کو اس کے اندراجاتے کا حکم دیتا اور پھر خود اترتا اور امام خاڑ پڑھتا اور خاطبہ پڑھتا اور عید الفتح ہوتی ہے تو بادشاہ کے ساتھ ایک اونٹکرتا ہے اور سچے سینہ پر نیزہ مار کر بادشاہ قربانی لکھتا ہے اور اپنے کپڑوں پر جبریکا ایک غلاف چڑھایتا ہے کہ اونٹکر کے خون کی چینیں اس پر نہ پیں اور بھر ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے قصر کو جلا جاتا ہے۔

ہوتا اور ایسکے چار کو نون پر جا، علم کھڑے ہوتے اور ہر ایک ہاتھی ایک ہاتھی میں ہوتا وہ جو وقت باقی تھا  
کام جبرا بجا لاتا تو ہاتھی کے سروپنے سو ارتدا اور جا ب پکار لئے بسم اللہ اور بعد اس نجھیکے وہ آدھر دیں  
طرف اور آدمی ہے بائیں طرف ایتادہ آدمیوں کے پیچے جا کھڑے ہوتے جب تا یعنی بائیں طرف تو آدمی جنکے  
کھڑے ہونے کی جگہ تعین ہر لی ہر جا کچھ موقف نے قریب آئے جبرا بجا لاتے اور جا ب درنیقیب بسم اللہ  
اتھی بلن آوازی سے کہتے جتنا کہ مجرمی بلند مرتبہ ہوتا۔ بعد اس مجرمے کو وہ اپنے موقف پر مرست  
کرتا اور پر اسکا اعادہ نہیں ہوتا اور اگر یہ مجرمی ہندو ہو لے تو جا ب درنیقیب بجا ہے بسم اللہ  
کے ہدایت اللہ (ہدایت کرے اللہ تعالیٰ) آواز لگاتے اور سلطان کے علام سبکے پیچے کھڑے  
رہتے اور ہر ایک کے انتہیں توار اور پر ہر لی ممکن نہیں تھا کہ کوئی شخص ایسکے درمیان گزر سکے  
مگر جا ب نکے اور سلطان کے درمیان گذر سکتا تھا۔

### غیر یا معمی مسا فرن اور صحابہ ہدیہ کا داخل ہونا

جب کوئی شخص سلطان کے دروازہ پر ہدیہ دینے کیلئے آتا تو موافق ترتیب کے جا ب سلطان کو  
پاس جاتے اول یہ صاحب اسکے بعد نائب اسکے بعد خاص جا ب و رائے اسکا نائب پر وکیل الامر  
اور اسکا نائب پر سید الحجاء شرف الحجاء اور یہ تین جگہ مجرم جبرا بجا لاتے اور سلطان کو مطلع کرتے کہ  
کون دروانہ پر آیا ہے پر سلطان حکم دیتا تو اہم الناس اس ہدیہ کو اس طرح یکٹا کہ بادشاہ لئے  
دیکھ لیتا۔ اور پھر صاحب ہدیہ کو ملتا۔ وہ پہلے اس سے کہ سلطان سے ملتے تین جگہ مجرم جبرا بجا لاتا پھر  
موقوف الحجاء پر پوچھ کر مجرما کرتا۔ اگر یہ کوئی جزاً ادمی ہوتا تو ایسے حاجب کی۔ من کہڑا ہوتا اور  
اگر کوئی ایسا ہوتا تو ایسے حاجب کے پیچے کھڑا ہوتا تو پھر سلطان خود اس سے لطف کیا تھے مخاطب  
ہوتا اور جبرا بکرتا اور اگر شخص مستحق نظیم ہوتا تو اس سے بادشاہ مصانعہ یا معاونت کرتا اور اس کے  
بعض ہریوں کو منکرا کر دیکھتا اور اگر وہ ہتھیار اور کپڑے کی قسم کے ہوئے تو انکو ہاتھ لکا کر دیکھتا  
ہدیہ دینے والے پر غاطر خواہ احتشان کر کے اسکو خلعت دیتا اور اپنی عادت کے موافق سرشنستی  
کے لئے مال دیتا جبکا ہدیہ دینے والا استحق ہوتا۔

### عمال کی ہبونکا سلطانیت کیسے ہے

جب مکلون ہر لذائیوں کی نفع کے بعد عمال ہرئے لاتے ہیں تو وہ چاندی سونے کے برتن اور

اور کوئی چیز اور جو فصر آتی ہے میں دعویٰ دستیخ و مسوک اوجامرا آتی ہے میں وہ گھوڑا اونٹ ہتھیار  
سلطان کو نذر دیتے ہیں باب شہنشاہ کا فضا قصر ہزار متوں بک پسیتا ہے۔ وجسمیہ س قصر کی یہ ہر  
اس میں ہزار ستوں چوبی ہیں اور سکی چوت بھی چوبی ہے اور اس پر نہایت عمدہ نقش فنکار بنے ہوئے  
ہیں اس کے نیچے آدمی بیٹتے ہیں اور بادشاہ جلوس عام کرتا ہے۔

## جلوس عام میں آدمیوں کے لئے نشست برخاست کی ترتیب

یہ جلوس اکثر عمر کے بعد ہوتا ہے کبھی بھی اول روز یعنی بھی۔ ایک حصہ طبقہ (جب تک) حسرہ خفیدہ فرقہ  
بچھا ہوتا۔ اور اس کے سچے کی طرف بڑے بڑے گاؤں تکے اور دامین بائیں چبوٹے گاؤں تکے لئے ہوتے  
آدمی اس طرح بیٹتے جیسے کہ نماز کی تشریف میں یعنی الحیات پڑھنے میں جس وقت بادشاہ کا اس  
چبوترہ پر اجلاس ہوتا تو وزیر اول امام کی طرح آگے کھڑا ہوتا اور اس کے سچے اتنی تیسیکے آدمی ہر کو  
ہوتے۔ کتاب حجابت کبیر الحجاب (غفران ملک بن عم سلطان) اسکا ناجع اولی الحجاب سلطان کا ہے  
پھر خاص حاجب و راسکاناٹ وکیل الدار اسکا نائب و شرف احتجاب اسکے ماتحت جماعت پھر بوجا۔  
النقبار جھوقت بادشاہ تخت پر بیٹتا تو حجابت نقباً ای بلذہ آزاد سے بسم اللہ پکارتے اور سلطان  
کے سر پر ملک کبیر مونپل جلت کہ مکیاں نہ بیٹیں۔ پھر سلطان کے دامین بائیں طرف سو سو سوار  
کھڑے ہوتے جن کے ہاتھوں میں اور مکانیں ہوتیں۔ پھر طولِ خور کے دامین بائیں طرف قاضی  
القضاء و خطیب المخطب و پھر کل قضاء پھر کبار الفقہاء۔ پھر کبار الشرفاء پھر شایخ پھر سلطان کے بھائی  
اور دامیا دپر امراء کبار پھر کیا رالاعزہ و کیا رالغرباً (محض مسافر) پھر اس نے بعد راٹھ کوں کے گھوڑے  
کھڑے ہوئے جکلی غناہ نہ لگا میں اور زین بوش ہوتے اور ایمین سو عین کئے زین بوش کا لئے زرین حیر  
کے ہوتے اور عین خفیدہ زرین حیر کے اور اپنے سوا سلطان کے کوئی اونچنہ نہیں سوار ہو سکتا تھا اور  
امین آدھے دامین طرف ہوتے اور آدھے بائیں طرف اطح کھڑے ہوتے کہ سلطان غور کیم ملت۔ پھر نجح  
بعد پچاس ہاتھی کھڑے ہوتے جکلی جھلوکی حیر کی زردوزی کے کام کی ہوتیں اور اس نجح دانتو پر لوہ لگا ہوتا  
کہ وہ مجسر موں کو قتل کر سکیں اور۔ ہر ہاتھی کی گردن پر فیصلان سوار ہوتا اور اس کے ہاتھ میں  
نکسہ ہا جس دہاتی کی تادیب کرتا اور اسکو اسہتا تاہمہتا اور حسابامت و محاسبات نیل کھوئیں اسکی میچیوں پر جو

## ذکرِ را بادشاہ کے ابواب مشور و ارالیش گاہ کی ترتیب کا

سلطان نے دہلی میں دارالسرابیائی ہے اُس کے ابواب دروازے بہت سویں بابا دل پر سیاہ تعمیل ہے اور دمان نیفری وڈھوں و فرنابجاتے والے رہتے ہیں جب کوئی امیر کبیر آتا ہے تو ان بابوں کو بجا لتے ہیں اور انہیں کی آواز ہیں کہتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص آیا۔ ہے یہی حال پابن و موم و سوم کا ہے۔ باب اول کے باہر دکانیں ہیں جہاں جلا دکھڑے رہتے ہیں اور آدمیوں کو قتل کرنے ہیں۔ عادت یون ہو کر جب سلطان کسی کے قتل کا حکم دیتا ہے تو وہ اسکو باب المشور پر قتل کرتے ہیں اور لاش کو تین روز تک سیمین ٹپار کرتے ہیں باب اول اور دوم کے درمیان ایک طبی دلیز ہے اور اسکی ایک جھٹتیں دکانیں ہیں جہیں اہل النوبت حفاظ ابواب کھڑے رہتے ہیں اور دوسرے دروازے پر بواب کھڑے رہتے ہیں اور باب دوم و سوم میں دکان کبیر ہے جہیں نقیب لقباً کھڑا رہتا ہو۔ اُس کے ہاتھ میں سونے کی جریب ہوتی ہے اُس کے سر پر کلاہ زین مر صبح بجو اہر جس کے اوپر مورون کے پر لگتے ہوتے ہیں اور جو نقیب اُسکے پاس ہوتے ہیں اُن میں سے ہر ایک کے سر پر دستار زرین اور کمرنچی پکا اور باغمیں کوڑا جبکا و بستہ سونیکا یا چاندیز ہوتا ہے اسی بٹانی کا فضاباب مشور تک ہو اور بڑا وسیع ہو اہمیں آدمی کھڑے رہتے ہیں۔ باب لاث پر دکانیں ہیں اہمیں کتاب لبابا درختر آدمی کھڑے رہتے ہیں کوئی شخص اس دروازہ میں نہیں داخل ہوتا جو را بادشاہ کی آنکھوں کے سامنے نہیں آتا۔ شخص کے واسطے اُس کے صحاب و ملازموں کی تعداد مقرر ہے کہ وہ آنکھوں ساتھ لیکر داخل ہو۔ پس جو شخص اس دروازہ پر آتا ہو اسکو کتاب لکھنا ہو۔ کہ فلاں سیمین فلاں شخص ان کو آخر بحث تک لئے برعشاں کے سلطان جلوہ افراد ہوتا ہے جو کچھ حال گزرتا ہے وہ بھی لکھا جاتا ہے اور اباد الملوك جو سلطان پاس آتے ہیں وہ بھی لکھ جاتے ہیں اور آنکھ عوام بھی جو شخص تین روز تک خواہ کسی غدر کے سبب یا بیشہ غدر کے عیغ حاضر رہتا ہے وہ پر اس دروازے پر بیٹھ رہا کہ حکم نہیں داخل ہو سکتا۔ اگر کسی شخص کا مرض یا کسی اور غدر کے عجیب آنا نہیں ہوتا تو جب وہ آتا ہے تو سلطان کی خدمت میں نہیں۔ ہر یہ پیش کرتا ہے سلطان کی خدمت میں جو سفیر و فضلا آتے ہیں وہ مصحف و کتاب یا مشاہد کے

مسجدین کثرت سے ہنچ مچھ لے لوگوں نے کماک جو عورتیں گایں والی ابیں سہی ہیں وہ رضمان کے  
میں نیں میں تراویح پڑھتی ہیں اور مسجد و دین میں ان کی جماعت ہوتی ہے اور انہیں سے ایک عورت ہم  
ہوتی ہے اور اسکی قندھی کثرت سے عورتیں ہوتی ہیں جو دھکانے والے ہیں انکو میں نے خود ایک شادی  
میں دیکھا کہ جیوقت نماز کا وقت آیا تو انہوں نے اوسی وقت وضو کے نماز پڑھی۔

### هزارات کا ذکر

ان مزادوں میں سے ایک مزار حضرت شیخ الصالح فطب الدین بختیار کلکھلی کا ہے وہ ظاہر البر کہ تکشیر العظیم  
ہے۔ وجہ تسمیہ کلکھلی کی یہ ہے کہ جب قرآن دار اپنے قرض کی شکایت لیکر اور فقر اور آدمی جنی لڑکیاں جو ان  
ہو گئی تھیں مگر وہ ان کے جھینک کا سامان نہیں کر سکتے تو اپنی چیلنج لیکر حضرت کے پاس آتے تو وہ انکو  
چاندی سونے کے کوکن یتے اسی عجیب حضرت کا نام کلکھلی رحمت اللہ علیہ ہو گیا۔ کلکھلہ صورت کا کہا  
ہے جس کے معنی ہیں خشک آئے کی روٹی بیزیر دودہ و گھنی کے یا کالا بابی دہان ملتی ہیں غرض پہنچے  
دہان کا کل سونے یا چاندی کا ملتا اب خشک آئے کا۔

ابن بطوطة نے ہو سلطان ابوالحجاج محمد شاہ کا حال لکھا ہے میں سو انتخاب کر کے لکھتے ہیں:

### وصف سلطان محمد تعلق

وہ لکھتا ہے کہ عطا کے دینے میں اور داد (خون) کے بانے میں آنکھ سیج سے بڑا ہوا ہے کہا  
دروازہ کسی روز اکارے خالی نہیں رہتا کہ کوئی فیقر غرنی نہ ہوا اور کوئی زندہ آدمی فردہ نہ بنا یا جائے  
اس کے کرم اور شجاعت کی مجرموں پر غنیط و غصب کرنے کی اور کسی قتل کرنے کی دھکایات تعلق  
میں مشورہ ہیں۔ باوجود امتداد الناس ہونے کے وہ متواضع بھی ہے اور عدل وحق کیلئے اگر ترشد و کتاب  
ہو کل شعاع مردین کو وہ محفوظ رکھتا ہے۔ احکام صلوٰۃ میں ہشتاد کرتا ہے اور تارک الصلوٰۃ پر بڑی  
عقوبت رکھتا ہے یہاں بادشاہوں میں سو تجویزی سعادت شاذ و نادر اور حکمی کامیابی خرق عادت  
ہوتی ہے مگر سخاوت کی صفت ایکی اور تمام صفات پر غالب ہو اس کی حُرودگی بجا برکسی اور پہنچے  
بادشاہ کی سخاوت نہیں تھیں وہنے خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں ایکی سخاوت کا حال سمجھا  
سچا آگے بیان کر دیکھا گو آدمیوں کو وہ خرق عادت معلوم ہوا اور اس پر لقین نہ آئے۔

بنایا ہے اور اس میں پتے کاری کا کام کیا ہے اور سونے سکنی قشیر کیا ہوا تھا اور بچا ہو کر اسی اس کے  
اندر رکھتا ہے اُس کو مخز الدین بن ناصر الدین ابن سلطان غیاث الدین بلین نے تعمیر کرایا ہو جسون میں  
بڑا ایک درجہ و تختہ بنانا چاہتا تھا اس کا پروہ جو ٹردیا گیا سلطان محمد غلشن نے اُس کے پورا بناتے  
کا ارادہ کیا تھا۔ مگر بہ اس ارادہ کو ترک کر دیا۔ یعنیا تو تختہ بھی عجائب دنیا سے ہے گودہ تھا میں بنایا  
ہوا ہے مگر ارتفاع میں رسکے بلند ہے۔ اپنے چڑھ کر سارا شہر نظر آتا ہے اور نیچے چڑھے آدمیوں کے  
قد پھون کے سے نظر آتے ہیں سلطان قطب بدین لے بھی سیری ہیں۔ یعنی جامع بنائیکا ارادہ  
کیا تھا اور اسکو نیدر دیا۔ وسیع و بزرگ پتھرون سے بنانا شروع کیا تھا مگر اسکے احاطہ اور محابین میں بننے  
یا میں کی سلطان قتل ہو گیا سلطان محمد غلشن نے اُسکے پورا نیکا ارادہ کیا تھا مگر اس سے بیس کردا  
لائکھ رہا ہے اس میں جسچ ہوتا نہ بنا یا اس کو منحوس اس بھیت سمجھ کر کہ باقی ادل تسلی ہوا تھا جو ٹردیا۔  
اگر نیجے مجدد پوری تعمیر موحاتی تو دنیا میں امکا جواب نہ ہوتا۔

## د و ح و ح ص و ن کا بیان

دلی سے باہر دو حوض تھے جنہیں سے یک حوض سلطان شمس الدین شش مندوں سے اسی کا پانی جو  
برسات میں بہتا ہے سارا شہر پتیا ہوا سکا طولِ میل در عرض میں سو آدا ہو غربی چیت میں اس کے  
پتھر کے مکانات شش دکانوں نے بننے ہوئے ہیں جنکے ایک رجے میں پانی جاتا ہو اور کل دکانوں پر  
نیلگین گنبد نہ ہوئے ہیں جنہیں لوگ بیٹھ کر تفریحی سرگرمی کرتے ہیں وسط حوض میں ایک سستہ ٹراگنڈ منقش  
پتھرون کا بننا ہوا ہے اور اس کے وطن میں جب پانی کی کثرت ہوتی ہو تو کوئی بذریعتی کے اسکے  
پاس نہیں جا سکتا جب پانی کم ہو جاتا ہو تو تمہیں آدمی جاتے ہیں اسکے اندر ایک مسجد بنی ہوئی ہے  
اور اس میں اکثر اوقات وہ فیقر گوشہ شین ہوتے ہیں جو دنیا سے انقطاع اور اسلام پر توکل کرتے ہیں اور  
اس کی اطراف میں جب پانی خشک ہو جاتا ہے تو اسیں فشکر و کمیر اکٹھی خوبصورت بلوں کی زراعت ہوتی  
ہے یہ میو سے شدید ہلاکتہ اور صنیعہ الجرم ہوتے ہیں مدی اور دار الخلافہ کے درمیان حوض خاص ہے  
جو اس حوض منشی کی سوچ ہے اور اس کے چاروں طرف چار گنبد ہیں اور اس کے گرد اہل طیب ہتھے ہیں  
اس سے طریق بادل نکھر ہنسنے کی چلکہ کو کہتے ہیں اس میں پتے پڑتے بازاں ہیں اور جامع مسجد کے سوا ادا

کے بادپ نے آباد کیا تھا جس کے دربار میں ہم آئے ہیں۔ چهارم جہان پناہ اُسی سلطان ان  
محمد تغلق نے آباد کیا ہے اس بادشاہ کا ارادہ ہوا تھا کہ ان چاروں شہروں کے گرد فصیل  
بنانا کہ ایک شہر بنادے اور خود آئیں رہے کچھ حصہ اُس نے بنایا لیکن خرچ عظیم کے سبب فصیل نے

## دہلی کی فصیل اور اس کے دروازے

دہلی کے گرد جو فصیل ہے وہ اپنے بجاوائیں کرتی۔ گیا کجھ بارع علیہن ہو اسکے اندر مکانات  
ہوئے ہیں جنہیں دروازوں کے حفاظ اور رات کے چوکیدار تھے ہیں اور انہیں این غلوں کے خازن  
یہیں جنکو اپنارکھتے ہیں اور انہیں میں مخازن اپنے باشکن درخازن مجازی دوسرے ہتھیں ہیں اُنکے  
مدون ہنک تھیں بھرتا۔ انہیں چاول کالے ہو گئے تو ٹوکرے سے میں کچھ نہیں بھڑتے تو یہی عالی دروازے  
انہا جوں کا تھا سلطان ملکیں کے عمدے چپر فوٹے بوس گذرتے ہیں غلوٹی بھرتی ہوتی ہے۔ اسی  
فصیل کے اندر گھوڑے اور پیڈل شہر کے ایک سریے دوسرے ہر سے تک جا سکتے ہیں اس کے  
اندر شہر کی طرف کم کیا ان روشنی کے لئے بنی ہوئی ہیں اسکا نیچے کا حصہ پڑکا اور اپر کا انتظام  
کا بناء ہوا ہے اور کثرت سے برج نزدیک نزدیک بنتے ہوئے ہیں اور اس شہر کے اٹھائیں  
دروازے ہیں جنہیں سے سب میں ڈراماں ہوں دروازہ ہے اور اسی طرح اور دروازوں کے نام ہیں۔

## دہلی کی جامع مسجد

دہلی کی جامع مسجد بڑی وسیع ہے اور اسکا احاطہ اور چوتھا اور فرش بالکل سنگ سفید سے  
بنا ہوا ہے جو نہایت عمدہ طرح سے تراش گیا ہے اور سیئے سے جوڑا گیا ہے اور یہیں کہیں لکڑی کا نام  
نہیں ہے یہیں پتھر کے بنے ہوئے تیرہ گنبد ہیں محرابیں بھیں ہیں سہیں چار ہیں ہیں اور علین وسط  
میں ایک اگول میبار ہے جو یہ نہیں معلوم ہونا کہ کس وہاں کا بنایا ہے اور بعض حکماء ساتوں کا توں  
کو آئینہ شکر کے چھت جوش بنا یا ہے اور اس سو اس میبار کو بنا یا ہے اگر کہیں سے اسکو اگلی کی براہ  
چلا کر تو اسیں بھلی کی چکانظر آتی ہے۔ تو اپر اس نہیں کہ تا طال اسکا تین دفعہ ہے اور اسکا  
دور آٹھ دفعہ اور سجر کے دفع اور سجدہ کے آئندے جانہ والوں کے پاؤں تسلی آتے ہیں جیاں پہنچتے تھے

یہ میں بنے شہر غرضین میں تھیں لہوڑے اور اونٹ خریدے۔ ابھی تاجر ہے اُنکی ممتیت مجھے ایسی لی کہ جس کے سبکے اس کو فاماڈہ عظیم ہوا۔ اور ٹپے تاجر و نمیں ہو گیا۔

دریا اور سند کے ہبور کرنے کے بعد میں شہر جنابی میں آیا۔ دریا اور سند کے کنار پر یہ شہر بنایت خوبصورت ہے اور اس میں بڑے ٹپے بازار بھروسہ ہیں اور بیان کے باشد وہ میں ایک گروہ سامرہ (سومرہ) کا ہے جو بیان مدت سے آباد ہے۔ حجاج بن یوسف کے زمانہ میں جب بڑا سند فتح ہوا ہے تو فتح سند کی تیاری میں لکھا ہے کہ انکے باپ داد بیان آباد ہوئے تو جنکی اولاد بیان ٹپہ کر ایک بڑا گروہ بن گیا انکا نام سامرہ مشہور ہے نہ وہ کیجئے ساتھ کہا تھے میں نہ ابھی کہا لے گوئی کو دیکھنے دیتے ہیں نہ وہ غیر قوموں سے خود شادی بیا کہ کرتے ہیں اور نہ اور وہ کو وہ اپنے ہاں بیا کر لئے دیتے ہیں اس زمانہ میں انکا جو امیر ہو رکھا تھا آتا رہے۔

وہ کہتا ہو کہ جب میں والہ سلطنت ہندو ہلی میں آیا تو بادشاہ دن ن کی راہ پر قبیح میں گیا ہوا تھا اس لئے بادشاہ کی حضرت والہ محمد و مہرجہان کی خدمت میں گیا بادشاہ کا وزیر خواجہ جہان تھا جب بادشاہ کو میرے آنکی خبر ہجی گئی تو یعنی دن میں ڈاک میں ڈاک میں جواب آگیا پھر تو میری زیارت کے لئے بڑے ٹپے امیر وزیر فقیہ عالم آئئے۔ یعنی دلکھا کہ ہلی ایک شہر عظیم الشان شہر ہے اور اس میں دونوں حasant اور حضاست موجود ہیں اور انکے گرد ایسی قصیل ہے کہ دنیا میں اسکی نظر نہیں ہے اور مشرق میں اسلام کے شہر وہ میں کوئی شہر ہلی سے طبا نہیں ہے۔

## ہلی کے اوصاف

شہر ہلی بہت وسیع اور بنایت آباد شہر ہے اسیں چار شہر اپنے میں جلے ایک وسیع کے ہے سایہ میں ہیں اول ہلی یہ شہر قدیمی ہے جبکو ہندوؤں نے آباد کیا تھا اسکو سالماں وہنے ۱۸۷۵ء میں فتح کیا ہے۔ دوم یہری جگہ دارالخلافہ ذہبی اس سعیکے کہتے ہیں اسکو مستقر الہما کے پوئے فیاض الدین کو جیسا نہ وہ بیان کیا تھا سلطان نے دیدیا تھا اس شہر میں سلطان علاء الدین اور اس کا بیٹا قطب الدین رہتے تھے۔ سرم تغلق آباد ہے جو اس سلطان احمد کے

خلوق نظر مغلوب پر پوچھتی ہے، یہ قاصد وون کی داک گھورون کی ڈاک سوزی زیادہ تیر و نتی۔ اسی  
 ڈاک کے ذریعے سرخان کے میوے جو ہندوستان میں پڑے نامور بجھے جاتے ہے انکو طیا وون  
 میں قاصد بند کر کے ہمیں کے باوشاہ پاس پہنچاتے تھے بعتر خطا و ارجح قیدی ایکاں سمری پر  
 بھائے جاتے تھے اور اُنکے سر پر قوہ اور ہما یا جاتا تھا اور یہ سر پر قاصد وون کے سر پر کھا جاتا تھا  
 اس طرح وہ ایکاں جائے دوسرتی جائے سمجھی جاتے تھے سلطان کے لئے گنگا کا پانی پینے کے لئے  
 چالیس دن کے درستے سے لا یا جاتا تھا جو کوئی جنپی ساف سلطان کی غلداری میں آتا تو اس کی آنکھ  
 محجوج بر سمجھتے کہ فلان شخص آیا ہے جس کی صورت اور لباس ایسا ہو اس کے ساتھ مصاحب غلام  
 و خادم و دوابل تھے میں اور اس کے قیام و سفر کی ترتیب اس طرح ہے اور اس کا خیج اتنا ہے  
 ان یاتون کی تفصیل میں کوئی بات چھوڑی نہیں جاتی جب ملتان میں جو ملکاں سندھ کا قاعدہ الملک  
 ہے یہ ساف پہنچتا تو اسکو یاں جتک قیام کرنا پڑتا کہ حکم شاہی آگے بڑھنے کا اور دربار شاہی میں  
 حاضر ہو نیکا آتا اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا آتا کہ اس جہان سافر کی صیافت حسب حیثیت اُسکے  
 کی جائے گویہ نہ معالم ہو کہ اسکا حسب کیا ہو اسکا باپ کون ہو ایو جماہ محمد شاہ کی عادت یہ ہو  
 کہ وہ غریباً لوطن کے ساتھ اکرم و محبت کرتا ہے اور اپنی ولایت میں اُنکو مناصب بلبلیہ و مراثیہ  
 پر ممتاز و مخصوص کرتا ہے اکثر اسکے خواص جواب و ذرا و فضناۃ اور داما و غریب الوطن ہی ہیں  
 دربار شاہی میں جب جنپی ساف جائیگا تو اسکو ضرور ہے کہ وہ کوئی ہمیز نذر میں پیش کر لے۔ اُس کے  
 عوض میں سلطان ندر سے دوچھرے چند ثقیت خلوت میں دیگا سلطان کی یہ عادت ایسی مشہور ہی  
 ہے کہ ملکابن و ہند کے تجارتی مسافر اپنے اسکو سلطان کی نذر کے لئے ہزاروں دینا، قرض  
 دیجیتے ہیں اور جن بدیون کو سلطان کی نذر میں وہ دینا چاہتا ہو وہ اور گھوڑے اونٹ اور  
 اس باب مساع اور خادم سب کچھ دیتا ہے یہ مسافر اپنے اسکو لوطن باوشاہ کو نذر نہیں تھا  
 اور اُنکے عوض میں عطا یاد اور ان بھاپتا ہے تو وہ تجارتی کامل قرض ادا کر دیتا ہو اور اس کے حقوق  
 ایسے ہے ادا کرنا ہے جس کے ان تجارتی کو بہت فائدہ حاصل ہونا ہے۔ عوض جب میں اپنے یہ عادت  
 مستقرہ دیکھی اور بیان سندھ میں دار و ہوا تو میں نے یہی اسی طریقہ کا اختیار کیا کہ تجارتی کے حقوق  
 از اونٹ اور غلام وغیرہ خریدتے۔ محمد الدوری ایک تاجر عراقی اہل تکریت نے تھا اسی

ہونے گے پیشکُس نے بیان ایسے واقعات اور حالات اور رایہن مُسْنے ہونے گے جن کے کئے  
والے انکے لئے کمی اور اشاعت کرنے کی خود جرأت نہ کرتے تو مگر اتنے نکابیاں بے یا کاٹا دو دلیرانہ  
بغیر اس کے کیا ہر کہ عام اے و فیصلہ کی ہمیار امتحان پر انکو کس ہو چاہچہ اس بیان کی صدای ان  
بیانوں نے جو اپر لکھے ہیں ہوتی ہو مردمہ میں اس ختم امتحان پر سایوں کے فرماںہے ایک بیت لکھی ہو اور حکم  
این بسطو طہ کا ہندوستانیں انا

یہ لکھا ہو کہ غدہ ماہ محرم کو جسے آغاز ۱۳۷۳ھ کا ہوتا ہے وادی سند میں جو پنجاب ہیں شہور ہے  
یہن آیا یہ وادی دنیا کے وادیوں میں سب سے بڑا ہے اور موسم گرمیاں سے ملک ہند میں زیست  
اسی طرف سے ہوتی ہے جس طرف سے کھصمند دیاں میں سے اسی دریا سے سلطان محمد نعمت کی سلطنت  
کا آغاز ہوتا ہے جنہوں بیان تین ہتھیں میرے پاس آئے اور انہوں نے ملکان کے امیر سر بریز  
کو جو سلطان کی طرف سے بیان حاکم ہے میرے آنکی خبر ہی یہن سیوطان میں اتنا ہماج کھا وہ ملہ  
ملکان کو دیں ن کا رہتا تھا اور دارالسلطنت دہلی کا فاصلہ سندھ سے پچاس دن کا رہتا تھا مگر بریز  
(ڈاک) کے ذریعہ سے میرے آئے کی خبر سلطان کو پائی ہی روز میں ہو گئی۔

### بریدی عیینی ڈاک کا بیان

بریدی عینی ڈاک ہندوستان میں دو قسم کی چلتی ہو ایک بریدی انجیل یعنی گھوڑے کی ڈاک ہے  
جس کا نام الوالاق یا ڈالاق ہے کل مسافت میں چار چار سیل پر گھوڑوں کی چوکیاں ہیں یہ ڈاک  
سلطان کیلو سٹے ہو دے کر بریدی الرجال عینی پیدل قاصدوں کی ڈاک ہے ایک میل کی مسافت  
میں اسکی تین چوکیاں ہوتی ہیں اور اوسکو داود کہتے ہیں اور سیل کو کردا (کوس) بیان کہتے  
ہیں اور ان چوکیوں کی ترتیب یہ ہر کہ ایک کوس کے اندر تین گاؤں آباد ہیں اور اس کے  
باہر تین تے یعنی نیمے لگے ہوتے ہیں جنہیں قاصد چلنے کے لئے تیار رہتے ہیں وہ اپنے کمردن کو  
کہتے ہیں اور اپنے ہاتھوں میں اور ایک مقرع (چاپک) دو درع لما لیتے ہیں جس کے سرے پر  
تانبے کے گہنگروں لئے ہوتے ہیں جب قاصد چلتے ہیں تو ایک ہاتھ میں خطوط لیتے ہیں اور دوسرا  
ہاتھ میں چاپک جسکی آواز دوسری جو کی جہاں فائدہ کے کام میں پہنچی فوراً چلنے کو تیار ہوتا ہے  
اور دوسرے قاصد سے خطوط کو لیکر جو قدر جلد پل سکتا ہے چلتا ہے اور چاپک کو ہاتا جاتا ہے

مطابق کو بجا دیا اور لاق اور دا ان کو بجا دیا ہو اور بیان کے معنی عربی میں تیز روشنی اور یوں تہجی کے ہیں اور دو دا ان کے نام  
جیسا کہ میں نے میں کہا ہے

جانب مال کی حفاظت نہ تھی غرضن اس سوت سلطنت مسلمانوں کی حکومت کا حال ایسا ہوا کہ جدیسا کوئی آدمی بہت موٹا ہو گایا لئے پڑھو جائے کہ کوئی عضو اس کے قابوں پر حصے ایک اور بات اس بادشاہ کی سلطنت سے سمجھنی چاہئے کہ مشرقی ملکوں میں استبا کا بہت کنجیں ہوتا ہوا کہ وہ بد کردا اور ستم گانڈھیم شوار بادشاہونکے پنجے سے رہائی حاصل کریں زیارت صدر محل سے اُسکے ٹلنپوکو وہ سما کرتے ہیں اور کان نہیں ملا تے اگر زیارت یہاں نہ تو تو کیوں ایک آدمی کے بدنظم اور ظالم ہونے سے ایسی تصیین اور نقیمان لوگ اٹھاتے۔

## ابن بطوطہ نے جو ہندوستان میں پا اشیا کا درہند وستان کا حال لکھا

ابو عبد العزیز محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابرہیم اللواتی الحنفی المعروف بابن بطوطہ اور بلا و شرقیہ میں سعہوف شمس الدین ایک نامور سیاح افریقیہ کارہنے والا اتنا جس نے زمین کا طواف کیا اور بہت بلکون اور شہر ان کو دیکھا بہت قوموں سے ماجھا کلکیہ شیا کو چہاں مارا عرب عجم کی یہ رکرکے ہند میں اپنا قدم رکھا یہاں کے بادشاہ کی خدمت میں آیا عہدہ قضا پایا اس نے ایک کتاب مسمی تحفۃ النظار فی غرائب الامصار و عجائب السفار جس کو ہم کتاب رحلۃ ابن بطوطہ یعنی سفر نامہ ابن بطوطہ کہتے ہیں تصنیف کی جس کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے صد ہا امصار و دیار کا سلاطین و اماماء و علماء و اولیاء کیا رکا اور عجائب غرائب اشیاء کا بیان کیا ہے اس نے جو ہندوستان اور اُسکے بادشاہ سلطان محمد تغلق کی سلطنت کا بیان لکھا ہے اسکو انگریزی میں تحریر کرنے میں جا کر ابن بطوطہ نے یہ حال لکھا ہے کہ یہاں اسکی کوئی اپنی ذاتی غرض جبوت ملا نے کی تھی اس لئے اُس نے صحیح اور درست بے کم و کاست لکھا ہے یہ کہنا صرف ان کا خیال ہے۔ اس نے جو مفصل حالات بیان کئے وہ اور حقیقت مورخوں کے بیانات تاریخی کے ساتھ بہت کم ملتے جلتے ہیں اور سطر بالغہ نہیں کرتے۔ لیکن اس کے بیان کے طرز سچے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیقت والے کو انکا یقین ہوتا ہے اور لیقیہ میں اپنے گھر کے امداد پیچید کروہ حالات نہیات احتیاط و خوبی سو لے جائیں جو یہاں اسکو تحقیق کرنے سے اور تجربہ اور باخبر آدمیوں کی ملاقا توں اور گذشتاروں میں معلوم ہوئے

حکمہ میں پوچھا کہ ۲۷ محرم شیعہ رضا بیت ۲۰ پایج ملکہ اع کو اجل کا حکم نامہ پوچھا حالت نزع میں  
یہ اشارہ زبان پر تھے۔ اشعار

بیمار لغیم و ناد دید یکم	بیمار درین جهان حمپیدیم
ترکان گران بنا خردیم	اسپان بلند بر نشستیم
چون قامت ماد نو خسیدم	اکر دیم پے نشاط آشنا

یہ بادشاہ ستائیں برس سلطنت کر گیا اور اپنی یاد گار چھوڑ گیا کہ بتی آدم میں ایسے  
آدمی بھی ہوتے ہیں کہ پر لے درجہ کے فضائل اور رفائل جن کی ذات میں جمع ہوتے ہیں  
وہی ایک آدمی ہو کہ اپنے در دولت پر ہر روز غریبون اور محتاجوں کو دولتمند کرے اور وہی  
آدمی ہو کہ ہر روز بیگنا ہوں کے کشتون کے پشت اپنے دروازہ پر لگایا کرے۔

## محمد تقی شوق کے عہد میں مسلمانوں کی وسعت سلطنت

طالب علمون کو ہمیشہ اسیات میں خور کر بیچا ہے کہ جو وقت کوئی ایسا بادشاہ ہو تو دل ہیں  
سوچیں اور نقشہ میں لکھیں کہ اس وقت کقدر ملک اُس کے تصرف میں تھا اور جب مرا توک قدر  
چھوڑ مردا اس سے معلوم ہو گا کہ اُس کی سلطنت کا نتیجہ کیا ہوا۔ اس بادشاہ کی آغاز سلطنت  
میں دریاۓ سندھ کے مشرقی جانب میں جیسی مسلمانوں کی سلطنت پسیح اور فرانخ ہوئی ایسی کبھی  
کبھی اور بادشاہ کے زمانہ میں نہیں ہوئی۔ مگر آخر عہد میں اُسکی عدلداری سے جو ضوبی نے مکمل گئے وہ  
اور نگز زیب کی سلطنت تک پہنچنے میں نہ آئے جن صوبوں میں نیا اوت نہیں ہوئی تھی وہاں  
بھی بادشاہی حکومت کو ایسے صدر میں پہنچنے کے مغلوں کی سلطنت تک پہنچنے پیسے اس کے  
کئی سبب معلوم ہوتے ہیں۔ اول ترکون کے عہد میں جو ایک قوی اتحاد ملک حلال اور  
دولت خواہ صوبہ داروں اور بادشاہوں کے درمیان تھا خلیجیوں اور ترکون کے عناصر  
بنتے جاتا رہا۔ جو دم سلطنت وسیع ہو گئی تھی مگر فوج بادشاہ کے قابو میں نہ تھی یہ سچ  
ہے کہ بادشاہ جہان جاتا وہاں فتح پاتا۔ مگر جہان سے دُور خاصلہ پر ہوتا وہیں جملہ الکڑا  
ہوتا۔ سوم بہستون اور راہوں کا انتظام کچھ نہ تھا۔ سارا ملک بے امن و امان تھا۔

مصدقی رعایا میں پس اجھو تو ان دون نے سلطنت کا تکمیلیا اور اپنی اولاد میں جیکو لاٹ فیلی جانا پڑھنا دیا اور اپنی ازندگی گوشہ خودت میں چند جلدی پسکے ساتھ پیر کی دوسرا نسخہ یہ ہے کہ عیش و عشرت میں ایسے پدست ہو گئے کہ انکو خبر نہیں کہ رعایا کس مرض میں بیٹا ہے۔ امیرون نے وزیر و نے بجھو چاہا سوکیا غرض لشکون میں سو اکثر ایک ایک خدا رعایا کے فرماج کیوں قبیل ڈاہو ہوا ضم ملکی میں باہشاہ کے واسطے بڑا امر ضم جملک یہ ہے کہ خاص و عام اس سے برکت ہو جائیں جب ضیاء الدین رفیق یہ کہ چکا تو باہشاہ نے بجوات یا کہ الگ ملک کا علاقاً میری آزاد کیوں قبیل ہو گی۔ گوہیر اکوئی بیٹا ایسا نہیں کہ میر اقا یحیم مقام ہو سکے لگرنے والی کی سلطنت سلطان فیروز شاہ اور ملک بیلہ را ہما یار کو حوالہ کر دیگا اور حود مکہ معظیہ چلا جاؤ گا۔ مگر ان دون میں خلق مجھے آزاد ہے اور خلق سکی آزاد ہے ہمروں میں اُسکے فرماج سے اور وہ میرے فرماج سے آگاہ ہے اُسکا علاقاً میر سے زدیک توارہ ہے جس بہتر کو مخالف پسے فرماج کے دیکھو گا اسکا سارا اور ڈاؤن گا۔ اس کے سو اس مجھے کوئی دوایا و نہیں جھوٹ اپنی بجاوت کی جب تک باز نہ رہے میں سیاست سوچتا تھا اہماؤ گا۔ ہر چیز دلی است کو روشن صارع شو و شو و نشو و گو منشوجہ خواہ شراب باہشاہ کو دوبس گھر اساتھ میں رہنا پڑا اول سال میں لشکر کی آمد اور ترتیب میں ہڑوفتہا۔ دوسرے سال میں کرناں کے تحریک کا کام رہا۔ یہاں سب مقدموں اور رعایا نے اطاعت اختیار کی اور راجھ کچھ بھی باہشاہ کی خدمتیں حاضر ہواں اسیں خلاف ہے کہ حصہ کرناں بھی فتح ہوا یا نہیں اب باہشاہ کو ندل میں کہ کرناں سے پسند رہ کوئی ملیں ہوا اور کوندل میں باہشاہ پیوچنانہ تھا کہ ملک بیسی نے دہلی میں منتقال کیا اور خواجه جہان اور عہاد الملک نائب وزیر الملک کو درہلی میں بھیجا اور عیذ و مزادہ اور خداوندزادہ کو درہلی سے کو ندل میں بلا یا۔ جب باہشاہ کو ندل میں آیا تو یہ لشکر معہ اہل دعیال وہاں آپوچنانہ اور باہشاہ کو آرام بھی ہو گیا۔ دیباںل پور اور ملتان اور راجھ اور سیبوستان کے کشتیان گھٹے کی جانب طلب کیں اور کوندل سے روانہ ہوا۔ اور دریا سے سندھ سے عبور کیا اور اس وقت التون بھادر بھی پا چڑھا رہا مغل ہمراہ لیکر امداد کے لئے آپوچنانہ باہشاہ اس لشکر کو لپکر گھٹھے کی جانب اس ارادہ سے چلا کہ قدم سورہ کو جھنپوں نے طنی باعنی کو پناہ دی تھی اس سیپھال کر پے کے ایک دل محبلی تھا اسی اسح سے بجاستے پسروں صعودت کی خدا خدا اکر کے

کیا اور فخر انداز اور ہاتھی بادشاہ کے شکر سے چین لئے اور بہت سو آدمیوں کا کشت مخون کیا اخشد طبقہ میں پہنچا اور دیا جو زبردست کے کنارہ پر قائم ہوا تو بڑو حج کشیات میں طبی چلا گیا۔ بادشاہ نے ملک یوسف کو اسکے تعاقب میں بھیجا کر کشیات کو حوالی میں لٹائی ہوئی جسمیں شکر شاہی کو شکست غاش ہوئی ملکا یوسف کی جان بھی بھاگی ہو گی فوج بادشاہ پاس دوڑی آئی۔ اپر بادشاہ جملہ کر کشیات پر بڑھا تو طبی وہاں سوہاگ اساؤں میں جیکو اب جمآباد کہتے ہیں چلا آیا۔ بادشاہ بھی اسکے پیچے دوڑا گیا نہ والدین طبی بھاگ آیا۔ بادشاہ کو بیارش کی کثرت کو سب سے ایک جمیں احمد آباد میں ہنپاڑا۔ اس عرصہ میں خبر آئی کہ طبی اپنی جمعیت کو درست کر کے بادشاہ سو اڑتے کیوں سطھ احمد آباد آتا ہے۔ بادشاہ بھی اسکی طرف روانہ ہوا۔ دونوں میں لٹائی ہوئی اور طبی باعی شکست کہا کر بھاگ کا اور فرستہ پا کر رکاب سوہی میں چلا گیا۔ اب بادشاہ کجرات میں آیا اور رہڑ والدین رہا اور خوب انتظام کیں اب یہ فساذ شر و ہوا۔ مگر اور گل کھلا۔ امیر ان صدر کا پہرا جنایع ہوا۔ اور جسن کانگوئی سرگرد بنا اور عطا والدک بادشاہ کے داماد کو قتل کر دالا۔ اور تمہاری اسکی سپاہ پر بیان کردی اور سارے دکن پر قبضہ و تصرف کر لیا۔ حاکم والوہ کو اپنا شرکیہ بنا لیا۔ دیو گدھ کا محاصہ جو ایک کوہ ہے تو انہوں نے کمال باہر کیا؛ وسیعیں مخ دولت آباد سے باہر کر کر شرکیہ جمع ہوا۔ مگر سلطنت ہجت سنگھی ہوا سب میراں صدر نے بالاتفاق حسن کانگوئی کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور سلطان علاء الدین خطاب یا یہ سب خبریں سن شنکر بادشاہ متعدد ہوا اور سمجھیے گیا کہ اسی طبقت اس تھے سر کئی اور جسن کانگوئی سوکھنے کیوں سطھ دلی سو شکر بیانیا جب یہ شکر بادشاہ پاس پہنچا تو حسن کانگوئی پاس جمعیت فرادان جمع ہو گئی تھی۔ اسلئے اس شکر کو وہاں لٹائی پڑنے بھیجا اور یہ ارادہ ہوا کہ کجرات کی نعمتوں انفراغ کی حاصل کیجئے اور کنال جیکو اب جو نہ گدھ کتھے ہیں سخر کیجئے پہرا جنایع سے حسن کانگوئی سوکھنے ان تروفات میں ایک ان بادشاہ نے صیادین برلنی کو بیان کیا اور فرمایا کہ میراںک ایسا مرپس ہو گیا ہے کہ ایک مرض جاتا ہے دوسرا آتا ہے الگ بردار سرگیا بخار چڑھا اور بخار اتر اتو پیٹ میں سدھ دیر پڑا اسکی عنوانی صحت نہیں پاتا تو نے بہت کچھ تاریخیں دیکھی ہیں تباہ متفقہ میں نے کیا اس مرض کا علاج لکھا ہے تھیا دالدین برلنی نے اس مرض کیا کہ حضور اس مرض کے سخت بہت لکھے ہوئے ہیں دو ان میں سے غرض کرتے ہوں۔ اول یہ کہ جب بادشاہوں نے دیکھا کہ بنا دت اور اخراج کا مرض

کہ وہ ہم کو مارے اس لئے کیا غدر ہے کیم کو سفیدون کی طرح اس خوشوار قلعہ پر بچم کے انہیں  
چیزیں اور مادہ یہ سبند ہو اکر گلے یہ چھری پہرا اینہ بہتر ہے کا لئے یہ حلبین اور بغاوت اور مخالفت خیار  
کر دین اور رکھپی رہا کر جان دین۔ غرض یہ صلاح و نور کو کسکے کوچ کی وقت ملک حمدلا چین کو مارڈا لا  
بیجا رملک علی جاہ ارجان بچا کر لے پاؤں بھائی اور دولت آبادیں ان امیران صدہ نے اپنے جنہیں  
کھاڑا اور عالم الملک کا محاصرہ کیا اور قلعہ کی سپاہ کو اونچ پنج سمجھا تسمیہ کو رکنا پس اس تھی کر لیا۔ عالم الملک  
کو جان سے نہ مارا مگر قید خاتمه ہیں ڈال دیا۔ باقی کسی عمال کو نہ چھوڑا اور پہر کن الدین تباہیسری کو  
بھی فتل کیا۔ اور سارے ملکہ ہمہ کو اقطاع میں تقسیم کی۔ اور ہر ایک اقطاع کے ساتھ ایک امیر صدہ  
ناعزم ہوا۔ اور رب اطراف کے امیران صدہ جمع ہوئے اور جو جو بادشاہ سے بگشتہ خاطر تھے ان  
سب کا دولت آباد گو یا مرجع بنگیا۔ رعایا بھی انہیں کی ساتھی ہوئی۔ سہیل رخ برادر کل یا مل  
افغان بھی امیران صدہ میں سوتھا۔ اور نہایت مرد جان میں رکھتا تھا اور ڈیا دشمنہ زدہ بہت  
تماس کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور نصیر الدین اسکو خطاہ بیا جب اس فتنہ عظیم کی خبر بادشاہ کو  
بڑھ جان پہنچی۔ توہاں سے کوچ پر کوچ کرتا ہوا دولت آبادیں آیا۔ امیران صدہ نے  
بھی لڑائی کیوں سطھے صفین باندہ کرست تعالیٰ کیا اور بڑی مردانگی اور جوانمردی سے اٹھے  
مگر آخر کو شکست کھایا۔ پھر اپسیں یہ صلاح بھیرا۔ کہ سہیل رخ تو اس قدر ادمینو ہو ہوا لیکر قلعہ یونہ  
میں چلا جائے کہ اسکی حفاظت کیوں سطھے کافی ہوں اور باقی اور امیر پہنچنے پر جائے جائی  
اواسی صلاح کیم افغان عمل بھی کیا۔ سہیل رخ تو دیو گڑہ کے قلعیں چلا گیا وہاں سب باختیاب باڑا  
 موجود تھی اور اور امیر حرب میں سو ایک حسن کا گلوکی بھی تھا۔ اپنے اقطاع کو روانہ ہوئے پا دشا  
نے تو اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ان باغیوں کے کپڑے کیلئے عالم الملک کو گلگر کہ بھیجا غرض بادشاہ میں  
عینے سے قلعہ کی اسنجھ کیوں سطھے لڑی کر رہا تھا اور یہ کام ختم نہ ہوا تھا کہ گجرات میں فنا و عظیم ہب پا ہو یا  
ملک طعنی نے ان امیران صدہ کو کہ کوہستان میں تھے شرکیں کر لیا۔ اور نہر والیں انکرملک مفسط کو  
کہ شاخ محرز الدین حاکم گجرات کا نائب تھا مارڈا لا اور رب عمال شاہی کو قید کر لیا اور کمپنیات کی خلاف  
کیا اور قلعہ ڈیروخ کو کھینچ لیا۔ اس خبر کو سنتے ہی بادشاہ خود گجرات کی طرف دوڑا۔ اور قلعہ دیو گڑہ  
تھا جس کا نام اور امیر ہلکے تفویض کیا۔ جب بادشاہ گجرات کو چلا تو دھمکیوں نے تھا۔

با و شاہ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے زمانے کے لوگ بھوپالیے ہیدج سبادج پچھے ہوتے تھے ان کے  
 واسطے یہ سیاستیں کافی تھیں مگر اب کے زمانے میں ایسے شریور مفسد اور فقری لوگ ہیں  
 کہ ان کے واسطے ان میری سیاستوں کا ہونا واجب ہے۔ اب خدا سے یہ دعا ہے کہ یا  
 مجھے اس دنیا سے اٹھا لے یا رعایا کے دلوں کو فتنہ دشمن سے خالی کر دے یا  
 پاس کوئی وزیر ایسا مدیر نہیں کہ اپنی حسن تدبیر سے اس ملک کو سنبھال لے۔ اب با و شاہ  
 بھرت کے قضل کو آپ پہنچا۔ اور ہاں سے شیخ مغزا الدین کو باعیون کی سر کو بی کے  
 واسطے بھیجا دیوی کے نواحی میں لڑائی ہوئی اور باعیون کو ہمیت ہوئی اور سبب پر الگزہ  
 اور تشریف ہو گئے۔ ملک قبول اور عما و الملک وزیر حاکم بڑو ج کے امیران صدہ کے ہمراہ باعیون  
 تعاقد میں روانہ کیا۔ عما و الملک نے دریائے نر بہار کا باعیون کو بھگا دیا۔ اور جو امیر صدہ  
 لانکھ لگا کا قتل کیا۔ اور اون کے بال بچوں کو یکڑیا غرضی جوز نہ امیر صدہ بچے وہ ماندیو خاطر  
 بیکھانہ پاس بھاگ کر گئے اُس نے با و شاہ کے لحاظ سے انکو خراب خستہ کر دیا۔ زندگے کی وہ پر  
 عما و الملک چند سے متعجب رہا۔ اور با و شاہ کے حکم سے امیران صدہ کو قتل کیا رہا اور جو باعیون میں  
 سے تواریخ ہو گئے تھے۔ اطراف میں آدارہ اور پریشان ہو گئے۔ اب با و شاہ بڑو ج  
 میں چند روز بیشمیں اور تمام ملک بھارت اور کمبناٹ اور بھرپوری سے اپنی باتی کار و پیسے پھر  
 وصول کیا۔ اور فتنہ پر دازوں کو اپنے کھیر کر دار کو پہنچاتا رہا۔ اس طرح فتنہ خواہید کو  
 بیدار کر کر تارہ بزرین الدین رند کو جس کا خطاب ایسا مجدد الدین تھا۔ اور پسز کن الدین تھانیسری کو کہ  
 پھٹا ہوا شریور تھا۔ دولت آباد میں اس غرض سے بھیجا کہ امیران صدہ میں سے اہل فداد کو  
 گرفتار کر کے خرا دین۔ مگر یہ اسلیک حکم سے خود ہی وہ پیشگان ہوا۔ اور اس سلیمانیہ چاہا کہ امیران  
 صدہ کو خود بلا کار پہنچانے سے نہ اسے چاہنے ملک علی جامدار اور ملک، احمدل جسیں ہانہ عالم الملک  
 برادر قتلخان کے پاس اسی صعنوں کا فرمان بھیجا کہ جو امیران صدہ معروف اور شہو ہوں انکو  
 حضور کے پاس بھیج دا رہا کے ہمراہ پندرہ سو سواری کرو۔ عالم الملک نے خسب حکم شاہی بھاپور  
 اور گلکر کو فیرہ مقامات سے امیران صدہ کو حج کر کے ان دونوں پیشے ہمراہ کیا اور پندرہ سو سوار ساق  
 کے ان میرنگویر ایس سلطانی کا نہایت خوف تھا اپنیں تھوڑ کیا کہ با و شاہ کا بلانا تو اس غرض کے نہیں

گھوڑے گجرات سے بکری و دودھ کی راہ سے بادشاہ پاس جاتا تھا کہ اشناواراہ میں بروڈھ کی امیران صدرہ نے یہ سب خزلتے اور گھوڑے چین لئے اور جو تاجر سکھ ہمراہ تو انکا بسا بھی بوٹ لیا ہعن یون لٹ کر بلکہ قبل نہ ہوا الیمن آیا۔ راستہ میں ساری جمعیت اسکی پریشان ہو گئی امیران عصہ کو جو یہ دولت خرچ کرنے کے لئے اور گھوڑے سواری کیوں سے حاصل ہوئی تو انکو ٹھیک تقویت ہوئی اور بنوادت کی ایک بڑی کانے کا سبب اپنے آپ کا رخانے کے کمیات پر چڑھ گئے اور بنوادت کا ایک شور و غل ساری گجرات میں چاہ دیا اور سب کا رخانے کے دبالا کردیتے اس خبر کے سننے کے باادشاہ بہت غصب میں آیا اور گجرات پر خود چڑھنے کا ارادہ کیا۔ ہر چند قلعہ ان لے نعرفت ضیاء اللہ برلن کے یہ پیام ہجوا یا کہ گجرات کی شورش دیانتے کیوں سے میرا بھیجا کافی ہو گا مگر اس نے کچھ نہ رستا اور خود گجرات پر چڑھنے کا سامان کیا اور دلی کو ملک فیروز پانے سمجھ کو پرداز کیا اور خود ۱۶۷۳ء میں یہاں سے روانہ ہوا پسندہ کو سلطان پوریں تھیں تھا کہ لشکر سب جج ہو جائے کہ اس اشناویں غزیر حماکار علیفہ آیا کہ میں امیران صدرہ کے دفعہ کرنے کے لئے لشکر کو مرتب کر کے روانہ ہوں۔ اپر بادشاہ کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ ناجی پر کار حمار ضرور اس لڑائی میں مارا جائیگا چنانچہ یہ خطرہ آنکھوں سا منے آیا کہ جو وقت غزیر پاغیونکے سامنے آیا ہا تھا پیراوس کے چھوٹے گئے اور گھوڑے سے پیچے گرا اور امیران صدرہ کے ہاتھ سے بہت بُری گت کو مارا گیا۔ اب بادشاہ سلطان پور سے بھی روانہ ہوا راہ میں بلا کر ضیاء الدین برلن سے کہنے لگا کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میری اس سیاست سے یہ کام فتنہ برپا ہو لے یہن تو تباہ استغصہ میں نے سیاست کی کتنی فتنیں لکھی ہیں تو انہوں نے خون کیا کہ تاریخ کرنسی میں یہ سات یا سیت لکھی ہوئی تھیں اول جو شخص دین حق سے پہ جائے اسکی سیاست لازم ہے۔ دوم عمدًا خون ناحق کرے۔ سوم عمدہ زندگی ایذان شوہر از زنا کرے۔ چہارم جو سلطان کے ساتھ غدر کا اندیشہ کرے۔ پچھم اہل فتنہ کا سرماغنہ بنے اور فتنہ پر پا کرنے۔ ششم رعایا میں سے جو اہل بنوادت کی اغاٹ و پیچے یا ہتھیار دن ہے کرے۔ ہفتم بادشاہ کے حکم کو ذیلیں جاتے اور موجب طاقت نہ کرے۔ پھر اس نے یوچما کہ اس میں کتنی قسمیں موقوفیتیں ہیں۔ کے ہیں۔ مولانا نے چاہیا دیا۔ کہ ان بیات میں سے تین اڑھا تو قتل مسلم وزنا سے مخصوص موافق حدیث ہیں باقی پہاڑ سیا سیتین صلاح ملک سے مخصوص بادشاہوں کے ہیں تو اپر

بُلْكَ أَسْ كَا بَهْنَى مُولَوِي نِظَام الدِّين بُهْرُونِج سَمْنَى دِيلْوَگْدَه بَيْنَ بَهْجَيْجَيَا مُكْرِيَه مُولَانَا سِيدِ شَاهَي  
آدَمِي تَحْتَه مَلَكَ كَأَنْظَامَ كَا تَجَرِيَه نَرَكَتَه تَخْيَه جُورَدِيَه كَدِيلْوَگْدَه مَيْنَ جَعْ تَهَا أَسْ كُوبَيِ رَاهَيْوَن  
كَابَنْدَه وَبَسْتَه كَكَه دَلِي نَبَرَجَ سَكَه -

## ملک غُزِّیٰ چار کاد پارا اور ما لوہ چاتا اور بُجا و ٹون کا ہونا

جب ملک غُزِّیٰ جیسا کمینہ اور رذیل دار بین ہیجایا اور ملک لوهہ اسکو تو اس کمینہ  
کو با دشاد نے یہ صلاح دی کہ جقدر دھاریں بغاوتین اور شورشین اور فتنے فدا کھڑے ہوئے  
بین اسکی اصل بانی مباری امیر صدر گان ہوتے ہیں (امیر صدر گان مغلوبین اس امیر کو کہتے ہیں جس کے زیر  
حکم سو اجہن) پس جنکو تو شریا اور فتنہ انگیز دیکھے ان کے فتح کرنے میں کوشش کیجو۔ غُزِّیٰ حرب  
وہاریں آیا تو اس نے نمیث کا بھی اپنے تھام رذیل اور ذلیل بھرے۔ اس کم اصل سنت کی امام کی کم  
تر اسی امیر صدر گان کو دعوت میں بلاؤ کر خلیل الاعلان لعنت ملارت کرنی شروع کی کہ تھم ہی ساری  
فتنه پر دازیوں کے سبب اور موجب ہوا درکہ سُنْکَرْأَن کی گردان اپنے دروازہ کے آگے اڑادی  
جب یہ خبر اراد امیر صدر گان کے کانون تک پہنچی اگ بُلُونا ہو گئے اور بھیجے گئے کہ ہمارا امیر صدر گان  
ہونا ہی باغی ہونا ہے۔ تو یا لاتفاق سب سے علم بغاوت بلند کیا۔ با دشاد کو جب غُزِّیٰ کی اہل  
حرکت کی خبر ہوئی تو اس کو خلعت محبت کیا اور بیت خوش ہوا۔ صیاد الدین برلنی مصنف  
تایخ فردوس ہی جوستہ برس تین مہینے سے با دشاد کی ملازمت میں زہانتے اسماں  
پر نمایت توجہ کرتے ہیں کہ میں نے با دشاد کو سہیشہ رذیل اور ذلیل اور بدشل اور کم اصل میمون  
لغفت کر تھے ہوئے دیکھنا تھا اور سبیتہ انکی بُرا میں سنتے اس کے سنتے تھے سُگَار بعلام نہیں کہ  
کیا ہو گیا انہا کہ اس نے تمام گھنٹے جو لے ہے اور ایسے ہی کمینے مغز عمد دان پر منسار کر رکھے  
تھے یہ حرکت بھی خجل اس کی عجیب حرکتوں کے ہو۔ سو اس کے با دشاد شریودن کا بڑا مشتنا  
اور انکو ہلاک کرنا تھا۔ مگر توجہ کہ اس نے اپنے پارس نمایت اشڑا اس جنم کر کے تھے۔

## محجرات اور دکمن لی لبجا و میمن

انہیں دلوں میں کہ بیکھ داقہ و قوع میں آیا مقل نا سپیزیز محجرات خزانہ اور با دشاد کے خاصے کیلئے

میں اسکے نام کا ورد تھا۔

## دہلی میں بادشاہ کا رہنا اور اس کے شغل

اب تین چار برس تک دہلی میں ان اشغال میں بادشاہ مصروف رہا۔ اول شغل زیرت کی ترقی کرنے کا اور عمارتوں کے تعمیر کرنے کا زراعت کیوں سطھے اُس نے بہت کچھ پورجہ بجا کیا اور جو اسلوب اُس نے اختراع کئے اور وہ رعایا کے نزدیک محالات سرمنہوئے تو خود کچھ مبتدا ہوتا۔ اُس نے چاہا کہ قبیلہ میں کوئی مربوں کے حلقوں میں زینتی قسم ہو اور خزانہ شاہی سے اسکا تردہ ہو۔ زین خیفر و عده مفر و عده ہوا اور مفر و عده زین کی زراعت کی اور ترقی ہو مگر یہ روپیہ بن اہل کاروں کے پردہ ہوا وہ کم خوب ایسے طامع و حرص تھے اور فاقون ہمارے بھوکے بیٹھے تھے کہ انہوں نے اس روپیہ کو خود اڑایا۔ اور تردہ زمین کیوں سطھے خاک نہ دیا اور جو کچھ روپیہ صرف ہوا اُسکا بیوی و ان حصہ کیا ہزار و ان حصہ بھی وصول ہوا۔ دو سال میں سات لاکھ ٹکڑے خیفر اس کا خیچ ہو گیا۔ اگر بادشاہ ہٹھ کی فرم سے زندہ پہرتا تو ان اہل کاروں سے خوب حساب کہنا اور ایک کوزندہ نہ چھوڑتا دوسرا شغل یہ تھا کہ مغلوں پر غایت بیویات کرتا اور عظیم کے عطا کرتا جائیکے موسم میں قبیلے میں مغلوں کے بادشاہ کی خدمتیں آلتے اور خلعت اور گھوڑے اور لاکھوں روپیے انعام پانے تھیں۔ شغل یہ تھا کہ لشکر کو آرکستہ کرے اور مخصوصاً درآمدی ملک کو بڑھاتے چوتھا شغل تھا کہ سیاست کو ایسا بڑھایا کہ سارا ملک سیستانیں ملایا اور تمام خلق کا دل اُس سے پہنچا۔ ملک کے ملک کے قبضے نکلنے۔ پانچویں شغل اُن سالوں کے آخر میں تھا کہ مغرب ہوں کے ملکوں اور دیوگڑھ کا خوب بندوں سیاست کر کے اسے مغرب ہوں کے ملکوں کو چار شقون بھی سے ضلعوں پر قسم کیا اور ہر ضلع میں جبار احمد احکام مقرر کئے اور انہوں کم دیا کہ بادشاہ کو جو نحالہ اللہ ہو وہ زندہ رہے۔ اخراج میں قلعہ خان کو ہوا ہل عیال دلی میں بلایا اور عزیزیہ حصار خیبت، جمیع کو دہاریں بھیجا۔ اور تمام مالوہ اسکے پردہ کیا۔ قلعہ خان کے بلا یعنی سے دیوگڑھ والوں کی بڑی دشکنی ہوئی۔ وہ اُس کو بادشاہی سیاست کے لئے پر جانتے تھے اور اس سے کوئی نہایت بانوں تھے۔ اور بڑے چین اور آرام میں رہتے تھے اُس کے چلے آئیے انکا دل ٹوٹ گیا اور بڑت پر جو طبقے اور اجل کے فرشتے دکھائی دینے لگے غرض سکھا نتیجہ یہ تھا کہ بندوں میں ملکی دلوں بادشاہ سے دلوں میں بگڑے اور بعض نئے علی الاعلان بساوت احتیاڑ کی۔ قلعہ خان کو

اور دن لئے چلیں لئے۔ عین الملک زندہ گرفتار ہوا۔ مگر بادشاہ نے یہ کہا کہ اس کی ذات یعنی کوئی شرارت نہ تھی یہ فقط لوگوں کے بہکانے سکھا نے یعنی آگیا تھا۔ اسکو خلعت دیکر مناصب جلیلہ پر سرافراز کیا جب یہ بنادوت یا انکل مٹ گئی تو بادشاہ بڑا بڑا یعنی میں گیا یہاں سلطان محمود کے سپہ سالار سعود شہید کی قبر تھی اور ان دونوں میں وہ ایک زیارتگاہ سمجھی جاتی تھی یہ ۷۵ میں شہید ہوا تھا بادشاہ نے اس کی زیارت کی اور مجاہد وردن کو کچھ روپیہ دیا اور خواجہ جہان کو آگے بھیجا کہ جو کچھ سپاہ عین الملک کی بیچی رکھی ہو اسکو بھی نہ چھوڑے اور بھوگ لوگ محظی یا بادشاہ کے خوف سزا دده اور ظفر آباد میں آئی تھیں انکو پیر، ملن کو روانہ کر کے اور خود دہلی میں آیا اور خواجہ جہان بھی ان سب بالتوں کا استظام کر کے دہلی میں چلا آیا ان دونوں حاجی رجب و شیخ الشیوخ مصری بادشاہ پاس آئے اور خلعت و منشور خلیفہ کا ساتھ لے لے جس کی تعظیم تکریم تھا میت مبالغہ کے ساتھ کی گئی۔ اسی خلعت کی تائیخ بدراچا تج لئے یہ لکھی ہے کہ

ہم بتاریخ کے ماہ از ہفتہ صدر فرون	زین سفر ماہ محرم سابق شعبان بریمید
سات سو پر ماہ کے عرویتی ۲۹ میں زیادہ کرو تو نہ کٹے ہو لئے ہیں اور ماہ شعبان سے پہلے رجب آتا ہے سو حاجی رجب اس طوت کو لائے تھے۔ بادشاہ قرآن شریف و کتاب شارق و حدیث کو منتشر خلیفہ کے ساتھ اپنے آگے مہمیت کرتا اور خلیفہ کے نام سے لوگوں کو مرید کرتا اور جو حکم بادشاہ صادر کرتا وہ خلیفہ سے منسوب ہوتا اور وہ کتنا کہ امیر المؤمنین نے یہ حکم دیا ہے کچھ دونوں بعد شیخ الشیوخ مصری کو بہت اعتماد و اکرام دیکر رخصت کیا اور خلیفہ کی خدمت میں بہت مال اور جو اہر سمجھے۔ اور مخدوم زادہ بغدادی بھی ان دونوں میں یہاں آئے وہ بظاہر خاندان عباسیہ سے معافی ہو لئے تھے۔ پالم تک بادشاہ ان کے مستقبل کو گیا اور دو لاکھ ننکہ دیکر گئے وکوشک بیرسی اور داخل حصائر کی زمین کے محصول اور باغات اون کو دیئے جن قوت مخدوم زادہ بادہ کی ملاقات کو آتا تو سلطان تنخوت سے اُترتا اور چند قدم استقبال کرتا اور تنخوت پر اپنے ہپاؤ میں بھاتا اور بادب تمام میش آتا۔ اب خلیفہ امیر المؤمنین کا جنون اسکے سر پر ہوا کہ کوئی کام نہ کرتا امیر المؤمنین کا نام نہ بیٹا اٹھنے میٹنے یعنی کہنے سننے میں کہانے پینے	

پسند تھیں اور اپریل ہفت کچھ عایت ہی قتل خان کے ہلکاروں کی برا برشنا تھیں یاد شاہ سنتا  
ہے اور جانتا تھا کہ انکی رثوت سنتا نی و خود غرضی سے ولت آباد کی آمدی کم ہو گئی ہے اس کا  
ارادہ ہوا کہ عین الملک کو مع اُس کے متلقین کے دولت آباد بھیج دے اور قتلخ خان کو بیان بلائے  
اس پر عین الملک کو طرح طرح کے وہم پیدا ہوئے اور اُسکو یہ اندریشہ امنگیر ہوا کہ بادشاہ اپنے  
اوستاد قتلخ خان کو جس نے تمام دکن کا انتظام کر کھا ہے بیان کیوں بلا تاب ہے اور مجھے وہاں  
کیوں بھیجا ہے۔ اسیں ضروریہ بابت ہم کو مجھے بادشاہ بیان کیوں اکھیر کر ضائع کر لیٹا اور یہ  
اتفاق کی بات ہے کہ انہیں دلوں بعض محروم کردیا تھا جیسا کہ جرم میں مانع ہوئے اور اپنے قتل کا  
حکم صاد رہا تھا وہ ولی سے بھاگ بیان عین الملک کے سایہ حالت میں پر رش پانے لگے یہ  
بات بادشاہ کو شاقی گذری اور وہ کچھ دلوں ضبط کے ہوئے بیٹھا رہا لیکن ایک دن عین الملک  
کے پاس حکم بھیجا کہ جو دلی کے آدمی خوف سے بھاگ کر تمارے پاس چلے آتے ہیں انہوں بندھو کر  
میرے پاس سرگ دواری میں بھیج دیغرض اس حکم سے اور خطرہ عین الملک کو پیدا ہوا اور اب  
اسکو کوئی چارہ سوالے اسکنہ سوجا کہ بادشاہ یہے بنادوت اختیار کرے یہ رادہ ہٹانکر بادشاہ  
بننا ہر حکم حاصل کیا کر لے سکے بھائی شکر سمیت سرگ دواری میں آئیں ابھی یہ شکر نے نہ پایا تھا کہ عین الملک  
آدمی رات کو چھپ چکا کر بھاگا اور اپنے بھائیوں کے شکر میں جا طلا۔ اور اسکے بھائی میں چارہ را دوسروں کے  
ہمراہ قریب سرگ دواری کے اُتر سے اور بادشاہ کے تمام ہاتھی گھوٹے جو خیل میں چر رہے تھے انکو  
پکڑ کر پنے شکر میں لیکے۔ اس بخلافت اور فتنہ کو دیکھ کر بادشاہ سرکمیہ ہوا اور سماں اور ہر وہہ  
اور بن اور کوئی سے شکر کو بلا یا۔ اور احمد آباد سے بھی شکر آپوںجا۔ غرض چند روز تو بادشاہ  
لے تو قوت کیا۔ پھر قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اُس کی نواح میں خیبر جمانے جس بادشاہ  
لئے میں غلوں کامنہ پیدا ہوا۔ اس کے سامنے عین الملک جیسے ناشجربہ کا، وہن کی کیا حل تھی۔  
باغیوں نے دریا گنگا نے با گلگ مور کے قریب دریا میں عبور کیا اور اس توقع میں تھی کہ بادشاہ  
سے شکر نہ ارض ہے وہ ضرور ہم سے آنکھ ملے گا۔ غرض جیوت اس بادشاہ نے غضب  
میں آگرا ایک حملہ کیا اس کے ناتھ پر جوٹ گئے تصور ہی انہی میں بھاگ گئے سیکڑوں قتل  
ہوئے ہزاروں اور یا میں دو سو سو سے بخور یا اس سے پار ہوئے اُن کے ہیئتاء اور گھوڑے

اور اس کی یقینت کا یقین ہو گیا تھا۔

## لعناء و میں

اس عرصہ میں کہ باودشاہ سرگ دواری میں تھا چار بغاوتیں ہے وہی واقع ہوئیں۔ اول کڑہ میں نظام پائیں نے فتنہ کھڑا کی۔ یہ ایک شخص بہنگڑا دریا وہ گوا اور ہر زہ بکار تھا اپنے عمدہ کا انصرم نہ کر سکا ۳۵۴ ۳۲۵ میں بغاوت اختیار کی اور سرپریاچ لگایا اور سلطان علاء الدین اپنا القب کھا پہنچے اس کے باود کا حکم اس محاملہ میں ہپوچے عین الملک دراسنے ہبائی لشکر کیکر چڑھ گئے اور اس کو قید کر لیا اور سراور سکا باودشاہ پاس بھیجا یا اور جو اور شرکیں اس بغاوت میں تھے ان کو سزا دی دوسرا بغاوت آئی سال میں دکن کے اندر یہوئی کہ شہاب سلطان جیکو نصرت خان کا خطاب یکریمہ میں صوبہ بنکر باودشاہ نے بھیجا تھا اور ایک لاکھ نکھڑا خارج کاٹھا تھا۔ اپنے عمدہ کا انصرم نہ کر سکا اور ہر روز روپیہ غبن کر گیا۔ علاوہ نہ باودشاہ سے برگشتہ ہو گیا۔ قلعخان کے نام حکم شاہی نازل ہوا کہ دیو گل ٹھہر سے جا کر اس بغاوت کا علاج کرے اور وہی سے اور امیر بھی اس کی لکھ کو سنبھلے گے قلعخان بنے جا کر حصہ بیدر کا محاصہ کیا اور قول قرار کر کے نصرت خان کو حصہ بھے باہر لایا اور باودشاہ پاس بھیجیا۔ تیرہ بیتیں میں یہ ہوئی کہ علی شاہ نے کہ امیر ان صدھ سوتھا اور ظفر خان کا بھا بجا تھا۔ دولت آباد سے گلبرگ میں مخصوص سلطانی کی تحصیل کیا اس طے گیا جب اس نے دکما کہہ ملک عمال و فوج سے خالی ہے تو سب سچے بھائیون کو کہ مخلہ آنکھ حسن کا نگوئی بھی تھا جس کیا اور ۳۲۶ میں گلبرگ کے صوبہ ارکو مارڈ والا اور غدر مچا دیا۔ اور لوٹتا مارت بیدر میں آپوچا۔ دہان بھی نائب کو مارڈ والا اور سارے ملک کو دیا بھیا۔ اپنے باودشاہ نے مالوہ کے لشکر کو بھی قلعخان کی امداد کیوں طے تھیں کیا جب قلعخان جو ای بیدر میں پہنچا تو علی شاہ نے پھلے آپ ہی لڑائی شروع کی۔ لگر شکست کھائی اور حصہ بیدر میں پناہ لی۔ لگر قلعخان نے اسے اوکے بھائیوں کو قول قرار کر کے اس حصہ سے نکلا۔ اور ہرگز دولتی میں باودشاہ پاس لایا۔ باودشاہ نے علی شاہ اور اسکے بھائیوں کو ہندوستان سے نکال کر غزنیں بھیجیا۔ لگر کمخت جل گرفتہ بے حکم باودشاہی کے غزین سے پھلے آئے اور باودشاہ کی سپتائیں گرفتار ہوئے۔ اب چوتھی بغاوت یہ تھی کہ عین الملک کی جرمات پادشاہ کو

مقرر کرے اور بیچارہ دار مسماں اور لکنیلہ کو مسلمانوں کے تصرف ہونے کا نکال لے اور کشنا نام کا نکال نکل کو  
مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لے یہ وقت بڑی فصحت کا ہوا ایسا پھر نہیں بلیکار چنانچہ بلال دیو نے  
ایک شہر پنے بیٹے جین رے کے نام سے آباد کیا اور اس کا نام جن نگر کا مگر بہر وہ بھالوں  
مشہور ہو گیا اور یہ شہر بھاروں کے اندر گویا سپاہ اسلام کی راہ رکھنے کیواستے بناءورشنا  
تباہ نے بہت سی سپاہ بلال دیو سے لیکر ورنگل کو مسلمانوں سے چھین لیا۔ بیان کا حاکم ملک  
مقبول نائیں زیر بادشاہ پاس فی بھاگا گیا بغرض تلنگانہ اور اور کشنا کے راجاوں نے باہم تفا  
کر کے ۷۳۴ھ میں وبارہ آزادی حاصل کر لی اور کشنا کم کے راجہ بلال دیو نے ایک بیٹے شہر کی بنی  
والی جس کے راجہ بعد بلال بنی کے ختم ہوئے کے بھی سولہویں صدی تک مسلمانوں سے لڑتے رہے  
خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت سو اگھرات اور دیو گڑھ کے کمین دراسن نہتہا۔ رعایا کا دل بادشاہ سے  
بالکل منحر ہو گیا تھا۔ اور بادشاہ اپنی سیاست کے کاموں سے باز نہ آتا تھا جس خدیدہ سیاست  
ظریحتی گئی اسی قدر بادشاہ سے رعایا بگڑتی گئی۔

## بادشاہ کا سرگ دواری میں رہنا

دلی میں بادشاہ نے دیکھا کہ جنک خلق پر خدا کی رحمت نازل نہ ہو گی روز بروز رحمت نیا د  
ہوتی جائیگی اور یہری تدبیر کوئی کام نہ کرے گی اس نے اس نے حکم دیدیا کہ شہر کے دروازہ  
کھول دیئے جائیں اور شہر میں جو باشندے بے بھروسے گئے تو انکو آزادی دیجائے کہ جان جائیں جل جائیں  
حبت عایا اس پیخبر سے سو رہا ہوئی تو افغان خیزان بنگا لہ کی طرف و ان ہوئی اور بادشاہ خود بھی  
پیٹا لی اور لکنیلہ (صلح فرخ آباد میں یہ قصیہ ہیں) سے ہوتا ہوا قصیہ کھو کے پاس بر لب ریائے  
گنگ خیمه زن ہوا اور تنورے دونوں بیان ٹھیریا اور آدمیوں کو حکم دیدیا کہ جب ہو پرسے جب ہر کے مزروعہ  
زمین کے قریب بال لیں اس مقام کا نام سرگ دواری (یعنی رحمت کا دروازہ رکھنا) اب بیان کرہ  
اور اودہ سے غل آئنے لگا اور دلی کی نسبت ارزان بختے لگا۔ اس وقت ملکی وہ اور ظھر آماد میں  
عین المکمل ہو جو دار نہتہا اُسے اور آسکے بھائیوں نے بیان طرح سو امن نہ کر کھاتا نقد جنس فی غلام و کپڑے سے  
بادشاہ کی بھربھت خوب سوت کر رہا تھا۔ اس سمجھتے بادشاہ کو دل میں کی عجلہ ہو گئی تھی اور اعتبر ڈھگیا تھا

کسی کو جائز نہیں ہے۔ اب لہن اجازت کے فکر میں ہوا اور سافر دن ہو چکو ریافت جو اکھ حکام  
نصری کسی صلحات کے سبب خاذان عباسیہ میں سو کیکو خلیفہ بنار کہا ہو۔ خلعت بادشاہ نے غائبانہ  
اس خلیفہ سے بجیت کی اور سکھ میں اپنے نام کے بجائے خلیفہ کا نام کندہ کرایا اور شہر میں جمیع وعید کی  
کی خاز کو موقوف کرایا۔ اور تین مہینہ میں ایک حصی لکھ کر تیار کی اور خلیفہ پاس ٹھیک کئے تھے وہ بھولی  
۳۳۷۶ء میں بادشاہی ٹھیک کے ساتھ حاجی سعید صرمی مشور حکمت اور خلعت خلافت لایا۔ بادشاہ  
نے مدد امرا، کے چھ سات گوس تک اُٹھا استھان کیا۔ مشور خلیفہ کو سر پر کہا اور حاجی سعید کو مدد  
بوسہ دیا اور چند قدم اُسکی جلو میں چلا۔ اور شہر میں قبہ بندی ہوئی اور زشمار کیا گیا۔ جمیع وعید میں  
کو خاز کا حکم دیا۔ اور خطبہ میں سے اُن بادشاہوں کا نام نکلوادیا جنہوں نے خلیفہ کے حکم بپسی طبقت  
کی تھی۔ یہاں تک کہ اپنے باپ کا نام بھی۔ خلیفہ کے نام کا خطبہ ڑھا گیا۔ حاجی سعید کو بہت عمدہ جو ہر  
اور اپنی حصی خلیفہ کے نام دیکر رخصحت کیا۔ بادشاہ کی اس تنظیم و نکیم میں بھی وہ مبالغہ ہوا۔  
کہ بادشاہ کی پر رکت بھی مجبونا نہ سلام ہوئی۔ فضاید بد رچاچ میں بہت سو قصیدہ اور اشعار حکمت  
کے جوہر سال آتا تھا اور اُسکی تنظیم و نکیم کے باب میں لکھتے ہیں۔ اس شاعر کا نام علی بدral الدین ہے  
وہ چارچ ٹاشقندی میں ہے یہ اس بادشاہ کے عمدہ میں ہندوستان کے اندر آپا تھا۔ جب بادشاہ کو  
خلعت خلیفہ کی طرف سے آتا تھا۔ ایک قصیدہ اُسکی تعلیمات میں لکھتا تھا۔ ان فضاید سے  
خوب سلام ہوتا ہو کہ خلعت کے آئنے پر کیا کیا ہوتا تھا۔ چند اشعار لکھتے ہیں۔ ۵

جزیل از طاق گردان اپشن و گمان رسید      کر خلیفہ سوئے سلطان خلعت فران رسید  
ہمچنان کنز بارگاہ کبریائے لا یزال      از پے عز محمد آیت قرآن رسید

## کرناٹک کی بغاوت

انہیں دونوں میں کشتا مانک پسر لہر دیو کہ درنگل کے نواحی میں پڑا تھا جریدہ بلاں یوراچہ  
کرناٹک کے پاش آیا اور کہا کہ ملنگ اور کرناٹک دونوں میں سلام گھسائے ہیں اور انکا راڑا  
ہو کہ جم تم دونوں کو نیست، دنابھوگ کریں۔ اس بین شودہ اوزنکر کرنا چاہئے۔ بلاں دیوئے بیب  
اعیان بھنت کو بلاؤ کر مشود پوچھا سویہ قرار پا کر بلاؤ دیو اینز ملک کو جبڑ کر پا پہلام کی رہیں اپنی بیت

جمع کیا۔ اور ملکان کو انکر لے دیا۔ اور بہزاد نائب کو مار دالا۔ ملک فوج الدین صوبہ ملکان بھاگ کر بادشاہ پاس آیا۔ اسپر بادشاہ اپنا شکر آرائستہ پیراستہ کر کے خود ملکان کی طرف روانہ ہوا۔ وہ چار بنسٹرل ہی چلا تھا کہ مان کی سنا نوی آئی۔ اس سے اُسکو بہت بخیز ملال ہوا۔ اس پاک دہن عورت کا نام خدو مہ جہان تھا۔ اور اس کے سب سے بھی سیکڑوں گھر آباد تھی۔ اور ہزاروں آدمیوں کی آرام اور راحت سے اوقات بسر ہوتی تھی۔ وہ دولت آباد میں لوگوں کے ساتھ بہت سلوک کرتی تھی۔ بادشاہ اپنی مان کا نہایت تابع دار تھا۔ جب ملکان تھوڑی نیز باقی رہ تو شاہ ہوا فغان کی عصداشت آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ میں نے بنیاد سکھا تھا اللہ ما اور عاشیہ اطاعت سر پر کھا اور جو کچھ ہے کیا اُس سے پیشیاں اور نادم ہوا ب آئندہ تو بکرتا ہو کہ پھر ایسی حرکت نہ کر دیگا۔ اور اپنے افغانوں کو لیکر افغانستان چلا گیا اور بادشاہ دلی میں چلا آیا۔ اور زراعت کی تدبیریں مصروف ہوا۔

### بادشاہ کا ستم اور سماں کے متعددوں کا سترادیما

ستم اور سماں کے متعدوں کے ستر اکیوں سطے بادشاہ کو دہان جانا پڑا۔ یہاں میں اور جو مان منڈ اور وغیرہ سرکشوں میں مندل یعنی گدھیاں بنالی تھیں اور خراج کی کوڑی بادشاہ پاس نہیں بسیجی تھی۔ اور اسے ٹوٹتے تو غرض سارے ملک میں ایک ندیچا کری تھی۔ بادشاہ خود وہ مان گیا اور سب گدھیاں توڑنار کر بابر کیں اور انکی جمعیت کو پیشان اور تفرق کر دیا اور سرخون کو گرتا کر کے دلی لے آیا۔ ان میں سے بعض کو مسلمان بنایا بعض کا سر اڑایا بعض کو ایمروں اور سڑاروں کے حوالہ کیا۔ اور اپنے بال بھون سمیت دلی میں رہنے لگے اور اپنی قدیمی زمیون اور سکونت سے جدا ہو گئے۔ غرض یہ ترد فیاد رفع ہوا اور امن و امان ہو گیا۔

### گھکروں کی بیویوں

۳۲۴ میں گھکروں کے سردار ازملک چند نئے علم مخالفت بلند کیا لایا ہو کے حاکم تانارخان کو مار دیا۔ بادشاہ نے خواجہ جہان کو سرکشوں کی سر کو بی کے لئے بسیجا اُس نے گھکروں کو خوب ٹھیک بنایا۔

### خلیفہ مرضہ کا خلعت

اب دلی کے بادشاہ کے دل میں بیٹھے بیٹھے یہ تنگ آئی کہ پیغمبر احجازت خلبیہ عباسی کے ملکت کرنی

او اُنکام طالبہ سختی سے شروع کیا احمد ایا تو کو اپنا نائب مقرر کر کے دی بھجا اور خود ملک تملنگ کو روانہ ہوا جب یہ نائب دلی میں آیا۔ تو وہاں لا ہور میں فساو بر پامہ اس نے اس فساو کو فخر خرم کر دیا اور سلطان خود در بخل پر پوچھا تو با شروع ہوئی اور بڑے بڑے آدمی اس بادی سے گئے بادشاہ اس مرضی و بائی میں بتلا ہوا۔ ناچار ملک نائب و عماد الملک نائب وزیر کو ملک تملنگ کا کام پرداز کیا اور خود حالت مرض ہی میں دیو گدھ میں آیا۔ رسہتہ میں یہ تفاوت ہوا کہ جس موضع بیز میں پہنچا تو ایک انت اپنا نکلوایا اور بڑی دہوم دہم سے اسکو دفن کرایا اور ایک گنبد بڑا ٹکلف اس پر بیٹا یا وہ ابتک موجود ہے اور گنبد و مدار حجمر تغلقی مشہور ہے۔ جب بادشاہ پین میں پہنچا تو چند روز بیہر کر اپنا علاج کرایا۔ شہاب سلطان کو لقب نفرت خان کا دیا اور ملکا۔ بیدار اس کے پرورد ہوا اور ایک لا جھکہ سنکھ اس ملک کی آمدی کا اس سے بھیرایا۔ ادھر دیو گدھ سے بادشاہ مر یعنی ہی بیلی کو روانہ ہوا ادھر دلی کے آدمی جو دیو گدھ میں آباد ہو گئے تھے انکو پر اپنے وطن میں آباد ہونے کی اجازت دی مگر جنکو دیو گدھ پسند نہ آگیتا تھا وہ وہیں رہے۔ باقی اپنے گہر آسے دیو گدھ سے چلکر بادشاہ دہار میں آیا۔ عرض کے بعد بیکچہ دنون یہاں اقامت کی۔ پھر ما لوہ میں ہوتا ہوا دلی کی طرف چلا۔ سارے قبیلے اور قریبیے اور دفاتر را ہو پرسناں دیران پڑھے تھے۔ ڈاک چوکیوں کے سب پا یکہ بہاگ گئے تھے۔ بخوبی بادشاہ دلی میں پہنچا۔ اور اسکو دیکھا کہ کیا شہر تھا یا اب خیبل ہے جن میں خنکی جانوروں کے سوا کوئی آباد نہیں تھا۔ اور افاقت اٹھا کی ہے ایک یہر غلہ ترہ درم کو بکتا حضر گندم یعنی آدم سے کم فیمت نہ تھے اور چانوں سولنے کے مول بکتا۔ زمین کمیں بن لطف نہیں آتی ہر چند بادشاہ نے زراعت کے آباد کرنے کی طرف کوشش کی اور خزانہ شاہی سے تقادی ہی مگر رعیت کی بہت ایسی سیاست اور ضعیف ہو گئی تھی کہ کچھ کام نہیں چلا۔ تقادی کا روپیہ کہا نہیں میں صرف کیا۔ بارش کی کی نے اور خون خشک کیا۔ اناج کی گراں نے آدمیوں گور و اور مویشی کا کام تمام کر دیا اور یہ خرابیاں ہو رہی تھیں بادشاہ بہت جلد پسند رستا ہو گیا۔

## شنا ہوا فتن کی بغاوت

بادشاہ زراعت کی مصلح کر رہا تھا کہ خبر آئی کہ شاہ ہوا فغان باغی ہو گیا اس سے ایک رہ افغان نہیں

کھلیا نون کو پہنچائی یا اور بستی کو اچار کر جنگلوں میں چلے گئے۔ اپنے حکم شاہی نازل ہوا۔ ان کا شناخت کو جہاں فوجدار و سردار پائیں قتل کر دالیں۔ چنانچہ انہوں نے کسی مقدم کو گردان سے مارا۔ کسیکو انہما کیا۔ کسی کو زندہ زمین میں دفن کیا۔ غرض ان بیچاروں کو بغل میں بھی بستئے۔ دیا پہر بن میں شکار کیلئے کے لئے بادشاہ آیا۔ اور سارے صوبہ برن کو بے چرانع کیا۔ ہزاروں نہدوں کے سر کوٹ ملے اور قلعہ برن کے کنگروں پر لکھائے۔

## بُنگالہ کی بُجاؤت

انین نون میں ایک ہنگامہ بنگالہ میں براہوا بہرام خان حاکم سُنار گانو سے استقال کیا۔ بنگالہ میں ملک فخر الدین نے جس کو خود کئے تھے اُس نے اور اُس کے شکاریے بعادت اختیار کی اور لکھنوتی کے حاکم قدرخان کو قتل کیا۔ اُس کے زن و بچے کے ملکہ سے اڑائے خزانہ لکھنوتی پر قبضہ کیا۔ غرض سُنار گانو اور حبڑ کا نہ اور لکھنوتی پر فخر کا ایسا قبضہ ہو گیا کہ بادشاہ یہ ملک اُس سے پہاڑانہ لے سکا۔ چھوڑ دیا جائے تو ما تھی اسکے زمین پر چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہو اور لاش کی کمال اتاری جاتی ہو میں نے ان ہردوں کی لاشوں کو کتوں کو کھاتے دیکھا ہے۔ سلطان ملک تلنگ میں ہپوچا اور معبر میں شریف جلال الدین کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ شہر بدر کوٹ میں جو ملک تلنگ کا دارسلطنت تھا سیقم ہوا جو سمجھ سے تین میلے کی راہ پر تھا۔ یہاں اُس کے شکاریں دباہیلی جس سے سلطان کے نہبت علام اور بڑے بڑے ایمیشل ملک دولت شاہ کے جکو سلطان چھاکتا تھا اور امیرعبدالمدین جہری کے مر گئے اور بادشاہ دولت آباد میں آگیا اس سفر میں بادشاہ بجا رہ ہو گیا اور اُس کے مر نے کی شہرت ہو گئی۔ ایمیر ہوسٹنگ لے جب یہ افواہ سنی تو راجہ بورا ہرہ پاس جو کانگن مکار اچھا نہیں رہتا تھا جلا لگی۔

بادشاہی عمل اور امیر فملکو مارڈالا اور ساری حکومتیے اختیار میں کر لی۔ بادشاہ یہ خبر سننکر دلی گیا اور وہاں سے شکار مرتب کر کے دیو گڈہ کو روانہ ہوا تاکہ وہاں سے اس بعادت کا مذاہک کر دی۔ دو چار ہی منزد چلا تھا کہ غله کی گرائی شروع ہوئی اور تخط کی صورت نظر آئی۔ راہیں بہت ہنر نون کی مزمنی نے مدد کر دیں۔ بخیر جب بادشاہ دیو گڈہ میں آیا۔ تو ملک مہہ برابو اپ و مخصوصاً سخت جاری

جو اس ساتھ میں شریک ہتا وزیر کو اُس کی خبر کر دی اور بتلا دیا کہ جو شخص تیرے قتل کیلئے مقرر ہوا ہے لباس کے نیچے زرد پہنے ہوئے ہے۔ وہ بزرے اپنے آدمی بھیجا کر اسکو گرفتار کرا رہا اور سلطان کے پاس ان سازش کرنے والوں کو بھیج دیا ہیں لئے نہیں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ لمبی دارجی کاہتا اور سورہ یس کی تلاوت کرتا تھا کہ بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھیوں کے آگے وہ سب اے جائین خلک ازان کا قتل کرنا سکھا یا جاتا ہو اور یہ ہاتھی اس طرح قتل کرتے ہیں کہ ان کے انtron پر لو باز ہوتا ہے جس کی بحال ہی کی ہوتی ہے اور دنیا را سکی چاقو کی سی تیز ہوتی ہے ہاتھی پر فیل بان بیٹھا ہوتا ہے جب آدمی اسکے سامنے پیکا جاتا ہے تو وہ اپنی سونڈ میں اٹھ کر ہوا میں پہاڑ زمین پہنچتا ہو اور کسی چھاتی پر اپنا پاؤں رکھ دیتا ہے اور پہ سلطان کا حکم جو نیلان کو ہوتا ہو اُس کے موافق وہ ہاتھی کو ہدایت کرتا ہو۔ اگر سلطان کا حکم یہ ہوتا ہو کہ مجرم کے ملکڑے ملکڑے کئے جائیں تو ہاتھی اس نو ہے سے جمع کا و پر دلکھوا اُس کے ملکڑے ملکڑے کر دالتا ہو۔ اور اگر سلطان یہ چاہتا ہو کہ وہ مقصتوں جیو دیا جائے تو ہاتھی اُس کو زمین پر چوڑکار الگ ہو جاتا ہو اور لاش کی کمال اُتماری جاتی ہے میں نے انہیں کی لاشوں کو کتون کو کھاتے دیکھا ہے۔ سلطان ملک تلنگ میں پہنچا اور بلا دم بعزم شریف جلال الدین کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو وہ شہر بدر کوٹ میں جو ملک تلنگ کا دارالسلطنت تھا میقم ہوا جو معتبر تھیں صینیہ کی راہ پر تھا۔ یہاں اس کے شاکر میں دبا پسالی جس سے سلطان کے بہت غلام اور بڑے بڑے امیرشل ملک دولت شاہ کے جھکو سلطان چیخا کہتا تھا اور امیر ع عبد اللہ بہر دی کے مر گئے اور بادشاہ دولت آباد میں آگیا۔ اس سفر میں بادشاہ بیمار ہو گیا۔ اور اُس کے مرلنے کی شہرت ہو گئی۔ امیر ہوشتنگ مارنے جب یہ افواہ سنی تو راجہ بورا ہرہ پاس جو کانکن کا راجہ ٹانا میں رہتا تھا چلا سیا۔

## بادشاہ کا دلی میں رہتا اور رعنایا کا ستر اور بینا

ہم نے یہ چیز میں ابن بطوطة نے بحوال اس بادشاہ کا لکھا تھا وہ نقل کیا ہے۔ اب پہر سہم ملتان کی بنادت نے سلسلہ دار حوال بیان کرتے ہیں۔ مسح ملتان سے فارغ ہو کر بادشاہ دہلی میں آیا اور دو برس رہا۔ چونکہ دن دلوں دو آب میں تھیں خراج میں جبرا در قدر بہت سا ہوتا تھا۔ اسکے دہان کے ہندو کاشتکاروں نے زمین کا ترد چھوڑ کر تردد اختیار کیا۔ گہروں کو آگ لکھا دی

کے موسم میں آن کو بھار پر سے اترنے کی اور بعد بر سات کے پہاڑ کے اور پریمہ جانے کی اجازت مجاہے  
سلطان نے اسی ید خواست منور کرنی۔ امیر نکبی کے پاس جو خزانے دبیش میت جواہر یعنی معادن  
کی قسم سے مالہتا وہ مریب اس نے آدمیوں کو تقسیم کر دیا کہ ان کو پہاڑ کے نیچے بیجا میں جیسے پہنچوئے دیکھا  
کہ مسلمان یون آئے جا رہے ہیں تو وہ پہاڑوں کی تنگ راہوں میں گھات لٹک کے بیٹھے اور سلانوں کے  
آگے کی راہیں روکنے لگے اور پر لئے دختوں کو کاٹ کر پہاڑوں کی بلندیوں سے اُن پر پیکنے لگے جو ان کی  
زدیں آیا وہ پہر زندہ نہ رہ۔ بہت مسلمان اٹھ ہلاک ہوئے اور باقی مسلمان کفار کے ہاتھیں گرفتار ہوئے  
جس نے انہوں نے سارا مال متابع گھوڑے وہنیا جیلیں نے کل رکاپن سے یہ تین ہزار بکار سلامت آیت  
نکبیہ پرالیین الملک و اسٹ شاہ او تیرہ کا نام میں بھول گیا۔ اسی قسم سے شاہ مہد پر بڑا شہر ہوا اور انہا  
ضعیف ہو گیا۔ سلطان نے جلد ان پہاڑوں سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ کچھ مال اُس کو بطور  
خرابی دیا کریں اور اپنے ملک میں پہاڑ کی تراہی کے اندر عمارت بنیں سلطان کی اجازت کے ذمہ  
خل کار و منڈل کی بغاوت کا بیان جو آگے آیا۔ اس طرح لکھا ہے۔

## د ملکیہار کی بغاوت اور وزیر کے بھائی بخ کا قتل

سلطان نے شریف جلال الدین حسن تناہ کو مجرمین جودہ سے جسہ جینے کی راہ پر ہے مامور کیا  
ہتا مگر اُس نے مخالفت کی اور خود بادشاہ بن بھیا اور سلطان کے نائبون اور عمال کو مارڈا اور  
دنیا را در درہم پر اپنا سکھ جایا۔ دینار کے ایک طرف یہ جبارت ہوئی طہ دلیر ابو الفقہ اور المسنین  
جلال الدینیا والدین دوسرے صفحہ پر الٹی تباہی الدین شاہ سلطان جب اس بغاوت کی خبر  
ہوئی تو سلطان اُس کے قتل کرنے کے ارادہ سے نکلا اور کوشک زدیں اُڑا اور آئندہ روز قیام  
کیا تاکہ آدمی اپنی سب ہوائی سے فارغ ہو جائیں۔ انہیں دونوں میں وزیر خواجہ جمان کا بھائی بخ مسح  
اور چار بیانیں نہ اس کے مقید اور غلوٹ آیا اس کا سبب یہ تناہ کہ سلطان نے اپنے وزیر کو اپنے آگے بھیجا  
تناہیجیب وہ شہر ہماریں جو دلی سے چوبیں دن کی راہ پر تھا پہنچا۔ بیان کچھ نون قیم کیا اس کا بھائی بخ  
پڑا شجوع اور لڑنے والا تھا اُس نے اول امراء کے ساتھ تھا تھا کے مامون کے قتل کا ارادہ کیا اور  
اُسکے تھا مخراون اور مال کو اٹا کر مجرمین شریعہ جلال الدین۔ بے مبنی کا قسہ کیا ملک نصرت حاصل

خوب گرم ہوا تو خود چارہ نار فوج لیکر جد اہو گیا۔ اب دشمنوں کو یہ دہو کہ ہوا کہ اس چترے نیچے سلطان اُس کے یعنی کے نیچے پڑے اور عادالدین کو انہوں نے قتل کردا لاء اور یہ سمجھ کہ ہم نے سلطان کو قتل کردا لاجیب پہ بزرگار میں مشہور ہوئی کہ سلطان مارا گیا تو سارا شکر لوٹ پر جھاک پڑا اور اپنے پہاڑ کو جو ٹردیا اس پاس چند آدمی رہ گئے کہ سلطان اُس کے پر پوچھا چڑھا اور اس کا سرکاٹ لیا جب شکر کو یہ معلوم ہوا تو وہ بھاگ گیا۔ سلطان ملٹان میں داخل ہوا اور کیم الدین دہان کے قاضی کو گرفتار کر کے جنتی کھال کھجوانی اور حکم دیا کہ کشلو خان کا سر شہر کے دروازہ پر لٹکایا جائے این بطور جب ملٹان میں آیا ہے تو اس سر کو لٹکتے ہوئے دیکھا۔ سلطان نے عادالدین کے بھائی رکن الدین اور اُس کے بیٹے صدر الدین کو سو قربیے انعام دئے کہ وہ اُن سے اپنا گذار اکیا کریں۔ این بطور اس جنم کا بیان جو ہم نے چوتھی نام معمول تدبیر میں بیان کی اس طرح لکھا ہے۔

## جل قریل (ہمالیہ) میں جو عدش سلطان پافت آئی

جل قریل (ہمالیہ) ہے اسی پہاڑ پر ہے اس کا طول تین چینے کی راہ ہے اور ہمی سے دس روپز کی راہ پر ہے۔ ہندورا جاؤں میں ہاں کا راجہ ٹراوی اور زبردست ہے۔ سلطان ہند نے ملک نکبیہ جو ایمرو دوات دار تھا اس پہاڑ پر لٹکنے کو بھیجا۔ اس شکر میں ایک کھوسوار اویت سو پیاوے تھے۔ پہاڑ کی تاری میں اس شکر نے شہر جدیہ کو اور اُس کے آس پس کے ملک کو لیلیا۔ لوگون کو قیدیا اور ملک کو دیران کیا اور جدیا اور پہاڑیوں کی بلندیوں پر بہگایا۔ انہوں نے اپنا ملک اپنی موشی کے لئے اور اپنے راجہ کے خزانے بیین چھوڑ دئے۔ پہاڑ کا ایک ایسی رکھتہ تھا جس کے نیچے دادی تھی اور اپنے پہاڑ تھا اور اُس میں کو اس طرح جاسکتے تھے کہ ایک ایک سورا کے پیچے ہو۔ اس راہ سے مسلمانوں کا شکر اس پہاڑ پر پڑھ گیا اور پہاڑ کے سبکے زیادہ بلند حصہ پر جو شہر درنگل تھا اسے لے لیا جو حیزوہ ان تھی اب اپنا قصہ کر لیا اور اپنی فتح سے سلطان کو مطلع کیا۔ سلطان نے قاضی و خطیب بسیجے اور انکو حکم دیا کہ وہ میں پھرے رہو۔

جب برسات آئی اور بارش کی کثرت ہوئی تو شکر پر اراضی کا غلبہ ہوا اور نہایت ضعف ہو گی اگر ہوئے تو گئے کہ میں دیلی ہو گیں امرا نے یہ حال سلطان کو لکھ کر اس سے درخواست کی کہ بہت

فرمیں پہچ کے لپٹے زن و فرزند یہاں دولت آبادیں یہ بھدیں اور گہر بناؤیں۔ اسیوں سطھے ملی نامی حصلی کو ملستان بیجا ہتا کہ وہ بہرام ایہ کو کہ کہ اپنا گہر بار دولت آبادیں بنائے جیسا کہ محصولوں کا وہ تنور ہی اس سے کشلو خاں پر دشستی کی اور تہذید و دعید کے الفاظ درشت کہے۔ ایک دن یہ بہرام ایہ کا داما گہر سے برآمد ہو کر دیوان خاص میں جاتا تھا کہ علی نے اُسے کمپاکس واسطے نم گہر بار کو دلو آیا۔ نہیں، سچتے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے ولی میں حمزہ گی ہے۔ اس نے کہا کہ حرامزادہ کسکو کہتے تو علی نے جواب دیا حرامزادہ اسکو کہتے ہیں کہ گہر بن، پیچھے کہ احکام شاہی کی تعینیں نکرے بغرض اس طرح انہیں جھگڑا اپڑا گیا کہ علی نے ملک بہرام کے داماد کے بال پکڑ رہ چکا گہو نے لگائے اُسے اپنے بال چھٹا کر علی کو زمین پر فے مارا اور اسکے حکم سے ایک سلاح دار نے اس کا سر اڑا دیا اور سارے شہر بن اسکو بچرا یا۔ جب بہرام ایہ نے یہ حال دیکھا تو سلطان محمد تعلق کے قمر غصہ بے ذرگ کو می چارہ سوا، بغاوت کے نہیں دیکھا۔ باوشاہ خود اس بغاوت کے دبالتے ہی کے نئے اور دولت آباد سے ملستان کو لشکر لیکر روانہ ہوا۔

ملک ایہ بھی بہت سا لشکر لیکر باوشاہ کے ساتھ صفت آرہا ہوا اور سخت لڑائی ہوئی۔ طفین کے بہت آدمی مارے گئے۔ باوشاہ کو فتح ہوئی اُس کا ارادہ ہوا کہ ملستان میں قشیل عالم کرے مگر شیخ رکن ان دین جو یہاں بڑے ولی اللہ تھے انکی شفاعت سے وہ اس حرکت سے باز رہا قوم املک کو ملستان میں حاکم غفرنگ کیا اور ایک جماعت ملک بہرام ایہ کے تعاقب میں گئی تھی اُس نے اسکا سرکاث کر ملستان میں باوشاہ پاس یہ بھدیا۔ باوشاہ ہلی آیا۔

اس واقعہ کو ابن بطوطہ یوں بیان کرتا ہے کہ جو ہیں سلطان کو یہ خبر ہوئی کہ کشلو خاں نے بہادر الدین اور بہادر بورا ایک بھی کہاں نکر دن کرایا ہے تو اُس نے کشلو خاں کو بیلا یا۔ کشلو خاں اُسے سمجھا کہ سلطان مجھے سزا دینی چاہتا ہے سو اُس نے جانے سے انکار کیا۔ اور مخالفت کی۔ سرپرہ نیشا شروع کیا اور لشکر جمع کیا اور ترکوں اور افغانوں اور خراسانیوں کو جا سوس سمجھکر بیلا یا۔ اس پاس ایک جم غیر اتنا کا ایسا جمع ہو گیا کہ اسکا لشکر سلطان کے لشکر کے برابر یا اُس سے بتر جو گیا سلطان خود اُس سے لڑنیکر گیا ملستان سے وغیرہ پر بہادر کے صحرائیں یہ دونوں لشکر آئنے سامنے آئے۔ اس لڑائی میں سلطان پہنچا اور کہنا کہ شیخ عطا الدین کے سپر جو اسکا ہم شکل تھا چہرہ شاہی لٹکایا اور ہنگامہ جنگ جبو قوت

اٹکی ٹالگیں کسٹل اور گلے سے ہاتھ باندپر سلطان کے روپ برولا۔ اُس نے حکم دیا کہ اسکو آئی صورت میں کی  
رشتہ دار عورتوں میں لیجاؤ جب تا گیا تو عورتوں نے اُسکے اور پرلعنت ملامت کی اس کے منہ پر تھوڑا  
سلطان نے زندہ کی کھال کچھوائی اور اُسکے گوشت کو چاہلوں کے ساتھ پکایا اور اُسکے اہل خانہ کے  
پاس کچھیہ پلاو بھجوایا اور باقی پلاو ایک برتن میں ہاتھیوں کے روپ برور کیا جوں ہو اُسے بالکل پہچا  
پر سلطان نے بہادر الدین کی کھال میں بھوسہ بھروایا اور اسکو بھادر پر ادغیاث الدین بواستہ بنگال  
چکو اُس نے سلطنت بنگال پر حوال کیا تھا پھر اسکو شکست یا قتل کیا اور اسکی کھال میں بھوسہ بھر کیا تھا  
کے کھال کے ساتھ ساے ملک میں پہنچنے کا حکم دیا۔ جب یہ دونوں کھالیں بلا و سندیں کی ہیں جتنا حاکم شد خان  
ہنا وہ سلطان تغلق کا بڑا ووست تھا اور ملک کی تیزیں اسکا بھیں تھا اور سلطان اُس کو اپنے چھا  
کھتا تھا اور اسکی نہایت تعظیم کرتا تھا اور اُسکے استقبال کو جاتا جب وہ پانچ بلاء سے اُس پاس آتا  
اُس نے ایک زور دن کھالوں کے دفن ہونے کا حکم دیا۔ جب سلطان پاس اُسکی خبر پہنچی تو اسکو نہایت  
شاق گزدی اور اُسکے انتقام کے درپے ہوا۔

### قلعہ کت دہانہ

یہ قلعہ نہایت تحکم بلند پہاڑ پر لاوح دولت آباد میں واقع تھا ناک نایک کے یوں کا سردار تھا یہاں  
قلعہ دار تھا۔ باوشاہ دولت آباد سے یہاں آیا اور قلعہ کو گھیم لیا۔ ناک نایک نے بھی اسکی مدفعت  
میں جنگ مردانہ کر کے نام سید کیا۔ مگر باوشاہ نے اٹھ ہینہ تک قلعہ کے گرد سا باطنیہ اور غربی لکھا  
نقب کھدو لے اور پہت سنی اور کوشش کی تو ناک نایک نے مصطفیٰ ہو کر اپنے تینیں باوشاہ کے حوالہ کیا  
باوشاہ نے اسکو اپنے امراء غظم میں مسلک کیا۔ پھر دولت آباد میں باوشاہ آیا اور ہر چیز و آرام سے  
زندگی بسر کر تھا کہ لاہور سے خراں کی کہ ملک بہرام ایہ حاکم ملتان نے مخالفت اختیار کر کے پنجاب کو  
کوتا خستہ تاراج کرنا شروع کیا اور جمعیت غظیم بھم پہنچا کر ملک گیری کا داعیہ کیا۔

### ملتان کی بغاوت ۲۹ مئی ۱۳۴۹ء

ملک بہرام ایہ جسکا خطاب کشلو خاں تھا اور وہ باوشاہ کے باپ کا بڑا ووست بھائی کی برابر تھا  
وہ ملتان کا حاکم تھا۔ باوشاہ نے جب دولت آباد کو آباد کر کے پا یخت بنایا ہے تو قائم صراحت نصیدار و نکو

وہ بڑا شجاع لڑنے والا تھا۔ سلطان نے اس کے لئے شکر بہجا جس میں امراء و کبار مشل ملک  
محیر و وزیر خواجہ جہان بے امیوں پا میر تھا۔ شکریں ایک سخت لڑائی ہوئی پہر دونوں  
شکر بہر گئے وہ بار لڑائی میں شکر سلطان کو فتح ہوئی اور بہادر الدین راجہ کنیلہ پاہیں بہاگا۔ اس  
راجہ کا ملک بلند پہاڑوں کے درمیان تھا اور وہ ہندوؤں کے بڑے راجاوں میں تھا جب بہادر الدین  
اس پاس بہاگا تو شکر سلطانی اُسکے قیچیے گیا اور اُس نے راجہ کے ملک کا حماصرہ کر لیا۔ اور اس کی  
زراحت کو برباد کر دیا۔ اور راجہ کا ناک میں دم کیا جس سے اسکو خوف ہوا کہ کہیں ہیں گرفتار نہ ہو جاؤں  
اُستے بہادر الدین سے کہا کہ تو دیکھتا ہو کہ ہم تیرے سے سب سے کس حال کو پہنچے ہیں۔ بیرارادہ بنتے کہ  
اپنے اہل و عیال و تابعین کو اپنے سبیت بلاک کروں تو فلاں راجہ پاس جسکا نام اُس نے  
لبیا چلا جا اور وہاں ٹھیک وہ راجہ تھے بچا لیا۔ اور اپنا شکر اُس کے ساتھ کر دیا کہ وہاں اُس کو  
پہنچا بے پھر اسے کنیلہ نے حکم دیا کہ بہت سی آگ جلانی جائے۔ اس میں اس نے اپنا سارا  
مال و اسباب جلا دیا۔ پھر اس نے اپنی رانیوں اور بیٹوں سے کہا کہ میں مرنے کو جاتا ہوں جنکو یہ  
ساتھ موافقت کرنی ہو وہ اس آگ میں جائیں۔ رانیوں میں سے ہر لکھنے اشنان کیا اور بدین  
پر صندل ملا۔ اور راجہ کے آگے زین کو چوما اور آگ میں اپنے تین دالکر خاکستر کیا اور یہ راجہ کے مراو  
ونہ اور اور برابر دولت کی بیویوں نے اور باقی ساری عورتوں نے کیا۔ پھر راجہ نے غسل کیا اور  
بدن پر صندل ملا اور سب ہتھیار لگانے لگا۔ زین کی بیوی اسکے آدمیوں کیا جنہوں نے مرنے کا رادہ  
کر لیا تھا۔ وہ شکر سلطانی سے جا کر لئے گئے اور جب تک لڑتے رہتے کہ سب مقتول ہو گئے مسلمانوں  
شہر فتح نہیں اور اہل شہر کو ایسہ کیا اور راجہ کے گزار بیٹے ایکر کے سلطان پاس لائے سلطان ان کی  
عالي خاندانی اور راجہ کی شجاعت کے سب سے بہت تعظیم کی اور انکو مسلمان کیا اور بڑا میر بنا دیا۔ ان  
بہانیوں تیک اہن بھوٹنے سلطان کے پاس ناصر حنخشاہ کو دیکھا کہ وہ مہر وار سلطانی تھا۔ اس پاس  
وہ مہر تھی تھی جو بادشاہ کے پیغے کے پانی پر لگتی تھی اور ابو الحسن اسکی نسبت تھی اور اسکے ساتھ ان  
بھوٹ کی بڑی صحبت تھی تھی ایسیں آسمیں بڑی محبت تھی۔ زادے کنیلہ سے لڑنے کے لیے بیدار شاہ کے  
شکر نے اس راجہ کو جاگا کیا جس پاس بہادر الدین بہاگ کر گیا تھا۔ ان اچھے نے بہادر الدین سے کہا  
کہ مجھے وہ کام تو نہیں پوچھتا جو راستے کنیلہ نے کیا۔ اُس نے بہادر الدین کو کہا کہ شکر اسلام کے حوالہ کیا

# مالوہ کی بغاوت ۲۳۸

سبک پہلے بغاوت مالوہ میں بہادر الدین نے اختیار کی۔ وہ باادشاہ کا بھائی تھا اور گرشاپ اُس کا  
لقب تھا اور مالک دکن میں سے تھا اور حاکم تھا جب اُس نے امور کی سارے کاروبار کو گیرتے ہوئے دیکھا  
اور اپنے پاس دیکھا کہ قلعہ ساگر متھک اوڑشہ و زر و افرمبو جو ہے تو اُس کا ارادہ ہوا کہ خود باادشاہ بن جاؤں  
باادشاہ سے گلکرنے والا اور امراء دکن کو اپنے ساتھ متفق کر کے دکن کے آبا اور عمدہ حکومت کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور بت  
صاحب رہت ہو گیا جن امراء دکن نے اسکے ساتھ اتفاق نہیں کیا تھا وہ ایکی تاب مقامت نہیں رکھتے تھے اس لئے  
جیران و پریشان ہولمنڈ و اوڑشاہی آبادیں چلائے جب اسکی بخوبی باادشاہ کو پہنچی تو خواجه جہان و بعض امراء  
کو شکر گھر اسکے ساتھ اس بغاوت کے درکار تھے لیے ہیجا جب خواجه جہان دیوگدھ میں آیا تو گرشاپ بھی اس سے  
لڑنے کو تھے گے جو نایاب دنوں شکر و فنی مٹ بیٹھ رہوئی اور لڑائی شروع ہوئی۔ اس اثناء جنگ میں خضر  
بهرام کو گرشاپ کے بھئے امراء میں سے تھا اس سے روڑ وال ہو کر خواجه جہان آن ملائی خواجه جہان قوی ہو گیا  
اور بہادر الدین کے شکر میں فتوپخ گیا۔ بہادر الدین نے اسی میں مصلحت دیکھی کہ میدان جنگ میں توقف  
نہیں کیا اور سید بساگر کو آیا۔ یہاں بھی جب دشمنوں نے اسکا پیچانہ چھوڑا تو وہ مع زن و فرند کہنیلہ  
میں کر کرنا تھا میں ہے چلا گیا۔ یہاں کاراجہ اسکا ولی دوست تھا۔ اسی اثناء میں باادشاہ پھری وolt باہیں  
اگلی اور اسے خواجه جہان کو کہنیلہ پر بھاری اشکر کے ساتھ ہیجا یہاں خواجه جہان نے گرشاپ کے دشمنیں  
کہا میں۔ لیکن جب دوست باادسے ایک اور نیا اشکر اسکی کمک کو آیا تو وہ سیری غوالیہ ہوا اور لے کنیلہ کو لفڑتا  
کر لیا۔ گرشاپ بھاگ کر بیلان دیو پاس پنجا۔ بلال پاہ اسلام کے خون سے مضطرب ہوا اور گرشاپ کے رضاڑ  
کر کے خواجه جہان پاس یجا اور اپنے نیز باادشاہ کے دوست خواہوں نیز شاکر ایسا یہ خواجه جہان گرشاپ  
کو پا پڑھیز باادشاہ پاس یجا پا۔ باادشاہ نے حکم دیا کہ اسکی کھال کچھ اکر گہاں بھری جائے اور شعبہ  
میں پہاڑی جائے اور پہنچائی کی جائے ۵

ہر آنکھ تباہ سہ از شہر یار سزا ایش ہیں است انجام کار

اس بغاوت کا بیان این بیوط احتج کرتا ہے کہ سلطان غیاث الدین گنلی کا ایک بیان ہے بہادر الدین تبا  
وہ کسی صوبے میں مقرر رہا تھا جب اسکا ماموں مر گیا تو اسے اموں کے بیٹے کی بیعتے اکا کیا

چند صفحوں کا خط لکھا اور پسپر مہر لگا کر لفاف پر بیہقی لفاظ لکھے اے غادہ عالم مجھے پڑنے سرکی قسم ہے  
جو اس مکتوب کو سوار اپنے کسی اور کو پڑھنے نے پر اس خط کو اُسکے محل کے دروازہ پر پہیک دیا  
جمیون نے اس خط کو پڑھا کیا ان کو سوار اس کے چارہ نہ تھا کہ وہ سلطان کو دیں۔ سلطان نے  
اس خط کو کہو لتا تو اس میں بالکل گایا ای اور لعن طعن لکھی ہوئی تھیں۔ اسلئے اُس نے دہلی کے عمارت  
کرنے کا قطعی ارادہ کیا۔ اُس نے دہلی کے رہنے والوں سے تمام اُنکے گہر اور سرائیں خرید لیں اور پھر  
اُنکو حکم دیا کہ اب دولت آبادیں جا کر آباد ہو۔ اول باشندے حکم دہلی پر مثال ہوئے مگر سلطان  
نے حکم دیا کہ تین روز بعد کوئی آدمی دہلی میں زندہ نہیں دکھائی دیجے۔ یہ سنکرہتی ہے اُوی دولت آباد  
کو روشن ہوئے۔ بعض گہروں کے کوئے کہدہ میں چھپ رہے۔ سلطان کو اُنکی خبر ہوئی  
تو اُنکی تلاش کے واسطے سخت حکم دیا اور غلام سمجھے۔ اُسکے غلاموں نے دو آدمیوں کو شہر میں پایا  
ایک بپانچ تھا اور دوسرا انہا دونوں کو بادشاہ کے رو برو لائے اُس نے بپانچ کو تو تحقیق سے اڑا دیا  
اور انہی سے کو حکم دیا کہ اسکی طانگ میں رستی ڈال کر دہلی سے دولت آباد گھسیٹ کی جائیں۔ چالیس  
دن کا سفر تھا۔ اس بسفر میں اس بچارے انہی سے کے مکر طے اُٹھ گئے۔ ایک پاؤں دولت آباد میں  
پہنچا۔ غرض دہلی کے بالکل باشندے شہر سے باہر نکل گئے۔ اپنے گہر کے اس بابا در تجارت کے مال  
کو چھوڑ گئے۔ شہر بالکل جنگل ہو گیا۔ ایک شخص جیسے کہنے کا مجھے اعتبار ہے اُس نے مجھے کہا کہ یہ  
اُمر تحقیق ہے کہ سلطان نے اپنے محل کی چھت پر پڑھ کر دیکھا کہ سارے شہر میں کہیں آگ جلتی  
ہیتی نہ دہواں اٹھتا ہنا کہیں روتی تھی تو اُس نے کہا کہ اب میرے کلچے میں ٹھنڈگی پڑی اور دل کو  
سرت ہوئی۔ بعد ازاں اُس نے مختلف اضلاع کے باشندوں کو لکھا کہ وہ دہلی میں جا کر آباد ہوں  
اس حکم کے موافق گو اہنوں نے اپنے شہروں و قصبوں کو ویران کیا۔ مگر وہ اس پڑے و سمع  
شہر کو آباد نہ کر سکے۔ وہ دنیا کے پڑے شہروں میں سے ایک تھا۔ جب میں یہاں آیا تھا تو اُسکو  
دنیا کے پڑے شہروں میں سے ذیکر کیا تھا یا اب اس کو ویران خالی پڑا دیکھا۔

## بعا و قیں و متم

جب بادشاہ کے لامخے نے رہا یا کام کیں وہ ایسا تو اُس نے جا بجا بغا و قیں اضافی کیں جنکی تفصیل یہ ہے

و اقتت بنتے اس کام کیوا سطھ اُجین کو تجویز کیا اور یہ بتلایا کہ وہ سلامہ نہیں واقع ہے اور بکرا جیت نے جو کل نہند کاراجدہ تھا اسی سببے اسکو اپنا پایا تھت مقرر کیا تھا۔ بعض نے باشاہ کامیلان خاطر دیکھ کر کہا کہ دیوگڑہ و بطبہ نہیں واقع ہے۔ باشاہ تو خدا سے یہ چاہتا تھا۔ اُس نے مطلق یہ خیال نہیں کیا کہ بڑے بڑے قوی دشمن ہمسایہ میں ایران و توران کے باشاہ موجود نہیں۔ جلدیدیا کہ دہلی میں جو چھوٹے بڑے نوکرے نوکرے تو کمرد عورت بچے میں وہ سب کوچ کر کے دیوگڑہ میں جا کر متوطن ہوں ہبہ آدمیوں کو اُس نے خرج رہا ویسا۔ اور اُنکے گہ و نئی قیمت خزانہ سے دلائی رہنہ ہوئے کہ الجلا راشد البلا، والفرۃ اصعب الکربۃ۔ اہل دہلی کو اس انتقال سے بڑی تخلیف ہوئی۔ الکثر ضعیفہ مسکین بچے ہے عویشیں رستہ ہی میں مر گئے اور جو جا کر وہاں آباد ہوئے بقیرار ہے۔ اُس نے دولت گذہ کا نام دولت آباد رکھا اور دہلی اور دولت آباد کے درمیان سڑک بنوالی دور ویہ اسکے سایہ دار درخت لگائے اور ہر منزل پر کان او سرائے تیار کرائی اور اسیں آدمی تینیں کئے کہ مسافروں کے واسطے ہمیشہ کھانے پینے کا سامان تیار رکھیں ہیباڑ فکو حکم تھا کہ مسافر کو کسی طرح کی ایذا نہ ہونے پائے۔ امکا اثر مدتوں باقی رہا۔ عرض اس طرح دہلی جو ایک سوسائٹی یا ستر برس میں آباد ہو کر بعد اد و مصر سے مساوات کا درجہ رکھتی تھی اور ایک قصر جامع تھی وہ ایسی ویران ہوئی کر کتے بلی تاک اسیں آباد نہ ہے۔ بچھیتیں دہیاں تکے دولت آباد میں زندہ پسخے انہوں نے دولت آباد کو ایسا آباد نہیں کیا جیسا کہ گورستان کو۔ دولت آباد کے آباد کرنے کے لئے امراء و رؤساؤ کو حکم تھا کہ وہ یہاں آنکرائیں مکانات بنوائیں اور آباد ہوں۔ اسے بڑے بڑے صناب کمال وہاں آباد کرانے۔ اور بنایت عمده عمارتیں ہاں تعمیر کرائیں۔ قلعہ اس شان و عظمت کا بنوایا جو اُسکی ابوالغزی و عالی ہتھی کی آنکھ شہادت دیتا ہے۔ اس قلعہ میں سوا ایک راستہ کے دو سر راستے ہیں رکھا گیا اور یہ راہ اس راہ سے بنائی ہو کر ایک پہاڑی سے پہاڑ کا مکڑا ۸۰۰ افیٹ کا تھوڑا وار ہموار تراشایی اور اس کے عین وسط میں ایک چکردار راہ بنائی ہے۔ قلعہ کے گرد پہاڑ میں ست کاٹ کر ایک عیق خدق بنائی ہے۔

## دہلی کی پربادی کا بیان ابن بطوطہ نے جو لکھا ہے

دہلی کے پچھے آدمی بانی ہوئے ہتے باقی اُنکے مددگار یہاں تک نوبت پہنچی کہ دہلی کے آباد ہوں۔

معروض کیا کہ یہ تدبیر مناسب نہیں ہے جیسے کی زین ایک چپہ ماتھہ نہ آئیگی۔ یونہیں لشکر کی جان جائی گی مگر وہ کب سنتا ہے جب خسرو ملک اور شاہ جنکو سوارا طاعت کئی اور چارہ نہ تھا روانہ ہو کر کوہستان میں آئے اور مناسبت مقامات پر قلعے بنائے۔ انکی حفاظت سوار پر پیا دوں کو سپرد ہوئی۔ اب آگے ٹڑھتے جب بہت سے پہاڑوں کوٹے کر کے سر جو چین پر پہنچے اور امر اچین کی عظمت نشان کوا و قلعہ نکی آخواری اور راہوں کی تنگی اور علفت کی کمی کو دیکھا تو اُنکے دلوں میں خوف پڑیں ہوا اور مراجعت کا ارادہ کیا۔ لیکن برسات نگئی تھی۔ اور تمام راہیں پانی کے تلے ڈکس گئی تھیں۔ باہر جانے کی راہ محلوم ہوتی تھی یوں ہی سراسریہ اٹک لیں ہم امن کوہ میں چلتے تھے۔ پہاڑیوں کو یہ موقع ملا کہ مسلمانوں کو انہوں نے قتل و نثار کرنا شروع کیا۔ اور ہر یہ صیب تھی اور ہر قحط کے آثار ظاہر ہوئے۔ ایک ہفتہ میں مشقت شاوخ اٹھا کر لشکر اسلام ایک میدان میں آیا اور استراحت کے لئے اس مکان میں توقف کیا۔ اتفاق سے رات کو ایسا موسلا دہار میں برسا کر لشکر کے گرد پانی اتنا کھڑا ہو گیا جس سے نیز کر گز رکھ سکتے تھے نہ ہوئے پر سوار ہو کر خسرو ملک اور اسکے لشکر کے بہت سے آدمی و مس پندرہ روز میں آذوقہ و قوت لا یموت کے پہم پہنچنے سے بلاک ہوئے۔ اور جو لشکر پہنچ آتی ہے پڑے تھے انہوں نے ہندوستان کی راہ لی۔ جب ہماچل کے آدمیوں کو اسکی خبر ہوئی تو وہ کشیتوں میں پیغامبر لشکر کے مقامات پر پہنچے اور اُنکے سارے ہتھیار اور اسیاب چین لئے اور وہ سپاہ جو بر سر راہ پاسانی کے لئے چوری تھی اُس کو انہوں نے قتل کیا۔ اور کوئی نشان اسکا باقی نہ کہا اور جو قلیل آدمی آدمی پہزاد جراثیل جان ملت یکر بادشاہ سلامت پاس آئے وہ اس جرم میں تین قہر سے قتل ہوئے کہ بادشاہ کے نزدیک انہیں کے سبب یہ شکست ہوئی تھی۔

## پنجم نامعقول تدبیر

بادشاہ کے دل میں یہ جیال آیا کہ یہر علم کے ساییں بہت سے ملک آگئے ہیں اور الملک ایسی جگہ مقرر کرنا چاہتے کہ اسکو اطرافِ ملکت کے وہ نسبت ہو جو سرکرد کو دائرہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ تاکہ ممالک محرومہ اطراف میں جو خیر و شر و صلاح و فساد و اقیم ہوں انکی خریلی السویہ دار الملک میں پہنچے اور اگر کسی دیار میں کوئی حادثہ واقع ہو تو اسکا جلد تر علاج کیا جائے و ائمدوں نے جو اقیم کے طول و عرض سے

زوال دوستیں مجاہد ہوئی۔ سپول شخص کے ادب کی کوئی کل سیدہ ہی نہیں۔ جو چال پڑا وہ میری چلا جو تدبیر کی اس سے دولت ملک کا انتظام پڑگیا۔ زوال آیا۔ خرابی۔ ابتری۔ پریشانی پیدا ہوئی۔ خواصِ عامہ ہے عایا اس سے متفرق ہوئی۔

### سوم نام معقول میر

باوشاہ کو بیع مسکون کی تجیر کا اوپنکر کے بڑھانے کا خط تھا۔ امیر نوروز و امام اتنہ مشیرن خان شاہزادہ جمعتائی بہت سے امیران ہزار و صدہ کو سایا تھے لیکر باوشاہ کی خدمت ہیں حاضر ہوا اور تم اس کا ملازم ہوا عراق اور خراسان سے اور امیر اور شاہزادے بھی یہاں آنکر پا باوشاہ کے ملازم ہوئے۔ انہوں نے باوشاہ کو ایران و قوران تجیر کرنے کی راہ نہایت آسان بنائی۔ یہاں کیا ہتا دیوانہ رہ ہوئے بس است + جو اس طرف کی آیا باوشاہ نے تایف قلوکے لئے اسکو سونیکا ڈلا جوال کیا۔ بطریح سر مددوں اور ممالک کی حفاظت کے واسطے جس سپاہ کی ضرورت تھی اُسکے سوا تین لاکھ ستر ہزار سوار بوکرتبے۔ اول سال ہیں تو انکی تجوہ خزانہ شاہی سے دیکی۔ اُنکی فرصت نہیں کہ اس لشکر سے کوئی ولایت تازہ فتح کرتا کہ اُسکی آمدی سے لشکر کا وظیفہ دیا جاتا۔ کوئی غنیمت بھی ہاتھ نہ لگی جس سے لشکر کی تسلی ہوتی گہر کے خزانہ میں بھی کوڑی باقی نہیں رہی۔ روپیہ ہی لشکر کو تھامتا ہے۔ جبکہ نہ رہا تو لشکر بھی متفرق اور منتشر ہوا اور باوشاہ کا دادا لانکلا۔ اور باوشاہی کامنیں بے رونقی ہوئی۔ عراق خراسان بھی ہاتھ نہ آپا

### چہارم تدبیر نام معقول

باوشاہ کا ارادہ ہوا کہ کوہ ہماچل (ہمالیا) جو چین اور ہندوستان کے دریانے ہی اُسکی راہ سے ملک چین کو فتح کیجئے۔ اور ہائی دلت غنیمت سے خزانوں کو معمور کیجئے۔ اسے مہمیہ ہیں امرا نامدار اور دریاران آزمودہ کارہ اور ایک لاکھ سوار اپنے بہانے خسرو ملک کے ماتحت روانہ کئے اور کہہ دیا کہ اول کوہستان ہماچل کو تصرف ہیں لائیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں قلعہ بنائیں اور اُسیں لشکر کو چھوڑ کر آگے قدم پڑنائیں اور بہرحد چین میں پہنچ کر دہاں ایک قلعہ عظیم نہایت تحمل و استوار تعمیر کرائیں اور وہاں رہیں۔ اور ولایت ہماچل کا انتظام کریں اور مجھے اطلاع دیں۔ اس ارجمند اور لشکر ملک کیلئے بیجوں تو تبدیلیں آگے بڑھا کر ملک چین کی تجیر کے درپیوں پر ہر چند ارکان دولت نے بکتنا یہ آصرت تھی۔

خاندان کے خاندان ملہا میت ہو گئے بادشاہی کے ساتے کام بے رونق ہو گئے۔

## و و م نامعقول تدیر

بادشاہ کو یہ تناخی کوئی سکنر کی خرح ساتوں اتفیک کو تحریر کروں مگر اس سے اول شکر کی ضرورت تھی اور شکر کے لئے خزانہ درکار تھا وہ بکافی پاس نہ تھا۔ اسکے بڑا نے کی یہ تدیر کی کہ تابنے کا سکہ چلا یا۔ یہ تدیر سوجھی یوں تھی کہ اسکو معلوم ہوا کہ چین کے اندر زر جاد چلتا ہے (جاد ایک کاغذ کا ٹکڑا ہوتا ہے اسپر خافان چین کا نام و لقب سبق ہوتا ہے) تو اُنسنے یہ ارادہ کیا کہ یہی بجاے اس کاغذ زر کے تابنے کا سکہ چلاوں۔ چنانچہ دارالفربہ میں تابنے کا سکہ بننا شروع ہوا۔ مگر اُنسنے یہیں سوچا کہ ایسے سکون کا چلنہ سلطنت کے اعتبار پر اور استقلال پر یہ وقت ہوتا ہے کہ آجکل ہندوستان میں کاغذ زر برٹش گورنمنٹ میں علی رہا ہے۔ بھلا اسکی بے اعتبار سلطنت میں وہ کب پل حکما نہ ہا۔ اس تابنے کے سکے کو درس کے لکھوں نے تو ہاتھ ہجی نہیں لکھایا وہ تو اسکوتا بنے کے بدیں میں لیتے تھے ہے  
برانی نوہ کہ ہامس بود ہم عیار ہے نرخ مس آرندش ازبر دیا۔

مگر ہندوؤں نے اور بادشاہی جروں نے دارالفربہ میں تابنے کے ڈیمیر لاکھوں گروروں سکے ڈبلو اے آور اُنسنے اجناس اور ہتھیار خرید کے اطراف میں لیجا کر سونے چاندی کے سکوں میں بیچے یوں کیمیا نے اتحاً آگئی کہ تابنے کو سونا بنانے لگئے۔ زرگروں نے بھی اپنے گھر میں دارالفربہ کی نقل اماری۔ تابنے کے سکے بنائے۔ اور بازار میں سونے چاندی کے سکوں کے بدل لیا۔ مالک دو دست میں تو یہ تابنے کا سکہ چلا ہی نہیں مگر فرستہ رفتہ ایسا ہوا کہ تخت گاہ کے قریب اضع میں بھی وہ درجہ اعتبار سے گر گیا۔ بادشاہ یہ حال دیکھ کر اپنے حکم سے پیشان ہوا۔ اور کوئی چارہ اسکے سوار نہ تھا اک اُنسنے حکم دیا کہ جس شخص کے پاس سکہ مس ہو وہ خزانہ میں داخل کر کے تک لفڑو دز لیئے ہاں سے اسکو یہ امینہ تھی کہ تکنیک میں کا اعتبار ہو جائے اور دادوستہ میں اسکا درج ہو جائے۔ مگر لوگوں نے نہ کہا تو کگہوں میں کلکو خ و سنگ کی طرح ٹرے ہوئے تھے خزانہ میں لا کر تکنہاڑ زر و نقرہ میتے بدلوائے پس اس طرح خزانہ شاہی تو غالی ہوا ملٹنڈ میں بے روچ رہا۔ تجارت دادوستہ میں خلل پڑا اور وزیر روز رہا یا کافی افلاس اور ٹرے مالہ آمد فی بیس گھنٹا ایسا محفل شاہی غیر منظم ہو گئے۔ غرض یہ تدیر بھی

توڑے و نور ہیں وہ انتظام کر لیا کہ پہلے باوشاہو نکے زمانہ میں برسوں ہیں نہ ہوا تھا۔ اب جمال تواد اُل سلطنت میں تھا مگر باوشاہ یہ چاہتا تھا کہ سلاطین سابق کے خوابط کو فسخ کرے اور قواعد جدید اخراج کرے۔ ہر روز ایک ضایعہ تازہ اور حکم جدید صادر ہوتا۔ مگر چونکہ وہ اپنی عدالت انصاف کے بعد ہوتا اور مختار عام خاص کا سبب ہوتا اس لئے جاری نہ ہوتا۔ عالم کی محنت آتی۔ اگر کوئی حکم القافیہ جاری ہوا تو عام خلائق تباہ ہوتی کار ملکت میں خلل عظیم پڑتا۔

## باوشاہ کے نام معمول منصوبوں اور تصریروں کا بیان

باوشاہ نے دمین تین چار منصوبے ایسے سچ کر لیں سے ساری دنیا قبح ہو جائے۔ اور ان منصوبوں کے پورا کرنے کے لئے کسی تھے کچھ صلاح اور شورہ نہ لیا۔ یہ منصوبہ دل میں آیا اُسی کو خواب جانا۔ اسکا دل کسی تھے نہ پوچھا۔ فتحجہ اسکا یہ تھا کہ رعایا پر براہوںی۔ خزانہ خالی ہوا۔ جنم جنمہ بعنای قیس اور سارے شہری ہوئے لگیں۔ اب تک یہ پر بدتری اور درتی پر برتقی بڑھتی ہی گئی۔ طرفہ یہ کہ جس قدر انتظام بگرتا گیا۔ باوشاہ کا نزدیک بھی بڑھا گیا۔ حس کافم کو باوشاہ نے چاہا جس سے وہ ہوا تو باوشاہ کو خفظہ آیا۔ اور رعایا کو کھیرتے گئی کی طرح کافم بشریت کیا۔ ساری رعایا اس سے برگشته ہو گئی۔ اور رہوار گھر است اور ولی گدھ۔ کے اور سارے اہل اُس سے پہنچ گیا اور قبضہ سے بھل گیا۔ اب ان منصوبوں و تصریروں کی تفصیل یہ ہے۔

## اول نام معمول نہ صرف

باوشاہ کے دلیل بعض خیارات ایسے پیدا ہتے کہ اُس نے دل آپ کے خراج کو لگنا چاہگنا انصافہ کر دیا اس سے رعایا کے سر خراج کا باریسا پڑا کہ اسکی گردن پچاساگئی اور کمرٹوٹ گئی۔ غریب کاشتکار کمیت چھوڑ چھوڑ کر بھاگے۔ آسودہ حال رعایا فی سرکشی پر کمرپست کی۔ عرض ایسا لکھا بہراہ ہوا کہ جی کسی ظالم باوشاہ کے ہدیں میں نہیں خراب ہوا تھا۔ ادھر کاشتکاروں نے کھنچتی سے ما تھا اپنایا اور ہر شہر میاں نے مینڈنہ برسایا اس سبکے دلی اور جوالي وہیں یاک قحط عظیم مہلک پڑا۔ کئی برس تک یہ قحط عام رہا۔ بہاروں آدمی مر گئے اماج چھے دیناری نہیں بکنے لگا۔ گو باوشاہ نے حکم دیا کہ اہل شہر کو اتنا غالہ دیدیا جائے کہ وہ چھے ہمینہ تک کھائیں۔ اس حکم کی تعلیم کے لئے ابکار ان شاہی نے پہلے شہر کے محلوں کے آدمیوں کی فہرست بنانی پڑی۔ پہلے شخص کو اتنا غالہ دیدیا کہ وہ چھے ہمینہ تک کھائے۔ مگر اس سے مصیبت ہے تھی۔ گھر کے گھر اور

خود رائی سے عقل مصلحت ایندیش کے خلاف ہمہوں اور کاموں ارادوں کے منفوس پہ باندھنہا۔ اور انکے پورا کرنے کے لئے کسیکی صلح اور مشورہ نہ لیتا۔ اور رعایا کی تکلیف کا ذرا خیال نہ کرتا۔ اس سبیتے جو جو مصلحتیں ادا فہریں اور بلائیں رعایا کے سر پر پڑیں وہ کسی ظاطم باوشاہ کی سلطنت میں بھی نہیں واقع ہوئیں۔ ان منصوبوں اور ہمہوں کا بیان دوچار صفحوں کے بعد آئیگا۔

## مغلوں کے حملے روکنے کی عجائب نہ پھر

تیمور شیر خاں یا تریش زین خاں بن داؤ دغاش حاکم اوس چنانی ایک بڑا مشہور اور نامور سوار مغلوں کا تھا اُنسنے <sup>بڑھ کر</sup> ہندوستان کی تسبیح کا رادہ کیا۔ اور بہت سی مغلوں کی فوج لیکر بچاپ میں ہس آیا۔ لغان سے ملانا تک لوٹ مار کر تراہوادی کے دروازہ پر آنچا۔ باوشاہ نے اڑنا مصلحت بخانا اور اس بنا کو یوں ملا کہ پنج میں لوگوں کو وہ طبق بتایا۔ اور انکی معروفت تیمور شیر خاں پاس پہنچے جو اہرات اور بہت سا چاہندی سونا بھوایا۔ اور اس بات پر راضی کیا کہ وہ ہندوستان سے جلد چلا جائے۔ پیر غزالی روانہ ہوا۔ اور بھرپور کا بھرپور کام میں آئی۔ اور ایسی راس آئی کہ پہنچلوں ہندوستان پر حملہ نہ کیا۔ حالانکہ مغلوں کی لاجی اور طامع اور حریص ہوتی ہے یہ نظر آتا تھا کہ یہ دولت اُن سے ہندوستان پر کچھر حملہ کرائے گی۔

## باوشاہ کی عجده تکمیلی

اب سلطان محمد نعمت کو ترتیب لشکر کا خیال ہوا۔ اور اسکو خوش اسلوبی کے ساتھ ترتیب کیا اور جمال ہندوستان کی گجرات والوہ۔ صہیون کمالگ تلنگ۔ کنبل۔ دوار۔ سہار۔ لمپیمار۔ لکھنوتی۔ چندھنگانو۔ سنا رگانو ترتیب کو اپنے قبضہ میں لایا۔ اور خوب انکا انتظام اور بندہ دیست کیا۔ سب اجراء نے دزپنڈار پا چکر اور فرمانبردار رہتے۔ کوڑی کوڑی پیسا پیسا خراج کا ادا کر دیتے تھے۔ اور ایک دی یا تی نہ رہتی تھی۔ ماسقدر روپیہ خزانوں میں آنکہ با وجود باوشاہ کی شاہ خرجی کے انہیں کمی نہ ہوتی۔ کسی تحریک اور درکش کو طاقت سراہٹا نہیں تھی۔ اس وقت دور و راز کے صوبوں میں بھی ایسیہی اچھا انتظام ہتا جیسا کہ فرار اس سلطنت کے قریب چواییں۔ دور و نزدیک کے گلوں سے خراج بے خرشہ وصول ہوتا تھا۔ اس باوشاہ نے

صاحب کمال اسکے درباریں آتے اور اپنی آرزو سے زیادہ دولت پاتے ایک ایک دن کا ترجیح انکا اور  
بادشاہوں کے برسوں کے خرچ کے بربر تھا محتاجوں کے واسطے محتاج غانہ بیماروں کے واسطے  
شفا خانے مسافروں کے واسطے مسافر خانے ہوا۔ اسلام اس کو دراثت میں ماننے لگا تھا پانچوں  
وقت کی نماز پڑھتا۔ کبھی رمضان کے روزے نامذکر تھا۔ نشہ کو بھی بچھوتا جرام کاری سے کوئوں  
بھاگتا۔ قمار بازی کے پاس کبھی نہ جاتا۔ مگر باوجود اس اطاعت شریعت کے پاک اور مقدس بھائیوں  
کا خون کرنا اُس کا پیشہ تھا۔ کوئی ہفتہ جاتا ہو گا کہ جس میں کوئی مولوی ہفتی۔ قاضی۔ صوفی۔ قلندر  
قتل نہ ہوتا ہو۔ مسلمان کے مارنے کا اُس کو اتنا بھی افسوس نہ ہوتا کہ جتنا پاؤں تسلیم چینوں کے  
پس جانے کا ہوتا ہے۔ فرعونی اور نمرودی ارادوں سے بھی اس کا دماغ خالی نہ تھا حضرت  
مسلمانؓ کی طرح چاہتا تھا کہ سینبھرمی اور سلطانی و دونوں اُس کی ذات میں جمع ہو جائیں اور  
جن و انس پر فرمانرو آئی کرے۔ شیرین گفتار ایسا کہ منہ سے پوپل جڑتے تھے اُس کی بازوں  
سے کبھی دل نہ بہرتا۔ خوش نویں ایسا کہ جس کو اُستاد و ان خط اُستاد کہتے تھے۔ زبان عربی  
فارسی میں ایسا مشتی تھا کہ اور دیر اپر پر شک کرتے تھے۔ غرض اپنے وقت میں تحریر و تفتریں بے نظر  
تجھا۔ بعد مرٹے کے بھی اسکا کلام یاد گار روزگار رہا۔ فارسی شعر خود خوب کہتا۔ اور متفقہ بن کے اشعار کو خوب  
سمیجتا۔ قیمت حافظہ اسکی ایسی قوی کر جو بات کہ ایک و فہم سن لے عمر ہر یاد رہے۔ اشعار ہزار بار مایا فتحے رکھاں  
کی کتابیں بزرگان ہمیں۔ شاہنامہ۔ ملکندر نامہ اور قصہ ابو سلم اور امیر حمزہ حفظ تھا۔ معقولات میں منطق اور  
الہیات اور یقینات اور یادیاتیں طبیعت کو خوب لکھا تھا۔ خصوصاً فن طب میں کمال تھا۔ ملکندریوں کا  
علمان ہوتا۔ اور تشخیص امراض میں اطباء سے طالب علمانہ بحث کرتا۔ اور انکو قابل کرتا۔ الکثر فنا و فات ہم  
فلسفہ میں کرتا۔ معقول مولویوں کی صحبت میں رہتا۔ فہما اور ارباب منقول کو بھی مجلس میں بار کر تھا۔ وہ ہمیں  
منقولات کو معقول جانتا جو عقل کے موافق اور فطرت کے مطابق ہوتیں۔ باقی سب منقول کو پہنچوں گنتا  
اسکے دل میں معقولی خیالات ایسے ہیں گئے تھے کہ منقولات کے لئے کوئی جگہ خالی نہ رہی۔ بطيه سنجی اور بندل  
گوئی سے بھی، مکی صحبت خالی نہ تھی۔ ایک شاعر عید ہزلہ گوئی کے واسطے موجود تھا۔ سپاہ گری  
سے خوب آگاہ تھا۔ گویہ سب خوبیاں اُس کی ذات میں کمال درجہ کی تھیں۔ مگر بہت سی حرکات  
اور اُسکی عادات ایسی تھیں کہ جس سے اُپر جنون کا شہر کرنا اور اُسکو خونی باہ شہاہ کہنا بجا نہیں ہے۔ اپنی

عارت کو بیاپکے ائمکے لئے بنایا تھا ورنہ اُسکے بنا نیکی ضرورت کیا تھی۔ مگر فقیر نے مکر ثغرات سے یہ بات سُنبی ہے اور وہ ہو گئی کہ شیخ نظام الدین سے سلطان یعنی رنجیدہ تھا اُسے شیخ پاس پہنچا میں سجا تھا کہ میں دہلی کے اندر آیا ہوں۔ آپ اس سے باہر پڑے جائیں تو شیخ نے فرمایا ہنوز دہلی دو راست جو اتنک ضرب المثل ہی۔ مگر ان بخطوط کے بیان سے معلوم ہوا ہاگہ کہ حفت کا انتقال اس سے پہلے ہو چکا تھا۔

### قلعہ تعلق آباد

اس باہشاد کی یہاں گارڈی کے قریب ہو جو ہے۔ اسی مسانت اور تحکام کا شہر خاصہ عامتی ہے۔ یہیں اسکی قبری۔ ایک ضمیمہ میں اہل اسلام کی عمارتوں کا ذکر کریں گے، ہاں امر قدمہ کا عالِ مفصل لکھیں گے۔

### سلطان مجاهد ابوالفتح محمد شاہ تغلق کی سلطنت

غیاث الدین تغلق اس جہان سے وداع جو اہتا تو سوم کے بعد تعلق آبادیں جو ناخان بڑا یا اور یہ بد اسکا شہر میں خندش تھی پر جلوہ افروز ہوا۔ او سلطان محمد شاہ اپنا خطاب رکھا چشم کے بعد تعلق آباد سے ہلی میں وہ آیا۔ وہ پرانے باہشاد ہو گئی تخت گاہ پر جلوں فرمایا۔ اور یہ اجلاس اس جاہ و جلال اور شان و شوکت کے ساتھ تھا کہ وہ کسی اور تخت نہیں کو لفیض بہو اسونے چاندی کا مینہ اس طرح بر سارا یا کہ امراہا تھیوں پر سورا تھے اور طشت روپے اشرفیوں سے بہرے ہوئے آگے رکھے تھے وہ شہر کے بازاروں کے فرش اور کوٹھوں پر ٹھیکیاں بہرے کے چھکتے تھے اور لوگ انکو پہنچتے تھے جسے غیر مغلسوں کو ملامال کر دیا۔ عمر بھر کی روپیوں سے انکو افراغ ہوا۔ رفقاً امراء کو بڑے بڑے چاہو منصب دے اور علماء اور فضلاء کے بڑے بڑے وظائف مقرر کئے۔

### سلطان محمد شاہ تغلق کی عادات

یہ باہشاد عجائب روگمار سے مقابلاً اسکی ذات جامع احمد ادھمی۔ بحدائق ایوان بُرا یوں پر پردہ والی تھیں۔ اور بڑا یاں بحدائق یوں کو خاک میں ملانی تھیں۔ فیاض ایسا کہ روپیہ کو ٹھیکی سمجھتا تھا عالموں اور فاضلوں کو لاکھوں روپیہ دید تھا۔ یہی سب تباکہ چیتے اسکی سیاقت اور دحادیں دفتر کے درفتر سیاہ ہوئے ہیں۔ (ایسے کسی) اور باہشاد کے نہیں تھے اس سعادت کا حال سنکر سب طرافت کے

سلطان کو بھجا خیر ہو گئی تھی کہ نجبوں نے پہلے سے گئے دیا ہو گکہ وہی میں سلطان دوبارہ اپنی حکومت پر کر نہیں کیا۔ اس پر سلطان نے نجبوں کی تہذیب دخوب کی تھی۔ ہم پر مراجعت کر کے جیلیان پری ایضاً ایسا کے قریب آیا۔ تو اُنے بیٹے کو حکم دیا کہ اُسکے واسطے ایک کوشک دیا کے گئے کنارہ پیر افغان پور کے پاس تیار کرے بیٹے نے اس کوشک کو تین دن میں تیار کرایا۔ اکثر حصہ اسکا چوبی بناوا یا وہ تین سے اونچا تھا اور اسکا ٹھکے ستوں پر قائم تھا۔ اسکی تعمیر کا اعتمام ملک نے ادھ کو جو اسوقت میر غمارت تھا سپر کیا۔ اور اسکو ایک جمکت بتاوی کا سکے موافق مکان کو بنائے اور یہ جمکت یہ تھی کہ مکان کے خاص حصہ کو ایسا بنائے کہ جیب ہاتھی کے پیر کی دہمک اسکو پہونچے تو وہ حکم دینی گر پڑے۔ باوشاہ آن کراس کوشک میں اُتر اور دستِ خوان بچھا۔ لوگوں نے اُسکے ساتھ کھانا کھایا۔ اور اسکے بیٹے زندگی ماحیوی کی قواعد کی اجازت چاہی۔ باوشاہ نے اجازت دیدی۔ شیخ رکن الدین ملتانی نے مجھے کہا ہے کہ میں سلطان عیاث الدین کے پاس تھا اور اُس کا سب سے پیارا چھوٹا بیٹا محمود بھی اُس کے ساتھ تھا لغت خال نے مجھ سے کہا کہ اُستاد اپ کی نماز کا وقت آگیا ہے جائے نماز پڑھئے۔ شیخ کہتا ہے میں نماز کو گیا ہی تھا کہ شہزادہ کے آدمی اس طرف کہ پہلے سے ان کو بتا دی تھی ما تھیوں کو لائے ما تھیوں کے اُتھی مکان گرا۔ اور سلطان اور اس کا بیٹا محمود اس کے اندر دیا۔ جب شیخ نے گرنے کی آواز سنی بے نماز پڑھے وہ آیا اور دیکھا کہ غمارت گری پڑی ہے اور لغت خال زیان سے تو یہ حکم دے رہا ہے کہ لوگ جلد اوزار لا کر غمارت کے اندر سے سلطان کو نکالیں۔ مگر اس نے یہ کہ رہا ہے کہ اس کا مہم دیر لگائیں۔ غروب آفتاب کے بعد یہ آلات آئے سلطان کی لاش نکالی گئی جس کی بیویت سے معلوم ہوتا تھا کہ جیب مکان گرا تو سلطان اپنے بیٹے کی جان بچانے کے لئے اُپسے جو بکا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ زندہ نکلا تھا پھر اس کا کام نام کیا گیا۔ رات ہی کو اسکا جنازہ شہر تغلق آبادیں لے گئے اور یہاں جو قبر اُسنے اپنی بوالی تھی اُسی میں دفن کیا۔ جمکت مکان گرنے کی ملک زادہ کی تھی جسکا مل نام احمد بن ایاس تھا۔ اسی وجہ سے خواجہ جہاں اس کا خطاب ہوا۔ وزیر عظم کا عہدہ ملا اور سلطان اسکا طرف دار ہیشہ رہا۔ طبقات اکبری میں لکھا ہو کہ صاحب تاریخ فیروز شاہی نے اپنی تاریخ سلطان فیروز کے عصر میں تصنیف کی ہے اور سلطان فیروز کو سلطان محمد تغلق (لغت خال) سے اختقاد بہت تھا اُسکے ملاحظے کے سبب اس واقعہ کو نہیں لکھا کہ لغت خال نے

جلدی میں کہ بادشاہ اسی دم سوار ہو نیکوئی بغیر ناخواستہ ہوئے باہر گل آئے۔ انخ خان جو گھوٹے باختی  
 پیشکش کے لئے لایا تھا انکی درخی میں باہر آئی صورت ہوا۔ کہ اتنے میں بچوںی محل کی چھت گری۔ اور  
 بادشاہ اور اسکے پانچ بیٹیں دپ کر ہم گئے۔ یہ واقعہ بیس الاول ۲۶ شمسی مطابق ماہ فروری ۱۳۷۴ء میں واقع  
 ہوا۔ اب اس واقعہ پر بونج مختلف الگتھی ہیں جب محل حال نہیں معلوم ہوتا تو ایسے ہی قیاسات صاحب کرائے  
 لگایا کرتے ہیں بعض سونخ تو یہ کہتے ہیں کہ مکان نیا تھا۔ باختی گھوٹے جو وہ طے اُسکے صدھے سے گر پڑا  
 حاجی محمد قندھاری یہ بحتماً کہ بھی مکان پر گری۔ اسکے صدر بھی یہ حال ہوا۔ بعض سونخ یہ رائے دیتے ہیں  
 کہ اس نئے مکان کا بے ضرورت بنانا اور پھر اسکا اسوقت گردناک انخ خان باہر ہوا۔ اور اسکا چھوٹا بھائی  
 کہ بادشاہ کا بہت لاڈا بیٹا تھا اندر ہو ان ہاتوں سے یہ گمان ضرور ہوتا ہے کہ انخ خان نے باپ کے  
 کام تمام کرنے کے لئے یہ مکان بنایا تھا۔ گریہ اعم حقیق سے بعد معلوم ہوتا ہے۔ اس نے انخ خان پر  
 خوان پر موجود تھا۔ یہ کہ اس میں کہاں سے آئی تھی کہس وقت وہ دیاں تھے اُنھوںکا باہر آئے  
 اسی وقت مکان گرجا ہے۔ سب سے زیادہ لطیفہ صدر جہاں گجراتی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے  
 کہ انخ خان نے آئی طسم ہایا تھا۔ جس وقت اُن کو تو اُسی وقت مکان گر پڑا۔ عرض کچھ ہی  
 ہوا پھر بادشاہ نے اب چار گزر زین کے اندر آرام کیا۔ اور چار سال کچھ ہیمنے بادشاہی کی۔ اب  
 بسط مسیح افریقہ اس واقعہ کو دلچسپ طور پر یوں بیان کرتا ہے کہ اُس زمانہ میں دہلی میں ایک  
 ولی اللہ نظام الدین رست تھے ان کی خدمت میں اکثر سلطان کا بیٹا جایا گرتا تھا اور ان کے  
 مرید و نسب سامنے بڑی تعظیم و تکریم کرتا تھا اپنے تھیں دعا خیر کی استدعا کرتا تھا۔ حضرت پر بعض اوقات  
 بیخودی کی حالت طاری ہوتی تھی کہ وہ اپنے آپ میں نہیں رہتے تھے۔ انخ خان نے اپنے کو لکھنی کر کر  
 تھے کہ جب حضرت پر یہ حالت طاری ہوتا ہے اطلاع ہو۔ چنانچہ ایک دن یہ حالت جب طاری ہوئی تو اسکو  
 اطلاع ہوئی اور وہ آیا۔ جوہیں اُس پر شیخ گی نظر پڑی تو انہوں نے چلا کر کہا کہ ہم نے تجھ کو سخت دیا۔  
 دہلی میں سلطان نہ تھا کہ حضرت کا انتقال ہو گیا۔ اُنکے جنازہ کو اس شہزادہ نے کندہا دیا۔ باپ بیارا حال  
 معلوم ہوا تو بیٹے سے بدگمان ہوا۔ اور اسکو وہ کہا یا۔ اور بعض اور حرکات بھی شہزادہ نے ایسے سرزد  
 ہوئی تھیں کہ جس سے باپ کا دل اُس سے صاف نہیں رہا تھا اور تجھہ ہو گیا تھا۔ اُس نہیں کہ غلام خرمدیگی  
 تھے مارا کوہہ تھے تھوڑی تھا لفت دیکر اپنا دوست بنایا تھا۔ اب اور بھی بیٹے سے زیادہ باپ خدا ہو گیا

میں لکھا ہے کہ جب تعلق شاہ ترہت میں آیا تو یہاں کاراجہ جنگل میں بھاگ گیا۔ سلطان اسکے تعاقب میں جنگل میں آیا اور خود اُسے اپنے نفری قیس سے تبراتھ میں لیکر چڑھتے دخت کئے جبکہ لوگوں نے حال دیکھا تو سب تجوہ سے بڑے دخت کاٹنے لگے اور کچھ دونوں میں جنگل ایسا صاف کرو دیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا جو اس پہلے کبھی ٹھاکری نہیں ہوا تھی۔ دو تین روز میں با دشمنا قلعہ ترہت پر پہنچا تو اُس نے یہاں دیکھا کہ قلعہ کے گرد سات خندقیں پانی سے بہری ہوئی ہیں اور قلعہ کی راہ صرف ایک بہایت باریکی سے باوجود اسکے اسے دو تین بستے میں اس قلعہ کو فتح کر دیا اور وہاں کے راجہ کو پکڑ دیا۔ اور ترہت کو احمد خاں پر تبلیغہ کے حوالہ کیا جیسے بام باادشاہ نے ۲۲۵-۲۲۶<sup>۱۷۳۷</sup> کے دریمان کئے۔

ابن بطوطہ جو ہر ہم کی نسبت ایک ایسی بات لکھتا ہے کہ وہ اور تاریخوں سے نہیں ملتی۔ اُس نے اس ہم کی نسبت یہ لکھا ہے کہ سلطان شمس الدین پاس امیر چھاگ کر گئے جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ مر گیا اور اپنے بیٹے شہاب الدین کو اپنا جانشین کر گیا۔ جب وہ تخت نشین ہوا تو اسکے بھائی نے اُسکی سلطنت چھین لی اور اپنے بھائی قلعو خاں اور اور بھائیوں کو قتل کیا مگر انہیں سے اُسکے دوہیانی سلطنت شہاب الدین اور ناصر الدین سلطان تعلق شاہ پاس آئے۔ وہ سلطان پہنچنے سے سدا مارجع کو دہلی میں اپنی جگہ مقرر کر کے لکھنؤتی لڑنے کو بہت جلد گیا۔ غیاث الدین کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لیکر دہلی کو چلا (یا وہ کہ جونا خاں۔ لالخ خاں۔ سلطان محمد یہ سب نام ایک ہی شخص کے ہیں)

## وفات تعلق شاہ

ترہت سے چند نسلیں طے کر کے باادشاہ اپنے شکر سے جدابو کر خود دہلی کی طرف روانہ ہوا جب ایغ فان نے قتنا کہ باپ ابلغا را کرتا ہوا دہلی آتا ہے تو اسے افغان پور کے قریب بیک کے کنارہ پر تعلق آباد سے تین چار کوئی پرلایک کوشکتین چار روز میں نیمار کرایا کہ جب باادشاہ آئے تو رات کو وہاں آرام فرمائے اور صبح کو جب شہر سب طرح سے آر استہ ہوا دربِ لول سواری ہتھیا ہو تو شاہ نے جلوس کے ساتھ تعلق آبادیں آئے۔ غرض بڑی خوشی پادشاہ کے آنے کی یہاں ہورہی تھی کہ باادشاہ آپنچا۔ اور اسی چوبی محل میں شب پاش ہوا۔ وہ سر روز والخ خاں اور ادرا مراد باادشاہ کی ملاقات سے نظر فراز ہوئے۔ اور باادشاہ کے ساتھ کھانا مالھانے پڑیتے۔ جب کھانا نہ تباہ دل کر کے تھسپت پر اس

تلنگ بیں آیا اور ناخیوں کو دہلی سلطان پاس بھوایا۔

## سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی سر زبان

جن دنوں و نکل فتح ہوا درجات گزتے ہاتھی آئے۔ سرحد پر مغلوں نے حملہ کیا مگر شکر اسلام نے آنکو اسیر کر کے زیر دزبر کیا اور انکے دہزادار و نبی پر کڑک را دشاد پاس لائے۔ سلطان غیاث الدین نے تغلق کو اپنا دارالملک بنایا تھا اور یہاں امراء طوک و معارف و اکابر مع اہل عیال کے آباد ہوئے اور مکانات پئے بنائے۔ ان ہی دنوں میں تھیں لکھنوتی و سارے تھانوں سے باوشاہ پاس عضیاں آئیں کیا نے حکام امراء نے ظلم کا باتھ دراز کر کھا ہی۔ اور یہاں کے مسلمان اس بیدا و عاجز ہوئے کہ اسے باوشاہ غیاث الدین تغلق نے لکھنوتی کا غم مصمم کیا اور لغ خال کو درنگل سٹے اک بیت ہلی بلکہ نیابت غیبت اور سارے مخملکہ اپنے تھانوں کے اوڑھو لشکر کے ساتھ لکھنوتی کو کوچ کیا میٹے ہے دیا اور نے عور کر کے اس دور و راز را لکھنوتی کو استھنے طے کیا کہ کسی کی نکسیر بھی نہیں بھوتی۔ تغلق شاہ کی ہمیت سطوط کا وہ شہر و سارے ہند و تائیں پھیل رہا تھا کہ جو ہی اُنسے تیرت ہے میں قدم رکھا۔ سلطان ناصر الدین صابط لکھنوتی اُنکی قدم بوسی کیلئے دوڑا اور تھیس تھنے پیش کئے۔ سلطان ناصر الدین سلطان غیاث الدین مبنی کا پیٹا تھا۔ عبد حلیمیں اُنکی سلامت وی کے بہبست اُنکی اقطاع میں تپنہیں ہوا تھا اور لکھنوتی میں ایک گوشہ میں پڑا ہوا پا لیس برس سے حکومت کر رہا تھا۔ تغلق شاہ کی تواریخ میں باہر نہ ہوئی کہ اس پیارے ریوں اور راجوں نے اُنکی طاعت قبول کر لی۔ سلطان تغلق شاہ کامنہ بولابیتا تارخان تھا اور اقطاع طفر آباد اس پاس پھٹے وہ یہاں کا منتظم مقرر ہوا۔ سارے گاؤں کا ضبط بہادر شاہ تھا اور ہبہ اُنیشت کا دھرم بہتر تھا اور مکون علوی کے اور مغلیے بیس رہی ڈال کے سلطان کی خدمت میں اُنسے پہنچ دیا۔ اور اس ملک کے تمام ناخیوں کو باوشاہی فیل خا میں دال کیا۔ شکر اسلام کو یہاں کی تاختے ہبہت خانم ہاتھ لگیں۔ سلطان تغلق شاہ نے سلطان ناصر الدین صابط لکھنوتی کو جسے اطاعت میں مبیقت کی تھی چڑھ دوڑ باش عنایت کیا اور لکھنوتی اسکے حوالہ کی اور واپس جانکی اجازت دیدی۔ سارے گاؤں (ڈال کہ) و گور کی محافظت ہی اُنکو پڑ کر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ بیگالہ میں پہنچے ڈال کہ دخل نہ ہتا۔ یہ افعیہ بھی کیا زمانہ کا انقلاب لمحات ہے لہ باوشاہی خاص ولاد کو پہنچے خانہ زاد غل مونگے ہاتھ سے ملکا و خپڑ دوڑ باش ملکا ہی مفترح سلطان

ابن بخطه اس داقفہ کو اور ہی طرح سے بیان کرتا ہے کہ جب الخ خاں ملک تلنگ میں پہنچا تو اُنے بغاؤت کا ارادہ کیا اور اپنے صاحب عبید شاہ عرفیہ کو پسکھایا کہ وہ مشترکہ کر دے کہ دلی میں غیاث الدین مر گیا اسکو یہ گمان تھا کہ اس خبر کے سننے سے سب اُسکی جلد بیعت کر گیں۔ ساہ میں جب یہ خبر پھیلی امیر فیض نے اسے لقین نہیں کیا ہر ایک امیر نے اپنا نقارہ بجایا اور اس سے کرشی گی۔ کوئی شخص اُسکے ساتھ نہ رہا اور اسکے قتل کے درپے ہے۔ ملک قمر نے انکروکا اور الخ خاں کی حیات اُنسے کی۔ وہ باپ پاس بھاگا صرف دوسوار اُسکے ساتھ تھے جگہ نام لئے یاران موافق رکھا۔ باپ نے اسکو ساہ دونوں ہی اور ملک تلنگ کو پہرواہ کیا۔ سلطان کو واپس نہیں کیا اور پر تیز کیا اور کافر کو اُنکا کر کے اُن کے جنی میں اس طرح مارا کہ نہیں میں ایک بیخ کو کار بکر اُسکی نوک کو اور پر تیز کیا اور کافر کو اُنکا کر کے اُن کے جنی میں گھسائی گئی جو اُسکی پسلی سے باہر نکل گئی۔ باقی امر سلطان شمس الدین بن غیاث الدین بن سلطان غیاث الدین پاس بھاگ گئے دہاں لکھنوتی کے دربار میں اپنا نقشہ جایا۔

## دوبارہ ہم تلنگانہ کے لئے الخ خاں کا ورثگیں چاہا

اس شکست پر چار ہمینے کاعصہ گندار نخاک سلطان غیاث الدین نے الخ کو پہنچ کر عظیم دیا اور وہ دیلوگڑہ کی رہا تھے ورنگل روادہ ہوا اور تلنگانہ کی سرحد پر شہر بیدر کے حصہ اور جو راجہ در بھل نے متعلق تھا فتح کیا اور اتنا رہا ہیں جو اور قلعے آئے وہ بھی مخفی و مفتوح کئے اور اپنے مقدمہ و نکتے حوالہ کے اور راجونکی حفاظت اُنکے پر کیں اور خود ورنگل کیا اور دوبارہ اُسکے حصہ اگلی کا محاصرہ کیا اور اُنہوں روزیں تیر و نداوک سنگ ادازی سے جیڑا حصہ بیرونی اور اندر وہی دنوں کو فتح کر لیا اور بہت بہت دنگوں قتل کر کے انتقام لیا اور راجہ لدود پورے کے بال کھوں دیا یوں دشمنوں کے ساتھ ایک کیا اور انگوٹھوں اور پانچھوٹوں اور تراہ کے ساتھ جو ہاندگ تھے ہمراہ ملک بیدار المخاطب بقدر خاں دخواجہ حاجی نائب عرض مالک کے تھامہ نکل کر ہی پہنچ دیا۔ یہاں اس فتح کی خوشی میں تعلى آباد اور سیری اور دہلی میں تبدیل بندی ہوئی اور نو طلح کے طبل بجے۔ الخ خاں نے ورنگل کا نام سلطان پور رکھا اور سارے ملک تلنگ پر قبضہ کیا اور اسکو مقطوعون اور دلات کو دیا۔ میعرفت عمال نصبتے اور ایک سال کا خراج ملک تلنگ استولیا اور ورنگل ہی جلوج نگداشک دیکر الخ خاں گیا اور جا لیس رنجیر فیل یہاں، سے لئے اور پہنچاںک

جلد دوم

کثیر سے گھوٹنے ہاتھی اس دنیا سے چلنے شروع ہوئے۔ ان آفستھے پیا، تنگ ہوئی تو آدمیوں نے متوجہ خبریں اڑائی مشریع کیں۔ راہوں کے نہ ہونے کے بیسیا ایک ہمینے سے دلی سے کچھ جھرنہ آئی حالانکہ ہر ہمینے دلی کی دلکش و فرقہ ادا کرتے تھے۔ اور بادشاہ کے دو قیم فرمان آئتے تھے شیخ زادہ و مشی اور عبید شاعر نے جوان خال کے گھر سے ہمینے ہمینے تحریخ خوش طبعی سے یہ صورت تراش کی۔ شہر کیا کہ دلی ہیں ایک خادم خلیم ایسا یہ پا ہوا کہ اسیں سلطان خیاث الدین مارا گیا اور کوئی اور تخت سلطنت پر نہ کیا۔ ان شیخ پر خسروں نے اسی پر لٹھا ہمینے گی بلکہ انہوں نے امرا، علماً، ملک افغان ملک کا فروٹ ملک ہمینے ملک مفر کے گھروں پر جا کر یہ کہا کہ دلی کا حال یہ ہے اور لغ خال نکو بر اپر کا شریک سلطنت جانتا ہے۔ اسکے اولاد ہے کہ تم چاروں نکو گرفتار کر کے قتل کر دا لے۔ ان بازوں کو سنکروہ بہت حضرت ہو گوارنے خالی سے الگ ہو گئے اور اپنی اپنی سپاہ کی ٹولیاں ہمراہ لیکر ادھر ادھر چلے گئے۔ اس سے سپاہ کو سریں خلیم ہوا اور اسیں بھی ٹکری۔ لغ خال نے بھی سر سپہہ ہو کر اپنے خاص امر کے ساتھ دیوگڑھ کی زادی دشمنوں نے فائدہ نہ نکلکر ملک کی سرحد تک تعاقب کیا۔ اوہ بہت آدمیوں کو قتل کیا۔ اسی حال میں دلی سے دلکش اور ملک مل افغان اور عبید شاعر کی خیرو عافیت معلوم ہوئی۔ اطمینان ہوا۔ اور لغ خال صحیح سلامت سارا اسیاب اور تھیار ہند دوں کے ہاتھے لگے ملک تمر تو چند آدمیوں کے ساتھ زیندار ان ملگاں میں جا گردنا یا سے رخصت ہوا۔ ملک ہمین کی مرہتوں نے کھال کچھ اکر لغ خال پاس پر جوادی۔ اور ملک مل افغان اور عبید شاعر و ملک کا فور اور قتنہ پردازوں کو زندہ گرفتار کر کے لغ خال پاس پہنچ دیا۔ اُنے ان سب کو تقدیر سلطان خیاث الدین پاس دلی پہنچ دیا بادشاہ نے ان سب کو سیری میں زندہ در گور کیا۔ اُسوقت انکو اپنی خوش طبعی کا فڑہ آیا ہو گا انکی اولاد جو پہنچے گرفتار ہتھی کے پاؤں تلے ڈالی جس سے سارا شہر لرز گیا۔ بعد ان خرابیوں کے لغ خال دلی میں آیا۔ اور اپنے اشکر خلیم میں سے صرف دوین ہزار آدمیوں کو چار کار لیا ان لشکر کی پریادی کو لغ خال کی ناتھ پر کاری برمحمول کرنا ایسا سزاوار ہے جیسا انکی خود رائی پر جس کا انہمار انسنے اپنی سلطنت تھیں کیا۔

بھی وہ لغو و مجموعہ اور اپنی شجھی و خود کی باتیں نہ بنایا کرتا۔ غرض کو دیکھ سے جوانی تک اور جوانی سے پیری تک نیکی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ اپنے اہل و عیال پر ہمیشہ نظر شفقت رکھی تھی جیسی اُن سے بخوبیت بادشاہی نہیں کی۔

## مِہْمَمْ تَلَنْگَانَة

دِنگل کے راجہ لردیو نے خراج نہیں بھاگا اور بغایت اختیار کی اور دیو گڑھ کی طرف میں بھی منتظم ملکی میں طرح طرح کی پر نظمیاں و قوع میں آئیں اُنہی صلاح اور درستی کیوں سطھے ۲۱ میں سلطان نے اپنے بٹے بیٹے انغ خاں کو تیر سر بر کھکڑا اور شکرہ یکروز دنگل اور تلنگانہ کے فتح کرنے کے لئے بھاگا۔ دونوں علاقوں اور تعلقی خاندان کے ایمپریشن ملک تیمور و ملکت نیم ملک کافور مہردار و ملک بیسم خاں ساتھ کو شاہزادہ نے بڑی حشمت و شوکت کے ساتھ سفر تشریف کیا اور دیو گڑھ میں پہنچا یہاں کے افسر مع شکر کے اُسکے ہمراہ ہوئے اور اُسکے ساتھ دنگل کو روانہ ہوا۔ یہاں کا راجہ لردیو سلطان اور خاں کے خون سے بھاگا کا امہرہ دادا اور میں مقدم قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے بیدان میں اُبھوئی الخ خاں سے لڑنی کا حیال نہیں رکیا۔ الخ خاں نے دنگل میں پہنچا کر کی قلعہ کا محاصرہ کیا اور اپنے چند افسروں کو بھاگا کہ وہ ملکت تلنگانہ کو غارت کریں اور عقامہ اور علفت شکر اسلام میں لایں۔ شکر اسلام کی اس غارت گری سے شکر رگاہ میں غلام اور علفت بہت پہنچ ٹھے اور شکر اسلام حصار کے یعنی میں اشمام کرتا تھا۔ یا خ فرشتہ میں کہا ہو کہ یہاں راجہ لردیو ایسی لڑائیاں لڑا کر پہلی نامزوں کی بھی تلافی کی مگر آخر کو ناچار عاجز ہو کر حصار و دنگل میں محصور ہوا۔ اُس نے اپنے قلعے کے بیچ وبارہ کو تسلیم کر لیا تھا۔ الخ خاں نے جب اس کا محاصرہ کیا اور خوب اپنی جلا دت اور شجاعت و کھانی اور کرنی آثار عجز کا انہما نہیں کیا۔ سر روڑ طوفین سے جس کی پر قتل ہوئی مگر الخ خاں نے سر کو بولت بیٹے نیا رکھ لئے تھے کہ دنگل کا قلبہ فتح ہونے کے قریب تھا۔ راجہ نے عاجز ہو کر اپنے مقعد و نکے ہاتھ پر ہنماں بھاگا کہ میں مال اور افیال جو اہر و تقاضیں دینے کا اقرار کرتا ہوں۔ اور آئندہ سالوں میں جو چیز کو سلطان علاء الدین کے عہد میں بھاگتا ہنا دیتا رہوں گا۔ لیکن الخ خاں اُس صلح پر راضی نہ ہوا۔ اور حصار کے فتح کرنے میں اور زیادہ اشمام کرنے لگا اس اشنا میں برسات سر بر آئی۔ عنوان اور آب و ہوا کی ناسازی سے شکر میں طرح طرح کی دباؤں اور یاریونکا بازار گرم ہوا۔ بہت سے آدمی اور

کہ لشکر کو گران نہ معلوم ہو۔ سلطان نے خود بھی لشکر کو بہت کچھ روپیہ دیا اور فہیشہ مسکا اشمام رکھا کہ کوئی  
 ان کے زرواجب میں سے پیسانہ کھا جائے۔ عجبد علائی میں جو کسی کے لئے زین اور زر و انعام و  
 ذلیفہ مقرر تھے وہ سب بدستور رہنے نہیں۔ وہ زیر طالبہ یوائی کے وصول کرنے میں نہ ممکن تھا۔ لایو  
 میں سے ہزاروں اور ہزاروں میں سے بیکڑوں وصول کرتا۔ اگر کیکٹ شخص پر طالبہ یوائی دولاکھر فپی  
 ہوتے اور وہ قید ہوتا۔ اگر دس پانچ ہزار روپیہ کا بھی کوئی صامن ہو جاتا تو اسے چھوڑ دیتا اور اتنے روپیہ  
 پر راضی ہو جاتا۔ اخض وہ دل سے چاہتا تھا کہ ملک دولت کے سارے کام قانون کے حکم کے موافق  
 جاری رہیں۔ اور اس نے اعوان انصار دولت ایسی باتیں نہ پیدا کریں کہ جس سے خلق کے خواص فی  
 عوام مشوش ہوں۔ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ رعایا کوئی طرح کی ناممیڈی اُس کے نوکریں کی ناپنجاری  
 کے پیدا ہو اور وہ اپنے تحکم پے وجہ کریں۔ مگر باوجود اس الصفاۃ عدالت کے بھی غیاث الدین کے  
 ہمراہ کہنے والے سلطان قطب الدین اور خسر و خاں کے یاد کرنے والے سلطنت میں موجود تھے  
 انہوں کے نزدیک بادشاہ اچھا وہی تھا جو ناخو گوں سے ہزاروں لے اور ناخو گوں کو  
 ہزاروں دیتے۔ سلطان غیاث الدین کی ذات میں یہ صفات جمع تھیں شجاعت۔ شہامت۔ درایت۔  
 رزانست۔ دادی۔ الصفاۃ ستانی۔ دین پروری۔ دین پناہی۔ صلاح نوازی۔ تمدگدازی  
 تھی لذاری۔ حق شناسی۔ اُسے مغلون کے آئینے کے رستے سرحد پر ایسے بند کئے کہ کبھی مغلوں نے اسکے عہد  
 سلطنت میں اس طرف آئینے لئے رُخ نہیں کیا۔ اُسے بہت سی نہریں کہہ دیں۔ بانات کو اُسے ہر سفر  
 کیا حصہ تعمیر کرائے۔ عام رعایا پر زراعت حراثت کو آسان کیا ویرانوں کو آبا کیا۔ جو زمینیں کہ بالکل  
 مردہ ہو گئی تھیں انکو زندہ کیا۔ اگر وہ زیادہ ذنوں زندہ رہتا تو معلوم نہیں کہنے۔ ویران بیانابوں کو میوہ  
 کا باع اوپھوں کا بوتنا اور گنگا جمنا جیسی نہریں کہہ دادیتا۔ اسکو عمارت کی تعمیر میں بڑا  
 اہتمام تھا۔ جھٹا تعلق آباد اس بادشاہ کی یاد دلایا۔ اُسکے عہد میں رہن بن پاسان بن گنے تھے  
 انہوں نے گماں پر سچھڈیں۔ نثاروں کو توڑ کر آلات زراعت بنالئے۔ سوار اسکے سلطان غیاث الدین  
 تعلق نہیں کا بڑا پاہنہ تھا۔ اسکا احتفاظ پاکیزہ تھا۔ پانچوں وقت کی نماز با جماعت پڑھتا تھا۔ جمیع کی  
 سماز بھی تاغہ نہ کرتا۔ رہنمائی کے روزہ رکھتا۔ اور ننسیوں دن نزا فیح کی نماز ٹپڑتا۔ اکثر اوقات باوضو  
 رہتا۔ کبھی اُس نے زنا بھیبھی کیا۔ کبھی شراب نہیں پی۔ اور بخواص فیعوام کو شراب پینے کی سخت ممانعت کرتا

اُسے روپیہ و مکول ہوتا۔ ایساں میں سطح رپٹ کے وپسیتے سے خزانے علائی بیسے پہنچوڑتے  
ویسے ہی اب پھر پڑھو گئے۔ سلطان میں پھرستخی جو محل روپیہ کے یعنی کاہوتا وہاں لیتا اور جو محل  
دینے کاہوتا وہاں دیتا۔ ذہنے وجہ کی سے لیتا نہ ناحی کسی کو دیتا۔ انعام میں تو سطح کا طریقہ اختیار کیا  
تھا نہ کہ ایک شخص کو مستقر انعام ناحی دیدیا کہ اوس تھی تحد کے مابے مرے جانے لگے نہ یہ کہ  
متحف کو انعام سے محروم رکھا کہ وہ آزرو دھن خاطر ہوا۔ غرض اس نصافیے انعام قیم کرتا کہ انعام پانیوں والوں  
میں حضرت حسن پیدا ہوتی۔ کل خوشی عام کو وہ پانی انعام سے مستفید کرنا چاہتا تھا جب کوئی فتحاں مہ  
آتا۔ یا بیٹی پیدا ہوتا پاشا نژادوں کی اور لقریبات شادی ہوتی تو وہ شہر کے صدور و اکابر و علماء و  
مفتیوں و دربوں اور علمیوں کو اپنی دولت سر ایں طلب کرتا اور اُنکے مرتبے کے موافق بریکاں کو انعام دیتا  
اور جو بہتانچ و گوشہ نشین حاضر ہو سکتے تھے اُنکے پاس یہ فتح بھجوادیتا۔ غرض بادشاہ کو جو خوشی ہوتی  
اُسکا حصہ سب کو پہنچا دیتا۔ اگرچہ تھوڑا دیتا تھا مگر بہت اُمیوں کو دیتا تھا اور بار بار دیتا تھا۔ اس سبب  
کے سرخس کو بہت کچھ بھاتا تھا۔ سلطان غیاث الدین کی ذات میں عجب نیک ایسی عام تھی کہ وہ یہ  
چاہتا تھا کہ اُن ملکت آسودہ اور خنی ہوں اور رعایا اور شکری کل طوائف سب فراخ گت ہتے رہیں اور  
راجحت سے زندگی بسر کریں اور کوئی محتاج و بے نوافر رہے۔ ساری رعایا خواہ ہند و ہبیا مسلمان  
اپنے کاموں کی اجرت ایسی پاستے تھے کہ جسے آسودہ حال ہوتے تھے اور سائل اور پچارہ اور درمانہ  
نہ ہوتے تھے۔ سلطان یہ چاہتا تھا کہ لوگ گدائی تھوڑے دیں اور کبھی عاش میں مشغول ہوں۔ لوگوں کے  
دروازوں پر فقیر سردار کا اجتماع نہ ہو۔ اس گدائی سے جو اور خسر ایساں پیدا ہوتی  
ہیں وہ نہ ہوں۔

سلطان غیاث الدین لشکر پر جو سرایہ بلکاری ہی مادر و پدر سے زیادہ مہماں تھا۔ وہ جملہ کی گفتہ  
کو خود لیکھتا اور بھی اسکارو اور ادارہ تھا کہ کوئی ایسی پایہ کی کوڑی نا رکھ۔ وہ لشکر نے زن و فرزند کے  
خرچوں کو خوب سمجھتا تھا اس لئے اُنے جیلہ و اتحان نیز و دلخ و قمیت اسپ کے بایسیں جو قواد علائی  
تھے وہ بدستور قالم رکھے۔ خسر و خان نے جو لوگونوں پر ویہ دیا تھا وہ سب واپس لیا اور میہ پر لشکر سو بھڑج  
و حصول کیا۔ ایک سال کی تھوا لشکر کی تنجماہی میں سے وضع کی اور لشکر کو جو واجب ہتھے زیادہ ملکیاتھا اسکی  
نیت حکم دیا کہ اُسکو ابھی نہ طلب کریں فاضلات حشم کے دفتریں دیج کریں اور بہمی بیج و حصول کریں۔

تو بے اُن کا حق مقدمی سمجھنا چاہئے اگر وہ اور رعایا کی طرح خزانہ دین تو پھر انہی خوطی و مقدمی سے انگوہ فائدہ کیا حاصل ہو جن امرا و ملوک کو وہ اقطاع و تیار آنکو وہ نہیں چاہتا تھا کہ مال فخر لاج کے طلب میں دیوان وزارت میں اُنکی ذات کی طلبی ہو جس سے ان کی بے عزی و بے حرمتی سو بیکار آنکو نہ صحت کرتا کہ وہ اپنے اقطاع میں طبع کو کام میں نہ لائیں اور اپنے کارکنوں کو ان کا معمول دیتے ہیں اور جو شکر کے مو اجب مقرر ہیں اس میں ایک دام دانگ بھی کم نہ کریں۔ اپنی طرف سے لشکر کو کچھ دویاں دو اس کا تم کو اختیار ہے مگر ان کی تجوہ کی کوڑی باقی نہ رکھو جو امیر فوکر کی تجوہ کھا جائے اس سے بہتر ہے کہ خاک کھائے۔ اُس کو امیر نہیں کہنا چاہئے۔ لیکن اگر بیسوال یا بیسوال یا دسوال پندرہوں حصہ خزانہ کا ولایت اور اقطاعات سے وہ لے لیں تو اُسکی مانعت نہیں ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ مطالیہ تحریج کی ملت میں امیر مخوذ کئے جائیں۔ اگر اقطاع داروں پر دس پانچ بزار کی باقی ہو تو اُس کے لئے فضیحت نہ کئے جائیں اور لات و شکنجه و بند و زخمی کی تغیری سے معاف رکھے جائیں مگر جو بالکل نادہند و خائن روچو رہوں اُنہی خوب فضیحت و رشوانی کرنی چاہئے۔ اور جو کچھ انسکے ذمہ چاہئے ہو اُنکے مگر بارے وصول کیا جائے غرض اس با دشانے جاگیر داروں اور مقدموں اور خوطیوں کی رسوم ایسی مقرر کروں کہ اُن کی وہ فضیحت رسولی جو ہوتی تھی پھر نہ ہوئی اور اُس نے دیوان وزارت میں کار وار و کارگن نیک نام مقرر کئے تھے کہ جو کام وزارت اور مقدموں اور اقطاع داروں سے تعلق تھے وہ ہمایت خواہی سے ہونے لگے چونکا خزانہ شاہی پر خسر خالی چھاڑ و پھیڈی تھی اسلئے سلطان غیاث الدین نے ایک دسال تک ان لوگوں پر جو اس خزانہ کو ناقی اڑا کر لے گئے تھے طلب مالی میں تشدید کیا۔ اس لوٹکے مال کے واپس دینے والوں کے کمی فریق تھے۔ ایک فریق نے تو خدا نرسی سے جو مال خسر و فاس سے لیا تھا خزانہ سلطانی میں بے کم و کاست داخل کر دیا یا ایسے ایسا مدارختوں سے تھے۔ دوسرے فریق مال کو دوست رکھتا تھا وہ مطالیہ زر کو تاخیر میں ڈالتا تھا اور پہ چاہتا تھا کہ مت سماجت شوست سے اس مطالیہ کو سرتے ٹالے مگر سلطان تعلق شاہ اُنکے غدرات کو سنتا تھا اور بڑی عیشی سے اُن سے روپیہ لپتا تھا۔ تیسرا فریق طلاع و حریص نہار گر مجھے دیانت و چور تھا۔ ایں بہت آدمی تھے ہر عہد وہ فلیں رسول کئے جاتے مگر روپیہ ہانخ سے نہ دیتے۔ جو تباہ کھلاتے قبضہ ہوتے پڑتے تو ہیں

اسکو ان خاں کا خطاب دوچتر دیا اور ولیہد کیا۔ اور پس اور چار بیٹوں کو یہ خطاب عطا کئے بہرخاں  
ظفرخاں - محمودخاں - نصرت خاں - بہرام ایوب کو اپنا بھائی بنایا اوسکے بغایب  
کا خطاب ڈیا۔ اور ملستان اور سمندہ کی حکومت اس کو دی۔ اور پس بھائی ملک اسد الدین  
کو نائب بار بک اور پس بھائی ملک بہار الدین کو عون مالک مقرر کیا اور سماج گیریں یا اور پس  
داماد ملک شادی کو دیوان وزارت کا کام فرما بنا یا۔ اسے اپنی فواست سے اپنی شماری سلطنت میں  
نیکی کو بیکارگی سرفراز کیا کہ وہ اپنے آپ سے بہیں نہ رہے اور جو کام کرنے کے ہیں وہ کرنے لگے اور نہ  
کسی شخص کی خدمت قديم اور اتحقاق ذاتی کو فروغداشت کیا کہ جس سے وہ آزاد و خاطر اور دل  
شکستہ ہو۔ حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اُس کے حسب حال تھا کہ

کا لے نکر دیز بھالات علم و عقل      گوئی کر صد عمامہ بزرگ کلاہ داشت

سلطان غیاث الدین کی طبیعت میں انتظام و اتیام و ایجاد فراہمی دزیادتی محارت اور آبادی کی  
کثرت تھی کہ بقضاۓ طبیعت خراج بلاد مالک کے باب میں اُس نے عدل و انصاف سے  
دیوان وزارت کو حکم دیا کہ اقطاعات اور زمینوں پر تحفیظ سے سایعوں کی حقیقت سے  
فہمت زیادہ کرنے والوں کے تبلانے سے ایک دسویں اور ایک گیارہویں حصہ  
سے فیبا وہ خراج نہ بڑایا جایا کرے۔ دیوان وزارت ایسی کوشش کرے کہ  
ہر سال زراعت کی افزالش ہوتی جائے۔ یہ نہ ہو کہ خراج پر کچھ نہ کچھ ایسا ہمیشہ بڑھتا  
رہے کہ خراج کی گرانی سے دفعہ ملک خراب ہو جائے یا انکی ترقی کی راہ سد و ہو جائے۔ رہا یا سخت خراج  
امتنع لیا جائے کہ عربت کی جوز راعت بالفعل ہو وہ قائم رہے اور اس پر کچھ اور اضافہ ہر سال ہوتا جائے  
اس سے اسقدر خراج نہ لیا جائے کہ حال کی زراعت کا تنشیل ہو اور آئندہ زراعت کی ترقی نہ ہو جب  
با وشا ملکت زیادہ خراج طلب کرتا ہے تو وہ دیوان ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں پر اتنا خراج مقرر کیا کہ نہ وہ  
ایسے تو نگر ہو گے کہ دولت کے نشہ سے بدست ہو کہ مرسکش ہو جائیں نہ ایسے بینوا اور مغلیں ہو گے  
کہ زراعت و حراثت ذکر سکیں اور جاگیر اور نکو حکم تھا کہ وہ خراج لینے سے اس امر کی طرف توجہ  
رکھیں کہ خوطی و مقدار خراج سلطنتی سے خراج رہا یا کوئی جبٹے سکیں جو طبیوں اور مقدموں  
بھروسے ہیں کہ انکی بڑوں پر بہت بوجھ رہتا ہے اسے اگر وہ خاص اپنی زراعت دوچاری نہ ہیتے ہوں

پیاروں کے درخیان رہنی ہے پہلے وہ ضعیف الحال تھا۔ سندھ میں آنکر ایک سوداگر کی بُوکری گھوڑوں کے تھرانے کی جیکو گلوانی یا طویان کہتے ہیں بیرون وہ تھا کہ سلطان علاء الدین کا جہاںی لبغ خان سندھ کا حاکم تھا۔ اسکو اپنے ہاں پیداویں میں اُسے نوکر کر لیا۔ اُس نے اپنی سچا بست و شرافت ایسی دکھانی کہ سواروں میں بھرتی ہو گیا اور امراء صغار میں سے ہو گیا اور سیر آخر مقرر ہوا اور آخر کو امراء کیا ہیں ہے ہو گیا۔ اُس نے ملستان میں مسجد بنائی ہے اُسکے مقصود (عمر امام) پر یہ لکھا ہے کہ میں تاناریوں سے انتیں فتح نہ لڑاہوں اور ان کو شکست دی ہے اس واسطے نازی ملک میر القلب ہوا۔ ۱۷۲۶ء میں کوشاںک بیری میں تخت سلطنت پر سلطان غیاث الدین تغلق نے جلوس فرمایا خسر و خاں اور خسر و فانیوں کے سبب سے جو انتظام ملکی میں خلائق تھے اور کار خانے کے کار خانے درہم و بہرہم ہو گئے تھے ان کا انتظام ایک یقینتیں گردیا۔ اس نے رعیت کی صلاح و فلاج کی طرف ایسی رغبت کی کہ وہ خاص و عام کا شقبول دلی ہو گیا۔ اور طغیان و قمر و جوہر طرف انھر رہا تھا وہ اطاعت والقیادے سے مبدل ہو گیا۔ میں روز وہ تخت پر بیٹھا اس نے حکم دیکھ خاندان علاء الدین اور قطبی میں سے جو حرام خوروں کے ہاتھ سے پچکر باقی رہے تھے ان کو جمع کیا اور ان کا حق غدت ادا کیا اور اپنے ولی نعمتوں کے اہل حرم کی وہ حرمت کی جو اسپر واجب تھی اور سلطان علاء الدین کی لڑکیوں کے نکاح بڑے اپنے گھر انوں ہیں کر دئے اور جن لوگوں کے سلطان قطب الدین کی بیوی کا نکاح تیسرے روز خاوند کے مرنے کے بعد خلاف شرعاً کر دیا تھا انکو سخت سزاوی اور علاقی لوگ اور امراء و کارداروں کے جو اقتطاع و مواجب الفعامات ہے مدعی متعلق برقرار رکھے اور ان کو اپنا خواجه تاش سمجھا۔ اسکی ذات میں نہایت وفا و اری اور حی گذاری تھی اپنے ملک کے خدمتیں جیسے کہ وہ شناسانی رکھتا تھا یا کسی وقت میں کسی نے اسکی خدمت کی تھی یا اس سے اخلاص رکھتا تھا تو اپنی پادشاہی میں انسے سلوک جو انکے مناسب حال نہ فرو رکھے۔ اور کسی کا حق غدت صالح نہیں کیا وہ صحیح معاملات ملکداری میں طریقہ اعتماد اور رسم میانہ روی کو مرعی رکھنا تھا صاحب حق کو محروم نہ رکھنا تھا اور ناتھی کو سفر فراز نہیں کرتا۔ اسکے ہاں یہیں ہوتا تھا کہ ایک شخص کو بردار پڑے وہیں اور دوسرا کو جو ایک بہراہ کا مستحق ہو کوڑی نہ دیں۔ اسکے بڑے بیٹے جو نے بڑے دلیر نہ کام کہا تو

ارشا دکیا کہ اہے امیر او رشربیویں بھی ایک تمیں سے ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل کرم سے یہ نے پائے ولی نعمت کا انتقام ایک بے ایمان سے لیا۔ اگر کوئی شخص ہمارے آفک کے خاذان کا باقی ہو اسکو ملے آواز تخت پر بٹھاؤ۔ اور سب مقنون ہو کر اسکی خدمت بجا لاؤ۔ اور اگر کوئی باقی نہ رہا ہو تو جس کو لایتی جانو اس کو باو شاہ بناؤ۔ میں بھی اس کی فرمابندرداری کے لئے حاضر ہوں یہاں مطلب یہاں آنے سے فقط انتقام لینا تھا۔ کچھ تخت او سلطنت حاصل کرنا منصود نہ تھا۔ ان بات کو شکر سب امیروں نے عرض کیا کہ خاذان غلبی میں کوئی شخص باقی نہیں رہا۔ ہم سب کا تو ہی سر راجح ہو تو ہی ہم سب اہل ہند کی سپرہمار ہاں ہے۔ مغلوں کو تو نے یہاں نہیں آئے دیا ہو تخت او سلطنت تیر ہم ہی لیاقت کا تھا ہے۔ ہم سب تیرے غلام ہیں۔ یہ کہکر سب نے غازی خاں کا باختہ پکڑا اور تخت سلطنت پر بٹھا دیا۔ اور غیاث الدین تغلق کا خطاب دیا۔

## باب دوم

### شاہان تغلق کا پیمان

### سلطان غیاث الدین تغلق شاہ

تایخ فرشتہ میں لکھا ہی کہ شاہان تغلق کے اہل و نسب کو نہ متقدیں نہ متاخذین مہر خون کی حقیقت کر کے لکھا ہے۔ یہ نے لہو رکے آدمیوں سے جوتا یخ سے شوق رکھتے تھے اور سلاطین ہند کے حال ہی مطلع تھوڑے دو دو ماں تغلق کی اہل و نسب کا حال دریافت کیا تو انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے بھی کسی کتاب میں بالتصريح لکھا ہو انہیں ملیا۔ مگر اس ملک میں شہروں یوں ہی کہ سلطان غیاث الدین تغلق کا باپ ملک تغلق سلطان غیاث الدین ملین کا ترکی غلام تھا اُس نے یہاں کی کسی جائی نے نکال کر لیا تھا اُس نے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ پیدا ہوا تھا۔ ملختات میں سطور ہے کہ تغلق اہل میں تغلق تھا یہ ترکی لفظ تھا ہندیوں نے اُسے قلوب کر کے تغلق بنایا ہے اور یعنی تغلق کا قلعہ بنایا ہے۔

ابن بطوطہ نے یہ کہتا ہے کہ ملکان کی خلافتی میں مجھے شیخ امام رکن الدین نے یہ بیان کیا کہ سلطان تغلق کی قوم ان ترکوں میں سے ہے جو کوئی عرف میں کرو نہ سکتے ہیں اور وہ سمجھنے اور ترقیت کرنے سکتے

پاس ایک باغ نہادیں پلا گیا۔ تغلق کے گرد خلافت کا ہجوم ہوا۔ اور وہ شہر کی طرف چلا۔ حاکم قلعہ اکنہیاں لایا۔ وہ محل میں داخل ہوا اور اسکے ایک جانبیں بیٹھ گیا۔ اُس نے کشلو خاں نے کہا کہ تو باڈشاہ ہو خاں نے جواب دیا کہ آپ کچھ ہوتے مجھے کیا سلطنت زیبای ہے۔ غرض یہ دونوں اُپسیں بحث کرنے لگے کہ تو باڈشاہ ہو خاں نے کہا کہ اگر آپ باڈشاہی نہیں قبول کرتے تو آپ کا بیٹا سارے اختیارات باڈشاہی لیتا ہی۔ تغلق کو بیٹے کی باڈشاہی پسند نہ تھی۔ اس نے اُسے باڈشاہی اختیار کی اور تخت سلطنت پر بیٹھا۔ کل امر انے اُس سے بیعت کی۔

خرسرو خاں تین دن تک اسی باغ میں چھپا رہا۔ ہوک کے مارپے جب بڑا حال ہوا تو وہ باہر آیا اور باغ کے محافظت سے کھانے کو کچھ مانگا۔ اُس پاس کچھ کھانے کو نہ تھا کہ دیتا۔ خسرو نے اسکو پانی انگوٹھی دی کہ اسے بچکر کھانے کو خرید لائے۔ جب یہ شخص بازار میں انگوٹھی پہنچنے لگا تو لوگوں کو اُس پر شہبہ ہوا۔ وہ اسکو بکھر کر کوتوال پاس لے گئے۔ کوتوال اُسکے تغلق پاس لے گیا۔ اُس شخص نے تغلق کو بتلا دیا کہ کئے انگوٹھی دی تھی۔ تغلق نے اپنے بیٹے جونا کو بیجا کا خرڑ کو پکڑ لائے اُس نے خرڑ کو گرفتار کیا اور ٹھوپ رسو اکرا کے پاپ پاس اُس کو وہ لایا۔ جب خبر و تغلق کے رو برو آیا تو اُس نے کہا کہ میں بھجو کا ہوں کچھ کھداو۔ تغلق نے اسکو کھانا کھلوا یا پتہ بت پکڑا۔ پان بھی دیا۔ جب خسرو کھانا کھا چکا تو وہ کھڑا ہوا اور بولا۔ تغلق تو مجھے ذیل نہ کہتی ہے میں مرات ایسی کرجیسی کہ باڈشاہوں کو سزا اور سب سے تغلق کی بہت چھا اس کے حکم سے خسرو کی گردن اسی طرح اسی مقام پر اڑا لی گئی جس طرح اور جس مقام پر قطب الدین کی گردن اُس نے اڑا لی تھی۔ اسکا سر اور دھڑ محل کی چھت سے اسی طرح پھیکا گیا جس طرح کہ اُسے باڈشاہ کو پھیکا تھا۔ بعد ازاں تغلق نے اسکی لاش کو جنم دیا کہ اُسی تبرس دن کیجا سے جوانے اپنے لئے بنوالی تھی (از ابن بطوطہ) سلطان تغلق کا یہ کام نہایت انسانیت اور تباہیت کا تھا۔

غزوہ شہنشاہی کو سب امیر اور شریعت مبارکہ کا واقعہ کی جیتے کو آئے۔ اول غصہ دار نہ کہنیاں دروازہ بھی پیش کیں۔ غازی ملک سوار ہوا او شہر سے آیا۔ جب قصر مزار ستوں بکے پاس پہنچا تو پیے اختیار رونے لگا۔ یہ قطب الدین دوسرے اسکی اولادگی تعریت کی۔ بعد ازاں ہماں نہیں

راہ د کیا تو اسکے پاس صرف تین سو سارے ٹھے جنپر وہ میدان کا رزاریں پورا اعتماد و رکھنا تھا۔ اُس نے  
کشلو خان جو ملشان میں دیپال پور سے تین روز کے رستہ پر تھا لکھا کہ میری امداد کو آواز قطب الدین  
کے احسانیں کو یاد کرو اور اسکے قاتلوں سے انتقام لو۔ کشلو خان کا پیشادہ میں میں تھا اس سب سے  
اُس نے یہ جواب تھنکی کہ دیپال اگر میرا پیشادہ میرے پاس موتا تو خود وہیں آپکی مردگانی تھنکتے ہے اپنے بیٹے  
جنونا کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور اُس سے درخواست کی کہ تم دہلی سے بھاگ کر میرے پام چلا آؤ  
اور اپنے ساتھ کشلو خان کے بیٹے کو بھی لاو۔ یہ نوجوان اشراف ایک دنو حلا اور وہ چل گیا۔ اُس نے  
خسر خان سے کہا کہ گھوٹے موٹے اور بھاری نہیں ہو گئے الگ پہنچے نہ چایہ لگے تو بکار ہو جائیں گے  
خسر خان نے گھوڑوں کے پھرانے کی اجازت اُسکو ویدی لپس یا میرا خور سر روز گھوٹے پر سوار  
ہوتا اور اپنے اتھونکو اپنے ساتھ لی جاتا۔ اور ایک گھنٹے سے تین گھنٹے تک گھوٹ پر کرا شہر میں آجائما  
پھر وہ چار گھنٹے تک اسی طرح غیر حاضر رہنے لگا۔ پھر ایک دن گھوٹ پھرانے ایسے گئے کہ دوسرے  
بعد تک وہ پہ کرنے آئے بیوہ وقت ہجھیں اہل ہند کھانا کھاتے ہیں۔ بادشاہ نے ہر چند اسکے پیچے  
گھوٹ دوڑاے مگر اسکی گرد کو نہ پہوچنے۔ وہ اپنے باپ پاس بیٹھ کشلو خان کے بیٹے کے پیچے گیا  
اب تھنک نے کھلی بغاوت اختیار کی اور اپنے شکر کو تیار کیا۔ کشلو خان بھی  
اپنی سعیانہ لیکر اُس سے آن طا۔ خسر و خان نے اپنے بھائی خان مختار اس کو اُس سے  
لڑنے بھجا مگر وہ شکست کھا کر اپنے بھائی پاس آئا چلا آیا۔ اُس کی سماں کے افسوس  
ہوئے۔ خزانہ چھینا گیا۔ پھر تھنک دہلی میں گیا وہاں خسر و آسیا باد (ہوچھی) کے پاس اس کے  
لڑنے کھڑا ہوا۔ اُس نے خزانہ کا روپیہ گن کر نہیں دیا بلکہ تھیلیوں میں لشادیا۔ رُانی دنوں میں شروع ہوئی۔ بعد  
بڑی خوشی سے ٹرے تھنک کی سپاہ کو شکست ہو گئی اور اس کا یہہ ڈیرہ للت گیا۔ او جوف انکی ذات خاص کے  
تین سو سارے اسکے گردہ گئے۔ جنکو اس نے چلا کر کہا کہ کسی تم بھاگ ک جاسکتے ہو۔ جہاں جاؤ گے مانے جاؤ گے  
خسر و خان کے سارے ٹوٹ پڑیے جسکے کہ پرالنڈہ ہو گئے کہ چند ہی آدمی اُسکے پاس رکھے۔ تھنک اور اسکے  
سیاہی پھر اس پر حملہ آور بڑوئے۔ اور مہانوں اور مہنگوں لڑائی ہوئی خسر خان کے شکر کو شکست ہیں  
اور کوئی آدمی اسی پاس باتی نہیں ہا سوہ پتے گھوٹ پرست اُتر کر بھاگتا اپنے پڑپڑے اور قبیلہ اُنار کر  
ہیک دے مرمت قیص پہنچتا۔ رہا اور اپنے بالوں کو نہ ہے پر بھیلا اور یا۔ اہر جو گئی صورت بن گیا

مینجا یا ز خضرت می رہنا و ہمارا یوف فنا ن آفتاب من باش اغزامی آید

اب خشنگان خزانہ سے تمام روپیہ نکال کر شکریں لایا اور سارا شکر کو تقسیم کر دیا۔ دو دو ڈھانی ڈھانی تال کی تجوہ پیش کی ویدی۔ غرض اس فیاضی میں یہ تھی کہ غازی خان ملک کو خزانہ میں کوئی ہاتھ نہ لگے اس طرح خزانہ میں جھٹاڑ دو ویدی۔ سپاہی جو صادق الاعظام مسلمان تھے وہ اس طرح بزار ہار پوپیہ لکڑا خوفنا پر سیکڑوں لغتیں پھیکر لپٹے گھر کو چلے گئے وہ اپنے عقیدہ کے موافق ملک نازی سے اڑنے کو فرمجتے تھے۔ خسر و خال کا پیغام بون بن پڑا کہ میں بھی علاء الدین کی طرح زر پاشی کر کے ہر دل غریب موجا و گناہ خسر و خال سے میں الملک ملتا نی باعی ہو کر اجیف و دہار کروانہ ہوا۔ اس سے خسر و خال کا ول اور بھی شکستہ ہو گیا۔ مگر باوجود اسکے وہ اندر پت کے میدان میں نازی ملک سے صحف آر اپلو ملک تبلغہ ناگوری جو دل جان سے خسر و خال کا یار غارت خدا۔ وہ مارا گیا۔ اسکا سر غازی ملک کے روپرو لا یا گیا۔ اوپر سر قرۃ قیارہ کہ شاہستہ خان و عرض ممالک تھا۔ اُستہ جب دیکھا کہ کام بگڑا تو وہ بھا گناہ اور اشناوراہ میں نازی ملک کی بسیر بنگاہ کو غارت کرتا گیا۔ محمد کا ون تھا۔ غماز جہنم کے بعد غازی ملک نے دشمن کے شکر پر حملہ کیا اور اس کو پر لشان کر دیا۔ خسر و خال بھاگ کر تلبیت میں گیا تو ایک آدمی اس کے ساتھ نہ تھا۔

### صد بیار بود بناں شکے نیست چوں کا رفتہ بجاں یکے نیست

تلپت سے وہ اپنے مالک ملک شادی خلائی کے باعیں چھپا اور ایک رات وہیں چھپا رہا۔ اسکے آدمی جہاں گئے وہاں کے لوگوں نے نہیں مارڈا۔ اس لوگوں کے اور تھیار اُنکے چھپنے لئے دوسرے روز بیخ میں خشنگان گرفتار ہوا۔ ۲۳۔ رب آگسٹ ۱۸۷۷ء مطابق ۲۲۔ گست ۱۸۷۷ء کو یہ غاصب کا فتحت جان سے مارا گیا۔ اوپر جو کچھ بیان ہے کیا ہے وہ زیادہ تر تاریخ فیروز شاہی ضیاء الدین برلن سے لکھا ہے اس زمانہ کی تاریخ سب سے زیادہ محترم وہی ہے۔ مگر اب بطور نے جسکا ذکر ہم آئینہ کریں گے اس اور پر کے بیان کو اس طرح لکھا ہے۔

جب قطب الدین بادشاہ ہوا تو غازی ملک تغلق کو شہر و صلح دیپاں پور کا حاکم مقرر کیا اور اسکے میٹے جونا رافیا کو یہ آخوند فخر کیا ہے بادشاہ ہونے پر اپنا القبیل محمد تغلق رکھا۔ قطب الدین مر گیا اور خسر و خال بادشاہ ہوا ایسے جو ناکوئی آخوند کے عہدہ پر بعد میور برقر اور رکھا جس سوت تغلق نے بغاوت کا

خیال اسی طرز تھیں کیا جس طرح ہے کہ کوئی صفت شکن کارزار میں دشمن کے پیاوہ و سوار کا خیال نہیں کرتا وہ تنہ نہاد بیال پور کور وال ہوا جب خسرو خاں کو اُسکی خبر ہوئی تو اُسکی جان نکل گئی۔ سوار اس کے چیز پر دوڑا۔ پے مگر اُسکا پتا نہیں لگا۔ سوار خاک چھان کر اُٹھے چلے آئے۔ جونا خاں رات درمیان سرستی میں پہنچا۔ یہاں باپ نے محمد سرتیہ کو دو سوار کے ساتھ دیوپال پورے بھیجا۔ قلعہ سرتی کو محفوظ کر کھا تھا۔ جونا خاں سرستی سے سوار ہو کر اپنے باپ پاس دیوپال پورہ بھجا۔ باپ نے خدا تعالیٰ کا شکردار اکیا اور خوشی کے شادی بیچوئے۔ وہ اپنے ولی المختار کے انعام میں پر امداد ہوا خسرو خاں نے اپنے بھائی کو جسے خانخانہ کا خطاب فر رکھا تھا اور یوسف صوفی کو جس کا خطاب یوسف خاں تھا لشکر کا سردار بنا کے دہلي سے دیوپال کی طرف روانہ کیا۔ وہ سرستی پہنچے مگر اپنی سرستی کے سبب اُسکو غازی ملک کے سواروں سے خلاص نہ کر سکے۔ غازی ملک نے پہنچے اس سے کہ خسرو خاں کا لشکر دہلي سے روانہ ہو ملک بہرام ایبہ کو اچھے سے بلا یا اور وہ سواروں پیاووں سمیت دیوپال پوریں غازی ملک سے آن ملا اور رستہ میں ملکان کے حاکم مغلطی کا کام تمام کرنا تھا۔ اس نے ملک غازی کو طلب معاونت کا جواب پیدا تھا کہ مجھے اور تجھے دہلي کے باوشاہ سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ملک غازی تعلق نے ملک یک لکھی حاکم سانے سے بھی معاونت کی دو رخواست کی تھی مگر اُس نے یہ دعا بازی کی کہ تمام خط و کتابت ملک غازی کی خسرو خاں پاس بھیج دی۔ اور خود ملک غازی پر لشکر کشی کی مگر اول ہی حملہ میں شکست پانی خسرو خاں پاس جاتا تھا کہ زینداروں نے رستہ دہلي میں اُسے مار کر بیلک کیا۔ اب ملک غازی اور جو امراء نمک خالی تھے اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ سرستی کے قریب پہنچنے تو دونوں لشکروں میں لڑائی ہوئی۔ خسرو خاں کے لشکر کے سردار نما آزمودہ کا رختے بجلد اور بیلک غازی جیسے تجربہ کا رجوانہ لشکر کے سامنے ٹھیک رکھتے تھے۔ فتح کے بعد ملک غازی ایک مفتہ میں دیدا جنگ میں غیرہ میں اور دشمنوں نے جونا خاں ہانخہ آئیں وہ لشکر کو قیمت کرتا۔ اور اب وہ لشکر کے کوپ پر کوپ کرتا ہوا دہلي کے قریب پہنچا۔ خسرو خاں مضطرب ہو کر دہلي سے بہر نکلا مگر سفر نکار کوئی نہیں تھا۔ میں آیا۔ زمانہ ابھی امریکیں میں یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

لنجب کی بات یہ ہے کہ اس خسر خاں کی تین چار ہمینے کی با دشائی میں مسلمان شیخ چاق قسم کے ہو گئے تھے۔ ایک قسم کے تو مسلمان تھے جو حرص و طمع دنیا کی شدت او خستہ ایمان اور سمتی اعتقاد کے سببے خسر خاں کے دل جان سے دوست پار تھے۔ اور وہ اُسکی دولت اور لفک کی افزائش چاہتے تھے۔ اور اس سے خوب و لوت یلتے تھے۔ دوسری قسم کے مسلمان ایسے تھوڑے خسر خاں کے العام و اکرام خوب یلتھے تھے اور بیچ و شرڑے سے خوب فپے گتے تھے لیکن لمیں اس کو وہ ناراض رہتے تھے اور اُسکی سلطنت سے خوش ہوتے تھے ایسے مسلمان بہت تھوڑے تیسری قسم کے مسلمان ایسے بہت تھوڑے تھے کہ جیسے خسر خاں تخت پر بیٹھا تھا نہ انکو دن کا لکھانا خوش معلوم ہوتا تھا نہ رات کی نیند رات دن وہ اسی اُدھیرہ بن میں رہتے تھے کہ کسی طرح اسکا فرع قصہ کیجئے۔

**ملک فخر الدین جوناخاں کا (جو آخر کو سلطان محمد تعلق ہوا) خسر خاں**  
 کے پاس سے بھاگنا اور اپنے باپ غازی ملک یعنی سلطان غیاث الدین تعلق شاہ پاس دیوال پورجا نا اور بھروہ بانے میں فتح پا کر اور خسر خاں کو قتل کر کے غازی ملک کا با دشاد ہونا

خسر خاں اپنی سلطنت کے تحکام کیوں اس طبیبی نہیں کام کیا تھا کہ اپنے ہند و بھائی بند و نکوڑی بڑی و چند تقریب کیا تھا بلکہ مسلمان پرانے امیر نکوچی اعلیٰ احمد و پیر سرفراز کیا تھا نہ بجلد اُنکے ملک فخر الدین جوناخاں تھا جسکو میر آخوندر کیا تھا۔ اُسکو بہت انعام و اکرام و دیتا تھا اور سبب اسکا یہ تھا کہ جوناخاں کا باپ ملک غازی تھا جسے بڑی بڑی اڑائیوں مغلون نکو شکست وی تھی وہ دیوال پوریں حاکم تھا خسر خاں اس سے بہت درتا تھا بیٹے کی اسلئے وہ خاطر کرتا تھا کہ باپ میں آجاء تو وہ دم میں بچپن جائے اور یہ کاٹا بھی جو کھلکھلتا ہے تھا جسے خسر خاں کی حرکات نا ملام کو جو اسلام کی نسبت وہ کرتا جب ملک غازی تھا تو اُسکی جھاتی پر ساپ ٹوٹا اور سلطان قطب الدین کے قتل کے انتقام کا جوش اٹھتا بگروہ دیوال پور (دیوال پور) سے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ بیٹا جوناخاں دلی میں بچسا ہوا تھا۔ اب اس بیٹے نے یہ جو انفراد نہ کام کیا کہ خدا اپر توکل کر کے چند لفڑی غلام تبراه لیکر دلی سے بھاگ لیا۔ اسے مجیت خسر خاں کا

اسکا بھائی تھا۔ گرفتار موسوم تھا باہوشہ چھٹ پر سوتا تھا اور اس سوقت اُس پاس سوار چند جوانوں نے کوئی اور نہ تھا۔ ہندو ہتھیار بند ہو کر چار دروازوں سے نو گزر کے گرد جب پانچوں دروازے پر پہنچے یہاں قاضی خاں ہو گوئے تھے۔ انہی صورت کو دیکھ کر اسکو شجبہ ہوا۔ ان کا ارادہ شرارت کرنے کا ہے اسلئے انکو اندر جاتے ہے منع کیا اور جب تک باہوشہ کا حاصل صاف نہیں لاؤ گے تین اندر نہیں جانے دوں گا۔ جب ہندوؤں نے ویکھا کہ ہم کو وہ اندر نہیں جانے دیتا تو اسکو مار دالا۔ جیسے اس ہنگامہ کا غل شور ہوا اور باہوشہ کے کان تک وہ ہو چکا تو اُس نے پوچھا کہ کیا ہے تو خسر و خاں نے کہا کہ ہندو جو مسلمان ہوئے کئے ہے آئے تھے اُنکو قاضی خاں نے آئے سے رو کا ہے۔ اپاٹکے سننے سے باہوشہ خالف ہوا اور چاہا کہ محل کے اندر چلا جائے۔ مگر دروازہ بند تھا اور جوان اپس پر کھڑے تھے باہوشہ نے دروازہ کو کھٹک کھٹایا کہ خسر و خاں اُسکے پیچے لپک کر ہو چکا۔ باہوشہ زبردست تھا وہ خسر و خاں کو پیچے لے بیٹھا مگر اُس نے ہندوؤں کو پکار کر کہا کہ جو مجھ پر سوار ہی لئے قتل کرو پس انہوں نے قتل کیا اور اسکا سر کاٹ کر محن میں پھیک دیا۔

## خسر و خاں کی سلطنت

جیسے یہ یونگر اسلام خسر و خاں کو اپنے عاشق زار کو قتل کر چکا اور خاندان خلیجی کے متعلقین کو مار چکا تو صحیح کو تخت پر بن چکا۔ اور ناصر الدین خسر و خاں اپنا القب رکھا۔ اور خطبیہ میں یہ نام پڑھوایا۔ اور سکھ میں بھی یہی نام جاری کرایا۔ اہل اسلام کی پیشانی پر یہ ایک داع لگا کہ یہندو بچہ باہوشہ ہو گیا اُس نے دیوال دنی سے نکاح کیا۔ اور یہ بڑے بڑے باعہمت امیر و نکی بی بیوں کو ہندوؤں کے حوالہ کیا اگرچہ بظاہر لقیسا اور نام اسکا مسلمانوں کا تھا۔ مگر باطن میں کتابہ ہندو تھا۔ مسجد کی محرابوں میں ہفت رکھو اتا اور ہندوؤں سے چھو اتا۔ قرآن کو اور پیر تنکے رکھ کر مونڈھے کر سی بڑا اما اور ان پر ہندوؤں کو پیٹھا تھا۔ این بیٹھوٹھ لکھتا ہے کہ اس نے گا، کافی جھونا بند کر دیا۔ اگرچہ خسر و خاں کوئی عالی خاندان ہوتا تو صورا ایسا زبردست راجہ ہوتا کہ مسلمانوں کو پہ سلطنت کا ہاتھ آنا شکل ہوتا۔ مگر ذات اُسکی پرواری تھی اور پروار ایسی قوم ناپاک ہندوؤں کی ہے کہ انکو شہر میں ہندو گھر تک نہیں بہانہ دیتے تھے اسلئے ہندو اسکے ساتھ دینے کو بے عزتی لگتے تھے۔

خسرو خاں کی چھاتی سے دنارا۔ اور سرکارٹ کرتے پھیک یا۔ بچھوہ محل میں گھس گئے۔ وہاں جو چاہا سو کیا  
سلطان علاء الدین کے بیٹوں فرید خاں و ملکو خاں کو ماں سے چھین کر مارڈا۔ اور خانہ ان  
علاوہ الدین کے پس ماندوں کو بالکل قتل کر کے اس خانہ ان کو طیا بیٹ کر دیا۔ گویا خانہ ان  
خلی کا مقطوع نامبارک یہ مبارک تھا۔ اُنسے چار برس چار ہیئت سلطنت کی۔

ابن بطيط خسرو خاں ناصر الدین کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ وہ سلطان قطب الدین کے  
امرا کباییں سے تھا اور شجاع و حسین تھا۔ اُنسے چند یوں اور شاداب ملک میر (طیبار) کو جو دہلي  
تھے چھ ہیئت کی راہ تھا فتح کیا تھا۔ قطب الدین اُس پر عاشی زار تھا اس لئے وہ مشوق  
کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ قطب الدین کا حسلم قاضی خاں صدر الجماں تھا وہ امراء کبایار  
میں سے ایک تھا اور کلید دار تھا یعنی محل کی کنجیاں اُسکے پاس رہتی تھیں۔ اُسکی عادت  
تھی کہ باب سلطانی پر و درات کو رہتا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ضرار آدمی اہل النوبت  
(باری باری سے پہرو دینے والے) رہتے تھے وہ چار رات تک پہرہ باری باری سے  
دیتے تھے۔ ابواب قصر کے درمیان انکی دو صفیں مسلح رہتی تھیں۔ اور وہ کسی غیر آدمی کو اپنی  
حصنوں کے اندر داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ جن وقت رات تمام ہوئی تو دون کو اہل  
نوبت آئے اور اُن اہل نوبت کے افسر امراء ہوتے جو رات کی اہل نوبت کی حاضری  
و غیر حاضری لکھتے۔ خسرو خاں محل میں ہندو ہونے کے سببے ہندوؤں کی طرف میلان  
رکھتا تھا اور انہی عطا و بخش کرتا تھا۔ قاضی خاں اسی سببے اُسکو اور اسکے بھائی کوں سے  
بڑا جانتا تھا اور انکی بڑا فعالیت پر سمشیہ باوشاہ کو مطلع کرتا تھا۔ مگر وہ کب سنتا تھا۔ خدا کو تو یہ  
منظور تھا کہ اُسکے ہاتھ سے قطب الدین قتل ہو۔ سلطان سے خسرو خاں نے کہا کہ ہندوؤں کی  
ایک جماعت کا ارادہ ہے کہ مسلمان ہو۔ اسوقت ہندویں یہ سشور تھا کہ جو ہندو اسلام میں آتا  
وہ باوشاہ کے روپ و چاتا اور علی قدر مراتب اُس کو لباس فاخرہ سوتے کے لئے و کرتے  
باوشاہ دیتا۔ جب باوشاہ نے اُنکے آئنکی اجازت دی تو یہ عرض اُنسے کی کہ وہ دون کو اتنے ہوئے  
شرماتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں اور نمذبوں سے ڈستے ہیں تو سلطان نے کہا کہ رات کو  
آنکو پیرے پاس لے آو۔ اُنسے شجاع ہندوؤں کی جماعت کو جمع کیا جنہیں سچے جبراہمی خان نماں

گردن اڑوائی۔ بہت سے ٹیسیوں کو ایسا ذلیل اور خوار کیا کہ زندو نکو مرد لئے بدتر کر دیا۔ باقیوں پر ایسا عصب دا بھایا کہ ان بھاروں نے دربار سے علیحدہ ہوئیکو غیرمخت جانا۔ اب اسکورات دل) یہ ڈین لگی رہتی کہ سطح خود بادشاہ یعنی اور خاندان علامی کا کام تمام کرا یئے۔ مگر یہ ستصوبے دیکھ دیکھ کر بادشاہ کے ہوا خواہ دل ہی دل میں جلتے۔ مگر کسی کام قدر وہ تھا کہ بادشاہ سے خسر خاں کے معاملے میں چوں بھی کر سکے۔ جب بادشاہ یہ کہتا ہو کہ اسکے مکار ایک بال مجھے سلطنت اور بادشاہی سے زیادہ غریز ہے تو کس کی کم بھتی آئی بھتی کروہ اُس کافر نعمت کی نسبت بادشاہ سے کچھ کہتا۔ غرض خسر خاں کو اب میدان خالی ملا۔ مسلسلے مقرر بن رگاہ آئنے پانے بھائی بند مقرر کر دئے۔ محل شاہی سارا ہند و سپاہیوں سے محصور تھا۔ ساری سلطنت میں اُسی کے آورے اور رشتہ دار بزرگ زعید و پیر مقرر ہو گئے۔ جب یہ سارا کام بخت ہو گیا تو اُسے بادشاہ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔

## سلطان مبارک کا قتل ہونا اور علاء الدین کے خاندان کا پاہل مرتبا

پانچویں بیج الاول ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۸۵۳ء کی رات کو ایک نکتہ حرام نے سلطان مبارک کو قتل کیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ کچھ رات ہی بھتی کے قاضی ضیاء الدین چوکسیداروں کی تحقیقات کے واسطے آئے تھے۔ خسر خاں کے چھامندل نے قاضی سے ملاقات کی اور کچھ اور ہر کی باتیں کر نیل کا پان پانے والے بے قاضی صاحب کو دیا کہ اتنے میں جاہر یا پاری نے ایک تلوار پیچھے سے آنکھ منہ پر لگ کر لکامی اور کام تمام کیا۔ دو تین آدمی جو انکے ساتھ تھوڑے ہوں نے غل مچایا کہ قاضی صاحب مارے گئے آدمی تلواریں لیکر قصر نہ ارسٹون ہیں بادشاہ کے قتل کے لئے چڑھ آئے۔ خسر خاں بادشاہ کے ساتھ سوتا تھا۔ بادشاہ تھیہ غل سنکر خسر خاں سے کہا کہ ویکھ پر کیا ہو رہا ہے ان کہتے پر وہ اُنھا اور بر برب بام آیا۔ اور جاکر بادشاہ سے کہہ دیا کہ گھوٹ چھوٹ گئے تھے انکے پکڑنے کے واسطے قتل چڑھا بے اب جاہر یا اور دو تھاں بادشاہ کے رو بروہی آگئے تو اُسوقت وہ بھٹکا کر وقت آئی۔ محل سرائیکی طرف بھاگا۔ مگر خسر خاں نے اسکے بال پکڑا۔ اگرچہ بادشاہ اسے پیچے نہیں آیا مگر بالونکو نہ چھٹا سکا۔ جاہر یا نے ایک باتھیں بادشاہ کا کام تمام کر دیا۔ جسم بے جان کو

سرکشون کو مٹا دیا ذہب طرح سے یہاں کی حکومت کے لایت تھا۔  
صلیبی خسرو خاں کا جانا۔ ملوك علائی کو ولی پہچنا۔ بادشاہ کا منگ

### سامنہ پر سلوکی کرنا

جیسے یوگدھ سے یلبیاریں خسرو خاں آیا تو برسات شروع ہو گئی ناچار توقف کرنا پڑا۔ خواجہ نقی ایک سنبھل سوداگر تھا اور مال کثیر اسکے پاس تھا وہ سمجھ کر نہیں بجا سکا کہ لشکر اسلام آیا ہے۔ مگر اس نے جانا کہ خسرو خاں نام کا مسلمان بڑا کافر ہے اس نے اس سوداگر کو دہرا دہرا لوٹا اور اس کو پکڑ کر بہت مال اُس سے لیا۔ ایک سال میں سائے ملک پر اس نے اپنا خوبیہ بخشہ کر لیا اور پہنچ کے دو تینوں کی خوبی و نلت پھیلن کر دیجی۔ مگر جسے یہاں وہ آیا تھا اُسکی نیت ہیں یہ فساد تھا کہ بادشاہ سنتے بغاوت کرنے کے لیے ہیں بادشاہ بن بھیوں اور ولی خداوں۔ جب بادشاہ کے خیرخواہوں ملک نمتر اور ملک ملتمغہ تندہ کو بیشیت اسکی معلوم ہوئی تو انہوں نے اس پاس پیغام بھیجا کہ ہم ایسا سنتے ہیں کہ تیر ارادہ دہلی جانے کا نہیں ہے اور ہمیں بغاوت کرنے کا ہی اگر ریسخ ہو تو ہم ابھی تھے بازدھ کر دہلی بھیج دیں گے۔ سید بادشاہ کے پاس اس نکاح رحمی کی اطلاع کی عرضیاں گئیں مگر بادشاہ اُسپر دل و جان سے فدا تھا کہ بھیکی سنتا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ خسرو خاں جہاں ہو اسکو پالی کی میں بھا کر جس طرح جلد مکمل ہو یہاں لاو۔ سات روز کے عرصے میں یوگدھ سے دلی میں خسرو خاں آیا۔ اور بادشاہ کے رو بروگیا توڑ کر عرض کرنے لگا کہ میری اطاعت کو امر اپنائنا گ تھے ہیں اور حضور کی عنایت کے سب سے میری جان کے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور میری نکاح رحمی کی شکایت کرتے ہیں۔ غرض ان لگانے بچھانے پر وہ امیر جو اس مہم میں انعام و اکرام کی توقع میں بیٹھے تھے گردن مائیگے یا قید خانہ میں ڈالیں۔ آئندہ دیکھ لے ہو اخواہوں کو معلوم ہو گیا کہ سلطان کی خیرخواہی کا صلہ یہ ہے۔

### حسرو خاں کے اختیارات اور نہاد و نکال بادشاہ کے دربار میں بھرتی ہونا

اب خسرو خاں دلی میں ہر بالحل سلطنت کے ہامونکا مالک ہو گیا۔ ہر ایک آدمی کی جان و مال اُسکے قبضے میں تھوڑے چاہیے نہیں کر سکے جسے چاہتے پا مال کرے۔ بہت سے امراء عظام کی

تجھے کوئی کسی ملک پر کافر کار دیتا یا گن تیرے دل میں دول رانی کی محبت پیدا ہوئی ہے جو قیری علوے ہوتے لایت نہیں ہے وہ قیری الودی ہے۔ بھلا یہ کب تجھکو منزرا وار ہے کہ تو پرستار کی پرستاری کریے۔ وہ یہیں سے گئی ہے یہیں اس کو بھیج دے جب خضرخاں نے اپنی دلارام کی طلبی کا پیغام سنادل بے آرام ہو گیا۔ اُنسنے پیغام کا جواب دیا کہ پہلے میر سر کو جدا کرو اور بچہ اس پر ہمسر کو بھسے جد اکرو جیب باشادنے اُنکا یہ جواب سننا تو وہ اُگ بگو لا ہو گیا اور سلاجمی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ گو الیار جلد جاؤ نکو شیرے اُنکا سر اڑا کہ من این شوم زانباری ملک بے حسب الحکم وہ گو الیار درٹا گیا۔ وہاں جا کر شادی خاں اور خضرخاں کو ملک کیا گل اندازم دول رانی کو خضرخاں کے لئے آب حیات تھی اپنے عاشق خون فشاں کے گرد اگر دپھرتی تھی اور اپنا خون اُپر نشانہ کرتی ہے

بجائے آب ازاں گل خون کشیدند

نگہ کن تا گلا بش چوں کشیدند

قطب الدین بیارک شاہ کو اس خونزیری کا خیال خواہ ان شاہزادوں کے سبب جو اپر بیان ہے یہیں پیدا ہو ایسا یا حضرت ایخسرود کے بیان کے موافق اس سبب پیدا ہو اہو کہ دول رانی کو خضرخاں نے اس پاس نجیجاً اُنے پتنے نزدیک یہ ہوشیاری کا کام کیا کہ جیب سفر کرتا ہو ایجادیں ہیں آیا تو شادی کتہ کو گو الیار بھجا اور اس کتہ سے شیر و نکو شیرے سے قتل کر دیا۔ وہاں جو غورتیں تھیں انکو ڈلی جھوڑا یہ قطب الدین کے دماغ میں وہ فرعونیت سمائی کو حضرت سلطان نظام الدین اس سبب بیر باندھ کر خضرخاں کے دپ پر تھے۔ انکی بجان کے درپے ہو گیا منع کر دیا تھا کہ کوئی انکی زیارت کو غیاث پورن جانے پائے۔ شراب کے نشہ میں انکوے نقطہ نام اور کہتا کہ جو کوئی اُنکا سر کاٹ کر لے ہے اُنکا نام العام پائے۔ ایک دن الفاق سے وجود دونوں کی ملاقات ہو گئی تو اسے حضرت کے سلام کا جواب نہیں یا وہ پڑھ بڑھے بڑے افسوس کو شراب کے نشہ میں گالیاں دیتا تھا۔ اپنے خسر ملک شاہین کا نزد گردن پر لیا لو۔ یغیر کسی جرم کے ظرف خالی الی گجرات کو اُسے قتل کیا اور اُسکی جگہ گجرات میں خضرخاں کے ہوں اُلمدین کو بھیجا۔ مگر اُسے وہاں جا کر ایمروں کو ایسا نگہ کیا کہ انہوں نے اُسے پڑھ کر سلطان پاس بھیج دیا سلطان نے ایک طماقچہ اُسکے منہ پر ما کر چھوڑ دیا اور اپنا مقرب بنایا اگر اس مد ہوشی میں یہ ہوش کا کام کیا کہ گجرات میں ملک حید الدین کو حاکم تقرر کیا جسے سب طرح سے یہاں کا نہ وہ بست خوب کر لیا۔ اُس ب

خاک بس رہیک رہ گئیں۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ جب سلطان قطب الدین دیوگندہ کی مہم میں مصروف ہوا نو ولی میں امرانے سازش کر کے بچا کر اُسکے قیدی بھائی خضرخاں کے بیٹے کو جیکی عمر دس کی تھی تخت سلطنت پر بھائیں۔ یہ نو عمر لڑکا بادشاہ کے پاس تھا جب سلطان کو اس سازش کی خبرگی تو اُس نے اپنے بنتجی کی نانگیں پکڑ کر دیوار پر ایسا اُس کوٹکا کہ بھیجا اُسکا پاش پاش ہو گیا اور اُس نے اپنے ایک امیر ملک شاہ کو گوا بیا رجھیا کہ جہاں اس لڑکے کے باپ اور پچا قید تھے اور اسکو حکم دیا کہ انکو قتل کر داۓ۔ اس واقعہ کو قاضی نے جس کا نام زین الدین تھا ابن بطوطہ نے یہ بیان کیا ہے کہ جس صحیح کو بیان ملک شاہ آیا ہے تو میں خضرخاں کے محبس میں تھا جب خضرخاں نے اُسکے آنکھی خبر سنی تو وہ ڈرا کہ چہرہ کارنگ فق ہو گیا جب ملک پاس آیا تو اس شہزادہ نے اس سے پوچھا کہ آپ کیوں آئے میں میری جان کی خیر ہے تو اُس نے جواب دیا کہ خداوند عالم کا ایک کلام اُسکے لئے آیا ہوں آپ کی جان کی خیر ہے بعد اسکے ملک شاہ پاہر گیا اور اُس نے کوتوال کو جو صاحب الحسن تھا بلا بیا اور اپنے منفردیں یعنی سپاہیوں کو جو تین سو تھے طلب کیا اور قاضی زین الدین کو بھی حکم شاہی کی تصدیق کے لئے بلا بیا اور فرمان شاہی دکھلایا۔ اہل فلمہ نے اُسکو ٹپڑا اور سلطان مغرول شہاب الدین کے پاس نہ آئے اور اُس کی گردن اڑاتی۔ وہ ایسا مستقل مراجخ تھا کہ اُس نے اپنی گردن اڑتے پر اُنہیں کی پھر انہوں نے ابو بکر و شادی خاں کی گردن کاٹی۔ پھر خضرخاں کا سُر اڑا نے آئے تو وہ خوف زدہ ہوا اور واپسی میں اُسکی ماں و بیاں موجود تھی گردو را نے ایسے بند کر دے تھے کہ وہ اُس پاس نہ آنے پائے۔ ان چاروں لاثوں کو بغیر غسل و کفن کے خندق میں ڈال دیا ہماں وہ برسوں سو کھائیں اُسکے بعد وہ اپنے بزرگوں کی ہڑو اڑتیں دفن ہوئیں۔ یہ بیان تو ابن بطوطہ نے لکھا ہے۔ اب حضرت امیر خسر و جنکایاں پر نسبت ابن بطوطہ کے زیادہ وقت رکھتا ہے اپنی شنوی عشقیتیں یہ بیان کرتے ہیں کہ سلطان مبارک شاہ نے اپنی صلاح ملک اس میں دیکھی کرنا کے جو دعویدار ہیں ان کی تیزی تیز سے خونریزی کرے۔ اُس نے خضرخاں پاس آدمی بھیجا اور یہ عذر کیا کہ

۵

کہ اسے شمع ز مجلس دور ماندہ

ستکش ماند و نیک سو شدہ ستمنگار

چو وقت آید ہموں بکشاید اب بند

تنت بیتاب و رُخ بے نوزماندہ

تو میدالی کازمن نیست ایں کار

گرت بندی نیشت از گیتی خداوند

پڑا رستہ بنایا ہوا جیسیں ہاتھی گھوٹے آتے جاتے ہیں۔ قلعہ کے دروازہ کے پاس ایک فیصلہ مع  
فیلبان تھر کا ترشاہ اور کھاہی جو دوستے پچھ کا ہاتھی معلوم ہوتا ہے قلعہ کے یچے خوبصورت شہر پستا ہے  
جسیں بکانات اور مساجد سنگ سفید کی بنی ہوئی ہیں۔ سوار دروازہ و نکلے کہیں کاٹ کا کام نہیں یہی  
حال محل سلطانی کا ہے اسیں گنبد اور مجالس بنی ہوئی ہیں الٹرو کا مدار بیہاں ہے وہ ہیں اور  
باوشاہی چھ سو سوار رہتے ہیں جو سبھیہہ ہندوؤں سے لڑتے رہتے ہیں اس قلعہ کا حال ہے  
آخر میں ایک ضمیمہ میں لکھا ہے وہ دیکھو۔

## دہلی میں سلطان قطب الدین کا مراجعت کرنا و خوشی اقارب کا قبل کرنا - اور ہم ہو وہ حرکات

دہلی کو قطب الدین شریذن پیتا اور عیش اڑا کا ہوا روانہ ہوا۔ وہ راہ ہی میں تھا کہ سلطان علاء الدین  
کے چالاک اسد الدین پسر پغش خان کو یہ خیال آیا کہ باوشاہ تو رات دن پہست رہتا ہے اور  
امور یا وشاہی اور مصلح شہر پاری سے خبر نہیں ہوتا۔ چند نوجوان نو دولت دینیا کے کاموں میں تھر بے کار  
اوہ اسرار ملکی سے ناواقف، صلاح ملک میں اے زن ہوتے ہیں۔ باوشاہی کو کوڑکوں کا کھیل بناتے  
ہیں تو اپنے دیوگدھ میں چند اور فسدوں کے ساتھ سازش کر کے یہ تجویز کی کہ نظر لگتی ساکون ہیں جب  
باوشاہ اپنی محلے میں جائے اور شرایض پکیر پہست ہوا وہ کوئی پیرہ کا سپاہی بھی اُس پاس نہ تو چند  
آدمی حرم سرے میں چسکر اسکا کام تمام کریں اور پھر میں اوس سلطان علاء الدین کا بھائی تخت  
تلخ کے ملک ہو جائیں۔ سب لوگ قطب الدین سے نفت رکھتے ہیں اسکے بعد ہم سے غبت کرنے  
لکھنگے۔ مگر ابھی سلطان قطب الدین کی اجل نہیں آئی تھی عیش اڑائیکے دن ابھی اُسکے کچھ باقی  
تھے کہ اس نہادش کا سارا حال ایک شخص نے اُس سے کہدا۔ اس نے رات ہی کہ نظر لگتی علاوہ میں ملک  
اسد الدین اور اسکے ساتھیوں کو پکڑا بولا یا اور اپنی دہلیز کے آگے انکی گردان اڑا دی اور دہلی حامی بیکر  
ملک اسد الدین کے ایس پچھے کچھ جھوٹ نے اپنی خود سالی کے سببے کاہر قدم جی نہیں کھاتھا اس  
سازش کی تو انکو کیسا خبر ہوتی دہلیز کباری کی طرح فتح کرائے اور اُس نے سلطان علاء الدین کے چھا  
کے زمانہ کا سارا مال اس باب تمعج کیا ہوا جیسیں لیا اور عورتوں کو گھر سے باہر براہ رپس نکال دیا کہ درد

باوشاہی آئینوں کو ساخت کرنے سے مارکر نکال دیا تھا۔ قلعہ دیلوگڑہ نے لیا ستمہ جلوسی اور راجہ  
میں قطب الدین بذات خود بہت سماں شکر لیکر کن پر چڑھا۔ اور ولی میں ایک نافجرا کار کم عمر  
علام بچہ شاپیں نامی کو فار الملک کا خطاب بیکرناٹ اپنا مقرر کیا۔ ہر ماں جیو اور اہل راجہ  
جو کن میں جمع ہو ہے تھے وہ باوشاہ سے خڑک سکے اور ادھر اور ادھر بھاگے۔ باوشاہ نے  
اپنے آدمی ائمکے تعاقب میں روانہ کئے۔ اور وہ ہر ماں کو زندہ پکڑ کر لائے۔ باوشاہ نے  
ہنایت بے رحمی سے جیتے جی کھال اُنکی چھوٹی۔ اور دلوگڑہ کے دروازہ پر ٹکوائی  
برساتکے سبب سلطان نے دیلوگڑہ (دولت آباد) میں توافت کیا اور ہمارا سڑیعنی مرہٹوں کے  
ملک کا بند ولست بخوبی کیا۔ اول ملک یک لمحی کو جو سلطان علاء الدین کے غلاموں میں سے تھا  
ہی انکا بند ولست پڑکیا اور خود ملی کی مراجعت کا فصدہ کیا۔ اور ملے بار (معبر) کے فتح کرنے کے لئے بھیجا  
**دولت آباد اور ولی کے درمیان مistr**

جز وقت قطب الدین دولت آباد گیا۔ اس سوقت کا حال اس طرک کا بن بطور نے یہ لکھا ہے کہ ولی سے  
دولت آباد تک چالیں۔ زکارتہ تھا ان دونوں شہروں کے درمیان طرک بنی ہوئی تھی جسکے دونوں طرف  
بیہ وغیر کے درخت لگے ہوئے تھوڑا گرسا فراسہ ہے تو انکو معلوم ہوتا تھا کہ ہم باغ کی سیر کر رہے ہیں۔ سہیل میں  
داویہ ڈاک کی چوکیاں تھیں جسکی ترتیب کا ذکر آئیں گا۔ ہر واحدہ میں مسافر کو کل مایخانہ اور ملے تھوڑا دسائیہ جاتا  
تھا کہ اس چالیس نن کے سفریں طرک پر نہیں جلتا بلکہ بازاریں بھر رہا ہوں۔ یہاں سو اور طرکیں چھ میں کی رہ  
کی معبیر (ملیار) تو نگ تک بنی ہوئی ہیں۔ ہر نگ پر باوشاہ کے اتر نیکے لئے ایک ہمکان بناؤا ہے  
اوہ سافر و نکلے لئے ایک گوشہ بناؤا ہے۔ مغلیس مسافر و نگوچے خروت نہیں ہے کہ وہ زا اور اہ اپنے  
ساتھ لیجائیں اُنکو سب چیزیں مفت ملتی تھیں۔

## قلعہ گوالپار کا حال

اس قلعہ کا حال ابن بطوطة یہ لکھا ہے کہ وہ ایک پھاڑکی چوٹی پر واقع ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ  
پھاڑکی سے کام کے بنایا گیا ہے۔ اسکے محاوہ میں کوئی پھاڑ نہیں ہے۔ اسکے اندر زین دوز حصن ہیں اور  
بیہ خشی کبوٹیں ہیں۔ قصیل پر مخفیق اور رد لگے ہوئے ہیں۔ قلعہ میں جانے والے کے لئے ایک

اڑھاتھا۔ اب خدا نے اُنکے حال پر تم کیا کہ اُنکو آزادی حاصل ہوئی۔ اجنس کے بیچنے میں جو بازاری  
میور تھے اُنکے بھی نصیب محل گئے کہ اپنے مال کو خاطر خواہ بیچنے لگے۔ فوکر جو اپنی کمی تھی اس پر رو  
ربے تھے اُنکا بھی اضافہ تکنا پوچھا ہو گیا۔ مخصوصاً لوں کے کم ہو جانے سے ہندوؤں کے  
مال بھی گھی کے چڑاغ جلنے لگے۔ اناج کی گرانی سے دکانداروں نے ہاں شادیاں بیچنے لگے  
جس ہندوؤں کے بدن پر پہلے اپک چھتھرا نہ تھا۔ اب باریک بماری اور تن زیب زیر بتن کرنے  
لگے جنکے پیر میں ٹولی جوتیاں نہ تھیں وہ اب انوں تلتے گھوڑا اپنالے لگے۔ غرض علاء الدین  
کے مرے سے ہندوؤں کے بھاگ جاگ گئے۔ اُنکی صیبیتاں و نجیبت کا زمانہ تھم ہوا عیش و عشرت  
کا وقت آپنچا۔ شخص عیش اور شاطیں اپنی بساط کے موافق مصروف ہوا۔ جیسی اس سلطنت کی  
ابتداء چھی تھی ایسی اُسکی انتہا بڑی ہوئی۔ اس بادشاہ کے ان بھلے کاموں کو ہوا پتھر اور پوتہ  
رائی اور بھیانی نے خاک میں ملا دیا۔ جو جو کام اس بھیا بادشاہ نے بھیانی کے کئے ہیں اُنکا  
بیان کرنا بھی کسی بے جایا کام ہے۔ اُسے ساری اپنی سلطنت میں ایسے جملی کام کئے جو تکھوڑے  
بہت تعریف کے قابل ہیں وہ لکھ جاتے ہیں۔

## گجرات اور دیو گلہ کی مہم

گجرات میں الپ غل نے کمال الدین گرگ انداز کو مارڈا اور کل گجرات میں فسااد ایسا مچا دیا  
کہ وہ بادشاہ کے قبضے سے بالکل بخل گیا۔ وہاں یعنی الملک ملتانی کو سپالا رینا کرپاہ کے ساتھ  
بیجا۔ اس جوانہ و نظم پر سالار نے دشمنت کو نوشست دی اور نہر دا اور تمام ملک گجرات کو تختیہ کیا  
اور سب زمینہ اروں کو تابع دار بنالیا۔ اور انتظام کرنے پر بادشاہ نے طفر خان کی بیوی کو شادی  
کی۔ اور اُسکو صوبہ دار گجرات کا مقرر کیا اُسٹین چار بیہنے میں تمام فسااد اور جھلکڑے سے گجرات  
کو پاک صاف کر دیا اور اس خوش اسلوبی سے انتظام کر دیا کہ لوگ الپ خان کو بالکل بھول  
سکئے اور بہت ساروں پر تھیصل کر کے بادشاہی خزانہ میں روانہ کیا۔

جب ملک نائب کافور مر گیا تو وہ دیو گلہ کے بادشاہ کی عملہ ارمی سے بخل گیا اور رام دیو نے  
دکن کے راجاوں کے ساتھ تفاہ کر کے تمام مرہتوں کے ملک پر اپنا فرقہ نہ اور قبضہ کر لیا۔ احمد

یہ سمجھتے تھے کہ بادشاہ بنانا ہمارا ہی کام ہے سب ارباب سلطنت سے مرتبہ ہمارا بڑا تر ہے۔ ان کی برا بر منصب کا ارادہ کیا۔ ان گستاخانہ حرکات پر اول بادشاہ نے اُنہی کو قتل کیا۔ اور باقی اور پاکوں کو رادھر آدھر تر بتر کر دیا۔ ان کا پھر پادشاہی توڑ دیا۔ غرض جن لوگوں کی بد دلت سلطنت ہاتھ آئی تھی اولیٰ انھیں درت کیا۔ پھر امیروں کو بعد مراثب سرفراز کیا۔ اور اپنے غلاموں کو بڑے بڑے عمدے اور منصب عطا کے۔ ایک نو عمر پر واری حسن نامی تھا اور مہند وسے مسلمان ہوا تھا۔ اور اُس کو بادشاہ کے نائب حاجب ملک شادی نے پرورش کیا تھا۔ اس پر بادشاہ کا دل آیا اور اپنی سلطنت کے پہلے ہی سال میں اُس کو خیر و خاک کا خطاب دیا۔ اور ملک کافور کا تمام شکر و ملک اُس کے پر دیکیا۔ اور آخر کو وزارت کا منصب اُس کو عنان ہوا۔ سلطان علاء الدین تو کیا ملک کافور کا دم بھرتا تھا جو یہ بادشاہ خسر و فار پر جان دیتا تھا۔ ایک سوت ایک لمحہ اُس سے جُدا ہونا قیامت تھا۔

## قطب الدین کے بڑے بھائی

قطب الدین ابھی قید خانہ کی کوٹھری سے نکلا ہی تھا اور موٹ کے منہستے نکل کر ابھی بجا تھا اُس کی انھیں نکلنے نکلتے ابھی بھی تھیں۔ غرض ان سب آنٹوں کو بھگتا بھیجا تھا۔ اس نے اول اُول خوشیت بعد غم دل تھا۔ تخت شاہی پر بیٹھتے ہی سارے ملک میں ذراں جاری ہے۔ کہ قید خانہ سے قیدیوں کو جو سڑہ نہار کے قریب تھے رہائی ہو۔ اور جلاوطنوں کو وطن آنے کی اجازت ہو۔ اگرچہ یہ کام ناجائز بتا۔ اندیشی کا تھا۔ مگر سلطان علاء الدین کی سلطنت کے بعد تو یہ کام پر لئے ہی درجے کا اچھت اگنا گیا۔ سپاہ کو چھ میٹنے کی تجوہ کا انعام مرحمت ہوا۔ اور امرا اور ملوک کی جاگیریں اور منصب بڑے ہائے مال کے کاموں میں کڑے کڑے محسنوں کو موقوف کیا۔ اور تحصیل محصول کے جو یہ طرزیت تھے کہ کہ باج گزاروں پر جو تے پڑ رہے ہیں لا تیں لگ۔ رہی ہیں۔ کہیں قید میں بیچے جائے ہیں کہیں زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں۔ کہیں تختوں میں شکنجه ہوتے ہیں۔ ان سب کو ملک قلم موقوف کر دیا۔ عہد علائی کے جو قواعد سخت نہایت مکملیف رسائی سنئے ان سب کو کالعدم کر دیا اور ان سب سختیوں کو اٹھا دیا کہ یہ کرو اور وہ نکرو۔ یہ کھاؤ دہ نہ کھاؤ۔ یہ پیو دہ نہ پیو۔ یہ پہنچو دہ نہ پہنچو۔ یہاں پیٹھو دیاں نہ میٹھو۔ ان قیدوں سے خلص کا ناک میں دم

اعیتار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور ملک اعیتار الدین سهیل گو قلعہ گو بیمار روانہ کیا گیا وہاں جاگر خضر خاں اور شادی خاں بادشاہ کے نورجنبوں کو اخذ کر دے۔ یہ کافر نعمت دہاں گیا اور اپنا کام کیا۔ ملکہ جہاں کہ خضر خاں کی ماں تھی اُس کو کافر نے قید کیا اور تمام زیور اور بباب اُس سے چھین لیا۔ اور باوجود خود ہونے کے سلطان شہاب الدین کی ماں سے نکلاج کیا۔ دو چار گھنٹی کے لئے اس بادشاہ خود سال کو بھی تخت پر بٹھاتا۔ اور تمام ارکان سلطنت کا سر اُس کے سامنے جھکوتا۔ اور پھر حرم سیرامیں لیجا تا۔ محل میں اپنے ہم جنسوں اور جنسیوں سے اس باب میں بعلج اور مشورہ کرتا کہ کیوں کر خاذان علائی کا غامتہ سمجھے۔ ایک دن مبارک خاں کی مجلس میں چند پاکوں کو اس نظر سے بھیجا کہ اُس کو بھی ٹھوکانے سے لگایا گی کہ مبارک خاں کی نظر جو نہیں ان پاکوں پر پڑی وہیں اپنے گھے کا ہار مرصع جواہرات کا آن کی تذر کیا۔ اور اپنے باپ کے حقوق کو جتنا شروع کیا۔ اس سبب سے یہ ملک اپنے آنے پر بڑے منفعت ہوتے۔ اور وہاں سے ہار لیا کر لے آئے۔ اور اپنے سردار مبشر اور بشر کے پاس گئے اور سارا قصہ سنایا۔ ملک کافر کو تو کوئی اور موقع مبارک خاں کی جان لینے کا ہاتھ نہ آیا۔ مگر جن پاکوں کو مبارک خاں کی جان لینے کے لئے بھیجا تھا وہی اُس کے لئے پیک اجل بنے۔ بادشاہ کے مرنے پر پیشیں دن گزرے تھے کہ وہ ملک کافر رہا اور نہ اُس کا کوئی مقابلہ قتل ہونے سے بچا۔ سب کا رخانہ ملک کافر کا شاہ فور ہوا۔ شاہزادہ مبارک کو تقدیم خانہ سے نکلا اور سلطان شہاب الدین عمر کا نائب بنایا دو محینہ بکھر تو چپ چاپ مبارک نیابت کا کام اس نظر سے کرتا رہا کہ سب ارباب سلطنت کو یار بنا لے۔ بھر تخت سلطنت پر خود بیٹھا۔ اور نہایت سنگدلی کا کام یہ کیا کہ اس نئے سے بادشاہ کی آنکھوں میں سلامی پھوک قلعہ گو الیار میں بھیج دیا۔ ابن بطوطة نے لکھا ہے کہ انگلی کٹو اکر قلعہ گو الیار بھیج دیا۔ یعنی مہینے کئی روڑ تک اس رٹکے نے بھی مزہ بادشاہی کا چکو لیا۔ اب اس مبارک خاں کا خطاب سلطان قطب الدین بارہ شاہ بھی ہوا۔

## سلطان قطب الدین مبارک شاہ بھی

۱۴۷۲ء سے ۱۵۰۳ء تک جبری مطابق ۲۲ مارچ ۱۵۰۳ء کو اس بادشاہ نے تخت شاہی مردم رکھا۔ ببشر اور بشری جنبوں نے ملک کافر کو گورمیں پھوپھا کیا تھا اب ان کا وہ داماغ آسمان پر چلا کہ اپنے تینیں یہ

تو سوم ضابطہ بازاری اور دکانداروں کے لئے جب وہ دغا اور فریب کریں اور جھوٹ بولیں وہ نہیں تقریب کیں کہ ان کو سوا سے راستہ بازی اور درست کرداری کے کوئی چارہ نہ تھا۔ جھوٹ بولنا کم تو انہی کو یا جان کا کھونا تھا۔ چارہم اگر کوئی شخص ہوئی کو چھوڑ کر دوسرا عورت پاس جانا تو وہ بھی ایسی مصیبت میں رہتا کہ بماری نہیں کہ بھرہ بھول جاتا۔ غرض یہ سب اہناب ایسے جمع ہو گئے تھے کہ جن سے مسلمانوں کو لپیٹنے مذہب کی طرف نیادہ توجہ ہو گئی تھی۔ ہم اے ان کے اولیا سے سکارا اور صوفیان با اقتدار کے الفاس قدسیہ کا بھی نیفیں ایسا تھا کہ اس وقت اسلام اسلام نظر آیا۔ سلطان نظام الدین تک ذات بارکات سے نہاروں مسلمان فیضیاب ہوتے تھے۔

خالصہ یہ ہے کہ اس بادشاہ کے عمد میں یہ دس باتیں عجیب غریب تھیں کہ کسی اور بادشاہ کے عمد میں ممتنع کے اندر نہیں آئیں۔ اول غلے اور کپڑے اور اشیاء سے ضروری کی ارزانی۔ دوم ہمیشہ رضاہیوں میں تھیاب ہونا۔ سوم مخلوقوں کا سستیصال۔ چہارم تھوڑے پچھ میں بہت سے شکل کا بنخنا۔ پنجم تمرد وں اور سرکشوں کو سخت مزرا دینا اور ان کا مطیع اور فرمان بردار رہنا۔ ششم چاروں طرف رامبوں کا امن و امان۔ ہفتم بازاری آدمیوں کا چج بولنا۔ هشتم بہت سی عمارتوں کا بننا۔ مسیدیں اور منارے اور تھنے اور حوض ہماروں بن گئے۔ ہر دفت ستر ہزار معماز اور کاریگر موجود رہتے تھے کہ دو تین روز میں کسی حل کوٹا کر دیتے تھے۔ نهم عہد علائی کے آخر ہوں سال میں مسلمان احکام شرعی کے پاندہ بہت تھے۔ عبادات اور معاملات میں نہایت صداقت برستے تھے۔ دهم باوجود ایکہ بادشاہ کو نہ علم کا یہاں تھا نہ دین کا پاس تھا مگر پھر بھی اولیا سے سکارا اور نہ برداشت عالم اور ہر فن کے باکمال اُس کے عمد میں موجود تھے۔

## ڈکر سلطنت شہاب الدین عمر

جب سلطان علاء الدین نے انتقال کیا تو دوسرا سے ہی روز نایاب کا فورنے ایک سلطان کا نوشتہ اس مضمون کا دکھایا کہ بادشاہ نے شہاب الدین عمر کو ولی عمد سلطنت برقرار کیا اور خنہ خاں کو ولی عمدی سے بعزاول کیا۔ اس پانچ پچھ برس کے لڑکے کو کہا اُبنا کے تخت پر بھایا۔ اور تمام کار و بار سلطنت کا

کی وہ روفق ہوئی ہو کر کنسی اور بادشاہ دیندار اور عالم کے عہد میں نہ ہوئی ہو جس بادشاہ کو ذرا غائب علم کی طرف نہ ہوا سی کے زمانہ میں وہ عالم اور فاضل جمع ہوں کہ جن کا جواب کہیں نہ ہو جو شاہ خود ایسا لامد ہب ہوا سی کی بادشاہی میں مسلمانوں کو وہ پابندی احکام شرعی کی اور اتفاقی اور پرہیزگاری ہو کے پہلے کبھی ایسی نہ ہوئی ہو۔ اگر اُس کے عہد کے عالموں اور شیوخ الاسلام اور ہر فن کے ماہر اور ہر علم کے استاد اور اور صاحب کمالوں کا بیان کیا جائے تو اُس کی اس مختصر کتاب میں سمجھا شد نہیں۔ حضرت نظام الدین اور امیر خسرو کے حال تکلف کے واسطے ایک کتاب چاہئے۔

گویہ بادشاہ شرع کا پابند نہ تھا اگر اُس کے بعض ضوابط اور آئین ایسے تھے کہ جنہوں نے فتن و فجور کا باب بند کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک ضابطہ مسکرات کے باب میں تھا۔ شراب کی بیع و شراؤ ک خفت مانعت تھی۔ می خواروں کے واسطے طوق زنجیر اور چاہ زندان موجود تھا۔ شراب کی بستی بھی ایسی ہے کہ ہزاروں گناہ اُس سے سرزد ہوتے ہیں۔

دوم وہ ضوابط جن کے سبب امیر غریب زمیندار کاشتکار سب برابر ہو گئے تھے ہر زمین اور کے لئے زمین اور مولیشی اور ہالی اور کمیروں کی تعداد معین تھی۔ کوئی آن۔ سے زیادہ رکھنے پر پاٹا تھا۔ آئیے ہی چڑاہوں کے واسطے بھی چڑاہی اور یوڑ کی تعداد مقرر تھی۔ عہدوں کی تاخواہیں تخفیف یعنی آنی تھیں۔ اراضیات کا محصول زیادہ کیا گیا تھا۔ آن کی تحصیل کا طریقہ جردن قبر کے ساتھ تجویز ہوا تھا۔ آخر کار بیان تک نوبت پھونکی کہ مہندو مسلمانوں کی جاگیریں ضبط ہوئیں۔ اس طرح اُس نے متلام رعایاتے مال چھین لیا۔ یا مال اور زری سب سے زیادہ دین اور ملک میں فتنہ بردازی کر لاتا ہے۔ ہوا پرست آن کے سبب سے مصیحت میں دست درازی کرتے ہیں۔ بریں اور بخیل اور نامرد دوں کی بدبدالت ربا خوار اور دفاباز بنتے ہیں۔ مفتری اور مغفلی اور عفند اسی کے بل پر بغاوت اور سرکشی اختیار کرتے ہیں۔ مفتی اور مولوی اور مسمی ذاکر عابد سب کے سب اُس کے پڑبے میں چھن کر اپنی عبادات اور پرہیزگاری کو کھوتے ہیں۔ غرض سب ہے کاموں کی ہل دولت ہے۔ جب بادشاہ نے طبع طبع سے رہایا کے پہنچے وہ جھڑاں تو افلاں اور مصیحت کی حالت میں لوگوں کو سیاں کھا سے آئیں۔ یہاں پر عدا خدا نہ کرتے تو کیا کرتے۔ ہم بے بال دپر کیوں کر

وہم ظن نیشن ہوا۔ ان سب کے لئے ایک حکم عام صادر ہوا۔ پھر اس میں مجرم اور غیر مجرم کردہ اور ناگرد سب پر برستے۔ سیکڑوں بے گناہ ایسے قتل ہو جاتے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی کہ تم کس خطاب پر مارے جاتے ہیں۔ اس کی سطوت اور قدر کے رو برو کسی شخص کا مقتد و زبھی نہ تھا کہ وہ اپنے بے گناہ بھائی کے واسطے بھی زبان سے کچھ کہہ سکتا۔ جس شخص سے وہ ایک فتح ناراض ہوا، عمر بھر ناراض ہی رہا۔ جس شخص کو جلاوطن کیا اُس کو دلن میں کبھی آنے نہ دیا۔ جس کو قید خانہ میں قید کیا اُس کو کہیں جانے نہ دیا۔ مگر یہ تشدید اور ظلم اُس کا ظلم کاہ تھا۔ کسی اور ظالم اور بھاکار کا مقتد و نہ تھا کہ کسی مظلوم پر ہم بخوبی اٹھا کے۔ قوائق اور راه زدن را ذرفی کے عوض میں رہ بڑی اور خانہ طلت کرنے لگے تھے۔ مفہوم کا کیا مقدور تھا کہ فساد کا نام بھی لیں۔ چاروں طرف رستے کھلے رڑے تھے۔ مسافر بے خوف خلسر کرتے تھے۔ کاروان کے کاروان ادھر ادھر آتے جاتے تھے۔ تجارت کا بازار گرم تھا۔ پادشاہ خود سو داگروں کو ہزاروں روپیہ نقد اسباب و جنس کے لئے دیتا تھا۔

پہلے تو علاؤ الدین الف کے نام بے نہیں جانتا تھا۔ مگر تخت سلطنت پر بیجھ کر حرف آشنا ہو گیا تھا۔ تگر اس کم علمی پر وہ گھمنہ تھا کہ کسی عالم کو اپنے رو برو کچھ نہ لگتنا تھا۔ کسی فضل کا مبتدا و نہ تھا کہ اس کے آگے زبان ہلا کے۔ اس جاہل کے سامنے عالموں کو جاہل اس خوف سے بننا پڑتا تھا کہ اپنیں ان کی تحصیل علم بادشاہ کی تحصیل علم سے زیادہ نہ ظاہر ہو جائے۔ جب سلطنت کی ابتدائی تود امور ملکی میں صلاح اور مشورہ لیتا۔ مگر جب سب کام بن گئے تو پھر اس نے کسی سے کچھ نہ پوچھا۔ جو دل میں آیا وہ کیا۔ اس کا یہ مقولہ تھا کہ بادشاہ دنائی کی راستے ایک جمع مختلف الایے کی راستے پر فوقيت رکھتی ہے۔ اس نے صلاح اور مشورہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ یہ علم کی کیفیت تھی اب نہ ہب کی یہ صورت تھی کہ نماز کے لئے بھی سر نہ چکاتا۔ رمضان کے روزوں کے چٹ کرنے سے نہ شام اس کا یہ مقولہ تھا کہ نہیں بکسلت کے کاموں سے کچھ واسطہ اور تعلق نہیں ہے۔ مذہب نفعاً گھر کی بائیں اور دل بھلانے کے ڈھکو سلے اور چونچلے میں۔ غرض کسی کام میں شرع اُس کی رہنمائی تھی کچھ وہ اپنے احکامات میں مشروع اور غیر مشروع کا پابند نہ تھا۔ آغاز سلطنت میں پیغمبری کی سوجہی کی وجہ یہ ہات بن نظری تو سکندری کی تولی۔

کیا قدرت الہی سچے کہ جس بادشاہ کے علم اور نہب کا یہ حال ہوا اُسی کے ہمدرد میں اسلام

الغ خاں بچارے کو بے گناہ قتل کرایا۔ اور بہت سے امراؤ کو ذیل اور خوارکے کے بُری گت سے اس دنیا سے رخصت کرایا۔

## بھروسات کی پیغام و اور چتوڑ کا حکم کے نتھل جانے کا حال

یہاں یہ حالات گز رہے تھے۔ وہاں نسب ملک میں غدر صح رہے تھے۔ بھروسات میں جو صوبہ بن کے جاتا، الغ خاں کے آدمی اُس کی گردن پکڑ کر بُری طرح گھاٹھونٹتے۔ راتا ہمیرے چوتور گھنٹہ پر قبضہ تکمیل کیا۔ رام دلوکے واما دہراپال دیونے دکن میں فساو کھڑا کیا۔ غرض اس طرح مسلمانوں کی سلطنت بہت جگہ اکٹھ پکڑ گئی۔

## سلطان علاء الدین کی وفات

جب ان پرنسپلیوں کی متوجہ خبر بادشاہ کے کان میں چوخ پھیس تو وہ انگلیوں کو دانتوں سکھرتے دیتا۔ اس غم اور بُرخ میں بتائے کیطھ گھلتا جاتا۔ اطبایا کا عالیج کچھ اترنہ کرتا۔ آخر کار ان صدیاں موت تھے پاس اُس کو پیچایا۔ ۶ شوال ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۸۲۶ء کو یہاں عمر لبرزی ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ملک کو نے زہر اُس کو دیا۔ میں ہر س تخت سلطنت پر جلوہ افوز رہا۔

## سلطان علاء الدین کی عادتیں اور اُس کے عہد سلطنت کی

### عجیب و غریب یادیں اور اسظام ملکی کے ضوابط اور آئین

سلطان علاء الدین کی عجیب یادیں اور اُس کے عہد سلطنت کی زالی باتیں تھیں۔ بد خونی اُس کی خصلت سخت گوئی اُس کی عادت۔ بیہمی اور بے باک اور ناخدا ترسی اور خود پرستی اُس پر ختم۔ جس وقت یا سات پر آتا تھا پہنے کو پچھاٹانا نہ پرانے کو جاتا۔ ملکی معاملات میں جن پر جرم کاشہ

امراض میں مبتلا ہوا۔ بی بی اُس کی ملکہ جاہ کچھ لپنے میاں کی تیمارداری نہ کرتی۔ خضر خاں اُس کا بیٹا  
خبر نہ لیتا کہ باپ پر کیا گذر رہا ہے۔ شبِ روز اپنی مجلس آرائی میں مصروف رہتا۔ اُس بماری کی  
حالت میں بادشاہ نے دکن سے ملک کا فور کو اور حجہت سے الخ خاں کو بلایا۔ یہ دونوں بہت جلد اُن  
موجود ہوئے۔ ملک کا فور جیسا لائق تھا وہ یسا ہی مختار اور دعا باز تھا۔ بادشاہ کا منجع بیماری میں چڑھتا  
ہو ہی رہا تھا۔ بات بات پر غصہ اور غصب موجود تھا۔ اُس نے ملک کا فور کو خلوت میں بلایا۔ اور ہیوی  
بیٹے کی بے پرواٹی کی شکایت کی۔ ملک کا فور کو خوب زیاد شاہ ہونے کا خیال تھا اُس کو یہ موقع خوب  
ہاتھ لگا کہ جن کو وہ اپنارفتیب اور حریف سمجھتا تھا ان کو بر باد اور خراب کرے۔ اُس نے عرض کیا کہ  
حضور کی جان کے خواہاں یہ اور الخ خاں بیٹا ہیں۔ اس اثناء میں والدہ خضر خاں نے بادشاہ سے  
اکاگہ آپ اجازت دیجئے کہ شادی خاں کی شادی الخ خاں کی بیٹی سے کی جائے۔ اس پر ملک کا فور  
کو اور موقع ملک کے بادشاہ کا دل بیوی بیٹوں سے ٹرا کرے۔ بادشاہ نے احتیاطاً خضر خاں کو سیرہ شکار  
کے واسطے خصت کیا اور کہا کہ جب میں اچھا ہوں مگاہ بناوں گا۔ اس شنزادے نے یہ منت ای کہ اگر  
باپ اچھا ہو جائے تو حضرت نظام الدین کی خدمت میں مل نگہ پاؤں جائے۔ جب اُس نے باپ کی  
کچھ صحت کی جسرتی تو وہ بغیرِ ملائے امر وہ سے پیدا ہے پرداہ ہوا۔ جب وہ یہاں پہنچا ملک کا فور کو  
ایک بہانہ ہاتھ آیا۔ بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ دیکھئے خضر خاں بغیرِ حضور کی اجازت کے یہاں چلا آیا۔  
اُس سے اُس کا کچھ اور ارادہ معلوم ہوتا ہے۔ علاء الدین گونگاہ دل اور درشت مزاں تھا مگر اپنے  
اہلِ عیال کو دل سے چاہتا تھا۔ ملک کا فور کی اس بات پر کچھ خیال نہ کیا۔ بیٹے کو بلایا گئے لگا کیا۔  
گھر میں جانے کو اور ماں بہنوں سے ملنے کو کہا۔

یہاں تک تو خیرگزی گر آگے چل کر بیدی مہب بگڑا می اور ملک کا فور کی بن پڑی۔ خضر خاں گھر  
میں جاتے ہی عیش و آرام میں ہمہ تن مصروف ہوا۔ اپنے یار دوستوں کا جدا ہی ایک دبار جایا۔  
اس پر ملک کا فور نے بادشاہ کے کان خوب بھرسے اور دل پر اُس کے اس امر کو منقش کر دیا کہ خضر  
خاں فکر میں ہے کہ شادی خاں اور امراء کے ساتھ سازش گر کے حضرت کا کام تمام کرے۔ غرض  
اس اپنی شیطنت اور جگت سے خضر خاں اور شادی خاں کے لئے جس، دوام کا حکم دلوا ہی دیا اور قلعے  
گو المبار میں سمجھا ہی دیا۔ خضر خاں کی بیان کو بھی محل سے نکلا دیا۔ اور پڑا فی ولی کے اندر قید میں ڈلوایا

ہوتی ہے۔ ان میں ہستے چند بدمعاش مغلوں نے یہ ارادہ کیا کہ سیرگاہ میں روز بادشاہ جاتا تھا۔ اور اکھر ایسا اس کا ہوتا ہے وہ شکرہ اڑاتا ہے۔ سب کی نظریں اور کوہوتی ہیں کسی کے پاس ہتھیار نہیں ہوتا اس لئے یہ کوئی بات مشکل نہیں ہے کہ ہم دو تین سو سوار اکٹھے ہو گراں سے گاہ میں اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو خشکار کریں اس کے مارے جانے سے یقینی خلق خدا خوش ہوگی۔ کیونکہ اس نے تمام دولت اس کی زبردستی سے چھپ لی ہے۔ محصول اور خزانج بڑھا دیا ہے۔ شراب اور سکرات بند کر دیے ہیں۔ غرض طرح کی تکالیف نے رکھی ہیں۔ اس تدبیر اور ارادہ کی خبر جب سلطان علاء الدین کو ہوتی تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سارے ملک میں ایک زان کے اندر منسلم مغل قتل ہوں۔ اور کہیں ان کا نام بھی باقی نہ رہے۔ اس فرعونی حکم سے میں میں یا سوالہ سترہ ہزار نو مسلم مغل جن میں سے اکثر کو خبر نہ تھی کہ کبھی مارے جاتے ہیں قتل ہوئے۔ اور ان کے زن و بچہ برباد ہوئے۔ اور لوڈی غلام نہیں ہنا کے۔

## دیو گڑھ اور ہمارا شتر کی فتح کا بیان

جب دوبارہ دیو گڑھ میں ملک کافور ہو گیا تھا تو امام دیو وہاں کاراچہ مرکیا تھا۔ اس کا بیٹا جانشین ہوا تھا۔ وہ باپ کی طرح بادشاہ کا مطبع نہ رہا تھا۔ بلکہ اس پر بغاوت کا شہر ہوا تھا۔ اور حقیقت یہ تھی وہ باغی ہو گیا تھا۔ اور نذرانہ معمول بھیجنما موقوف کیا تھا۔ اور کچھ ایسے فساد کرنے والک میں بھی بریا ہوئے تھے۔ ان سب جھگڑوں کے رفع دفع کرنے والے ہیں میں ملک کافور روانہ ہوا۔ اس نے دیو گڑھ کے راجہ کو قتل کیا۔ اور تمام ہمارا شتر اور کرنالک پر چڑھائی کی اور بعد اس کے جن رجاوں نے خیز دینا بقول کیا۔ ان کا ملک ان کے حوالہ کیا اور سب طرح سے ان کاموں سے فارغ ہو گردی میں وہ آیا۔ اور سارے بکن میں وہ رعب داب تھا یا کہ کسی کو سرگوشی کا یار امدت تک نہ ہوا۔ سب راجا بچھڑا اور فرمائیں بارہ نہ گئے۔

## ملک کافور کی حکمتیں

عیاشی اور ہشاش بنی کی مارا مارتے علاء الدین نہایت ضعیف اور ناتوان ہو گیا۔ اور سخت

# کرناٹک اور ملیپار سے راس کماری تک فتح ہونا

کابل اور سنہ سے لیکر بگال اور گجرات کا سارا ملک فتح ہو گیا تھا اور دکن میں بھی فتوحات کاملہ حاصل ہوئیں۔ اب علاء الدین کا ارادہ ہوا کہ ساحل سمندر کے ملکوں کو فتح کرے۔ وہ سرے برس ۱۱۷۶ء میں ملکہ کافور اور خواجه حاجی کو کرناٹک کی فتح کرنیکے لئے بھیجا۔ وہ دیو گدھ کی راہ سے پن میں دریائے گوداویری کے کنارے پر پہنچے۔ اور کرناٹک کے راجہ بلال دیو سے سخت لڑائی ہوئی اور مارتے دھاڑتے راجہ کی دارالسلطنت، دوار سمندر پہنچے اور اُس کو بھی فتح کر لیا۔ اور راجہ کو قید ہوئی۔ اور اُس کے خاندان کو تیس ناس کیا۔ اور تمام بُت خانوں کو توڑا اور چاندی سونے کے بتوں کو لے لیا۔ اور سیت بندہ رامیشور میں ایک مسجد بنائی۔ اُس میں اذان ہوئی اور علاء الدین کا خطبہ پڑھا گیا۔ تاریخ فرشتہ کا مصنف لکھتا ہے کہ یہ مسجد میرے زمانہ تک موجود تھی۔ اور مسجد علائی مشہور تھی یہاں سے ملک کافور کو بہت خزانے اور دینے ہاتھ لگے۔ اور وہ ان سب کو لیکر دلی میں ۱۱۷۸ء میں واپس آیا۔ تین سو بارہ ماہ تھی اور بس ہزار گھوڑے اور پھانوسے من سونا اور مویوں کے صندوق بہرے سے کوشاں ہزار سوون کے آگے بادشاہ کی نذر میں گزرا نے۔ بادشاہ ان خزانوں کو دیکھاکر بہت خوش ہوا اور برخلاف اپنی عادت کے خزانہ کا دروازہ کھول دیا۔ امراء میں سے ہر ایک کو پانچ من سونا دیا اور مشائخ و مسخرین میں سے ہر ایک کو ڈریم من سونا یا اس سے کم علیحدہ راتب دیا باقی طلاقے مسکوک اپنے سامنے گھلو اکر مهر علائی بنوائی۔ کرناٹک کی فتوحات میں کہیں چاندی کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک میں چاندی کی قدر کچھ نہ تھی۔ یہاں چاندی کے زیور پہنچنے کو نہ لت سمجھتے تھے۔ یہاں کے امرا متوسطین سونے کے برتاؤ میں کھانا کھاتے تھے۔

## مُؤْمِن مغلوں کا قتل

اب علاء الدین کی دشتم فرازی اور سندھ خوئی اور سخت گیری سے لوگ بگ اگئے تھے نو مسلم مغلوں کو کیتے تھے موقوف کر دیا تھا۔ اور کہ دیا تھا جہاں چاہو چلے جاؤ جس امیر کی نوکری چاہو کر لے پڑے۔ دشت تک پیکار رہنے لئے وہ اپنی جان، سے عاجز ہو گئے تھے۔ مغلوں کی اصل طبیعت فتنہ، خیز اور فساو نہیں

کوئی نہیں لگھی۔ اور نہ بیان ہے کہ وہ کتنے دنوں تک رہی اور کتنا جات دمال کا فحصان ہوا۔ شاید یہ بڑی راہ سے گئی تھی اس لئے یہ مصیبۃ اُس پر ٹھی۔ ملک کا فور کو دو بازہ سلطان نے بھیجا اور اُس کو سمجھا اور یا کہ اگر در محل کاراچہ رہ پہہ اور ہاتھی دیتے اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کرے تو صلح کر لینا اور قلعہ ورنکل اور ملک تلنگانہ کی فکر نہ کرنا۔ اور خواجہ حاجی سے صلاح و مستورہ کرنا۔ اور شترک اور سپاہ کی نہایت خاطرداری کرنا۔ غرض ملک کا فور اور خواجہ حاجی دونوں دیوگڈھ میں آئے رام دیو نے استقبال کیا۔ اور شترک میں اپنا ابرو و بازار بھجوایا۔ اور تاکہ کردی کہ شیخ شاہی کے موقق اجنباس فروخت ہوں۔ غرض تمام رسکا سامان کر دیا۔ ملک کا فور نے دیوگڈھ سے شمالی تلنگانہ میں اندرونی کے اندر قدم رکھا۔ اور اُس کو تاخت و تمازج کیا۔ اور اس قدر آدمیوں کو قید اور قتل کیا کہ ایک تنہالہ غیظہم رکھی۔ ورنکل کا راجہ اور گرد نواح کے راجے مارے خوف کے قلعے ورنکل میں داخل ہوئے۔ یہ قلعہ باہر سے مٹی کا بنایا ہوا تھا اور اُس کے اندر ایک قلعہ سنگین تھا۔ راجہ ورنکل قلعہ سنگین میں اور اور راجہ قلعہ گلی میں محصور ہوئے۔ یہ قلعہ بیرونی بڑی مشکل اور محنت سے کئی مہینے کے میں بھرہ میں فتح ہوا اور سب راجہ مع زن بچھ قید ہوئے۔ اور بہت خون ہوا۔ راجہ بہت منار ویہ اور خراج دینے پر بھجوہ ہوا۔ اب ملک کا فور نے مراجعت کی اور بادشاہ کو فتح نامہ لکھا۔ دلی میں اُس کی بڑی خوشی ہوئی۔ علاء الدین کا دستور تھا کہ جہاں لڑائی کے واسطے شترک بھیجا وہاں ڈاک کی کوکیاں بھاتا۔ اور قاصد مقبرہ کرتا۔ روز اُس پاس شترک کی خبر آئی۔ جب ورنکل میں ملک کا فور محاضہ فیض صورت تھا تو تلنگانہ کی فوج کی کثرت کے سبب سے کئی ڈاک کی چوکیاں اٹھ گئیں۔ اس لئے شترک اور حاصلہ کی خبر نہ آئی۔ تو نہایت تردد پیدا ہوا۔ مگر اگر حضرت شیخ نظام الدین ع کی خدمت میں دو امیر قاضی عیاث الدین بیانوی و ملک وزیر بیجے۔ اور دعاکی استدعاکی۔ اُس پر حضرت نے ایک بادشاہ کا ذکر فرمایا جس میں یہ کہا یہ تھا کہ یہ قیچ بھی ہوا اور فتوحات بھی ہوں۔ اسی روز ورنکل کا فتحنامہ آیا۔ اس سے حضرت کی درگاہ میں بادشاہ کا اعتقاد اور راست ہو گیا۔ تعجب یہ ہے کہ کسی شیخ اور سلطان میں ملاقات سنوئی۔ ہمیشہ عائد و رسول وسائل کی معرفت انہمار اخلاص اگر کے ان کی باطنی استمداد چاہی۔

کہ جنگ تم خود نہ آؤ گے کہ قلعے نہیں ہو گا۔ ناچار دستل دیو قلعے سے نکلا اور مازمت میں چاہر ہوا۔  
بادشاہ نے قلعہ میں جو کچھ تھا یعنی چھڑی و سونی تک لے لیا اور جو چیز کام کی تھی ان کو کارخانوں  
میں بھیج دیا اور باتی کو پاہ دشائیر و پیشہ کی تحریک میں دیدیا۔ اور اس ولایت کو امراہیں تھیک کر دیا، خالی  
قلعہ ستل دیو کو دیدیا۔ انھیں سنوں میں قلعہ جمالورخ ہوا۔ لکھتے ہیں کہ انھیں کاراجہ کا زندگو تھا۔ وہ  
دلی میں بادشاہ کی خدمت میں رہتا تھا۔ ایک دن بادشاہ نے گماکہ ہندوستان میں گوتی زمیندا  
بیسا نہیں ہے کہ میرے بے شکر کا مقابلہ کر سکے۔ کاپڑ دینے جہالت سے گماکہ اگر میں مقابلہ کروں اور  
کامیاب نہوں تو گردن مارا جاؤں۔ بادشاہ کو اس پرغصہ آیا بلکہ اس سے کچھ نہ بولا۔ چند روز بعد  
راجہ کو لئے ہاک کو رخصت کیا۔ جب دو تین ماہ گزرے تو اپنے انہمار قدرت کے لئے اپنی لوڈی  
گل بہشت کو مامور کیا کہ وہ قلعہ جمالور کو چڑھا اور قصر افیخ کر لے۔ گل بہشت نے جاکر قلعہ کا محاصہ کیا اور  
ایسی شجاعت و مردانہ کام کیا کہ کبھی کانیزیر کے تصور میں بھی نہ گزرا تھا۔ قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے  
کہ دفعتاً گل بہشت بیمار ہو کر بہشت کو رخصت ہوئی۔ اُس کا بیٹا شاہین مال کی طرح محصوروں کو تنگ  
کرنے لگا راجہ کا یہ رپنے امرے جانے کو یقینی جانتا تھا وہ رپنے دوستوں کو ساتھ لیکر شاہین سے باہر  
لڑنے نکلا اور اتفاق سے شاہین ہی اُس کے رو برو آیا جس کو اُس نے مار دالا۔ اور امرا بھی تاب  
مقابلہ نہ لاگر گئی منزل پہنچے ہئے۔ بادشاہ اس بات کو شکر نہایت آشنا ہوا اور اُس نے جسم  
کمال الدن کو تازہ لشکر دیکر روانہ کیا۔ یہ دنے کمال شجاعت سے قلعہ فتح کر لیا اور راجہ کو مع فریبیں  
اورا بیان کے قتل کیا۔ اُس کے خزانوں پر قبضہ کیا۔ فتح نامہ دلی کو بھیجا جس کے یہاں شادیاں  
بیجے جمالور اور سیوا نہ مار رواڑیں گجرات کے شمالی ہیں آباد ہیں۔

لهم

۹۷  
بیکمین میں ملک کا فور کو دوبارہ دیوالہ کی راہ سے ورنکل پر سلطان علاء الدین نے روانہ کیا اور بہت سی سیاہ ساتھی۔ پہلے بھی فوج یہاں روانہ کی تھی۔ وہ بیگالہ کی راہ سے گئی تھی اُزدیسہ کارا جہانی خانہ ہمسایہ نے زور اور قوت کو دیکھ دکھ دل ہی دل میں جلتا تھا۔ اُن نے بادشاہ کی مشت سماحت گر کے بیگالہ کی راہ سے فوج بھجوائی۔ گردہ ناکامیاب بہی لیکن نامکامیابی کی وجہ

نوع آپس میں ملتے جلتے اور پیار اخلاص کے ساتھ گھیلئے اور آپس میں کمال محبت رکھتے۔ خضرخاں کی ماں اس شادی کا ہونا نہیں چاہتی تھی وہ اپنے بھائی الپ خاں کی لڑکی سے بہت جلد بیا ہنا چاہتی تھی، اس نے اس نے یہ دیکھ کر دیوالِ دمیان پر خضرخاں عاشق ہو گیا ہے اُن کو جدا جد اکردا ہے اس بھائی کی حالت میں بھی اُن کے درمیان پیغام و سلام ہوتے رہے۔ خضرخاں روتا پستار ہا۔ مگر مکن شادی الپ خاں کی بیٹی سے ہوتی۔ پھر جب عاشق نے خضرخاں کا حال پلا کیا تو اُس کی شادی دیوالِ دمیان سے بھی ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خضرخاں مرید ہو گئی تھا جس کے سبب سے اُس کی یہ مشکل آسان ہوتی۔ پھر خضرخاں اور علاء الدین میں خبرش ہو گئی ہا۔ نے بیٹے کو طرح کی اذیت دیں۔ خاوند کی سب مصیبتوں میں دیوالِ دمیان ساتھ رہی۔ جب کوئا اس میں خضرخاں قتل ہوا تو دیوالِ دمیان کے دونوں ہاتھ خاوند عاشق کے گھلی میں پڑے ہوئے زخمی ہوتے اور وہیں قتل ہو کر خاوند کے ساتھ دفن ہوتی۔ فقط

ان دونوں کا عاشق بھی ایسا مشور ہوا کہ ہندی فارسی شاعروں کا ایک شاعرانہ افشا نہ بن گیا۔ بہت سے تھے اُس کے ہندی فارسی زبانوں میں موجود ہیں اور صد ہا برس تک اُس کے گھیت گانے گئے۔ بعض موڑخ لکھتے ہیں کہ دیوالِ دمیان اپنے عاشق کے مرنے کے بعد زندہ رہی اور اُسکی ذو شادیاں ہوتیں ایک خاوند کے قاتل سے دوسرا غاصب سلطنت خسرو سے۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مسلمانوں میں ناطے رشتے ہونے لگے تھے۔ اس دہستان کا بھی ذکر تاریخ نیروز شاہی ضیار الدین برلنی میں نہیں ہے۔ اس زمانہ کی تاریخ سب سے زیادہ معتبر یہ تاریخ ہے۔

## ححال و روایوانہ کی فتوح

جب تک کافور دکن میں تباہاد شاہ خود سیوانہ کی نفع میں مشغول ہوا۔ لشکر دیوی نے کئی سال سے اُس کا محاصرہ کر کر تھا اور ناکام رہا تھا۔ بادشاہ نے خود قلعہ کو چاروں طرف سے گیر لیا۔ اور اہالی قلعہ کو تگنگ سکا۔ بیان کے راجہ تسل دیلو نے انہمار عجز کے لئے اپنی سونے کی پیکر بھیجی اور اُس کے لئے میں زریں دیسان ڈالی۔ اس کے ساتھ سوہا بھی اور بہت سے تھفت و نفاس بادشاہ پاس بیجے اور بادشاہ سے عفو کی دعویٰ است کی۔ بادشاہ نے ان سب چیزوں کو لیکر خوش طبعی سے پیغام بھیجا

دیو گلہڑ روانہ کیا۔ ادھر ہیاں بادشاہی فوج میں بھی خبر آئی کہ پری کو دیو گلہڑ انے کوہے اس نے  
الغ خاں نے ایک کڑا حملہ راجہ کرن پر کیا۔ اور شکست دیکر فوج کو پریشان کر دیا۔ راجہ دیو گلہڑ  
کی طرف بجا گا غیمت میں سب کچھ ہاتھ لگا۔ مگر گوہر مراد ہاتھ نہ آیا۔ اس نے فتح کی کچھ مہربت  
نہ ہوئی۔ بلکہ بادشاہ کے عتاب اور مکمل دینی کے ملاں کا اندیشہ پیدا ہوا۔ اسی محبس میں وہ  
گھبرا تا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیو گلہڑ ایک روز کا رستہ رہ گیا۔ کچھ سپاہی الورہ کے غاروں کے سید  
تماشے کے لئے گئے۔ ان غاروں کی بھی دستکاریاں عجیب نمونہ ان ان کی صنعت کا ہے۔ غرض  
یہ صفت انسانی کا تماثل دیکھتے پھرتے تھے کہ وہاں قدرت کا تماثل ادا اور نظر آیا۔ کہ کچھ سوار سامنے دوچا  
ہوئے۔ انہوں نے جانا کہ رام دیو کی فوج ان کے تعاقب میں آئی مگر وہ درختیت سیم دیو کی فوج تھی  
کہ دیو دینی کوئے جاتی تھی ناچار جان بھانے کی ضرورت سے ان سے مقابلہ ہوا۔ ایک ہی محلہ میں  
تر بتکر دیا۔ دیو دینی کے گھوڑے کے تیار ایسا لگا کہ وہیں کا وہیں زرہ گیا۔ ایک قدم آگے  
نہ پل سکا۔ سپاہی اس پاس چھوپے اور بولے نکال جو کچھ پاس ہے۔ اتنے میں ایک اونٹی میں پکار کر  
بول کہ یہ دیو دینی ہے۔ جس وقت ساہبوں نے دیو دینی کا نام سنایا اس کو سکھاں میں بھا  
لغ فزان پاس لائے۔ یہ دیکھتے ہی وہ باع باغ ہو گیا اور جامہ میں چولانہ سمایا۔ بادشاہ کو ایک عرضی  
لکھی اور گجرات میں آ کر ہیاں سے پاکی میں دیو دینی کو سوار کرا کے دلی بھیجا۔ جب دلی میں پہنچنے  
تو مابے اختیار دوڑی گئی اور میٹی کو اترہ ایا گلے لگایا۔

## حضرخاں دیو دینی (دیو دلی) کی عاشق معشوقی

حضرت امیر خسرد نے ثنوی عشقیہ لکھی ہے جس میں حضرخاں و دیو دلی کے عشق کا حال  
بھی لکھا ہے۔ اس کا لب بباب یہ ہے کہ جس وقت دیو دلی مابی پاس آئی ہے تو سکی عمر ٹھسال  
اک تھی۔ بادشاہ حضرخاں سے اس کی شادی کرنی چاہتا تھا۔ کلادی (کولا دینی) بنے بھی اسے منظور  
یکنا تھا۔ وہ حضرخاں کو ہی سبب سے زیادہ چاہتی تھی کہ اس کے بھائی کے مشاہد تھا۔ غرض یہ دلی

میں کچھ فائدہ نہیں اس لئے اپنے بڑے بیٹے سنگل دیو کو قلعہ میں چھوڑ کر اواہبہت سے تحفہ تھا لفاف  
لیکر ملک کا فور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک کا فور نے فتح نامہ لکھ لیا جیا اور اس کے ساتھ ادلوی  
خود بہت ساندر ائمہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان علاء الدین نے راجہ کی بڑی تعلیم و  
تکریم کی۔ چتر اور راسے ریان کا خطاب دیا۔ اور اپنے راج پر اُس کو خصت کیا۔ اور ایک لاکھ ٹکڑہ اُس کو  
دید۔ اس نعم کے زمانے میں قابل لکھنے کے ایک سانچہ واقع ہوا کہ گجرات کے راجہ رہے کرن کی  
مسئلہ اپنی گلادی گجرات کی مہم میں گرفتار ہوئی۔ اور بادشاہ کے ہاں آئی اور اس کی شانہ شادی  
بڑی دسمون دھام سے ہوئی۔ بادشاہ اُس کی حُسن صورت اور سیرت پر دل و جان سے قربان تھا  
جب اُس نے خدا کا لغت خان حاکم گجرات کو بھی دیو گڑھ جانے کا حکم ملک کا فور کی مدداد کے واسطے  
ہوا ہے تو اُس نے ایک رات بادشاہ کو خوش دیکھ عرض کی کہ جب میں راجہ کرن کے لحاظ میں رانی  
تھی تو خدا نے دو بیان عنایت کی تھیں۔ بڑی بُنی تو خاک کے اندر منزل گزیں ہوئی۔ مگر دوسری  
لڑکی دیوالی دنی زندہ اور سلامت ہے۔ یہی میری شاخ جوانی کی دو بیان تھیں۔ مجھے اقبال کی بُنی  
و بیان سے یہاں نے آئی۔ مگر وہ دونوں گل اپنے گلشن ہی میں رہے۔ ایک گل پُرمردہ ہو گیا۔ مگر  
دوسرہ باتی ہے۔ میرا دل بغیر اُس کے محیل کی طرح ترتیبا ہے۔ اگر وہ کسی طرح سلامت آجائے تو  
آنکھوں ملکہ کلیجے ٹھنڈک ہو۔ بادشاہ نے فرمایا کہ یہ تین بڑی باتیں ہے۔ اُسی وقت لغت خان اور  
ملک کا فور کے نام فرمان سلطانی صادر ہوا کہ راجہ کرن دکن کی لاح میں آدارہ پھر رہا ہے اُس سے  
دیوالی دینی کے لئے پیغام بھیجو۔ خواہ صلح سے خواہ لڑائی سے جس طرح ہو اسے یہاں رو انکرو۔ دو  
میئے تک راجہ کرن سے اس بات پر لڑائیاں ہوئیں۔ اور لغت خان نے شرایط صلح ایسیں فیض  
کیں کہ وہ راجہ کے حق میں نافع تھیں۔ راجہ کو دیوالی دینی کے حوالہ کرنے کے لئے سمجھا یا۔ مگر اُس نے  
ایک بُنی۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ راجہ رام دیوالی کا براہما بھی سنگل دیوالی اُس پر عاشق تھا۔ مگر  
وہ قوم کا نمر بہہ تھا۔ راجہ کرن رجبوت تھا۔ رجبوت مریٹوں گو ذات کا ہیٹا جانکر بُنی یہاں بے غرقی  
جانستے تھے۔ جب بادشاہی فوج کے ساتھ یہ معاملہ پیش ہو رہا تھا۔ اُس نے یہ سب تحریکیں اُسیں اور  
پچھا بپ سے نہ پوچھا۔ اپنے چھوٹے بھائی بھیم دیو کو بہت سے تحفہ تھا لفاف دیکھ شادی کا پیغام راجہ کرن  
پاس بیجا۔ راجہ مصلحت و قوت اس نازک زمانہ میں یہی بھی کہ دیوالی دینی کو کچھ سپاہ کے ساتھ

جس طرح ہوا سے پکڑ کر لاد۔ راجھ کے پیچے سوار زر لگا کر لیکے اور کئی جگہ تلوار پر بھی نوبت پھوئی۔ اور بہت سے راجھوت مار گئے مگر راجھ کی گرد کو کوئی نہ پھوئی۔ دیجھ و سالم آئتے اہل و عیال میں جا پھنپھا اور اپنے بات پڑا دا کے ملک پر قابلیں ہوا۔ باڈشاہ کو تو پہ منی کی لوگی ہوئی تھی اُس کے دل کو کب تھیں تھا۔ اور اُس پر یہ اور پھوٹ لگی کہ راجھ ڈسکے کی چوٹ قلعے سے باہر نکل گیا۔ باڈشاہ نے پھر راجھ کا تابع ہے لیا۔ گربانی پہ منی نے اپنی عصمت بجا لئے کے واسطے سات چائیں صندل کی چبوایں۔ انہیں سارا خاندان کا خاندان ایک دن میں جل کر بھرم ہوا۔ باڈشاہ قلعے میں گستاخی ہی پہ منی کے محل پر پھوئی۔ وہاں چند سورتیں ایک راکھ کے ڈھیر پریزو رہی تھیں۔ انہوں نے ایک سمحی خاکتر کی اڑاکر دکھائی کہ یہ پہ منی ہے باڈشاہ رخ اور افسوس کرتا باہر آیا۔ اور دار الخلاف کو چلا آیا۔ یہ دھیپ واقعہ تاریخ فیروز شاہی میں نہیں لکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دستان شاعرانہ گھڑی کی ہے۔

## دکن کی محہات

جب سے علاء الدین تخت پر بیٹھا۔ شب و روز اور محہات میں گو مصروف رہا۔ مگر ملک دکن اور محجمی نہیں بھولا۔ یہ دہی ملک تھا جس میں اُس نے اپنے عہد شباب میں کارہائے نمایاں کئے تھے اور ان کے سبب سے آج اس رتبہ پر بھوئا تھا۔ ملک کافور کا پہلے ذکر بھوچکا ہے کہ باڈشاہ اس خواجہ سرا پر دل و جان سے فدا تھا۔ اُس کو سب پر ممتاز اور سرا فراز کرنا چاہتا تھا۔ جبکہ رام دیو والی ذیو گڑھ نے میں سال سے نذرانہ نہ بھیجا تو باڈشاہ نے ایک سپاہ جزار اُس کے زیر حکم دکن گوروانہ کی اور بہت سے اُمرا اُس کے نہماہ کئے۔ الح خان حاکم گجرات اور بیان الملک مدھانی حاکم مالوہ کو باڈشاہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ اس حکم میں وہ ملک کافور کی امداد اور ملک کی ریاست سارے برنا و جوا فسران سپر کے ساتھ سے سالار کو برتنے چاہئیں وہ سب ملک کافور کو باڈشاہ نے خود بتا دیئے۔ ملک کافور نے دکن میں جا کر دکنیوں پر بڑی شفقت کی اور کسی کو آزار نہ پھوئی۔ اور اُن کو ملطیع منقاد بنایا۔ اور ولایت مرہٹہ کو امراء میں تقیم کیا اور خود پنچھے ہمیں میں مالوہ میں ہوتا ہوا لگرا۔ اور خاندانیں کی راہ سے سلطان پور میں ہوتا ہوا دیو گڑھ میں آیا۔ رام دیو نے دیکھا کہ لکڑے

نے بادشاہ سے یہ غرض کی کہ راجہ کی رانی پر منی نام حسن و مجال میں بے مثال ہے اُس کے حسن کی تعریف زبان سے نہیں ہو سکتی۔ پیشہ نکر بادشاہ اُس کا مشتاق ہوا۔ بھارے قیدی راجہ پر تشدید شروع ہوا کہ راجہ پر منی کو بلاد سے تو قید سے نجات پاوسے۔ قید بڑی بکار ہوتی ہے۔ ناچار راجہ نے اس بات کو منظور کیا۔ کوہستان سے اہل دعیال ملانے کے واسطے اپنے لوگوں کو بھیجا۔ جب راجہوں نے یہ صنایو وہ بہت روئے اور کہنے لگے کہ معلوم نہیں راجہ کو کیا ہو گیا ہے کہ اُس ہمارے نام کو ڈبویا۔ اُن سب نے یہ تجویز کی کہ نیاں سے متحابی میں زہر ملا کر راجہ پاس بھیجے کہ کام اُس کا تمام ہو اور رجہوں نے کا نام بذہب اس تدبیر کو راجہ کی ایک بیٹی نے پسند نکیا اپنے سارے کہنے میں یہ بینی عقل و شور میں مشہور تھی۔ اُس نے اپنے سب بزرگوں کو بلاد کر وہ تدبیر بنیادی کہ جس میں راجہ کی جان بچے اور ننگ و ناموس پر بھی کوئی آفت نہ آئے۔ اُس نے یہ کہا کہ ٹوٹے پھوٹے نمک خالی سپاہی زنانے کپڑے پہن لیں۔ اور سلاح جنگ سنبھال کر پالکیوں میں بچھ جائیں اور مشہور کریں کہ راجہ کی رانیاں دلی جاتی ہیں۔ جب شہر کے قریب پھونچیں تو رات کو شہر میں لگئیں اور سیدھے قید خانے پر تلواریں سوت سوت کر ٹڑھ جائیں۔ جو کوئی مانع ہو سکو شیک بنایں۔ اور ایک گھوڑا کہ ہوا سے بایس کرتا ہو کسا کسایا تیار رکھیں۔ قید خانے سے راجہ کو نکال کر اس پر بھائیں۔ سب نے یہ راءے پسند کی۔ غرض سات سو سپاہی ڈولیوں میں سو ایک ہو دلی چلے۔ اور بادشاہ کو خبر پھوپھی کہ راجہ کی رانیاں آتی ہیں۔ اُس پر بادشاہ نے راجہ کی قید بھی ہلکی کر دی اور کل سامان اور بار برداری کا حکم دیا۔ غرض یہ ڈولیاں منزل ہے منزل پل آتی تھیں۔ اور اُن کے گرد نیخے اور فنا تیس کھینچی جاتی تھیں۔ ہر جگہ بادشاہی ملازم اُن کی آؤ بھگت کرتے تھے۔ مگر فنا توں پاس پرندہ ہر نہ مار سکتا تھا۔ غرض یہ پرداہ نشین قافله شہری پھر رات گئے داخل ہوا۔ ساری دلی میں غل مچا کہ رانی پر منی کی سواری آتی۔ جب قلعے کے قریب بھماں راجہ قید تھا پہ ڈولیاں پھونچیں تو رجہوت ان میں سے نکل کر نگلی تلواریں نکال کر دوڑ کے جو سامنے آیا اُس کو مار کر بربر کیا۔ راجہ کو زنجیر سے نکال کر گھوڑے پر سوار کیا۔ یہاں پہ منی کے اشتیاق میں بادشاہ خوش بیغا تھا۔ جو یکا یک یہ غل مچا کہ کل جو رانی کے آنے کی خبر آمدی تو سب بہانا تھا۔ غیر میں راجہ کا یہا نا تھا۔ یہ سنتے ہی بادشاہ نے ہواروں کو حکم دیا کہ فوراً جاؤ اور

اور کری (گھروں پر محصول) و چری (چراتی کا محصول) رعایا دینے لگی۔ اس کے دلوں میں سے فضولی سرکشی، خام طبعی دُور ہوئی۔ رعایا کے ناکے خواص دعوام فارغ البال ہو گرنے کا مون و میشوں میں سلسلہ رنجنسنر، چتوڑ، منڈل کھیر، ہاز او جین، ماند و کھیر، علائی پور، چندری، ایرج، حواش، چالور، جن میں انظام احکام کے ساتھ ن تھا وہ منضبط ہوئے۔ گجرات میں باتے خان، ملتان و سوستان میں تاج الملک کا بنوادی، دیپال پور میں غازی ملک تغلق شاہ و سامانہ و سناہ میں ناک آخور بگتائیں دہار و جین میں عین الملک ملتانی، جہاں میں فتح ناگاں میسری، چتوڑ میں ناک ابو محمد و چندری ایج میں ناک تمر، بدایوں و کونلہ و کرک میں ناک دینار شخنشہ پلیں و اودہ میں ناک بختن و کڑہ میں ناک نصیر الدین سوتیلہ متعلق حاکم مقرر ہوئے۔ کول، برلن، میرٹھ، اصر و بہ، افغان پور، کاہر تمام ولایت دوآبہ حاکم مثل آیک دہ کے تھا، یہ سارا ناگ خالصہ میں تھا۔ اسکی آمدی نشکر کے خرچ کے لئے تجویز ہوئی۔ اس کی آمدی کار و پہیہ خزانہ میں اور خزانہ سے نشکر میں اور کار خانوں کے اخراجات میں صرف ہوتا۔

سلطان علاء الدین کی باہ شاہی کا یہ حال ہو گیا تھا کہ اس کے دارالملک سے فتح و نجور در در ہوا۔ مقدم و زمیندار سرراہ کھڑے رہ کر کار و انوں کی خواستہ کرتے ہی مسافر اس باب و نفع و خوبی لیکر جنگلوں میں بے خوف و خطر چھرتے۔ اس نے ایسا انظام کیا تھا کہ دارالملک کے رہبے والوں کی تمام خیر و شر و معاملات نیک و بد کی خبر اس کو تجھی اور حاکم کا حال اس سے پوشیدہ نہ رہتا۔ اس کے فرمان کی ہوں وہیت و ختی اور اس کے مزاح کی دشتنی ناک کے خواص دعوام کے دلوں میں بھیگی تھی۔ غرض جب اس کو سب طرف سے ذات نصیب ہوئی اور قلعہ سیری بالکل تیار و مستعد ہوا تو اس نے ناک گیری کا ارادہ کیا جس کا بیان آگئے ہوتا ہے۔

## چتوڑ کا سکھ

سب سبھ میں چتوڑ کڈھ پر علاء الدین چڑھ گیا۔ یہ قلعہ میوار میں بڑا مشہور ہے اور اب تک اہل سلام کے قبضے میں بھی نہ آیا تھا۔ چھ میٹنے کے محاصرہ میں اس کو بڑے زور لگا کر فتح کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے خضر خاں کو دیکر خضر آباد اس کا نام رکھا۔ اور ہمیں اس کو دلی عمد اپانا بیا۔ راجہ کو قید ہوئی۔ اور اپنے اہل و عیال کو کوہتاں کی آوارہ گردی نصیب ہوئی۔ راجہ کی قید خانہ میں نہت پسہ ہوئی کہ کسی شام

اگرم ہوا میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ہمارا چندیہ حیات و شہوں کے ہاتھ میں ہے ناچار جان سے  
 ہاتھ دھو کر پاہ ہندوستان کے ساتھ حرکت مذبوحی کی۔ اکثر قتل ہوئے اور کنک گرفتار ہوا۔ اور جو  
 جو مغل معرکہ سے جان بچا کر نکل گئے وہ پیاس کی بیباہ مرج ہونے اور زدن و فرزد ان کے اسیہ کو  
 پہچاں ساٹھ نہار مغلوں میں سے تین چار ہزار زندہ ہے۔ مغلوں کا لشکر پرانی گو ترستا تھا اور متنہ میں تو  
 اسکلیاں والکر پانی بھیک مانگتا تھا۔ کنک بہت سے مغلوں کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں بھیجا گیا۔  
 باوضاہ نے کو شک نہار مغلوں کے آگے اُس کو اور اُس کے یاروں کو باہیوں کے پاؤں کے نیچے جمع کیا۔  
 دل کے ہایوں دروازہ کے آبگے ایک بُرخ بناتھا اُس میں بجاءے پھر وہ مغلوں کے سروں کو تو  
 جو اس دفعہ اسیہ ہوئے تھے لگوایا۔ اس بُرخ کو مدتوں تک لوگ دیکھ رہے سلطان علاء الدین کو یاد کرتے رہے  
 اور ان مغلوں کے زدن و فرزد دل کے بازاروں میں اسیہ انہن کی طرح فروخت ہوئے۔ پھر ایک دن بعد  
 اقبال مدد مغل ہندوستان میں لشکر گراں لیکر آیا اور اُس نے بہت فساد مچایا۔ پھر غازی ملک نے اُس پر  
 لشکر کشی کی اور اُس کو قتل کیا اور کئی امیران نہار میں بھی ایسا کام کی توار اُن کے سروں پر چل رہی ہے اور دل میں باہیوں کے پریوں  
 کے نیچے باکہ ہوئے۔ اس دفعہ اقبال مدد کے کشتہ ہونے سے اور کسی مغل کے زندہ سلامت نہ جانے سے  
 لشکر اسلام کا خوف مغلوں کے دلوں میں ایسا چھایا کہ ہندوستان کے آنے کی ہوں پھر ان کے خواب  
 میں بھی نگزدی۔ وہ خوابیں بھی ہیں دیکھتے کہ لشکر اسلام کی توار اُن کے سروں پر چل رہی ہے۔ اب اُن  
 اور ان ملکوں میں مغلوں کی طرف سے انشویں جاتی رہی۔ اور بہ طرح سے امن و امان ہو گیا۔ اور جن ہلکوں  
 کی طرف سے ضل اپنے نتھے اُن کی رہیا اپنی زراعت و کھیتی یہیں سے خوف و خطر مشفول ہوئی۔ سلطان  
 لشکر شاہ کا جو اس زمانہ میں خازی ملک کھلاتا تھا خراسان و ہندوستان میں بڑا شہر ہوا۔ اُس کے  
 پاس افغان و بیال پور اور لامبہ رستے وہ ملک قلب الدین کے عہدہ تک مغلوں کو رد کے رہا کو یادہ شیرخان  
 کا قائم مقام ہے گیا۔ بیسال جاذبے کے ہم میں مغلوں کی سر پر یاتا اندھاں پر جانش لیکر مغلوں کو دو  
 تو ان کو نہ پاتا۔ مغلوں کا مقابدہ نہ تھا کہ اپنی سرحدیں بھی آتے۔ خوش صاحبان علاء الدین کی آتش ہر جی  
 نے مغلوں پر ہوئے کو نہ ہٹایا اور دنیا پسی یہوں کے ہوش کو یاد کیا کہ ہندوستان کی پیشوی کے  
 بنا نے کا رہ۔ اُس میں بدرہ اور اوزانی سہباب معاشر سے لشکر بھی خوب فراہم ہو گیا۔ چاروں ستموں  
 میں ٹوک دستہ بندگان و مغلیس مفتر ہو گئے امتحوں سرکش ملیع ہو گئے۔ خلیج سلطان نے مسامنے کے موافق

کا بندہ و بست ہو گیا تو سپاہیوں کے موجب سالانہ اس طرح مقرر کئے کہ اول دو سو چوتھیں شنکر سوم انھر شنکر۔ جب عمال نے اس طرح عمل کیا تو صیاحہ میں چار لکھ بھرہ ہزار سوار تھے۔ اس کثرت پر نے مغلوں کو جب آنہوں نے دلی کا تصدیکیا بہت ذلیل کیا۔ ہزاروں مغل مارے جاتے اور یکڑوں قید ہوتے اور ہاتھیوں کے پاؤں تلے روندے جاتے اور ان کے سروں کے ہر ج بنا کے جاتے، لاشیں ان کی بخوبیوں میں پڑی ٹھڑکتیں۔ غرض شنکر اسلام کو مغلوں پر وہ خلیہ حاصل ہو گیا تھا کہ ایک دو سلماں سوار دس مغلوں کی گردان نیں رستی ڈال کر کر لاتے تھے اور ایک سلماں سوار تو مغل سواروں کو آگے بھیجا تھا۔ چنانچہ اس کی تفصیل ذلیل میں تکمیلی جاتی ہے۔

## مغلوں سے لڑائیاں

مغلوں کے سرداروں ترتاک اور چنگیز خاں کی اولاد میں سے علی بیگ تیس چالیس ہزار سوار لیکر پھاڑ کے بیجی خپت آن کر امر وہ پر چڑھا آئے۔ سلطان علاؤ الدین نے لک تغلق آخر بگ کو راتاں کے واسطے شنکر دیکر امر دہ سہیجا۔ امر وہ میں دلوں شنکروں میں مقابلہ ہوا۔ شنکر اسلام مظفر ہوا۔ مغلوں کے کشتیوں کے پشتے لگ گئے۔ علی بیگ و ترتاک کو ایک ہندو نے زمہ اسیر کیا۔ بادشاہ کی بارگاہ میں ان کو اور اور امیروں کو اور بست سے مثل قیدیوں کے لگئے میں رستی ڈال کردا اور میں اکھوڑے مغلوں کے بھجدیتے۔ سلطان نے چھو ترہ سجنی پر دوبار عام کیا۔ دور ویہ شنکر کو کھڑا کیا۔ اس قدر آدمیوں کا ہجوم ہوا کہ ایک پانی کا آجورہ میں بعتل و آدھے لٹک کو بختا تھا اس دربار میں علی بیگ و ترتاک اور مغلوں کے ساتھ بادشاہ کے تخت کے رو برو لائے گئے۔ بادشاہ نے سب قیدیوں کو برابر سب امرا میں تقیم کر دیا۔

۵۰۰ میں علی بیگ و خواجہ ترتاک کے خون کا انتقام لینے کے لئے داخاں کا امیر بزرگ بہت سا شنکر لیکر نواحی ملکان میں گزر کر سوا لکب میں آیا۔ غازی ملک تغلق نے شنکر بمحکم کیا اور آنہاہ جنگ کہا۔ اور آب نیاب کے کنارے پر مغلوں کی راہ کو بند کیا۔ تاریخ فیر و نشانہ ہی میں لکھا ہے کہ یہ ہدایت سلطان علاؤ الدین نے کی تھی کہ وہ درپاک کے کنارے پر اپنا شنکر گاہ بنانے کے مغل پیاسے آنکھوں ہاں ٹھرا پائیں۔ بغرض یہ منصوبہ بن پڑا کہ تاخت و تاریخ کے بعد مغل جو شنہ نسبت فتحتہ جگہ دریا پر

شکر تری فی پیر ایک جیل۔ شکر سُنخ فی سیر نیم جیل کنجہ تین یسر فی صیل۔ روغن گاؤ دو سیر  
 سُنخ جیل۔ نمک پانچ سیر فی جیل۔ ذیل سے ذیل چیز جو بازار میں فروخت ہوتی اُس کی قیمت شاہد  
 خود مقرر کرتا۔ بازاریوں کے اور قیمت اشیاء کے حال دریافت کرنے میں بادشاہ کو نہایت اہتمام تھا  
 کہ شحہ منڈی، ریسیں بازار کے محض مجرموں کے اطلاع دینے پر اکتفا نہ کرتا بلکہ ایسے رذکوں کو کمزور  
 فروخت کا وقوف نہیں رکھتے تھے چند نکلے دیکر بازار میں بھیجا کہ جن چیزوں کی طرف اُن کی رغبت  
 ہو وہ مولے کر بادشاہ پاس لائیں۔ اگر ان چیزوں کے نرخ یا وزن میں فرق ہوتا تو فروشنہ  
 کو سزا دی جاتی اور کتریہ سزا تھی کہ ناک کان کانٹے جاتے۔ جتنا کوئی کم تولنا اُٹنا ہی گوشت اُس کے  
 کوٹھے میں سے کٹا جاتا اور اُس کے آنکھوں کے سامنے چینیکا جاتا۔ یہ بھی تاریخ میں ذکر ہے کہ  
 محاسن شاہی کے نمیوں میں سے ایک شاہ بارستھے سلطان کو خوش وقت دیکھ کر عرض کی کہ ان چیزوں  
 کا نرخ حضور نے تجویز کر دیا ہے لیکن ایک چیز کا نرخ نہیں مقرر کیا اور اُس کا نرخ مقرر کرنا ضرور ہے  
 بادشاہ نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے اُس نے عرض کی کہ تجھہ دلوی کی قیمت جو شکر کو خراب کر رہتے  
 ہیں۔ بادشاہ ہنسا اور پولاکہ تیری خاطر میں اُن کی قیمت بھی مقرر کرتا ہوں۔ پس نیز بازار اور  
 کوئی توال کو تباکر حکم دیدیا کہ تجھہ دلوی دخواندہ و سازندہ کو خبردار کر دو کہ وہ نرخ بادشاہی سے زیادہ  
 طمع نہ کریں اور قسم اول دوم و سوم میں اُن کی عین مقرر کر کے نرخ و اجرت اُن کی مقرر گردی۔ نرخ  
 اشیاء کے باب میں جب احکام شاہی کو احکام ہو گیا تو اُس کو گھوڑوں اور لوڈی غلاموں کے  
 سو ڈاکوں پر رحم آیا اور اُن کو خرید و فروخت کی اجازت دی یہی مگر یہ شرط تھی اسی کہ نرخ سلطانی  
 سے تختلف نہ کرے گے۔ اگر گھوڑا قسم اول عربی، عراقی، یا غلام کی تیز خطاں دچکس و ترکی اور دلائی  
 سے ہندوستان میں وہ لائیں تو اُول سلطان کے سامنے پیش کریں اُس کے خریدنے کے بعد جو بانی  
 رہیں وہ ان امیروں کے ہاتھ فروخت ہوں جن کے نام حکم ہو۔ اس وقت میں نہ کہ ایک لامہ طلاق کا یا ایک  
 تاریخانہ کا سکوک ہوتا تھا۔ اور ہر نکلہ نقرہ کے پچاس بینے تانبے کے ہوتے تھے جس کو جیل کتے  
 تھے تکاریں کا دنیا نہیں معلوم کر لیا تھا۔ بعض اس کا وزن بھی ایک تاریخانہ تباہتے ہیں۔ بعض نکو  
 پونے دو تو اک کستھہ ہیں۔ اُس وقت میں کے چالیس یہ سیر ہوتے تھے۔ اور ہر سیر چھ میں تو لہ کا ہوتا تھا۔  
 ہم نے جہاں ننگ پکی بے دب جاہدی ہی کاہے۔ غرض جبیسا اس باب میں دلابت سچاہ کی ارزیانی

آدم خرچ کی ختنی سے جس ملے رعیت محاج ہو گئی تھی اور غلہ دکٹرانخ شاہی پر بحث تھے۔ ہوم جلت کی بڑی سے اُس کے زمانہ میں ضرب المثل تھی کہ اشتیرہ انگے دلانگ تو۔ چہارم کار فرما کوتہ دست در دشت مزاج کسی سے رشوت نہ لیتے تھے نہ کسی کی زور عایت کرنے تھے۔ اب گھوڑوں۔ بردہ و ستوڑے کے واپسے چار ضابطے مقرر ہوئے۔ گھوڑے کی قیمت کا یہ قاعدہ تھا کہ بادشاہ اپنے آگے گھوڑوں کی تعین جنس و شیخیں قیمت کرتا۔ اسپ از قسم اول سو نکلے سے یکراہ ایک سو میں ٹنکہ تک۔ قسم دوم کی قیمت اسی سے نو سے ٹنکہ تک۔ قسم سوم کی پنیٹھ ٹنکے سے ستر ٹنکہ تک۔ ٹپوک قیمت بارہ ٹنکہ سے یکراہ میں ٹنکہ تک۔ اس نزد کے قائم رہتے کئے ہے جند خوا بطا مقرر کئے۔ ستا بطة اول حکم دیا کہ سوداگر ان کیسے دار گھوڑوں کو نہ خریدیں اور نہ سوداگر دلے کے باخ گھوڑوں کو بیجن۔ بازار میں گھوڑے بیچے جائیں۔ اس باب میں مشتری اور بائع دونوں سے اقرار نامے لئے گئے، لیکن کیا داروں کو ارزش خرچی اور گران فری کیا۔ ایسا چکلا پر لگیا تھا کہ وہ اس تهدید پر بھی اپنے کام کو ترک نہیں کرتے تھے۔ اس لئے ان میں سے بھی جان نے مارے گئے اور باتی سب شہر سے باہر نکالے گئے۔ ضابطہ دوم: دلالوں اسپ کی تعذیب بنیجہ کے باب میں تھا، اگر یہ معلوم ہوتا کہ بازار میں بادشاہی نزد کے خلاف ایک گھوڑا بھی فروخت ہوا ہے تو کل دلالوں پر عقاب و عذاب ہوتا۔ مجرم دغیر مجرم میں کچھ فرق ہوتا۔ ضابطہ سوم: ہر منیے بعد اتنا اسپ اور ان کی قیمت میں شخص ہوتا اور دلالوں کے احوال کی تحقیق ہوتی اگر سہرمو بھی خلاف عمل ہوتا تو سب دلالوں کو منرا ہوتی۔ کیونز دعلام کے باب میں یہ قاعدہ مقرر ہوا کہ غلام اعلیٰ شوے و دسو ٹنکہ تک۔ اور متوسط میں سے چالیں ٹنکہ تک۔ اولی پانچ سے دس ٹنکہ تک فروخت ہو ستھ رکاو و گاو و گاو میش و مشتری و بزر میش اور اسی قسم کے جانوروں کے بھی وہی خصوصیات جاری ہوئے جو گھوڑے کے باب میں اور پر کئے ہیں۔ جو کچھ بازار میں واقع ہوتا دہ ہر روز روز نامچ میں لکھا جاتا۔ بازار یوں کے احوال کی جاسوسی کے واسطے جاسوس مقرر تھے کہ اگر بازار کے متعددی کچھ غلط بادشاہ سے عرض کرتے تو وہ اُن کو منزد دیواتے۔ سب چیزوں کی قیمتیں جو بازار میں بھی ہیں مقرر تھیں۔ کیا اسے موڑے تک شانہ سے سوزن تک بیٹھ کر سبزی تک ہر نیہ سے شور دے تک حوانی صابونی کے پر پوری تک کاک و بریان سے نان بھی دماہی تک برگ تہوں، سپاری و چھوپ۔ ساگ پاتاں تک بعض پیزیں جو اہل دلی کی ضروریات سے مخصوص تھیں اُس کا بجاویہ تھا۔ مصہبی فی نیز دہیل

بھی سوداگر ان شہر کا یا اطراف شہر کا مال ہو وہ سب سرائے عدل میں لٹک رنخ سلطانی کے موافق فردخت ہو اور اگر کوئی گھر بیس یا پادار میں کپڑا لائے یا منځ سلطانی سے ایک جیل زیادہ بیچ پے تو کپڑا ضبط ہو اور جزا سے ڈھنڈ لیا جائے۔ اس ضابطہ کے سبب سے نسب طرح کا کپڑا سرائے عدل میں ہی آتا اور کہیں اور نہیں جاتا۔ ضابطہ دوم بادشاہ کی طرف سے یہ نزخ کپڑوں کی جنبوں کا مقرر ہوا۔ چہرہ دو سو ملنکہ۔ چیرہ کو ملہ چنکہ۔ سری صاف اعلیٰ پانچ ٹنکہ۔ سری صاف میانہ سه ٹنکہ۔ سری صاف ادنی دو ٹنکہ۔ سلاہنی میانہ اعلیٰ چار ٹنکہ۔ سلاہنی میانہ سه ٹنکہ۔ سلاہنی ادنی دو ٹنکہ۔ کر پاس اعلیٰ میں گز فی ٹنکہ، کر پاس میانہ سی گز فی ٹنکہ۔ کر پاس ادنی چالیس گز فی ٹنکہ۔ کر پاس سادہ دھیل۔ اسی بجا ویر اور قسم کے کپڑوں کا یہ اس کر لینا چاہئے۔ حکم تھا کہ سرائے عدل میں صح سے لیکر نماز پشیں تک دکانیں تھیں تھیں تھیں رہیں اور اسی وقت سے پہلے پھیپے کپڑے کی خرید فردخت ہو۔ اگر کوئی اس حکم کے برخلاف کام کرتا تو محروم یہ تھا۔ کوئی دکان اس وقت کے سوابے ضرورت نہ کھلتی۔ ضابطہ سوم، شہر اور اطراف شہر کے بوداگروں کے نام و نظر میں میں لکھے جائیں۔ سلطان نے حکم دیدیا کہ دیوان ریاست کے دفتر میں جن سوداگریں کا نام لکھا گیا ہے سب سے خواہ شہری ہوں خواہ بیرونی اقرا ناما ملیا جائے کہ اس قدر کرنا ایسا ایسا یہ سال سرائے عدل میں لایا کر گئے اور نزخ سلطانی پر بیجا کر گئے۔ اس ضابطہ کے سبب سے اتنا کپڑا سرائے عدل میں آتا کہ وہ بجنا بھی نہیں پڑا تھا اور سلطانی کپڑے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ضابطہ چار ملنکہ نوں کو خزانہ سے روپیہ دیا جائے کہ وہ بلاد ممالک سے کپڑے خریب کر کے سرائے عدل میں لایکر فردخت کریں۔ اُن کو یہ حکم تھا روپیہ میں لاکھ خزانہ سے مال دار ملکیوں کو مال تھا اور وہی سرائے عدل کے ہمدردہ دار تھے۔ اُن کو یہ حکم تھا کہ سرائے عدل میں جس وقت سوداگر کرنا اُن لامیں تو وہ اطراف بلاد ممالک سے کپڑا خرید کر کے سرائے عدل میں سلطان کے نزخ کے موافق فردخت کریں۔ ضابطہ تھم، امرا اور معارف میں جسی کسی کو پارچہ نہیں کی ضرورت نہ تو وہ رمیں بازار کا پرواہ حاصل کرے۔ وہ جب ہیئت امرا لوگ داکا برمعارف کے بن کر وہ باتا کہ سوداگر نہیں میں نہیں پارچوں کا پرواہ دیتا۔ جامہاے نہیں کئے لئے پرواہ کی شرط اس لئے کہ فی کمی کسی کشہر اور افغان شہر کے سوداگر میں نہیں کپڑوں کو سرائے عدل سے ارزش خرید کر کے اُو اور مقامات میں بھاہ یا کپڑے میں نہیں ہوتے لیجا کر گراں نہیچیں۔ غرض ان ضوابط نے کپڑے کو مدتوں تک ارزش رکھا۔ یہ نزخوں کی ساری ارزانی ان چار بتوں تک حاصل ہوئی تھی آول سختی فرمان بنتے

سے کسی کا بقدر نہ تھا کہ ایک من غلہ احتکار کر کے یا خفیہ ایک من آدھ من غلہ اپنے گھر میں بھیجئے۔ اگر اپنے کوئی کرتا تو مکمل اجاتا اور اس سے ڈنڈ لیا جاتا اور دو آبھی کی دلایات کے نوابوں اور کارکنوں سے افرانیہ یا جامانگ کوئی شخص ان کی دلایات میں غلہ بھرتی نہ کر سے۔ اور اگر یہ غلہ کی بھرتی معلوم ہوتی تو نائب مختطف دونوں مجرم ہوتے اور بادشاہ کے روپ و حوالہ بھی کئے آتے تسلیم دلایات کے متصف اکارکنوں سے افرانیہ یا جاتا کہ دو رعایا سے ان کے کھیتوں ہی پہنچاروں سے یہ نیت دلادیں اور بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ دو آبھی میں دیوان اعلیٰ شخنوں و متصروفوں سے افرانیہ یا جاتے کہ دو رعایا سے خراج اس شدت سے طلب کریں کہ دو غلہ کو نہ لٹی گھر میں لاسکیں اور نہ بھرتی کر سکیں اور کھیتوں ہی پر غلہ از جانشی کے ہاتھ بھیں۔ اس ضابطہ کی تغییل سمجھاروں کو منڈی میں غلہ کے پنجھانے کے اندر کوئی عذر باتی نہیں رہتا اور متواتروہ منڈی میں غلہ لاتے اور اپنی صفت کے واسطے ادھانی جس قدر جلد مکن تھا اپنے کھیتوں سے غلہ منڈی میں لاتے۔ ہفتھم نیز غلہ کی اور منڈیوں کے اضافے کیا جس بادشاہ پاس پنجھانے کا کام ان تین اہل کاروں کو سپرد ہوا۔ اول شحنة منڈی، دوم پینڈیا سوم جاؤ سانین منڈی۔ اگر ان تینوں کی خبروں میں آپس میں تفاوت ہوتا تو شحنة منڈی کی کمی بھی آتی اس سے باز پرس ہوتی۔ ان وجوہ سے مکن نہ تھا کہ خرج غلہ اور منڈی کا حال خلاف واقعہ بادشاہ کے کام یا کچھ پنجھانا جاتا۔ علاقی زبان کے سارے وہ شمندوں کی عقل حیران تھی کہ اگر نر زدی باران اور فصل کی فراخی میں بخدا کا یہ خرج برقرار رہتا تو کچھ عجت تھا، مگر تعجب یہ ہے کہ آن برسوں میں بھی کہ امس باران ہوتا جس سے تھلکڑتا مگر دلی میں تھلک کا اثر کچھ نہ معلوم ہوتا۔ غلہ سلطانی کا نہ غلہ کاروں کا بھاؤ ایک کوئی کی برابر بھی پڑتا۔ یہ بات سوائے اس بادشاہ کے دوسرا سے بادشاہ کو نہیں شامل ہوتی۔ ایک دو دفعہ اسکا باران میں منڈی کے شحنة نے بھاؤ آدمی جیل فی من بڑھانے کی درخواست کی تو ایک چوب بارکھائی۔ منڈی سے بننے اس قدر غلہ ہر جملہ کو دیتے کہ اس کے رہنے والوں کو ایک دن کی خوارک کے لئے کافی ہوتا۔ کوئی شخص خرج یوں یہ سے نیم من سے زیادہ نہیں نہیں میکتا تھا۔ اگر تھلا کے بیچے سکیں اور ضعیف منڈی میں زیادہ خس آتے اور زیر بارہ ہوتے اور اس کا انتظام کو نہ ہوتا تو منڈی کے شحنة کو سرالمتی کپڑے کی ارزانی کے داسٹے یہ پڑتھ خالی مقرر ہوئے۔ اول سرسرے حدیں کا بناتا۔ وہ شہر کے اندر ایک میدان میں بنائی گئی اور بادشاہ نے حکم دیا کہ کپڑا خواہ ہال سلطانی سے

و فرقہ نایا جاوے اور وہ شمح کی رعیت بنائے جائیں۔ پچھم دو آبہ اور سو سو گورہ تک دل کے گرد رعیت سے خراج اتنا لیا جاوے کہ وہ دس من غلہ سے زیادہ ذخیرہ کرنے کا مقدار و زندہ رکھیں اور ایسی شدت بھی خراج کی طلب میں نہ کج جائے کہ کھیتوں میں کھڑا غلہ بن جاروں کے ہاتھ رعا یا پچ ڈالے۔ بیششم کارکنوں والا یست سے اقرار نامہ لیا جاوے کہ غلہ کو کھیتوں کے کناروں پر بن جاروں کے ہاتھ فروخت کر دیا کریں۔ یقین منہدی میں نہ کیا معتبر رہا کریں کہ با دشاد سے غلہ کی کیفیت وہ عرض کیا کریں۔ بیشتم ایام امساک باراں میں غلہ کا ایک دانہ بے حاجت کے کسی منہدی سے کوئی شخص نہ لے سکے، یہ آٹھوٹھا باطلے ارزانی غلہ کی استفادہ کے لئے تخت علائی کی پیٹگاہ سے جاری ہوئے۔ نزول باراں اور امساک باراں میں ایک دانگ کی بر ابریجی بجاو نہیں ہڑتا۔ اول ضابطہ غلہ کے نزخ کا اس طرح مقرر ہوا کہ گیوں فی من ساڑھے ساتھیں جو نی چار حصیں۔ ثالی یعنی جوارنی من پانچ حصیں۔ ماش فی من پانچ حصیں۔ چانی من پانچ حصیں۔ موٹنی من پین حصیں۔ دوم لاک قبول الفحانی کہ ایک دانشند لکاک اور کارداں اور مترقب شاہی تھواں منہدی کا شکنہ مقرر ہوا۔ اس کو اقطاع بزرگ دیتے گئے سور و پیادے اس کے پر دھوئے اور اسی ہیکے دوستوں میں سے ایک ہو سیاہ نائب مقرر ہوا۔ سوم انبار ہائے سلطانی کے باب میں جعلخانہ علاء الدین نے حکم دیا کہ دو آبہ کے درمیان جو تسبیبات خالصہ ہیں اُن سے خراج کے بدلہ میں غلہ لیا جائے اور عکسہ انبار ہائے سلطانی میں شہر میں پہنچنا یا جائے اور حکم ہوا کہ نئے شہر میں اور نئے شہر میں نصف حصہ سلطانی غلہ ہی ہو اور دو قصبات میں جمع ہو اور شہر کے بن جاروں کو پر دھوکہ جب امساک باراں ہو یا منہدی میں بن جارے کے غلہ پہنچانے میں کوتاہی کریں تو ان انبار ہائے سلطانی سے سلطانی سے منہدی میں غلہ لا میں اور منہدی کے بن جاروں کو پر دھوکہ وہ نیخ سلطانی سے فروخت کریں اور کسی شخص کو اچیخ سے زیادہ نہ دیں۔ پھر سلطان علاء الدین نے حکم دیا کہ تمام بلاد حملک کے بن جارے نئے منہدی کی رعیت بنائے جائیں اور نئے منہدی اُن کے مقدار میں ملوق اور پاؤں میں زنجیر جنتک ڈالے رکھ کر وہ سب متفق ہو کر شہنشاہ ایک وسرے کی اس امرکی نہ دیں کہ وہ دریائے تباہ کے کنارے کے دیباں میں میں زن و بخود مولیتی کے ساپنے اپنیا رکر گئے۔ اس ضابطہ سے یہ فائدہ ہوا کہ منہدی میں غلہ اس افراد سے آتا کہ سلطانی غلہ کی ضرورت نہ ہری۔ پچھم اٹکار یعنی غلہ کی بھری کرنے کی علی المعموم حما کردی گئی۔ عبد علائی میں اس منع احتکار کا نیقہ یہ تھا کہ سو، اکروں اور دیگرانوں اور ہمیوں میں

بھر کر گھاس دلکڑیوں کے گلتوں میں چھاپ کرتے اور سیکڑوں جیلے دہائے دکرو فریب ددغاء سے بھر کر اندر نہ رہ سکتے۔ دروازوں پر تلاشی میں پکڑے جاتے اور چاہ زمادن میں لٹکائے جاتے گمراہی کو توکوں سے باز نہ آتے۔ غرض اس زمانہ میں ہزاروں لاکھوں آدمی ایسے ہیں کہ وہ دین دنیا دلوں کی چوڑائیں کرتے یا یہ بکاروں کا علاج نہ کسی انسان نے پہلے کیا ہے نجھ سے ہون سکے۔ مگر سارے کاموں میں یہی بیٹت میں یہ ہوتا ہے کہ خلق اللہ کی رقاہیت ہو اس لئے غنو الرحمٰن کی ذاتی امید ہے کہ وہ میرے گناہ معاف کرے گا۔ در تو یہ باز ہے۔

## معلوم کی عہادات اور ان کے انداد کے واسطے و اہمیت و حضور اعلیٰ

### قواعد کا مقرر ہوتا

اب سلطان علاء الدین نے ارادہ کیا کہ اس قدر شکر کو بڑھائے کہ معملوں کی لڑائی سے عمدہ برہ ہو سکے اور مالک محروسہ کا بند ولست بھی رکھ سکے۔ خزانہ جس قدر اُس کے پاس تھا وہ اس قدر تھا کہ کسی شکر کیثری کے لئے پانچ چھ سال سے زیادہ وفا نہ کر سکے۔ پس اس باب میں ارباب رائے سے جن میں ملک خیر الدین سب سے زیادہ بزرگ تھے مشورہ کیا اور پوچھا کہ شکر بڑھانے کے لئے کوئی تدابیر ہیں۔ تمام بلاد ترکستان میں چکنیزی سپاہیوں کی تحریک نہایت قلیل مقرر ہوتی ہے۔ میرا یعنی ہمی ارادہ ہے کہ سپاہیوں کی تحریک اسی قدر قلیل مقرر کروں۔ ارباب رائے نے کہا کہ بادشاہ کا یہ ارادہ جب پورا ہو سکتا ہے کہ سپاہیوں کے تمام بایتحاج غلے و گھوڑے سہیار و سارتے آلات سپاہ گردی کے ارزان کر دئے جائیں کہ جس سے کمی تحریک کا معاوضہ اس ارزانی سے ہو جائے۔ بادشاہ کو یہ رائے پسند آئی اور پہنچنے والے وزیروں کے الفاق سے اس باب میں چند قاعد و حضور اعلیٰ مقرر کئے جن کے بعد اس باب معاش ارزان ہوئے اور مقصود حاصل ہوا۔

آذل قاعدہ۔ ارزانی غلے کے باب میں مقرر ہوا جس میں سب سے زیادہ نفع عام تھا اور اُس کے

یہ حضور اعلیٰ پائے۔

ضالعہ اول۔ غلے کا منخ بادشاہ مقرر کرے۔ ڈوم سلطانی غلے کے انبار لگائے جائیں۔

سوم۔ اباج کی منڈیوں میں پچھے معتبر و باختیار شخص مقرر ہوں۔ چہارم۔ بلاد مالک کے بنجاروں کا ایک

اُسے ختنی ہاتا ہوں اور عورت کو قتل کرتا ہوں۔ سرکشوں میں نیک دبدونگٹک ترکوں میں دیکھتا ہب کو  
ہلاک کرتا ہوں اور ان کے جور و بخوبی کو بے نہ اور تلف کرتا ہوں۔ مال واجب الادا کو ضرب چوبے  
و صوبوں کرتا ہوں اور جنگیں ایک عیشیل باقی رہتا ہے قید و زنجیر و تحنت بند کو کام میں لاتا ہوں اور ایذا  
دیتا ہوں تو ان سب کاموں کو تکے گا کہ میں نامشروع کرتا ہوں۔ قاضی صاحب مجلس سے اُٹھے و درجہ کر  
سرہ زمین ہوئے اور کہایا یہ سب نامشروع ہیں۔ بادشاہ غصہ بننا ک ہو کر عزم سراہیں بگیا اور قاضی صاحب  
اپنے گھر جلدی سے آئے اور اپنے اہل بیت سے بخشت ہوئے اور قتل کے مترصد ہوئے۔

چوں سخنِ راست تو آری بجاے  
ناصر گفتار تو باشد خداۓ

دوسرے روز قاضی صاحب کو بخلاف اُن کی توقع کے بادشاہ نے ملاگر بہت غنایت کی اور بھائی  
خلعت انعام دیا اور فرمایا کہ آپ کو علم ہے تجربہ نہیں اور مجھے علم نہیں تجربہ ہے۔ میں مسلمان و مسلمان زادہ  
ہوں تو جو کچھ کہتا ہے حق ہے لیکن ممات دینا خصوصاً ہندوستان محن شریعت کی پابندی سے  
رونق نہیں پاسکتا اور نہ اس کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جنگ سیاست میں غلطی نہ ہوں۔ ملک آرام سے  
نہیں رہ سکتا اور تعزیرات شرعی سے اس زمانہ کے آدمی راہ متیقمن پہنیرا ہے اسکتے۔ میں جاہل ہوں۔  
نوشت و خوازے نہ آشنا ہوں۔ سو اے الحمد اور قلن علی اللہ و دعاۓ توفوت والیخات کے کوئی او خیز  
پڑھنی نہیں جانتا میں نے ایسے سخت سخت حکم جاری کئے کہ کوئی شخص جو دوسرا شخص کی بیوی تے  
زنما کرے تو خصی کیا جائے لیکن با وجود اس سختی کے پھر بھی ایسے زنا کار روزگر کرے آتے ہیں جو  
پاہی کہ موجودات کے وقت حاضر نہیں ہوتے اُن سے میں سال کی تخریج و اپنی بیجاناتی ہے اس  
پر بھی سو دو سو سپا سیوں کو یہ سزا ہمیشہ ملتی ہے۔ میں نے مال چوری کرنے پر دس ہزار محروم و  
عاملوں سے گدائی کرائی اور ان کے بدلوں کو کیڑوں سے کٹوایا تو بھی اس جماعت کے چوری سے ہاتھ  
نہ اٹھایا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ نویسندگی و دزدی ہم زادہ دارزادہ ہیں۔ شراب فروشوں دمی نوشون  
میں نبے چاہ زمان بنایا اور اس میں اُن کو ڈال کر شراب ایگر اس چاہ زمان میں بھی شراب ہوں نے  
شراب پینا نہ چھوڑا۔ اور یہاں بھی شراب بینپے والوں نے ان کا یقیناً نہ چھوڑا۔ کھروں میں بھیار  
بنائیں اور ان میں چوری چیز پے شراب بنائی۔ اُس کو خود پیا اور چھاکر چنگا بیجا۔ شہر کے باہر سے متکیں

مسلمانوں کا خصہ بھی ہے یا نہیں۔ قاضی نے کہا کہ اس میں بادشاہ کا حق ایسا ہی ہے جس کاہ کہ اور تمام آن مسلمانوں کا حق ہے کہ جو آپ کے مدد و معاون ہوتے ہیں۔ اس پر بادشاہ آشفۃ ہو گر بولا کہ کہ ایام ملکی میں دلایت کفار سے کہ جس مال کو میں محنت کر کے لایا ہوں اور بادشاہ کے خزانہ میں ہیں ڈاگن نہیں کیا ہے وہ بہت المال کس طرح ہو سکتا ہے۔ قاضی نے کہا کہ بادشاہ جو لپٹے نفس نفیس سے پیدا کرے وہ اس کا حق ہے لیکن جو شکریوں کی اعانت اور مدد سے پیدا کرے اس میں سب برابر کے شریک ہیں۔ سوائل چارم۔ اس مال میں میرا اور میری اولاد کا حق کس قدر ہے۔ قاضی نے دل میں کہا کہ اب میری پوری موت آئی۔ پبلے جواب سے بادشاہ آزر دہ خاطر تھا اور دوسرا جواب۔ پبلے سے زیادہ سخت ہو گا۔ اس سے بادشاہ اور زیادہ آشفۃ ہو گا۔ بادشاہ سے جان کی امان مانگ کر قاضی نے عرض کی کہ آپ تین طریقے اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر عدالت محسن اور خلفائی را ثابت کا اتباع منظور ہو تو بادشاہ اس میں اس قدر لے جس قدر اس نے لپٹے اور نوکریوں کے لئے مقرز کیا ہے اور اگر میانہ روی اختیار کرے تو امراء معارف میں سے جس امیر کا وظیفہ زیادہ ہو اس کی برابر بہیت اعمال میں سے لے لے اور اگر ان علماء دین کی اجازت کے موافق عمل کر جائیے وقت میں روایات ضعیف کی سند پر بادشاہ کا مگار کے ہم زبان ہوتے ہیں تو جو سبے زیادہ بزرگ امر کو دیا جائے اس سے کچھ تھوڑا زیادہ لے کہ جس سے بادشاہ کو ایک طرح کا امتیاز حاصل ہو اور سلطنت کی غریب ہو۔ اس سے زیادہ لینا جائز نہیں اور فرزند ان عظام کا حصہ موافق سائر انسان کے یا بطریق امراء متوسط کے ہے ایسے جواب سے بادشاہ آگ بکو لا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ مال جو میرے قصر میں ہے اور سائر ابواب میں خرچ ہوتا ہے یہ سب نامشروع تو بتاے گا۔ قاضی نے کہا کہ جو آپ نے مسئلہ شرعی پوچھا اس کا جواب کتب شرع کے موافق میں نے دیا اگر مصلحت ملکی کے موافق استغفار ہوتا تو میں یہ کہتا کہ جو بادشاہ کرے وہ عین صواب۔ اور قواعد و قوانین جن مدار کے مطابق ہے بلکہ قبل اور زیادہ لے شوکت و غلطت بادشاہ کا سبب ہے یہ بات قواعد ملکی کے انتظام سے متعلق ہے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ جو سپاہی موجودات کے وقت حاضر ہیں ہوتے آن سے تین سال کی ت偕ہ و اپنی لیتا ہوں یا میں سال تک ایک مہینے کی ت偕ہ نہیں دیتا۔ شرخ خوار و اور شراب فروشنوں کو چاہ نہیں میں بند کرتا ہوں اور جو کوئی شخص کسی کی بیوی سے زنا کرتا ہے

خوف کے مارے عالم کا ایک حرث زبان پر نہ لائے۔ بادشاہ ابتداء میں تو الف کے نامہ بے بھی نہیں جانتا تھا مگر آخر میں اس کو کچھ لکھنا پڑھتا آگیا تھا کہ وہ مجموع کے خط فارسی کتابیں اپ پڑھ لیتا تھا۔ اور اہل فضل سے بھی ہم زبان ہوتا ہے اس کا اختلاف فاسد پہلا سانہ رہا تھا۔ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ علما دعفقات و ارباب ثناوی کو صفائی نہیں اور نفس الاف منظور ہوتا ہے وہ طمع دینوی سے کوئی اپنی طرف سے مسئلہ نہیں گھوڑتے۔ برخلاف عادت کبھی کبھی وہ فضلا کی صحبت میں بیٹھتا اور مسلمہ شرعی پڑھتا۔ چنانچہ ایک دن قاضی مغیث الدین بیانوی سے کہا کہ میں چند مسئلے آپ کے پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ علما کو مکار و محیل جاندراں سے بات نہ کرتا تھا۔ اور اب تک پنی بادشاہی میں اس نے شروع کی طرف کبھی جو جو نہیں کی تھی یہ سُنکر قاضی صاحب کی جان لئی اور زین بوس ہو گر عرض کی کہ پوچھنے سے پہلے مجھے حصور قتل فرمایاں تو ہبہ تھے۔ بادشاہ نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ حضرتِ عینِ اگر سچ کہون گا تو بادشاہ کے مراجع کے موافق نہ ہو گا۔ اور اگر خوشاب کرو گھکا تو جھوٹ بولو گھکا جو بادشاہ پرستی دوسرے شخص سے پوچھنے سے ظاہر ہو جائیگا وہ بھی میرے قتل کا باعث ہو گا۔ اس پر بادشاہ نے سُنکر کہا کہ شریعت کے موافق مجھے سچ سچ جواب د کہ راستی کے سبب آپ کو کوئی ضرر نہیں ہو چکے گا۔ اب بادشاہ نے یہ چند سوال کئے۔ اول شرط پاک میں کس نہد و کو خراج گذار و ذمی کہتے ہیں۔ قاضی نے کہا کہ وہ ہند و خراج گذار و ذمی ہے کہ محصل بادشاہی میں سے جو مال و خراج طلب کرے و تو اوضع کے ساتھ نہ بے مصالحتہ تمام ادا کرے اور اگر محصل سے کوئی ادا ایسی صادر ہو کہ وہ اس کی اہانت کا سبب ہو تو اس کو بے اہمی و تنفس قبول کرے۔ بادشاہ ہنسا اور کہا کہ جو کچھ تو نے از روے کے کتاب کما وہ میں نے اپنی رائے کے اجتہاد سے کر رکھا ہے اور میں نے ہند و دوں کو اس طرح ذمی بنا رکھا ہے۔ سوال دوم عامل جو رشتہ لیتے ہیں اس کو از قسمِ دزدی سمجھو کر حور دس کی سڑائیں اُن کو دے سکتا ہوں یا نہیں۔ قاضی نے کہا کہ کر عامل بعزمِ رشتہ جو کچھ لے لیں تو ان پر ایسی تعدیب کرنی چاہئے کہ وہ، اس کو پھر دیں۔ مگر اس کا مذاکرہ دزدی کے ساتھ مخصوص ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں بھی یہی کرتا ہوں کہ عامل جو مال خیانت کرتے ہیں ان کو شکنج میں لختی پکڑ دہ مال لے لیتا ہوں تاکہ خیانت کی راہ مسدود ہو اور نظامِ لاپچیوں کا ہاتھو کوتاہ ہو۔ سوال سوم ایام بادشاہی سے پہلے جو دیوگدہ سے بہ نسبت شمشیر میں مال لایا ہوں وہ میراحر ہے یا بیت المال کا۔ اور اس میں اور

مقرر ہوں کہ تیر کے درمیان ضعیف و قویٰ برآ پڑے ہوں اور زیر دست رحمت پر مقدمہ موں دچھو دھریوں کا  
ائسٹ موقوف ہو پس اول یہ قانون مقرر ہوا کہ ساخت کے بھوجب نصف محصول بلا قصور وصول تو  
اس میں مقدم و بعد دھری وکل رعایا سب برآ پڑے ہوں۔ زیر دستوں کا بوجو زیر دستوں کھا سر پر پڑے  
مقدمی کی وجہ سے جو حمل ہو دخرا نہیں داخل ہوئا وہ مقدمہ ہوئیار غیت وہ چار بیل کشت کاری  
کے اور دو بھیں اور دو گائیں اور برآردہ بگروں یا بھیڑوں سے زیادہ نہ رکھنے پائے۔ دوسرے قانون یہ  
تھا کہ بھیں یا بکری غرض جو ددم دینے والا جائز ہوئا اس کی چرانی لی جائے اور رہانی کی مختار مقرر ہو  
سوم ہو گھر آباد ہو اس سنتہ کرایہ طلب کیا جائے۔ اس کام میں عمال اور اہل قلم ہے ایسی اعتماد کی کہ خاتم  
بھٹی کوڑی نہیں لی اور اگر عمال سوائے اپنی تجوہ کے کسی اور چیز پر متصرف ہوتے تھے تو ٹواری کے  
کاغذ سے جو کچھ اُن کے نام برآمدہ تھا وہ اُسی ساعت لیا جاتا تھا۔ بہت سے گھر ایسے تھے کہ جب انہوں  
بنے دیکھا کہ عمال کے عدد میں کچھ اور پکی یافت نہیں ہے تو انہوں نے اس اپنے پیش کو چھوڑ دیا  
ان غمہ داروں کو خیانت کی سزا میں ایسی سخت ملتی تھیں کہ برسوں وہ قید میں رہتے تھے اور پہتھنچے  
جس کے سبب اُن خمیدوں سے لوگ ایسے ڈرتے بنتے جیسے کہ بخار دھوت سے۔ غرض جن سے یہ  
محصول لیا جاتا اور جو لپتے وہ ذرا سماجی قصور کرتے تو سخت سزا پاتے۔ مقدموں اور جو دھریوں کا حال  
پہنچنے یہ تھا کہ وہ سوار پھرتے تھے ہتھیار باذتھنے تھے لباس فاخرہ پہنچنے تھے نیک کارکھیلے تھے مگر اُن کا  
حال ایسا تنگ ہو گیا تھا کہ اُن کی عورتیں لوگوں کے گھروں میں جاتے ہوتے مزدوری کرتی تھیں جب  
اُس سے اپنا پیٹ بھرتی تھیں۔

## باشاہ اور قاضی مفتی اللہ الدین کی گفتگو

باشاہ علاؤ الدین کبھی کہا کرتا کہ باشاہی کے احکام و حنابط باشاہوں کی ناہی ہے  
ستعلق ہیں۔ شریعت کو اُن میں دخل نہیں۔ علامہ سے عبادات کے طریقوں کا فیصلہ کرنا مستحق ہے۔  
غرض باشاہی کی اصلاح کے لئے جو کچھ اُس کے ذمہ میں آتا وہ کرتا۔ اُس میں منسوب و غیر منسوب  
کو نہ دیکھتا۔ علامے عضو میں سے قاضی مفتی اللہ الدین بیانوی بڑے دانشمند عالم تھے وہ فی الجلہ زیادہ  
قرب رکھتے تھے اور باشاہ کی مجلس میں حاضر ہوتے اور امور کے ساتھ دستخوان پر مشتمل تھے مگر باشاہ کے

اک جو امر اپنے گھر بی بی بچوں سے باہیں کرتے ان کی باتوں کی نسبت بادشاہ کے ہکانوں تک سمجھتی یہاں تک لوگ ان جاموسوں کے ہاتھ سے تنگ ہوئے کہ گھر میں پکار کر آدمی رات کو بات نہ کرتے۔ انھیں سے تمام ملک میں انتظام ہو گیا۔ اور یہ توں میں امن و امان۔ مسافر تھا جہاں چاہتے وہاں جاتے سو داگر سونا آچھا لئے چلے جاتے کوئی نہ پوچھتا کہ آن کے مذہ میں کے دانت ہیں۔ اور دوسرے مفسدہ کے دور کرنے کے لئے اُس نے شراب علایہ پینی چھوڑ ری۔ عیش خانہ کو طلاق دی اور جیسوں کا آرسٹہ کرنا موقوف کیا۔ تمام شراب لندہ بادی شراب پینے کے چاندی سونے کے برتن توڑ چھوڑ بزابر کئے اور آن پر سکلے لگوایا۔ اور سب جگہ مسادی کردی کہ بادشاہ نے شراب پینی چھوڑ دی۔ اور تمام مالک محو آئیں شراب کی مخالفت کے اشتہار بھجواد سے کہ جو شخص شراب پینے لگا وہ گردن مارا جائے گا۔ اس حکم پر اس قدر لوگوں نے گھروں سے شراب نکال کر بازاروں میں پھیل کر شراب کی کنجھ ہو گئی۔ رنداں می خوار جو شراب کو جان، سے زیادہ عذر رکھتے تھے کسی نہ کسی طرح وہ اُس کو بھم پھینکاتے۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے ایک کنوں کھدوایا۔ اور اُس کو شراب پینے والوں کا زمان بنایا۔ اگر نہ اُس زمان میں قیدی قیدی حیات سے چھوٹ جاتے۔ جب یہ قانون خوب منضبط ہو گی تو بادشاہ نے امیروں کو تھنا شراب پینے کی اجازت دیدی۔ اب تیرہ سے صندھ کے انداد کے واسطے اُس نے حکم دیا کہ بغیر حکم ثہی امیر اور دولت صندھ اپس میں ملاقات نہ کریں اور ایک دوسرے کے ہاں دعوت پیش نہ جائیں۔ اور بغیر تحریری اجازت نامہ کے آپس میں ناطے رشتہ ہونا اکریں۔ غرض یوں جو اشنا بیکانے تھے وہ نا اشنا دیکھانے بن گئے۔ اگر کوئی کسی کے ہاں جمان جاتا تو وزیر سید خاں کی خوش مدد کی جاتی کہ وہ بادشاہ سے اُس کے گھر میں اُترنے کی اجازت حاصل کرادے۔ صندھہ چارام کے انداد کے واسطے یہ تحریر کی کہ جو کاؤں و قلع پاں گاماں یا یاک کسی کی متتنا اُن سب کو خالصہ ٹھیر اتا خواہ و کسی مسلمان پاس ہو یا ہند و پاس۔ غرض ضبطی اور سخت گیری سے ایسے لوگ کھانے پینے سے تنگ ہوئے۔ کہ کبھی فشنہ و فداد کا نام بھی زبان پر نہ آتا۔

## قوانين وضوابط علائی

جب ان بغاوتوں کے انداد سے اُس کو انفراغ ہوا تو اُس نے یہ چاہا کہ ایسے ضوابط و قوانین

گردن نے مارنے لگئے اور یہ ایک قدیمی خاذان نیست دنا بود ہو گیا۔ اور اُس کے سارے گھروں کی انیٹ سے اینٹ نج گئی۔ بادشاہ نے قلعہ رختپنیر کو نہیں چھپا دیا میں ایک برس کے محاصرہ کے بعد فتح کیا۔ اُس نے بہت سانشکر جمع کیا تھا اور تھیلے ان کو دینے تھے کہ اس میں ریت بھریں۔ ایک درہ میں جس کو رن کہتے ہیں ان تھیلوں کو ڈال کر ٹرا سر کوب بنایا اور ڈھل قلعہ کو تباہ کیا۔ اور سب تھیلوں کو قتل کیا۔ اور راجہ کو مع رانی کے فنا کیا۔ کہتے ہیں کہ میر محمد باعثی کم جا لو رہے بھاگ کر یہاں آگیا تھا زخمی پڑا تھا۔ بادشاہ کی نظر اس پر ٹرپی۔ رحم آیا پوچھا کہ اگر ترا معاجم کیا جائے اور تو صحت پا بے تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے۔ میر محمد نے جواب دیا کہ آپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں اور راجہ ہمیہ کے بیٹے کو بادشاہ بناؤں۔ اُس پر بادشاہ پڑا تھا ہوا۔ اور ہاتھی کے پیر کے نیچے چکلوایا۔ مگر اُس کی اس وفاداری اور ایمانداری کا خیال آیا تو اُس کی تجمیز و تکھین ایک شان کے ساتھ کن اس قلعے کو اپنے بھائی الغ خاں کے حوالہ کیا۔ اور آپ دلی میں چلا آیا۔ الغ خاں یہاں پانچ چھ میں عکران رہا۔ پھر بھیار ہو کر دلی کو آتا تھا کہ راہ میں سفر آخرت پیش آیا۔

## اسباب بغاوت اور اُنکے انداد کی تدبیریں

اب بادشاہ نے دلی میں میران سلطنت کو صلا کر کہا کہ چار بناویں پے در پے ہو گئی ہیں نیسی تدبیریں تباو کہ بھر کوئی بغاوت اور سازش نہ نہیں۔ میران سلطنت نے چار اسباب بغاوت کے تسلیے اول رعایا کے نیک دبدسے بادشاہ کو بخوبیں ہوتی۔ دوم شراب خواری علاویہ ہوتی ہے۔ ثالث کے پینے سے خوبیے رشتہ کو تحریک ہوتی ہے اور اُس سے مافی لغیر کا انہمار بے اختیار ہوتا ہے اور اُس سے فتنے بر پا ہوتے ہیں۔ سوم امیر اور اعیان سلطنت باہم رشتہ رکھتے ہیں اور کرنے ہیں اور جب ایک پر کوئی حادثہ واقع ہوتا ہے تو سب آپس میں شرکیں ہو جاتے ہیں۔ چہارم زر و مال کی کثرت۔ قاعدہ ہے کہ جس وقت اراذل اور کمینتوں کو دولت ملتی ہے خیالاتِ فاسد آنکے ول میں پیدا ہوتے ہیں اور ان سے نادکھڑے ہوتے ہیں اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ پنجم نے ان سب اہل الڑا کے کی باتوں کو پسند کیا اور ان اسباب کے بفع کرنے میں ساعی ہوا۔ اول غلیت کے نیک دہ حال دریافت کر نیکے والے جاؤں مقرر کئے۔ اب اس جاؤں کی کو دہ فروع ہوا

شروع کیا۔ اس محاصرہ نے طول پھینچا۔ ہر روز قلعہ والوں کی آگ اور تیر بر سانے ہے با دشائیں شکر کو نقصان پہنچا۔ اہل اسلام نے بھی غصب دیں یہ بڑا ہاں قلعہ کو خوب تنگ کیا اور ایام محاصرہ میں سرداروں نے ملک کو خوب تباخت و تماج کیا اور سرکشیوں کو مومن کی طرح نرم کیا۔ غرض یہاں یہ ہو رہا تھا کہ با دشادش کے بھانجے امیر عمر اور منگو خاں کمبدالوں اور اودھ میں حاکم تھے با دشادش سے گرفتار ہے۔ با دشادش نے ان کی بناءات کو کچھ بڑا نہ جانا۔ ولیٰ نے ار ڈگر کے امیر دل کو لکھا کہ ان کا نذارہ کرس آئھوں نے حسب الحکم شکر کتی تھی کر کے بڑی کوشش ہے دونوں بھائیوں کو غلوب کر کے مقید کیا اور با دشادش کے شکر گاہ میں بعید یا اوجو معند ان کے ساتھ تھے ہاں کو مار ڈالا۔ سلطان نے قلعہ کے یخچے اور لوں کی عبرت کے لئے اول ان کی آنکھیں نکلوائیں اور پھر بڑے عقوب سے ان کو مارا۔ یہ فساد ابھی بالکل مٹا نہ تھا کہ ایک اور جھگڑا اکھڑا ہوا۔ تاک فخر الدین قدمی کو توال کا علام زادہ حاجی مولیٰ تھا اس نے یہ دیکھا کہ با دشادش خلائق گیری میں مصروف ہے اور توال شہر با پیزیدے لوگ از حد ناراض ہیں اس کی مدد وہ نہ کرنے گی۔ درپر کو ایک جاعت کو ساختا یا اور کو توال کے گھر پھینچا اور اس سے کہا کہ ایک حکم با دشادش کا آبای ہے اسے سُن جاؤ۔ کو توال اسی وقت باہر آیا۔ حاجی مولانے اپنے ہمراپوں کو بشارہ کیا آئھوں نے اس کو مار کر نکلے۔ نکارے کر ڈالا اور لوگوں میں یہ مشہور کردیا کہ با دشادش کے حکم ہے مارا ہے۔ نی دلی کے کو توال علاء الدین ایا ز پاس بھی آدمی بھجا کہ فرمان با دشادش آیا ہے اسے آنکھ دیکھ جاؤ وہ اس کے غدر سے واقع تھا اس نے شہر کے دروازے بند کر لے۔ حاجی مولانے اپنے آدمیوں کے ساتھ کو شکر لال میں اور شہر پر قبضہ کر لیا قیدیوں کو چھوڑ دیا اور خزانہ اور سلخ خانہ اپنے قیدیوں میں تقسیم کر دیا۔ اور ان قیدیوں کو ساختا یا اور علوی کو کہ سلطان شمس التمثیل کی او لا دیں سے بھا تھت پر جایا اور زبردستی لوگوں سے بیت کرانی۔ جب با دشادش کو یہ پری یہ لگا تو اس نے اس کو ظاہر نہ کیا اور پسند سے زیادہ قلعہ کے فتح کرنے میں مصروف ہوا۔ ایک نہتھہ نہ گذر اس تھا کہ بالوں اور امر و بہ سے نکل حمید الدین شکر لیکر دلی میں آیا اور لڑکر حاجی مولا سے شہر لے یا۔ اور اس کو قتل کیا۔ اور علوی کو بھی مار کر سر کاٹا اور تمام شہر میں پھرا یا۔ اور یہ سب حال با دشادش کو لکھ بھی۔ سلطان نے اپنے بھائی الغ خاں کو یہاں با غیوں کی یاست کے لئے بھیڈ یا۔ امیر الامر ایک فخر الدین کے بیمار سے بیٹے با وجود اس بڑائی بڑائی سے کچھ سرو کارنہ رکھتے تھے

جو باشا نے کر دکھرے تھے انہوں نے اپنی سپرس سے باشا کو دکھل لیا بیمان شاہ (اکٹ خاں) کا ارادہ ہوا کہ گھوڑی سے اتر کر باشا کا سفر کرے کہ اتنے میں پیادوں نے جو باشا کے گروہ تھے واپس لامپاں کر لئے باشا مار گیا۔ اکٹ خاں احمد نے ان پیادوں کی بات کو سچ جانا۔ اور خوش خوشی پار گاہ سلطان میں آیا۔ اور بادشاہ کے ماتے جانیکا قلعہ مشہور کیا کہیں نے اُنمیار دولا اور اپنے خود اُسکے بھائی شیخ بن بیچھا اوتخت پر جلوس کیا۔ سارے لشکر میں ہمیں سلطنت کی مبارک سلامت ہو گئی۔ اب اس یو تو فتنے حرم سرا میں جاتے چاہا۔ وہاں لکنے بیبا۔ سلح بمقابلہ پیش آیا۔ اُس نے گھاکہ جنگ باشا کا سرنہ دکھا دے گئے حرم سرا میں جانے نہ پائے۔ اب یہاں جب علاء الدین کو ہوش آیا اُس نے اپنے رخم باندھے۔ اور وہ یہ سوچا کہ اکٹ خاں کی یہ حرکت بغیر امر اگی صلاح اور مشورہ کے نہ ہو گی۔ اسٹلے لشکر میں ان ہتوں کے آدمیوں کے ساتھ جانا مناسب نہیں۔ بہتر ہے کہ پچاس سالہ آدنی چو سا تھرے گئے ہیں اُخیں لیکر بھائی پاس جھاں چلتے۔ باشا کا یہ ارادہ دیکھ کر لٹک تھید الدین نے یہ تھجایا کہ آپ جھاں نہ جائیے اور ابھی اپنے لشکر کی طرف چلتے۔ اور وہ من کو فرستہ نہ دیکھ کر اسیا نہ ہو کہ وہ اس فرستہ میں کام اپنا درست کرے جو سوت باشا کا چتر سر پر لشکر دیکھتے چاہنے کے پاؤں دوڑا آیا۔ اس بات کو باشا نے مان لیا۔ تاج جوگل میں پڑا تھا اسکو سر کیکر بھیت آہستہ آہستہ سرا پردہ کی طرف چلا۔ جس وقت باشا کے چتر سنیدہ پر لشکر کی نظر پڑی اسیوقت نئے باشا کی مجلس دیکھ بڑھ ہوئی۔ اور باشا کے قدموں میں سب دوڑے آئے۔ اب اکٹ خاں کو سوا بھاگنے کے چارہ نہ تھا۔ افغان پور کو بھاگا۔ باشا تخت پر جلوس فرمایا۔ بیچھے کی تلاش میں اُدنی بیچھے۔ انہوں نے اُسکو قتل کیا اور سر کو سارے لشکر میں پھرا دیا۔ تکیہ بر جائے پر گاہ توان زو بگدا ف۔ مگر اس باب پندرہ ہمہ آمادہ کئی۔ باشا نے اُس کے بھائی قلعے خاں کو اور اسکے ہمراہیوں کو بھی قتل کیا۔ اُن بطور نے کہا ہے کہ اس واقعہ کے بعد علاء الدین بھی گھوڑے پر ہیں ہے اس ہوا۔

**بھاگوں کی بغاوت اور فتاویں اور تھنپنور کا دوبارہ فتح کرنا**

بعض جب یہ قلعہ طے ہو چکا تو باشا تھنپنور میں بھائی پاس پہنچا۔ تھنپنور کے قلعہ کا محاصرہ دوبارہ جلد وہم

## قلعہ رتھنپور کا محاصرہ

۷۹۹ہ میں نلک علاء الدین نے علاء الملک کی نصیحت پر عمل کرنا شروع کیا کہ ہندوستان کے راجاؤں کے حکوم کرنیکا ارادہ کیا اور اسکی بسم اللہ قلعہ رتھنپور سے کی یہاں راجہ تپھور اکانو اسہہ، ہمیر دیور اچھا ہتا۔ اس ہم کے سر انجام دینے کیوں سطے بادشاہ نے اپنے بھائی الماس بیگ المغارب اور دزیر نصرت خاں کو بھیجا اور لشکر گراں اسکے ساتھ کیا۔ اول انہوں نے قلعہ جنمب تین کو فتح کر لیا۔ پھر قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا۔ ایک روز لٹک نصرت حصار کے قریب گیا۔ پاشیب و گرگج کے بنا نے میں کوشش کرتا تھا کہ حصار کے اندر سے ایک پتھر آنکر اسکے لگا اور اس سے ایسا جڑ جو ہوا کہ دو تین بروز بعد انسقاں کیا۔ بعد ازاں راجہ ہمیر دیونے بڑی سپاٹتے محاصرین پر حملہ ایسی لادی سے کیا کہ انخ خاں کو محاصرہ چھوڑ کر جھایں میں آنما پڑا۔ جب یہ خیر سلطان علاء الدین کو پہنچی تو وہ غصہ میں آنکر بڑا لشکر لیکر خود رتھنپور کو روانہ ہوا اور جب تلپت پنجا تو قیام کیا۔

**علاء الدین کے بھتیجے کا تخت حاصل کرنے کے لئے چھاپا و قتل کر دیکا  
ارادہ اور اس کا استحکام**

یہاں وہ سررو بھگل میں گھوٹے پر سوار ہو کر شکار کو باتا۔ اتفاق سے ایک دن رات ہو گئی لشکر گاہ میں نہ آسکا۔ وہی شب بیش ہوا۔ آفتاب کے علوع ہوئے پیشہ حکم و یاکشکار قمر غہ ہو۔ اور آپ چند ہمراہ میوں سعیت ایک تیله پرشکار کی سیر کے لئے جائیجہا کہ قرغہ تیار ہو کر شکار گئے۔ بادشاہ کا بھتیجا سیلماں تھا۔ اس کا خطاب الکت خاں تھا۔ وہ دویں در تھا۔ اسکے دل میں یہ آیا کہ جس طرح بوڑھے چھاپا کو علاء الدین مار کر خود بادشاہ بن گیا۔ اسی طرح میں بھی آج چھاپا کا کام کر کے تاجدار بجاوں یہ سوچ کیجھ کرو نو مسلم محل سوار اپنے قیدی نو کر ہمراه لئے۔ اور بادشاہ پاس گیا۔ پیشہ کیکر سلطان علاء الدین پر تیر برسائے شروع کئے۔ جاڑے کا موسم تھا بادشاہ دگلا اور قبا پہنچے ہوئے مونڈھے پڑیجھا ہتا۔ جو وقت یہ تیر اپر بر سرنے شروع ہوئے اسے مونڈھے کو پھر بینا یا اور تیروں کو اسپر دکا۔ مگر کچھ تیر بادشاہ کے بازو پر گئے۔ ایک غلام دنادار ہندوستان کو موجود تھا۔ وہ بھی بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور سائے تیروں کو اپنے بدن پر روکا پیا۔

اس زمانہ کا قیاس سکندر کے زمانہ پر ذکر نہ چاہئے اسیں مکروہ رفاقت عہد کثیر تھا۔ ان نہانے کے آدمی جو عہد کرتے تھے اگر اس پر قرن گزر جاتے تو اس اپنے عہد سے بعد مکان یا طول نہان کے سبب سے تخلف نہیں کرتے۔ سکندر پاس ارسٹاطالیس وزیر تھا۔ اس کی قوت فکر سے مالک کا فتح کرنا آسان تھا اور اس کی تدبیر صائب کی برکت سے حادم و خواہ ملکت کو باوجود اس قدر وسعت بک راضی و معتقد رکھنا کچھ مشکل نہ تھا۔ اگر باادشاہ کو بھی اپنے امر اور رعایا پر سکندر نے سا اعتماد ہو تو یہ غریبیت عین صواب ہے۔ اور اگر نہیں ہے تو ناصواب ہے۔ باادشاہ نے بتعذیل کے کہا کہ اگر میں ان موافع کو جو تو نے کہے پیش تظر نہیں اور جہانگیری میں سی نکروں اور ملک وہی پر ثابت کروں تو پھر یہ لشکر و خزانہ کس کام کا ہے اور میرا صلی مقصد جو جہانگیر شہر ہونے کا ہے وہ کیونکر حاصل ہو۔ علاء الملک نے جواب دیا کہ باادشاہ کو بالفعل دو میم ایسی دیشیں ہیں کہ قوم خزانہ کے خرچ میں خالی ہو جائے تو گنجائش ہے۔ اول دکن کی فتح مشترکہ تھیں۔ جا لور۔ چندیڑی و طرف شرقی دریا و بحیرہ تاک و شمالی لمنان و کابل تاک یہ دیار تمروں اور چوروں کی پیانا گاہ ہے۔ اگر وہ تحریر ہو جائیں تو ہندوستان تمام فسدوں اور خللوں سے پاک ہو جائے۔ جنم و مغلون کا سدراب ہونا جو اُنکے ایسی راہ میں جصار واقع ہیں جیسے ملٹان۔ دیوال پور میں انکا سب طرح سے تحکم کرنا۔ ان کے گروہنیق کہدا وانا اسکے امداد و اخراج از خلک کے ذخیرے جس رکھنا۔ جہاں قلعوں کی ضرورت ہو دہان نے قلعے بنوانا (نجیقوں) و عراوه اور سب طرح کے اسلحہ بناؤ کر رکھنا۔ ان دونوں ہمبوں کو ختم کر کے حضور وار الملک دہلی میں خاطر جمع سے بیٹھئے اور بندگان خلص کو سپاہ آرائستہ کر کے جواہ فرمائیے کہ وہ اطراف میں اقایم و درست کو فتح کر کے اپنے قبضے و تصرف میں لائیں یوں سائے عالم میں خفو کی جہانگیری کا شہر مشہور اور عالم گیری کا آوازہ منتشر کریں اور یہ بات اسوقت حاصل ہو سکتی ہے کہ باادشاہ شرب و ام اور شکار کے استغراق نام سے درست بردار ہو۔ علاء الدین سکندر ثانی نے ان کلمات کو سنتکر علاء الملک کی رائے صائب و حسن تدبیر کی تھیں و آفرین کی اوغلعت دیش بہا عنایت کیا۔ اور امرا بھی اُنکی تقدیر کو منکر مسرو رہوئے۔ انہوں نے بھی بہت کچھ صلحہ اُنکو دیا۔ حضرت سلطان نظام الدین نے بھی اُنکے حق میں وعا خیر کی۔

سخنرپ خاں و غازی ملک تعلق کے قائم مقام خفر خاں کا ہوا تھا باقی رہے اور سب رخصت ہوئے تو علارالملک نے عرض کیا کہ خداوند عالم دین شریعت و مذہب کا ذکر گز آپ بربان پرند لائیں کہ یہ کام نہیں کا ہے نہ بادشاہوں کا دین و شریعت وحی آسمانی سے تعلق رکھتی ہے نہ رائے و تدبیر بشری نہیں۔ آدم سے اس دم تک اپنیا رسیں سے دین و شریعت کا خلود ہوا ہے۔ اور بادشاہوں نے جہانداری و جہانیانی کی ہے جب سے چہاں پیدا ہے اور جب تک رہیں گا بادشاہ بنوت نہیں کر سکتے ہیں۔ مگر ہاں بعض پیغمبر و نے بادشاہی کی ہے بندہ درگاہ کی عرض ہے کہ آئندہ بناۓ دین و شریعت و مذہب کا ذکر مجلس شورای وغیرہ شریعت میں حضور زبان پرند لائیں ورنہ خاص و عام و خرد و بزرگ و نزدیک و وورگو ایں ارادہ پر اطلاع ہو گی تو وہ سب تقدیر ہو جائیں اور عمل عظیم پیدا ہو گا۔ ایک مسلمان آپ پاس نہ آیے گا۔ اس اندیشہ کو لووح خاطر سے بالکل محو کیجئے کہ وہ طاقت بشری سے دور ہے چنانچہ خداوند اور اسکی اولاد نے یہ رسولوں پہت کوشش کی اور مسلمانوں کے خون کے ندی نایے پیدا ہے کہ دین محمدی کو بر طرف کرے اور اپنے دین کو کچھ بہزار سال سے ترکستان میں روانج رکھتا تھا شائع کرے مگر وہ یہ نہ سکا۔ بلکہ اسکے بالعکس خود مسلمان ہو گئے۔ اور کوئی مسلمان بیٹھ ہوا۔ اور معلمون نے ہی دین اسلام سے تقویت پا کر کافروں سے جہاد کیا۔

بہ نزدِ من کہ نکس نکو خواہ تست کہ گوید فلام خار در رات است

بادشاہ علارالدین نے نکر دتال کر کے کہا کہ جو کچھ تو نے کہا وہ صواب اور طابت نفس الامر ہے اشار اللہ تعالیٰ اسیں آئندہ علیحدہ مذہب بنانے کا خیال نہ کر دیگا۔ اب دوسرا ہم کی نسبت فرمائیے کہ خطاب یا صواب ملک علارالملک نے کہا کہ وہ صواب ہر پہنچی بھی جہاندار و نئے اس قسم کا غرم نیا ہے جو حضور نے اپنی علومت سے کیا اور تو بھی یہ کر سکتا ہے کہ اپنی قوت و چلا دت اور شکر و قژاہ کے زور سے اقایم بیع مسکوں پر اپنا تصریح کرنے میں دوسرا ہم کا منکر نہیں۔ مگر یہ حضور خوب سمجھ سوچ لیں کہ ہمیں اور فیلم دہلی کس جاں فشانی و ذر ریزی اور خون ریزی سے حصہ ہوئی جیسا ہے کہیں کسی تھفہ کو فرمادر بنا کے بیع مسکوں کی تحریک کو جائیے کہ تو مراجعت کے وقت وہی کو کسی بانی کے ہاتھ میں پا بیئے گا۔

رونی کی طرح عالم گئی اور اقليم کشاںی کرنے لگوں۔ شراب کے نشہ میں یہ تن راتیاں کرتا کہ ایک افیم  
پنج تحریر کے کسی دوست کو دیدیوں گا اور خود دوسری اقليم فتح کرنے چلا جاؤں گا۔ اور بدستی و جوانی  
و جہل دبے تپنیری و بخیری فبے باکی سے کہا کہ ایک مذہب ایجاد کرنا ہوں کہ قیامت تک میرزا نام  
باقی رہے گا۔ جب اُسکو دولا کہ مغلوں پر فتح ہوئی اور قلعے خواجہ کو شکست ہوئی تو اُسکا عجب  
تھوڑتھی و غزوہ زدنا بڑا کا پتے تپس خطبہ میں سکندر ثانی پڑھوا یا اور سکھ اور طغرا میں اپنے  
نقاب میں اسے لکھوا یا اور مذہب جدید کی تدبیر میں اور ربع مسکوں کی تاخیر میں راندن فلکر کرنے لگا  
جب ان دونوں ہمہوں کے باب میں ارکان مجلس سے استفسار کرنا تو اسکی بد خوبی و سخت گوئی کے  
سبب سے اُسکے خلاف گوئی جواب نہ دیتا کوئی سکوت اختیار کرتا کوئی خوش طبع باوجود یہ  
اسکے خیالات کو باطل جانتا تھا مگر ہس کی تصدیق و تحسین کرتا اور نظریہ تمثیل سے اس کے دماغ  
کو اور آسمان پر چڑھاتا۔ مسلمانان اور بیرونی رگان دین میں مثل سلطان نظام الدین ان فخر خفات باتوں کو  
سننگا از روزہ خاطر ہوتے اور دعا کرتے تھے کہ خدا اس کو این وسوسہ شیطانی سے بھاگ کر  
جا دے۔ تھیم شریعت مصطفوی پر قائم و ثابت کرے۔ ملک علاء الدین علاء الملک کا کوتول  
دہلی تھا اور ہر رغہ ماہ بکوپیا دشاہ کے سلام کے لئے جاتا اور مجلس شراب میں داخل ہوتا۔ وہ جب  
عادت اپنے بادشاہ پاس گیا اور حریف مجلس شراب ہوا تو بادشاہ نے ان دونوں ہمہوں کے باب میں  
اُس سے استفسار کیا۔ علاء الملک سچا اور می تھا اور فی الجملہ علوم سے بخوبی رکھتا تھا سو چاک کا ب عمر  
آخر ہونے کو آئی ہے ان چند روزہ عاریت زندگی کے واسطے بادشاہ کی خوشادگری اپنے  
دین کو برپا دکرنا ہے مجھکو پیچ سچ کہنا چاہئے بادشاہ کے غصبے ڈننا نہیں چاہئے۔ اس آخر  
عمر میں شہادت پانما الطفتے خالی نہیں۔ ع

### زیدیم برصغیر رندال سرچہ با وابا

اُسے عرض کی کہ اگر مجلس شراب کو شراب اخیار سے آپ خالی کیجئے تو اپنی عقل و دلش بے موافق عرض  
کروں اگر بادشاہ کے مقبول و پسند خاطر ہو تو زہے سعادت و رہ بمحض معاف کیجئے سچا کہ نیں بدیا  
شتر پر تھرہ ہو گیا ہوں۔ بادشاہ نے اسکی طمیس کو نظائر کیا اسی وقت صراحی و شیشه و ساخنگو مجلس  
شکا تھا دیا اور مجلس میں بادشاہ نے چار یا رہا میں بیگ الحجاء۔ ملک نصرت خاں۔ ملک

مگر اس نے کچھ فتنا اور اپنی تیراندازی ہیں لگارہ مغلوں دیکھا کہ وہ زندہ ہاتھ نہیں آئیگا تو چاروں طرف سے اس کو گھیر کر شہید کیا۔ اور بعد اسکے اور امر اکویی نس کے قتل گیا۔ اُسکی فوج کے ما تھیں کو زخمی کیا۔ اور پیلبانوں کو مار ڈالا۔ مگر خوف کے ماءِ انہوں نے اپنی یورش گاہ سے کوچ کیا اور دہلي سے تیس کوں پر جا کر دم لیا اور حلبی جلدی بیس میں کوں کی کڑی نزلیٹ کر کے اپنی والا بیت پھری پکے طفر خاں کا خوف وہ اُنکے دل میں بیٹھا کہ جب کوئی دواب پانی نہ پیتا تو اُس سے کہتے گئی بھی طفر خاں دکھانی دیا۔ طفر خاں کے مارے جائے کو علاء الدین اپنی طفر پر طفر سمجھا کہ اس رسم دوراں کا کھٹکا نکل گیا۔

## سلطان علاء الدین کے پیرو وہ خیالات

اب تیسرے سال کے باقی حصہ میں سلطان علاء الدین نے سو ایش و عشرت کے کچھ اور کام نہ کیا اور عدید رات شب برات منانی مون کو جن تحارات کو خلیں عیش لختی۔ متواتر بہت سی مہات ملکی خاطر خواہ صورت پذیر ہوئیں۔ ہر طرف سے فتح نے آئے۔ فتح وظفر کے فرٹے لائے۔ ہر سال میں دو ہیں بیٹے پیدا ہوئے۔ مصلح ملکی حسب مراد برکتے خزانے رو زیر و مجموع ہوئے۔ جواہر و دیوں کے حصہ و ق پر حصہ در حق پر ہوئے۔ شہر کی پانگاہ اور اطراف میں ستھر پزار گھوڑے اصطبلوں میں اور بہت سے ہاتھی فیل خانوں میں بند ہے۔ دو تین ملک اُسکے مطیع ہوئے۔ نہ کوئی مخالف ملک باقی رہا اور نہ شریک ملک۔ ان کا میا میونگ نکے نشے نے اُسے پہست کیا کہ نامکن ہو سیں اور آرزوں میں و محال اندیشی کرنے لگا کہ جو پہلے کسی باوشانہ نے نہیں کی تھیں۔ اور اپنی محبوس میں اپنے یاروں سے کہتے لگا کہ مجھے دو مہیں دبیش میں بتاؤ کہ وہ کیونکر سر انجام ہو سکتی ہیں۔

اول یہ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت ٹوکتے شریعت پیدا کی جس کو چار یاروں کی اعتماد نے اختکام اور دوام دیا اگر میں بھی اپنے چار یار الماس بیگ۔ الخ خاں۔ ملک شریبر الدین طفر خاں۔ ملک قدرت خاں بیخرا خاں کی قوت و ہمت سے کوئی دین و شریعت پیدا کر دیں تو قیامت تک میرزا نام صفحہ روزگار پر بیاتی رہتے گا۔ وہ سری مہم یہ کہ خزانے و فیل و اس پراندازی سے زیادہ میرے پاس ہیں ہیں چاہتا ہوں کہ کسی اپنے پیر معتحد کو دہلي پسروں کروں اور خود مکنندہ رہے۔

ہلی کی بادشاہی کرنی اور علاوہ الملک کی نصیحت کے موافق کو ہان شتران کے پیچے چھپنا اور اس مدد  
کا وام دیا کر مغلوں کو فتح کرنا اور ان کی جگئے اخراج کرنا کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ یہی شہمہاری اولاد ہے  
یہ تو قوتی پر بنسا کرے گی۔ مثلاً ذوہب را کوس چل کر دہلی کے قریب مجھ سے ٹڑنے آئیں اور  
یہی ناصر دی سے اوپنے کو ہانوں کے پیچے چھپوں تو پھر سن کس کو منہ دکھاؤ نگا اور  
اپنے حرم میں بیکسے جاؤں گا اور ایں ملکت مجھے کس شمار میں گے۔ یہی کس جلاوطن شجاعت  
کے سبب تھا اور سرکش میری فرمانبرداری کریں گے۔ جب شمن رو بپڑا آئے تو اسکے رو برو جانا  
چاہئے جو کچھ ہونا ہو۔ یہ تو میدان کیلی میں قلعہ خاں سے ٹڑنے چاہو نگا۔ اے علاء الملک  
چھے کو تو ای شہر دیتا ہوں۔ گھر بار خزانہ تیرے پر سرد کرتا ہوں جسکو فتح ہو اسکو تو کنجیاں حوالہ کرنا  
اور اس کی فرمانبرداری کرنا۔

علاء الدین نے میری سے کیا کو کوچ کیا اور وہاں خیمے لگائے مغلوں کا لشکر بھی مقابل میں آیا  
کی زمانہ امجد میں ایسے دلشکر گران ایک دوسرے کے مقابل میں ہوئے۔ خلقت کو انہیں  
دیکھ کر تھیب ہو گئا تھا۔ دو قویں لشکر دوں نے اپنی صفين آراستہ کیں۔ ایک دوسرے کے مقابلہ میں مقابلہ کا  
منظر تھا۔ لطف خدا نے جو فوج یہی نہ کاردار تھا مغلوں پر قوار اور ما تھیوں کے حملہ کیا۔ مغل اس کے حملہ کو  
نه آٹھا بلکہ اور حکمت پا کر بھاگے لشکر اسلام اسکے تلافی میں ہوا۔ لطف خدا جو رسم شانی تھا  
الغمازوں کوں تک مغلوں کے سر کا طاسا ہوا اسکے نتائج میں چلا گیا اور مغلوں کو پھر نے نہ دیا اور ان پر وہ  
حکمہ پہنچا کر وہ اپنی بڑی ایسی ہوئے کہ منہ میں دھنی اور دم میں لگام لگانے لگے۔ ان خدا  
خونج میسروں کا سردار تھا اور لطف خدا سے عداوت رکھتا تھا اسے آگے نہیں دیا اور اپنی جگہ سے شہلا  
مغلوں کا ایک سردار طراغی خاں ایک تن لئے لکھن میں بیٹھا ہوا تھا۔ مغل درختوں پر چڑپے ہے ہوئے  
ہئے اہلوں نے دیکھا کہ لطف خدا کے پیچے ایک سوار بھی مرو کئے نہیں آتا ہے اور وہ ہمودی  
آدمیوں کے مغلوں کا تھا قب کر رہا ہے تو مغلوں کے لشکر نے لطف خدا کو چاروں طرف گئی ہے اور  
اس سے بچوں کے بیکار کر دیا تو یہ بہادر صدقہ و صفت شکن پیدا ہوا اور ترکش سے تیر و نکوچلانا تھا  
اور ہر تیر سے ایک سوراگو گرا تھا۔ قلخ خواجه نے اس پاس پیغام بیجا کہ میرے پاس چلا آ میں  
چھکے اپنے پاپ پاس لیجا و نکا وہ بچھے غرث و زنبہ دیکھا کہ علاء الدین نے وہ بھی تھکو نہ دیا ہو گا

رعب مغلوں کے دلوں پر چھا گیا۔ اسکی دلاوری اور سیکھی پر علاء الدین کو بھی خسپیدا ہو ادا رہ جسے اندیشہ کرنے لگا کبھی یہ چاہتا تھا کہ چند بڑے سوار دیکھ اسکو سامانہ سے لکھنوتی پہنچے کہ وہاں ہے اور ہاتھی اور خراج یہ تھا ہے یا اسکو اندھا کر کے یا زہر دیکھائیں سے طعن ہو۔

## مغلوں کا و نصر احملہ

ہسال کے آخر میں مغلوں کے مدار قلعے خال خواجہ یا قلعے خال خواجہ پرہ دھانکیں تین مغل یعنی دولا کھواروں سے ہندوستان کی تحریر کا ازادہ کیا اوما وراء النہریں آنکر آب مند سے عبور کیا اور قصبات و قریات کو جو بر سر راہ تھے ان کو اپنا ملک تصور کر کے نارت نہیں کیا۔ میسا فت بعید طوکر کے جنما کے کنارہ پر آیا اور دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ مغلوں کے خوف نئی دہلی اور قصبات اور نواحی سے ایک غلت شہریں اسقدر آگئی کہ سا جد و کوچہ و بازار مغلوں میں بیٹھے اور کھڑے رہنے کو جگہ پاقی نہ رہی۔ سب سے بہتر انبوہ کے ہوتے سے یہنگ آئے اور غلام و اذو قمر کی رہیں مدد و ہمیں۔ اور ساری چیزیں ہنایت گراں ہو گئیں سب حیران تھے کہ کیا کریں۔ سلطان علاء الدین نے امر اولوک کو طلب کر کے لشکر تیار کیا تو ملک علاء الملک نے بادشاہ سے عرض کی کہ پہنچ بزرگ بادشاہیوں نے ان بڑی لڑائیوں سے اخراج و احتساب کیا ہمیں یہ معلوم ہو کے فتح کس جانیں ہو اور ایک ساعت میں کیا نہ ہو تو آئے اور انکی وصایا میں مرقوم ہے کہ لڑائی کا حال ترازو کے پڑوں کا ساہی کہ چند درود نئیک پڑا بھاری اور دوسرا بلکا ہو جاتا ہے۔ ہمسروں کی لڑائی میں بہ حال ہوتا ہے کہ ملک بکے انویں ہر جاتا ہے ایسی لڑائیوں سے بادشاہیوں نے ہمیشہ اندیشہ کیا ہے۔ اپکو لڑائی نہیں جلدی نہیں کرنی چاہتے کوہاں شتری کا ددمہ آگے رکھئے اور چند دروز تو غلت پہنچئے اور دیکھئے کہ مغل کیا کرتے ہیں میں نے نزدیکی دھلت چارہ سے ایسے نگ آئینگے کہ دہلی کو چھوڑ کر نچلے چاہیں گے پہاں کا تناقاب کچھ بھا۔ لشکر کی کمی ہاست پاس بھی نہیں ہے۔ مگریہ لشکر ہمیشہ ہندوستانیوں کی ڈرامہ اُس نے مغلوں نے محابی نہیں کیا ہے۔ اور وہ انکی لڑائی کی دلوں گھاٹے نکو نہیں جانتا۔ سلطان نے اپنی خیر خواہ علاء الملک کی یہ باتیں سن کر اور بذکر امر کو جمیع کر کے نیک صلاح کار علاء الملک کی یہ راست بیان کی اور تمغیری کی پیش مشہور ہے کہ اشتہراً ذریدان و کوثر فتن راست نیا یہد۔ ایسی ہی

مارڈا۔ ملک نصرت خاں نے جنگ کا فقارہ بھایا۔ لشکر نے یہ گمان کیا کہ راجہ جالوز یا کوئی اور غنائم پڑھ آیا اسی وقت مسعود جنگ ہوا اور ملک نصرت نے ان ہندوؤں کو تفرق کر دیا۔ اطاعت و جواب میں ہو دیا گے جیلخ خاں کے لشکر کے تعاقب کے سببے عاجز ہوئے تو سب ہمیرہ راجہ تختنور اور حاکم اجیر پاس چلے گئے۔ لخ خاں اور نصرت خاں نے اٹکا تعاقب ترک کیا۔ غنائم و اموال و افیال کے ساتھ دہلی آئئے۔ بادشاہ کے آگے یہ ساری غنائم پیش ہوئے۔ انہیں کنولادی بھی عورتوں کے جھرمت میں پیش ہوئی۔ بادشاہ اسلی حسن صورت و سیرت و نزکات شیرین و نکلم نکلیں پر فریفته ہوا۔ انہوں مسلمان کیا اور عقد نکاح میں لا یا کافر ہزار دینیار بھی بادشاہ کا منظوظ نظر ہوا۔ زنان محبت اسکا لگئے میں ڈالا۔ اور اسکے عشق میں عقل و خرد و دین و داش سب کو رخصت کیا۔ بادشاہ نے ان لوگوں کی عورتوں اور پچوں کو قید کیا جو جالور کے فتنے میں شر کیا ہے اور سلطان کے حکم سے نفرت خاں نے یہ کیا کہ جن آدمیوں نے اس کے بھائی کو مارا تھا انکی عورتوں کو ہبھیوں کے حوالہ کر کے حکم دیا کہ شیرخازدگی کی ماہیوں کے سروں پر دے دے ماریں جس سے وہ پنبہ محلوج کی طرح پاش پاش ہو کر بلاں ہو گئے اور پیران عورتوں کو بازاروں میں چاروں طرف سواؤ کر کے ہندو نونکو بخش دیا۔ پہنچنکی بھی دہلی میں پیر سکم نہ تھی کہ کسی جرم کے سببے مجرم کی اولاد اور اتاباع پر سیاست کیجاے۔ یہ ظلم و ستم کسی مذہب و علمت میں رو او جائز نہیں۔ یہ دیکھ دیکھ کے ساری دلی کاپنی تھی اور خدا خدا کرتی تھی۔

## سیلوستان کی فتح

جیسے اس سنہ میں گجرات کے واسطے لخ خاں اور نصرت خاں نام دہوئے تھے طفر خاں سیلوستان کیلئے ماورہ ہوا تھا قلعہ سیلوستان کو چلدی یا چلدی اور اسکے بھائی اور اورنگلوں نے تسبیح کر لیا تھا۔ طفر خاں بہت سا شکر بکھر سیلوستان گیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور بغیر اسکے لذت ہنسنے والے یا ساباط و پاشیب و گڑچ بانے تکلیف کو فقط تیر دشیخ و نیزہ سے فتح کر لیا۔ باوجود دیکھ چاروں طرف سے مثل ایسے تیر مارتے ہے کہ حصہ کے قریب پر نہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔ اور چلدی اور اسکے بھائی اور غاؤں کو کہن کی تعداد اور سر سو تھی طوق گردان میں ڈال کر دہلی میں ایجاد کیا اور دہلی عورات و عیال و اطفاء کو بھی زدا نہ کیا۔ اس فتح سے یہ معلوم ہوا کہ ہندوستان میں طفر خاں بوسرا سکن رہ پیدا ہوا۔ امکا

پہرداں کسی کو قلعوں میں قید نہیں۔ ان ناچی شناسوں کا ہواں اور اس بات قریب ایک کڑو فنر پوپیے کے خزانہ میں داخل ہوا۔ اولاد جلالی سے جو امار جلالی روگروں نہ ہوئے تھے اور انہوں نے علاء الدین سے کچھ نہ لیا تھا وہ سلامت رہتے۔ جب تک زندہ رہتے مسند عزت پر ملک رہتے۔

## گجرات کی فتح اور سپاہ کی بغاوت

تیرہ سو سالوں بعد یعنی ۱۰۹۷ھ کے آغاز میں انغ خاں اور ملک نصرت اور اور سدار شکر لیکر گجرات پر چڑھتے۔ انہوں نے کل گجرات اور بہروائے کوتاخت ناراج کر کے فتح کر لیا۔ گجرات کا راجہ کرن ایسا بھاگ کر رام دیوالی دیوگدھ پاس چلا گیا۔ اس اجھ کی حماستے چند روز بعد ولایت بکلا نہیں کہ گجرات سے متعلق ہے سرحدوں میں تعلق ہوا۔ ایکی رانیاں اور لڑکیاں اور عورتیں اور خزانہ و ناخنی اور اوس سے اس بات امر اشناہی کے ساتھ آیا۔ ان سب توں میں سب سے زیادہ مفرز کنو لاوی دیا کو لا دی ہے تھی۔ یہاں سومنات کا مند سلطان محمود نے برباد کیا تھا اسیں سومنات کی جگہ ایک اور بیت پر ہمہنؤں نے رکھ لیا تھا۔ ایکی پوچا کرتے تھے اسکو مسلمانوں نے اکبیر کر دیا ہے جدید یا کوچے سیر خلائق ہو۔ پیر ملک نصرت کہنیاں میں گیا۔ وہاں کے مال وار راجاؤں سے بہت کچھ جواہر و نفائس اور مال لیا اور اور کافور ہزار دیناری کو اسکے مالک سکب بزرگ رے لیا۔ یہی وہ غلام تھا کہ جسکو بااد شاہ علاء الدین نے تائب ملک مقرر کیا اور ملک تائب کا خطاب یا۔ غرض انغ خاں و نصرت خاں یہ سب غنائم لے کر اور گجرات کو دیوان دہلی کے پردگر کے دہلی کو روانہ ہوئے اور جب قلعہ جو اور باجالور کے قریب پہنچے تو خمس غذا نام کی طلب میں لشکر کو بہت تنگ کیا اور خوب دو کوپ کر کے بڑی طرح تلاشی لی۔ جو سپاہی مکیا تے اسپر اعتبار نہ کرتے اور اس سے زیادہ طلب کرتے۔ زر و نقرہ و جواہر و نفائس غنیمت بھل انسے بنا یت تقدیم تشدید سے مانگتے۔ آخر سپاہ ایسی پتنگ آگئی کہ اس کا انجام یہ ہوا کہ نو مسلم مصل سردار اور سوار جو پیٹے تھے اور جنکا مقدم خود شاہ تھا۔ انہوں نے اور آدمیوں کو بھی کہواخذتے تنگ ہو رہتے تھے اپنے ساتھ متفق کرنے کے اجتماعیت بھم پیچا کر ملک نصرت خاں کے ہمانی ملک اخغر الدین پر چڑھتے۔ اور اسے مار کر انغ خاں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایکی جمل نہ آئی تھی وہ دوسری طرف۔ سے نکل کر پیادہ پاملک نصرت خاں پاس گیا۔ با غیونٹ اسلئے بہانے کر اس گمان میں کہ وہ انغ خاں ہی

اہل ملستان اور لشکر ترک نے ترک کیا لغ خاں و ظفر خاں سے وہ جامی۔ دونوں بھائی مضری ہو کر شیخ رکن الدین کی عرفت حمد پہیاں کر کے لغ خاں سے ملاقات کو گئے اُسے ائمہ بہت تعظیم کی اور اپنے سراپا دہ کے پاس آتا۔ ملستان سے فتح مسجد و میہماں بیہماں لغ خاں کے خوب شادیاں نے پہچے کہ اب ہندوستان سلطان علاء الدین کا مطیع ہوا اور میسروں پر فتح مسجد ملستان پڑھا گیا اور اطراف میں وہ بیچا گیا۔ سلطان جلال الدین کے پیٹوں اور امراء کو لغ خاں لیکر ولی روانہ ہوا۔ اتنا دراہ میں ملک اصرت خاں کو توالی دہی سے چلکر لغ خاں نے ملا۔ اسے سلطان جلال الدین کے پیٹوں کی اور لغ خاں بیسرہ چنگیز خاں کی جو سلطان کا داماد تھا اور ملک احمد پچ کی انگوں میں میں کچھوں اور انسے سارا مال جیسیں لیا اور انکو بیوی بچوں سے جدا کر دیا۔ ان نظلوم شاہزادوں کو قلعہ ہائی میں مقید کیا۔ اور ارکلی خاں کے دو بیٹوں کو شہید کیا۔ ملک احمد پچ اور سلطان کے اہل حرم کو اور ملکہ جہاں کو دہلی میں قید کیا۔

## مغلول کا حملہ

اسی سال میں دو احتمالی حاکم ماوراء النہر نے ممالک پنجاب ملستان و سندھ کی فتح کا ارادہ کیا اور لاکھ مغل ہندوستان کے لئے نامزوں کے وہ دریا دست دے سپارا تھے تاخت فتح تاریخ و خرابی میں کوئی دقیقہ مغلوں نے فروگذشت نہیں کیا۔ جب بیخ زیر علاء الدین کو پہنچی تو اُسے لغ خاں اور ظفر خاں کو سپاہ بیکران کے ساتھ روانہ کیا۔ لاہور کی حدود میں جالندھر میں دونوں لشکر نہیں تخت لڑائی ہوئی مغلوں کو شکست ہوئی۔ پارہ ہنزہ مغل مارے گئے۔ غزن ملستان کی فتح اور جلال الدین کی اولاد کی گرفتار کرنے سے سلطان علاء الدین کی سلطنت مستحکم ہو گئی تھی۔ مگر ان مغلوں کے شکست دینے سے اور زیادہ مستحکم ہو گئی اور امراء و ملوک حکام کے دلوں میں اہمی شوکت و شمت جنم گئی اسلئے جدہ راس کا لشکر گیا اور ظفر اسکے ساتھ گئی۔

اس فتح کے بعد سلطان علاء الدین اپنے بھائی لغ خاں کی تفاصی رائے سے ان امراء جلالی کے دفعے کرنے میں مشغول ہوا کہ جہنوں نے دنیا کی طبع سے اولاد جلالی سے پہنچاں کی تھی اور دنیا اور آخرت دونوں کو بر باد کیا تھا ان سب کو گرفتار کیا اور ان کا خانہ برباد کیا۔ کئی کئی کی انگوں میں سلا میں

چلا آتا ہے نہ مجھے چھوڑ گیا نہ تجھے۔ ارکلی خالی مان کو جواب بھاک اب کاراز و مت رفتہ و لشکر بدشمن پیوستہ خزانہ میں چھمینے کی تختواہ دینے کو نہیں اب ہیرے آئے سے کیا لفغ ہو گا۔  
 سرپسہ شاید گرفتن بہیں چو پرشد نشا یاد گذشتہ بہیں  
 جب علاء الدین کو یہ بڑھوئی کہ مان کے بلا نیسے ارکلیخان نہیں آیا تو لشکر میں خوشی کے شادیا نے بخواہے۔ اور جلد مسافت طے کر کے جمنا پار بائیک کے پل سے اٹرا اور میدان جوڑھیں آیا۔ سلطان رکن الدین اینی جمعیت کو لیکر شہر سے باہر آیا۔ اور علاء الدین کے لشکر کے مقابلہ میں پڑا۔ اور لڑنے کا ارادہ کیا مگر آدمی رات کو اسکا نام لشکر میسر و غل بچا کر علاء الدین سے چالا۔ رکن الدین نے رات ہی کو کچھہ روپیہ خزانہ سے لیا اور مان اور اہل حرم کو ساتھ لیکر ملستان کو روانہ ہوا۔ اس فسر ارہی کو اپنی سلامتی سمجھا۔ اسکے ساتھ ہی لٹک چپٹ لٹک احمد چپٹ لٹک قطب الدین علوی و امیر جلال الدین ملنگانی گئے۔ سلطان علاء الدین نے یسری کو اپنا لشکر گاہ بنایا۔ پھر کل وضیع و شریعت اسکی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام رسموم با دشائی ادا ہوئیں اور ۲۹ میں دہلی کے تخت پر بڑھا اور کوشک لال کو اپنا پاۓ تخت بنایا اوتین روز جشن منایا۔ قبہ بندی ہوئی۔ کچھوں میں شراب کی سبلیں لٹک گئیں۔ غرض خوب چل پل ہوئی۔ سلطان کے لئے چب پستیاں جسے ہوئیں میستی جوانی میتی دولت میتی کجھا ہے بے اندراہ۔ میتی جسم و خدم و پیل و اسپ تو وہ بھی عیش میں ڈوپ گیا۔ اُن نے خلق کو انوام دیکر ایسا فرلنٹہ کیا کہ سب اُس کی طرف مائل و راغب ہو گئے اور سلطان جلال الدین کے قتل کو بھول گئے۔

سخاوت مس عیب اکیمیا ست

سخاوت ہے در دنار او است

اپنے رفیقوں اور لشکر کو کچھہ بینے کی تختواہ انعام دی۔ دیکھو کیا تعبیں کی باستی کرنے دہی کو رے دیا

## جلال الدین کی اولاد اور اسکے ہوانخواہوں کا حال

جو وقت سلطان علاء الدین دہلی کے تخت پر بڑھا اُس نے سلطان جلال الدین کی اولاد کا سنتیہ ملک پیش نہما دھمت کیا۔ سال مذکور کی ۱۵ ذی القعده کو المخ خاں و ظفر خاں کے ساتھ چالیس بذریعہ اور ملستان روانہ کئے۔ انہوں نے ملستان کا محاصرہ کیا۔ دو بینے کے بعد ارکلیخان فر رکن الدین کی فاخت کی

جب بہرن میں آیا تو نفرت خان نے یہاں ایک بیدان میں کھڑے ہو کر باہم زبانہ دی کہا کہ اگر ملک پری ہو کو ہاتھ لگا تو جتنا زر ہم نے غلت پر بر سایا ہے آنا اول ہی سال میں خزانہ میں جمع کر لیں گے اور اگر ملک ہم کو ہاتھ نہ لگتا تو دیلوگدھ سے جوال ہم کو خون جگہ کہانے سے ملا ہے پتھر ہے کہ وہ بھارے شمشوں کے ہاتھ میں فپڑے بلکہ اور آدمیوں کو ہاتھ لگے۔ ظفر خان ایک اور شکر کوں کی راہ سے بر ایرے چلا آتا ہے۔ ان دونوں لشکروں کے مقابلے کے لئے جو امراء جلالی ہیجے گئے ہے وہ علاء الدین سے بہرن میں آن کر مل گئے علاء الدین نے بیس تیس تیس پچاس پیاس من سوتا ان کو دیدیا اور جتنا لشکر ان کے ساتھ آیا تھا ان میں سے ہر ایک سپاہی کو تین سو نکل دے۔ غرض یوں خیں خانہ جلالی تاشکستہ ہو گیا جو امراء کے اس طرح سلطان علاء الدین سے ملے وہ پکار پکار کر کہتے ہے کہ یہیں جو لوگ پڑا ہکتے ہیں اور نیک حرام بتلاتے ہیں کہ اپنے مخدوم زادوں کو چھوڑ کر وشن سے مل گئے وہ یہ انصاف یہ نہیں جانتے کہ ملک جلالی تو اُس روز چاچکا ہتا کہ سلطان جلال الدین کیلگری میں سے خوار ہو گر کرہ اور والیوں اور دیدہ و دانستہ اپنا سرا دراپنے نزدیکوں کا سرکٹوایا ہم سلطان علاء الدین سے نہ ملیں تو کیا کریں۔ غرض اس وقت زر اپنی بھار دکھانا تھا طمع زر نے سلطان جلال الدین کا سرکٹوایا۔ علاء الدین سے کفر ان نعمت کرایا۔ امراء والوں جلالی کو حرام خوار بنا یا۔

خون ہم زربیخت زرب جائے است کس نیت کا از زر طلب خوں بھمہ

سلطان علاء الدین جب کڑہ سے جلا ہی تو اُسکے ایک ہاتھیں زر تھا جس سے وہ لوگوں کو سرفراز کرتا دوسرا سے ہاتھیں آہن تھا جس سے وہ سرانداز کرتا ہے۔ جب ملک جمال کو علاء الدین کے آنکھی خوبیوں تو وہ مضطربوئی اور بالکلی خان کو طلب کیا اور کہا کہ میں نے خطاکی کہ تیرے ہوتے ہجھٹے ہیسے کو تخت پر بیٹھایا۔ کوئی امراء والوں میں سے اُسکے باتھ نہیں ہوا۔ علاء الدین سے سے ملکی میں بادشاہی ہاتھ سے جاتی ہی جلا۔ باپ کے تخت پر بیٹھے۔ چھوٹا بھائی قیری خدمت کر یا تو پڑا بھائی ہے۔ بادشاہی کے لایں ہے میں تو عورت ناقص العقل ہوں۔ مجھ سے خطا ہوئی خطا؛ ما در گیہ ملک پر گیر۔ اگر تو مجھ سے خفا ہو گیا ہے اسلئے دہلی نہ آیا کہ تو علاء الدین دہلی میں

خطاب یا اور اپنے دوستوں اور یار و نگو بڑے بڑے چندے عطا کر کے ایمیر کرو دیا اور جو ہے ہیرتے  
انکو لوگ بنادیا۔ غرض اپنے قدیم متعلقین کو اسکے مرتبے کے مناسب سرتیند کیا اور اپنے خانوں اور  
لوگ، امراء کو رپنے والے کوہ نے سوار نوکر کھیں بے اندازہ و ولت لٹانے کے لئے ہاتھ  
اگئی تھی۔ کیا تو اپنی صلحت کے نے اگیا خلق کو فریب دینے کے واسطے کیا اپنے چھا کے قتل کے  
وہیہ مثانے کے لئے اُس نے خواض و عوام پر انعام و اکرام کا دروازہ کھول دیا یہ ملی آنکی تیاری  
کی مگر برات کی شدت کے سبب سفریں دیں کرتا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ سہیل کا طلوع ہوتا ہی کا  
عزم کرے۔ اسکو اکلی فان کا بڑا اندیشہ لگا ہوا تھا کہ ناگاہ وہی سے یہ خراں کر دہی نہیں آتا  
اُسکے نے آنے کو اپنی سلطنت کے قیام کا سبب سمجھا اور سلطان رکن الدین برائیم کو جانتا تھا کہ وہ ملی  
کی سلطنت کو نہیں سنبھال سکے گا۔ خزانہ اس پاس نہیں ہے کہ نیا لشکر مرتب کر سکے گا۔ اس وقت کو  
غیرمت سمجھا۔ اور عین برات میں وہی کو روانہ ہوا۔ اور خانوں و لوگ امراء کو حکم دیدیا کہ وہ نئے سوامی  
بھرتی کریں۔ کچھ اتنی تجوہ مقرر کرنے میں اختیاط نہ کریں اور روپیہ انکوبید ریخ دیں لچھ سال دماہ کا  
حساب نہ کریں تاکہ ایک جمعیت کثیر فرائم موجود ہے۔

ہمسہ کار و نیا بزر بستہ اند بزر رخہ بار خطر بستہ اند

اُس نے ایک چھوٹا سا بخینق بنوایا اور بہتر میں پر جہا اترتا پانچ من سو نیکے تھے ایں رکن  
اُڑاتا ایک خلعت ان ستاروں پر گر کر انکو چلتی۔ مذنوی۔

خزانہ زیر شد منزل پہنzel بزر کردہ گلیس کا مشکل  
پہنzel ز پیش تخت تادور فشاندے گنجما بے من نگخوار  
چو با دہی فقاد از فتح کا رش گرفت از بخینق ز رحصار ش

دو تین بستے کے اندر قبیلوں اور شہروں میں شہرت ہو گئی کہ علاء الدین یہی جاتا ہے اور خسلن پر  
سو نے اور چاندی کا مینہ برساتا ہے۔ اور بے حساب سوار نوکر کھاتا ہے تو چار و نظر سے  
ایک خلق لشکری اور غیر لشکری جمع ہوئی جب وہ بداؤں میں پہچا تو اس پاس چھپن ہزاد سوار  
سالٹھی میڑا پاؤ سے تھے۔

بزر بیتوں اس لشکر کا راستن لشکر توں کیتھا خواستن

مرانے آفرینش سرسری نہیں تھیں زمین و آسمان بے دا ورنی نہیں تھیں  
و راندیش اے حکیم از کارایام کہ پاداش عمل باشد سرا جام  
یہ جگایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب سلطان جلال الدین طجی کڑہ کو آتا تھا تو علاء الدین نہیں تھا  
عجز بیاز کے ساقی شیخ اُنگ مخدوں کے پاس گیا تھا انہوں نے سرٹھا کے پیغمبر ہے  
کہ میر کہ بکند پا تو جنگ سروکشی تن در گنگ

خواجہ صاحب یہیں کڑے میں مدفن ہیں۔ وحیقیت پر شعر مخدوں باند کر امتحنے۔ خون پیکتے ہوئے  
سرستے سلطان جلال الدین کا سفید تاج اُتارا گیا اور ملک علاء الدین کے سرپر کھا گیا۔ اُسے  
سات برس کچھ ہیئے سلطنت کی اور شتر برس کی عمر میں انتقال کیا۔

## قدر خال کا باشاہ ہونا

سلطان جلال الدین کے شہید ہونگی خبر جب ملکا چڑھ پ کو پہنچی توجہ لشکر کو خٹکی میں کڑہ  
کو وکٹے ہونے جاتا تھا الٹا دلی میں لے آیا۔ برساتے کے سبب ہن لشکر کو سفر میں ٹری ٹکھیں اُجھانی پڑیں  
سلطان جلال الدین کی بیوی ملکہ جہاں نے اپنی ناقص العقل بہنی کے سبب پر جلدی کی کہ اپنے چوٹے  
بیٹے قدر خال کو رکن الدین ابراہیم کا خطاب پر تخت پر بیٹھا دیا اور بڑے بیٹے ارکلی خال کے آئنے کا  
انتظار ہیں کیا دہ ابوقت ملستان میں تھا۔ ملکہ جہاں نے یہ کام ارکان دولتے بے مشورہ اور صلاح کے  
کیا کہ اس نوجوان بیٹے کو عنقران شبابیں باشاہ بنادیا جو زمانہ سے خبر ہیں رکھتا تھا  
کیلو گزی سے وہی میں آنکھ امرا اور ملک کو افلاطع دینے شروع کئے جلف الصدق ارکلی خال کو  
جو باشاہی کے سزاوار تھا جب یہ خبر ہنچی تو وہ ماں اور بہانی سے آزر دہ خاطر ہو گیا اور ملستان  
ہی میں رہا سلطان جلال الدین کے گھر میں یہ خلافت مادر و پسریں علاء الدین کے حق میں اچھا ہوا

**ذکر باشاہی سلطان علاء الدین طجی المغلوب پر سکندر شاہی**

۱۹۵۶ء میں سلطان علاء الدین نے تخت سلطنت پر جلوں کیا۔ اپنے بھائی انغ خال کا اور ملک  
نصرت جلیسی کو نصرت خال کیا اور ملک شیخ الدین کو نظر خال کیا۔ اپنے سارے سنجوں کا پالپ خال کا

ایک ہی ہیں۔ اور بیگانے تیرنے گر دز رکی خاطر جمع ہوئے بیس اگر زندہ ہو تو ایک بھی تیرنے پاس نہ  
چھٹکے مگر مجھیں اور تجھیں وہ پیوند ہے کہ اگر ایک علم ادھر سے اوصہ ہو تو وہ شکست نہ ہو۔ یہ کہہ کر  
علاء الدین کا ہاتھ پکڑا اور کشتی فاضن کی طرف اُسکو کھینچا کہ جلال الدین نے سگ دل قاتلوں  
کی طرف اشارہ کیا محمود سالم کہہ سامانہ کے اجلانوں میں سے تھا اسے ایک توار کا ہاتھ با دشاد پر  
مارا مگر یہ توار کاری نہ لگی کہ اُس نے ذوسرا توار ماری سلطان زخم کھا کر بانی کی طرف دوڑا اور  
دوڑنے میں سلطان کی زبان سے نکلا کہ اسے علاء الدین پر بخت یہ تو نہ کیا گیا۔ اختیار الدین  
کا فرنگستنی تیچھے جا کر اس طبیل القدر سلطان کو نزین میں گرایا اور سرکوتن سے چدا کیا۔ سلطان  
روزہ سے یہا اور کلمہ شہادت پڑھتا تھا۔ افطار کے وقت شہید ہوا۔ جو خواص خاص شاہی کہ  
بادشاہ کے ہمراہ ہتھی کچھ کشتی میں نہ کچھ کشتی سے باہر وہ سب قتل ہوئے۔ یہ حداد، اشعبان و فتنہ  
مطابق ۹ جولائی ۱۷۹۵ء کو پیش آیا۔ اب اسکا سر نیزہ پر چڑھایا گیا۔ اور شہر کرٹہ میں سارستہ لشکر  
کو دکھایا گیا اور پیرا درود پڑھا گیا۔ ان نک حراموں کی نمک حرانی کا سرخ ہمام تاریخ فرشتہ اور تاریخ فریزو شاہی  
میں پڑے منے لیکر لکھا ہڈ کہ محمود بن سالم جسے اول توار ماری تھی جذام میں مبتلا ہوا اور ایک دن میں اسکا  
سارا جسم محل گھلدر گر گیا۔ اختیار الدین جسے سرکاٹا تھا دیوان ہو گیا وہم و اپنی جملہ تاریخ کہ سلطان جلال الدین  
توار کیتھے ہوئے مجھ پر چلا آتا ہے اور بیرون کا تھا ہی۔ غرض جو لوگ اس سمنگہ لی و مکاری و بے شرفی  
کے کام میں شریک ہتھیں دہنیں چار برس کے عرصے میں علاء الدین ہی کے بعد میں صفائحہ ہو گئے  
اور کسی کا نام باقی نہیں رہا۔ لیکہ علاء الدین اگرچہ چند روز کا مرزاں رہا لیکن آخر اُس کے  
پانوں میں بھی زمانے تیشہ لگایا کہ اسکا خانہ اُسی کے ہاتھ سے خراب ہوا۔ بھائی اور بیٹے  
اُسی کے ہاتھ سے قید میں گئے۔ اور معتبر مقرب قتل ہوئے راہی کے پروردہ اور برآوردہ  
نے اسکے پیشوں کو اندھا کرایا اور اُسی کے علاموں کے ہاتھ سے انگو گہاں کی طرح کٹوایا۔ اسکی  
لڑکیوں کو بہن دن کے حوالہ کیا۔ غرض سب دنہ کے قتل نے تو سلطان جلال الدین کو اس بڑی گست  
سے قتل کرایا۔ سلطان جلال الدین کے قتل نے وہ آفت علاء الدین کے خانہ پر ڈالی کہ کسی  
کا فرد گبرہ کبھی نہیں آئی۔ ایشیانی مورخوں کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اس طرح واقعہات کو بیان کر کے  
 عبرت دلاتے ہیں اور صحیح کرتے ہیں۔ پچ یہ ہے۔

وہ ان مسلح سوار و نکودیکے گاتوا پہنچتیں ہلاک کر دیکا۔ سلطان نے حکم دیدیا کہ سوارون کی کشتیاں اسی کنارہ پر بیٹھنے سلطان جلال الدین دو کشتیوں نہیں چند جواہری و ریاض مون کے ساتھ لگنا کے پار جانے کو چلا۔ الماس بیگ مکار نے عرض کی کہ ان ہمراہ ہیون کے ہتھیار کھلادیکے کھینچنے کو دیکھ دیتا۔ بھائی نہ درجاء۔ اُس نے خواص کے ہتھیار بھی کھلادیکے کجھ تباہ کرنا پڑا پورپھین بنوک و ہرا کی نظر علاء الدین کے لشکر کا ہ پڑھی دیکھا کہ سب ہتھیار وون میں اڈ دیے ہوئے ہیں جو سمجھنے والے نہ ہو جائے گے کہ الماس بیگ ہم رب کو قتل کرنے کیلئے لے جاتا ہے۔ قرآن شریف کی سورتین ہے لگے۔ ملک خور م نے الماس بیگ کو کھایا کیا ہمارے ہنڑیار کھالے اور اپنے شاکر کے ہنڑیار نہ سمجھے۔ الماس بیگ نے جانکار ملک خورم بات کو سمجھے گیا ہے اُسے عرض کیا کہ یہ سب بھائی اس لشکر کو سلطان نے استقبال کیلئے لا یا ہے سلطان کو ہوت نے ایسا اندھا کر دیا تھا کہ وہ اس غدر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا۔ مگر کشتیوں کو دیکھ جانے کا حکم نہیں دیا تھا اذ اجاء القداء سخے۔ البصر اُس نے الماس بیگ سے کہا کہ میں روزہ دار اتنی دوسرے آیا علاء الدین کو کیا ہوا کہ وہ کشتی میں مشتمل ہے۔ یہ سب استقبال کو اتنے پاس بھی نہیں آیا الماس بیگ مکار نے عرض کی کہ یہ سب بھائی کی آرزو ہے کہ تمام ممال و دولت و ہاتھی نذر میں دیکردست بوس ہو اور خداوند عالم اپنے بندہ پر وردہ دعزاً کے گھر میں روزہ افطار فرمائیں کہ ہمارے اس شرف بزرگ کی شریت سارے عالم میں ہو۔ الماس بیگ جو سلطان سے کہتا اُسکو وہ لیقین کرتا۔ کشتی میں حل پر قرآن رکھے ہوئے ایسا نیکر ٹھہرنا گویا یا بیٹھنے پڑتے کے گھر بے ہراس جاتا ہے اُس کے ساتھی ہوت کو اپنے سامنے دیکھتے تھے اور سوڑہ یا سین بڑھتے تھے عرض سلطان کشتی سے تن تھنا اُنرا علاء الدین آگے چھکل اپنے ہر کے شرائط خالی بوس بجا لایا۔ سلطان کے قریب آیا اور پانوں میں گرا۔ بادشاہ نے شفقت پر رانہ ہے اس کے گال اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور اس کی داط بھی پکڑ کر لے کے سے دو طاخے مارے اور کھا کرے علی ایا صطفی میں تو سے نیری گود میں اتنا موٹا ہے کہ اب تک اُس کی بوسی بیکر کر دیوں نے نہیں کئی تو اور مجھ سے ڈرے کیا میں نے تجھے اس لئے پال کر جوان کیا اور دیوں نے بدر جہے ٹھہرا کر اس عسلی درجہ پر پہنچایا کہ میں تجھے قتل کر دن۔ میں تجھے ہمیشہ اپنے میلوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ استنا خوف تجھے کس نے لئے ہے میں اور تو

کل تھی کہ اگر باوشاہ جریدہ آئے تو اسکا کام تمام کیا جائے سلطان کی بوج خاطر کر کے نقش  
سے رسدہ تھی اپنے اس دعا و فریب کا جادو خلی گیا۔ اُس نے اماس بیگ کے بیان کو پڑھ جانا اور نہ  
کسی سے پوچھا نہ چھا اُس کو کہہ دیا کہ توابی چلا جا۔ اور بھائی کو جلد چلا کر سمجھا کہ وہ کہیں اپنی جان کو  
نہ کوٹھیے میں بھی جریدہ آتا ہو لے اور اپنے فرزند اور نوزدیدہ کا دشیگی ہوتا ہوں اماس بیگ کشی  
میں سوارہ ہو کر ہوا کی طرح پالی پر چلا اور امکھ سات روز بین کر کرہ میں بھائی پاس پہنچا اور باوشاہ کے  
جریدہ ایسکی خبر سنائی علاء الدین نے باوشاہ تھی عنایت کا فقارہ بھجوایا اور کہا کہ اپنے بھائی آگی  
چھمے خوف و اندیشہ باقی نہیں رہا۔ علاء الدین کے داشتہ صلاح کا ردیں نے کہا کہ اپنے لکھنوتی  
کے عرض کو ترک کریں سلطان جلال الدین مال دیل کی طرح سے بہرا اور نہ ہو رہا ہے وہ برسا  
میں بیان جریدہ آئیکا پر حضور کا جو جی چاہے اسکا عمال کیجیے گا۔ اماس بیگ کو بھجو سلطان  
کسی ناصح دنیک خواہ کی بات نہیں مستحب تھا طبع جسم بین گیا تھا۔ مال کی حوصلہ میں چند خوش اور  
ہزار جرجار لیکر کیلیو گڑھی سے سوارہ ہوا اور ڈھماکی روپی میں پہنچا۔ بیان خود کشی میں  
بیٹھا اور احمد جپ کو حکم ہوا کہ خشکی کی رام سے کڑہ کو منزل بنزل رہ پھیا ہو۔ اور اس طرح تھر ہوئیں بیٹھا  
کو وہ بھرہ میں بیٹھا ہوا کڑہ میں دریا کے دار پہنچا۔ علاء الدین اور علامیون نے جب سن کر سلطان  
آتا ہے تو وہ دریا کے پار کڑہ مانک پور کے سچپین چلے گئے تھے اور وہیں لشکر اور بال دیل کے  
گئے تھے برسات کی شدت سے اس وقت لگنا بھی خوب چھرہ ہوئی تھی کہ دفعہ سلطان جلال الدین  
کا چتر منودار ہوا۔ علاء الدین کا لشکر مستعد ہوا ہتھیار لگائے ہاتھیوں اور گھوڑ دپنگ بگستوان کیلئے  
گئے۔ الیس بیگ کو کشتی میں سوار کر کے سلطان جلال الدین پاس علاء الدین نے بھیجا کہ راہ  
میں ایسی دعا و فریب کی باتیں کرے کہ سلطان جو ہزار سوار دھکو ساخھ لایا ہے انکو ادھر بھی چھوڑ دے  
اور خود چند لفڑ کے ساتھ لشکر علاء الدین میں چلا آئے۔ اماس بیگ جلدی کے کشی میں سوارہ ہو کر  
سلطان کی خدمت میں آیا۔ اُس نے دیکھا کہ کئی کشتیان جرار سوار دن سے بھی ہوئی باوشاہ  
کی برابر کڑہ ہی ہیں تو اس نے خوش کیا کہ بھائی بھاگ جاتا تھا میں نے خداوند عالم کے کرم  
کے اعتماد پر رونا ہے۔ اگر میں نہ آتا تو خدا معلوم وہ کمان چلا جاتا اور آوارہ ہو جاتا۔ اگر خداوند  
عالہم اسے چلکرہ دکھیں گے تو وہ اپنے تین ملک کریگا۔ اور سارا مال مناسع جائیگا اور اگر اپنے

و انشد جانتے رہتے کہ نہ علاماء الدین ایک لگانے پلی و مال بھیج گا اور لکھنوتی شکر سمیت چلا جائے گا  
مگر سلطان سے کسی کام قدر نہ تھا کہ پوست کرنے کا حال کہتا۔ اگر کوئی کہتا تو سلطان حفنا ہوتا  
اور کہتا کہ تم مجکو اپنے بچے کے لئے شیر پناتے ہو۔ غرض اس عرضیتے نے بادشاہ کو بڑا فریب دید  
اور اسکو علاماء الدین کے اخلاص پر یقین دلتی ہو گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے ایک محمد نامہ لکھا  
جس میں کمال بخوبی و شفقت کی باتیں لکھیں اور اپنے دو محروم کاروں کے ہاتھ کڑہ کو روشن کیا  
جب یہ محروم را کر کرہ میں بھوپٹے تو انہوں نے سب کو بادشاہ سے پہاڑوادیکا ہر چند انہوں نے  
تمہیریں لکھن کہ حقیقت حال پر بادشاہ کو منقطع کریں مگر علاماء الدین نے ایسے مولک اپنے مقرر کر کر  
تھے کہ وہ حقیقت حال پر بادشاہ کو مطلع نہ کر سکیں اس اثنایمن الماس بیگ کو علاماء الدین کا  
بڑا بھائی اور بادشاہ کا داماد تھا اور میرا خور بیگی تبا بادشاہ کے آگے روز رو زار نالے  
کرتا اور جب فرمت ہوتی تو اس سے یہ عرض کرتا کہ میرے بھائی کے حال پر حضور کی نامہ بخوبی  
خلالیت کی زبان زد ہو گئی ہے مجھے خوف ہے کہ جیا و قسم و ترس و ہراس کے مارے میرا  
بھائی اپنے تین نہار ڈالے وہ اس بات کو اپنا بڑا اگناہ جانتا ہے کہ وہ دیو گڈہ کو پے جاتا  
چلا گا پا اور وہاں سے کوئی علیحدہ بھی نہیں بھیجا اہمیتیں دلوں میں الماس بیگ باس علیہ اللہ  
کا خط آیا۔ اسکا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ میرا بابا میرا چھا میرا جان و مال کا مالک ہے اس  
کی بخش نے میری زندگانی تسلیخ کر دی ہے اگر تھکو یعنی ہو کہ بادشاہ نے واقعی میرے خون  
کا ارادہ کیا ہے تو مجھے مطلع کر کرہ میں زہر سہیش اپنے رومال میں بندھا رکھتا ہوں اسے کہا کہ  
مر جاؤں یا کسی طبقہ نکل جاؤں یا ڈوپٹ جاؤں۔ الماس بیگ بھی دغاد فریب میں علاماء الدین  
کا بڑا بھائی تھا اس دغاس کے کام پر ہزار طرح کے رنگ چڑھائے۔ علاماء الدین نے بھائی کو خفیہ  
لکھی بھیجا تھا کہ یہ خط بادشاہ کو کسی ڈھنپ کر دکھانا اور ایسی تدبیر کرنا کہ وہ مال اور ولنت کے  
لا بھی میں آکر جریہ بخیر شکر کرہ چلا آئے۔ اگر یہ کام ہو جائیگا تو سالا کام بخایگا۔ اس نے یہ  
خط بادشاہ کے روبرو کرنا اور زار زارہ یا اور یہ عرفن کی کہ اگر حضور خود جریدہ چلکر پیش  
انس نے کہ میرا بھائی اپنے شہین ٹاک کرے یا کمیں مال و پیلیکر چلا جائے ساٹے دیکھیں تو  
پھیلے احوالوں پر ایک حساب اور حقوقی سابق پر ایک دو حصت ثابت ہو گا یہاں ہفتہ ان کرہہ مطلع

پہلی بسلامت پوچھ گیا اور دلایت کو نہیں چلا گیا اُنکی عصہ رشتون سے معلوم ہو جائیکا کہ اُس کی خاطرین کیا صلاح و فاد ہے۔ اگر مخالفت اعلوم ہوگی تو بادشاہ کا ایک صندوق کافی ہو گا اور حضور کے اشارہ میں ہمکا اور اُسکے بشکر کا کام تمام کر دیا جائیکا، اگر ملک علاء الدین سرتاپی کرنے کا تو اسکو یاد رکھ کر حضور کے ساتھ لے آؤ نکاح ملک احمد چپ پہ بانیں نکار میں جل ہیں گیا اور مضطرباً اُس نے ملک فخر الدین کوچی سے کہا کہ کار بیجانی کار دبائخوان رسید اس معاملہ میں کیوں بو چکر دھاتا ہے اگر ملک علاء الدین پیلی والی سیست کڑہ میں پہنچکر گماگہ سے پار ہو گر ملک لکھنوتی کو چلا گیا تو تو اسکے پیچے جائیکا یا میں؟ سلطان نے احمد چپ کے کار کو ہمیشہ علاء الدین کی طرف سے مجھے بہگان کرتا رہتا ہے۔ میں نے اُسے پالا پوسا ہو اُس کے اور پیسے کا سنتے حقوق ہیں کہ میرے بیٹے مجھ سے پر جائیں مگر وہ نہیں پہنچا غرض خداوند عالم نے دہلی کو مراجحت فرمائی احمد چپ پیوس سے ہاتھ میں تھا اور یہ شعر بار بار پڑھتا رہتا ہے

چوتیرہ شود صرد را روز گار ہمہ آن کشد کش نیا یہ بخار

ادھر بادشاہ گوایا رے دہلی میں آیا کہ چند روز بعد کڑہ سے علاء الدین کی عصہ رشت پنجھی کے اس قدر بمال ددولت پیلی غینت میں لا یا ہوں سب حضور کی نذر ہیں مگر اس سبب سے کہ ایک سال سے حضور کی حضوری سے غائب رہا ہوں کوئی عریضہ بھی نہیں بھیجا اس لئے میں خود خائف ہوں اور اس سفر میں جو میسکے فیق تھے دہبی اس خوف میں شرکیا ہیں معلوم نہیں کہ میری غینت میں میسکر دشمنوں نے میری طرف سر کیا کیا باتیں لگائی بھیاں ہو گی میری اور ہمک خوارون کی عفو تلقیہ کا فرمان حضور اپنے خط مبارک سے لکھ کر پیجیدیں تو میں اور میرے امیر تخت ہمبوں نے جا بنازی کی ہے ماں پیلی نیکر حضور کی خدمت میں سر کو پاؤں بنائے کے حاضر ہوں اور ہر وہ سلطان سے یہ فریب کی باتیں باتاتا رہا اور لکھنوتی کے جانے کی تیاری اپنی کرہاتا۔ طفہ خان کو اودھ میں بھیجا تھا کہ کشتیان دریا و گھاگہ سے پار جانے کی لئے تیار کرے اور اپنے قبضہ صلاح کا رو ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر سلطان کی خبر کڑہ کی طرف آئے کی شیگے تو ہم سہاں دشکر دزن و پچھے دشکر گماگہ سے پار جا کر لکھنوتی جائیں گے اور اُس کو تسبیح کر لینی گے پھر کوئی دہلی پے دہان ہم تک نہیں پوچھے گا۔ اس بات کو سلطان جلال الدین کے اراکان

اگر خداوند عالم اسکی حکم کو ہم نہیں جانتے اور اسکی فرزندی دامادی پر درش پر اعتماد کرتے ہیں اور قدمی بادشاہوں کے تجربوں کو یاد بخواہتے ہیں اور بغیر نقو و وسیل ائے خود مراجعوت فرماتے ہیں اور علاء الدین کو اور اُس کے شکر کو جس پاس سرایہ دولت دس بادشاہوں کی برابر ہے کڑہ جانے دیتے ہیں تو اپنی دولت پر آپ لات مار لتے ہیں اور ہمکو گرداب بلا میں ڈال لتے ہیں مجھے خوب معلوم ہے کہ بُون سے علاء الدین ملکہ جہان اور اپنی بیوی سے آزاد رسیدہ ہے حضور سے کسی نے ملکہ جہان کے خوف سے یہ بات نہیں کی خاطر آزدہ ملازم دشمن کی پابند ہوتا ہے غرض ہیں نئے جو صلاح ملکہ دین

غض کیا فرمان بادشاہ راست۔ سلطان جلال الدین کے سر پر اجل کیلیں بینی تی سے

بے بحث دل دشمنان بونکھس کر لشون و سخن دوستانی خزانہ دش

احمد پ کی رائے سلطان کوناگوار گذری اُس نے کہا کہ تو میر سکے بچپن کو میری نظر میں شیرناپ کے دکھانا ہے میں نے علاء الدین سے کیا براہی کی ہے کہ وہ میرے ساتھ براہی کر دیا اور طال دلیل ہے کہ ایسا دو صلاح اندیشی کی طرف مخاطب ہوا اور ان سے صلحت پوچھی ملک خود میں کوچی خدا ناتس اگرچہ جنتا تھا کہ ملک احمد پ کی رائے صواب پر ہے لیکن یہ دیکھ کر کہ بادشاہ کو وہ پسند نہیں ہے اُس نے کہا کہ اب تک علاء الدین کی عصدا بہت نہیں آئی ہے کہ جس سے یقین نہیں معلوم ہوا کہ وہ مال اور سیل سمجھتے بازگشت کر رہا ہے کوئی اس کے شکر کا ثقة آدمی بھی ایسا نہیں آیا کہ جس نے یہ بیان کیا ہے کہ اُس کے قول پر اعتماد کی ہو یوں ہی بازاری خرین ہیں سچ بھی ہو کر جس نے یہ بھی مثل شہروں سے کوئی پیش از آب دیدن مموزہ نتوان کر شید۔ اگر ہم شکر لے کر اُس کی سر زراہ ہوں گے تو علاء الدین کے دل میں اس سبب سے کہ لے فرمان اس حکم کے لئے وہ کیا تھا خوف دہرا س پیدا ہو گا وہ واپس خلا جائے گا اور کہیں خلکوں و پہاڑوں میں یہ حمپ جائے گا تاہم مالی بونا تھا آیا ہے وہ غارت ہو جائے گا اور خلق خود سر ہو کر متفرق ہو جائی اور ہم کو ضرورت ہو گی کہ اُس کے پیچے دیو گدھ کی طرف چلیں۔ بر سات کاموسم سر پر ہے پہلے اس سے کُسی قوم سے مخالفت اور ترمذ شاہد ہو اُسے طینا قدر کنا کی طرح جائز نہیں ہے۔ رمضان کا فیض ہو رہی تھیں خربوڑے مصری کی ڈیلوں نے زیادہ پیٹھ آئے ہوئے ہیں صلحت یہی ہر کہ حضور ولی تشریف فرمائیں اور رخصان دیں، بہر کریں اگر یہ بچ ہو گا کہ کڑہ میں ملک علاء الدین متعال

ایں شنگ شکستہ زبان نہادیم زدست باشد کو شکستہ در و آسید۔

شکر سلطانی میں افوائے سنا گیا کہ ملک علاء الدین نے دیو گدھ فتح کر لیا اور خزانہ اور ہاتھ بڑی گھوٹتے اس قدر اسکو ہاتھ لگے ہیں کہبی کسی بادشاہ دہلی کو پیغام بھی میں ہوئے اور باتھ بڑی شان سے کرہے ہیں آتا ہے۔ اسی خبر کو شکر بادشاہ خوشی کے مارے پھولانہ سماں تھا اسکی فتح اور غینہت کو اپنی فتحت اور دولت سمجھتا تھا جب یہ خیر مرتوات آئی اور تحقیق ہوئی تو سلطان جلال الدین نے خلوت میں اپنے معتمدین ملک حمدچپ اور ملک خراالدین کو چک کوا اور صاحب الارے مہما کو جمع کر کے پوچھا کہ علاء الدین بہت دولت یکرکڑہ کو چلا آتا ہے اب میں کیا کروں میں ٹھیک رہوں یا اسکے استقبال کے لئے چلوں یاد ہلی کو داپس چلا جاؤں سب سے پہلے ملک حمدچپ کے درست رائے اور استقامت نہیں شہور تھا بولا کیسی ومال تو سرکشی اور فتنہ کے سبب اکثر ہوتے ہیں وہ جس کسی کوہ تکھ آتے ہیں وہ ایسا مرست و مغزد ہوتا ہے کہ دست از پائے خود نشاندہ کرہ کے سارے ضمذ و مفتخر جہون نے ملک چھو کوتباہ کیا تھا اس پاس جمع ہیں حضور کے بیتھ حکم کے اس کوہ یو گدھ لے گئے۔ اور جانبازی کر کے انہوں نے یہ دولت حاصل کی ہے پرانے قدیمی بادشاہ کہتے ہیں کہاں کیا فتنہ پر داڑی آئی ہو گی میرے نزد یک ہملاحت یہ ہر کو حضور جقد جلد ممکن ہو چند یہی میں جو اسکی اشارہ راہ میں ہے خیمے ڈیر سے ڈال دیجئے۔ اس میں بہت فائدہ ہیں جبکہ مسٹے کا کر بادام کا مشکر نزدیک ہے تو اسلئے کہ اسکی خوج کوہ و دشت کی میتین اور افین اٹھائے چل آتی ہے شینت کے مال سے لدی ہوئی ہے اپنے گہ جانے کے شایق ہو گی اور جنگ کے لئے تیار نہیں ہو گی۔ سرعت سیر و توقف دونوں انتہیوں اور بار بار داری کی کثرت سے ممکن نہیں تھا چار خواہ علاء الدین کا دل چاہے گا نے چاہیا جو کچھ لا یا ہے حضور کے تخت کے رو بود رکھہ دے گا بادشاہ انقواد اور زرد جواہر و مرداری دیسیں و اس پ جو فتنہ انگلیزی کے سبب ہوتے ہیں اس سے ہے لیں اور باتی ساری غینہت اسکو اور اسکے شکر کو دیدیں اور علاء الدین کو بہت سا شکر دیکر خوش کر دیں خواہ پہلے سکو اپنے ساتھہ دہلی لے چلے یا کرہ میں جانے کی اجازت دیجئے اور کرہ کے فتنہ انگلیز جو اس کے ساتھہ ہیں انکو اپنے علاقوں پر بھیج دیجئے۔

تک سات سویں کا سفر اور پہرا اس سفر کا بڑا حصہ بندہ بیاں کے بھاؤں اور عکلوں میں جن سے کہنہ و سستان خاص اور دکن جدا ہوتا ہے پھر متوجہ تانگی میں کم یابی۔ بھاؤں کی تیرانٹی میں ناولہ دخانیں گونڈواری کے بڑے بڑے راجا نئے ملکا کا بہتر رہا ہوتا۔ پھر سخدر کم سپاہ دکن جیسے نکت سچ پر حملہ۔ وہاں یہ خدا اسرا مان کہ شہر کر سے خالی علم کے بورے جن میں دشمن غله سمجھیں دھمک سے بھری تکلیفیں بہداں تھے۔ ملک دار دولت ہاتھ لگی جو پہلے کسی بادشاہ دہلی کو نہ ملی ہو۔ پھر ایک ہی سال میں عینیت سمیت اپنے بھوک کو صحیح سالم آتا۔ ان سعید کاموں میں علاء الدین کی جو تائید عینی ہوئی وہ کسی انسان کو کہتے پس سر ہوتی ہے اس ستم سے علاء الدین کی جو اخنوادی اور مرد انگلی سب پر دشمن ہو گئی۔ اس ستم میں اسکی نسبت یہ بات جو مشہور کر کر کی ہے کہ راہ میں اپنے مشہور کیا کہ میں چھا سے خفا ہو کر راجہ مندری کی نوگری کیونستے جاتا ہوں اور جس سے مسلمانوں پر نیہ انگریزی سوچ الزام لگاتے ہیں کہ مسلمان ایسے اپنے ایمان میں سست ہو گئے تھے کہ لڑائیوں کے نئے ایسے جھوٹے ٹھانے بناتے تھے بالکل پایہ اعتبار سے ساقط ہو یہ واقعہ تاریخ ذخیرہ میں بقایا نام کی کے حوالہ سے لکھا ہے اور طبقات ناصری کو معاصر اس ستم کا بنا یا ہے۔ گری طبقات ناصری کی تاریخ شہنشاہ تک ختم ہوئی ہے اور یہ ستم ۱۳۹۲ھ میں ہوئی ہے علاء الدین کا معاصر کری حساب مصنف طبقات نہیں ہو سکتا دوسرا بات البتہ مسلمانوں کی تاریخ میں بھلی ہی دفعہ دیکھنے میں آئی ہے کہ سوداگر دن اور مہما جنون کو تکلیفیں بھوچا لی گئیں کہ وہ اپنی دولت کا پتہ تباہیں مسلمان اُنکو دھیانا حرکت سمجھتے ہیں اس ستم کے بیان میں ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ ایک جگہ علاء الدین کے گھوٹکے نے شکوہ کر کمائی جس سے وہ گریا اور وہاں سے جنگل کی بھی آواز آئی۔ اس عکس کو کبوطا تو دہان سے بہت دولت نکلی۔

## سلطان جلال الدین کی وفات اور سلطان علاء الدین کا باوشاہ ہوا

۱۴۰۵ھ میں گواہیار کو سلطان اشکن سمیت شکار کیلئے گیا ایمان کچھ نون توقف کیا اور ایک عمارت عالی شان بیان بنائی اور یہ ربعی تصنیف کر کے اُسکے لگنڈ پر لکھوائی سا باغی مارا کہ قدم بیس سر گردون سا یہ از تو ده سرگ و گل چھ تدر را فرما

سابق قاعده کے معاصرہ میں مختزل ہوا اور شدت او خشونت شروع کی چھا جنون اور بیجنون کی اکٹھات  
کو فل کیا اور رام دیو کے عزیز و اقارب جو قید ہوئے تھے اُنکے لگکے میں طوق اور پاؤں میں شنجیز اُنکر  
قلو کے سامنے کھڑا کیا۔ رام دیو نے صلاح و مشورہ کر کے گلاب گہرہ و ملنگا نہ مالوہ دخاندیں کے راجا وان سے  
استعانت چاہی مگر اس اشا میں معلوم ہوا کہ قلعہ میں ذخیرہ غلے مطلقاً نہیں ہے گونین اور بوسے جو شجہ  
میں لے گئے تھے اُن میں نہ کب برا ہوا ہو عذر نہیں ہے خلیجیوں کے رشکری سطوت و صفات ایسی تھی کہ  
دکن کا ایک آدمی بھی تعلوہ میں نہیں داخل ہو سکتا غلام کے پھوپھنے کا ذکر تو کیا ہے۔ رام دیو حیران پریشان  
ہتا اور غلہ اور آذوقہ کے نہ ہونیکو چیبا تھتا۔ ملک علاء الدین سے رسیل دریائی شروع کی اور یہ عرض  
کیا کہ خداوند پر ظاہر در وشن ہے کجھہ دلت خواہ کو اس لڑائی میں کچھہ داخل نہ تھا میرا لڑکا جمل و  
عز و رجوانی میں آنکھا پ سے لڑا ہے اُس کے عوض میں آپ مجھے موافخہ و معافیت فرمائیں اور یہ بھی  
نخفی یہ کہ یا کہ ذخیرہ تعلوہ میں نہیں ہے اگر وہ تین دن بیی حال رہا کہ ملک علاء الدین ہیاں سے نہ رہ  
تو تمام آدمی بھوکے مر جائیں گے اور قلہ اور ملک اسکے ہتھ آجائیگا ایسی کوشش کرو کیا بات گئی نہیں ہے  
رام دیو کے ضمیر اسے ملک علاء الدین سمجھ گیا کہ سرمایہ معاش قلعہ میں مفقود ہے صلح میں مضافاتہ ہیاں  
کیا کہ بھیوں نے بعد ہبہت سی ہفت سماجت کے ان شرائط پر صلح کرائی کہ جوہ سومن سزا نہ اور رسماں میں  
دو من جواہر بدل یا قوت الماس زمرہ اور را یک ہزار من چاندی اور چار ہزار جامہ الجیشی اور راجناں  
جنکی تفصیل بھی شکل ہے اور قل بھی اُس کے لیکن کرنے سے انکار کرتی ہے علاء الدین کے خزانہ میں  
داخل کئے جاتیں اور ایک پور معدہ تو ایج و میغافات خواہ علاء الدین اپنے متلقیوں کے حوالہ کرے خواہ  
راجہ پاس ہئے فے وہ اُسکے محل کو ہر سال کرہ بھیجا رہے ملک علاء الدین سب قیدیوں کو  
پھوڑ دے اور رشکر جوہ ہلی سے دکن کے لئے متین ہوا ہے اُسے داہی کرے اور اس کے اور سلطان  
جلال الدین کے دریاں ایسا داس طب بخواہ کہ ہمیشہ راجہ اور اُسکے دریاں موافق ہے علاء الدین نے  
ان سب غنیمہ کو لیا کر قبیلوں کو نکھر رہا ہی دی اپنکی بیویوں دن معاصرہ سے نظر و منصور ہو کر کہنہ کو روانہ ہوا  
اُس کو جواہر داموال دہاتی گھوڑے اتنے ہاتھ لئے کہ اب تک بھی شہزادہ ملی کو وہ کبھی لفیض نہ ہوئے  
تھے روشنقییر کہ تیفیت عالم پر اطلس رکھتے ہیں اور ادیین اور آخرین کی تاریخ پر مطلع ہیں وہ جانتے  
ہیں کہ جہاں میں نکالنے والی بھراؤں میں سمجھ لائے علاء الدین کا یہ کام تھا کہ کڑہ مانک پورست یا کوئی

معتبر و ولت خواه بہمن خلار الدین پاس بھیجے اور یہ پیغام کہلا بھیجا کر تمہارا یہاں آنا مصلحت و  
دُور اخیری سے غالی تھا۔ شہر پر جو تم مسلط ہو گئے اس کا سبب یہ تھا کہ وہ شکر سے غالی تھا جو تم  
چاہیا اس کا حال کیا۔ مگر اس پر تم کو غور کرنا نہیں چاہیے۔ غقر قریب یہاں کے اطراف کے دریے  
پسکارا جو بہت سے ہیں وہ آئیں گے۔ اور تم یہ سے ایک کو زندہ سلامت نہیں جانے دیتے اور  
اگر زندہ ہمگی بھی جاؤ کے تو راجہ ماڑہ کر جس بارے چالیں ہزار سوار اور پیارے ہیں اور راجہ تائیں  
اور گونڈ والوں کو بہت سے سوار پیارے رکھتے ہیں وہ تمہاری سدراہ ہونگے اور قید حیاتیں  
کسی کو نہ چھوڑ دیں۔ بھتری ہے کہ پہنچے اب سے کہ احراق کے راجاؤں کو خبر ہو جماں جزوں اور  
رغاہا کو تمہارے تیزیں ہیں مل بھایکر چھوڑ دو۔ ملک خلار الدین نے دو بنی اور احتیاط کے  
سب سے حلیم بول گیا اور پچھاں من مونا اور کی من موتی اور افسوس نصیب ہیں افراز کیسا کہ  
پسند ہوں رہ رقہ بڑیں کو چھوڑ دنگا اور یہاں سے چلا جاؤ نہ گا۔ جب اس کی خبر امام دیو کے  
کے پسر بزرگ کو ہوئی تو وہ شاہ کیسریں وقت کہ ملک خلار الدین کوچ کرنے کو تھی دیو لڑکے  
تک کوں پایا۔ امام دیو نے اپنے بیٹے کو کھا بھجوایا کہ اقدیر و نصیب ہیں جو ہون تھا وہ ہوا۔ خدا کا  
شکر ہے کہ ہمکو کوئی آہیں و نقصان نہیں پہنچا۔ رغاہا پر اگر جھاہوئی ہے تو اس کی ملائی اچھی طرح  
کر دیجائیں۔ بھتریوں کا کہ قتل میں جال نہ کرو یہ ترک (مسلمان) بھج بلوگ ہیں ان سے تیریں اور مصلحت  
نہیں ہو۔ مگر بیٹے نہیں ویکھا کہ دشمن کے شکر سے میرے پاس دو چند شکر ہے اور اس پاس کے رجہ  
سیری ملک کو اتھے ہیں۔ کاذرا پر اصرار کیا اور خلار الدین کو پیغام دیا کہ اگر شکوہیں جان غزیت ہے  
اوہ اس مملک سے سلامت نہیں چاہتے ہو تو چچے رعیت شہر سے لیا ہے واپس دو اور اپنے دلیں کی  
راہ لو۔ اسپر خلار الدین کو بہت غصہ آیا۔ اور پس امام دیو کے الجھیونکا مہنگا کا لاکر کے تمام شکریں پھر پایا  
اور طک نصرت کو ایسہ ہزار سوار دیکر تھی کہ جی صدر پسرو دیا اور آپ شکر بیکر پس امام دیو سے ادائیگی  
کیا۔ قریب تھا کہ میدان جنگ سے مسلمانوں کے پر المحرر جاتے مگر اس وقت ملک نصرت کے بے کام کے  
قول کے معاشرہ کو چھوڑ دیا اور خلار الدین کے شکر کی طرف دوڑا کہ دیکنوں کی نظر جو ملک نصرت کے  
لشکر پر پڑی تو وہ یہ سمجھے کہ یہ دہی ہو گو دیں ہزار سپاہ اسلام ہے۔ اس دلکھے اسکے دل چھوٹے  
افر ہیدان معکر کے اسی لگھی بھی گپتے ملک خلار الدین مظفر منصور ہو کر اسی وقت بدستور

مگر اور بزرگ و انتمد و نکو علاز الدین کی غیبت پر یہ گمان ہوتا تھا کہ وہ ساس اور بیوی نے ناراضی و سنجیدہ ہو گیا کسی بلا د درست کو چلا گیا ہے۔ کڑھ ماتک پورا اور پرار کے درمیان جو جنگل میں اُن کو ٹکیا جو راجہ سرراہ اُس سے دوچار ہوئی تھے کچھ نہ بولا۔ دو نینتے بعد یہ لمح پور میں ہنچا۔ وہاں تھے کھٹی لا جورہ میں آیا بطور بیغار کے دو دو تین تین دن کے سفر کو ایک دن طریقہ تھا ہوا دیو گیر میں ہنچا۔ رام دو اسکا راجہ تھا مسلمان اسی کو سارے دکن کا راجہ سمجھتے تھے۔ مگر حقیقت میں وہ ہمارا شرط ہے عرب ہٹوں کے ماتک کا راجہ تھا۔ اکثر راجپوت راجہ تھتہ ہارے اور دھیمے ہوتے ہیں اور ایک دس سو پر اچانک ڈھاوا اکنکو بڑی بات سمجھتے ہیں جب مسلمان ہند و راجاوں پر اپانے ماتک جا پڑتے تھے تو انکو جنگ فوجال کیلئے آمادہ نہیں پاتے تھے راجہ رام دیو کے تصویریں بھی یہ بات نہ تھی کہ علاء الدین یوں فتح دوست گذہ پر آن پڑتے گا۔ جب علاء الدین لا جورہ میں ہو چاہی تو رام دیو کا لشکر اسکے بیٹے کے ساتھ کمیں فوج گیا ہوا تھا۔ جب علاء الدین شہر کے قریب ہنچا تو رام دیو نے دو تین ہزار آدمی جمع کر کے اُس سے لاطنے کو نہج دیا گدھ سے دو کوس کے فاصلہ پر ملک علاء الدین کے لشکر کے قراولوں سے وہ لڑے۔ مگر کہنوں نے کبھی مسلمانوں کو دیکھا نہ تھا۔ اُنکی ضرب شمشیر اور تیر نیشنہ شکاف سے واقف نہ تھے اُن کے حملکی تاب نہ لاسکے۔ توک دم دیو گذہ کو بھاگے۔ پاہ اسلام کے تعاقبے رام دیو سر کمیہ دخیران ہوا اور قلعہ دیو گذہ میں کہ نہ جسکی خندق تھی نہ کوئی اور حکام مقاوما جا کر پناہ گیر ہوا۔ دو تین ہزار گونیں ماتک سے بھری ہوئی تھیں اُن کو تجارت کو کرن کی طرف سے لائے تھے۔ اسی روز خوف کے مارے قلعہ و شہر کے پاس چھوڑ کر بھاگ کئے تھے راجہ کے متعلقین گونوں کو غدر سے بھرا ہوا سمجھ کر قلعہ میں لے گئے۔ ملک علاء الدین نے اکابر و تجار و رعیت کو گریز کی فرستت نہ دی۔ شہر دیو گذہ میں آگیا اور وہاں کے مہاجنبر اور برہمنوں اور بزرگوں کو مکاڑ کر خوب لوٹا۔ چالیس زبرہ فیل اور رام دیو کے خدا طویلے کے ہزار گھوڑے ہاتھ آئے۔ علاء الدین نے یہ بھی مشورہ کر کھا تھا کہ فلاں راہ سے میں نہ کر مسلمانوں کا لشکر آتا بنے۔ اس شہر کو جو صد ہا پرس سے بیکانوں کے حالی سے نہ آشنا تھا خوب لوٹ کر قلعے کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ رام دیو نے اس خبر کو کہ پچھے مسلمانوں کا لشکر جام آتا ہے بے صحیح جانا اور سمجھنا کہ مسلمانوں نے یہ خالہ سوچ سمجھ ہی کر کیا ہوا کا ضرور ان کی فوج پچھے ہو گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس فوج کے آئے تک علاء الدین سے صلح کر لیجئے اس لئے اپنے پتہ

زیادہ نوکر کئے اور سلطان جلال الدین کو خبر نہ کرے اور دیوگڑھ کی طرف لشکر تکیر جلے جب ہی میں سلطان کو اپنے اوپر بہت محربان اور باشقفت پایا اور دیکھا کہ اقتطاع کڑہ اور اقتطاع اودھ کا مظالمہ بھی تین ہر تو اس نے سلطان سے عرض کی کہ چندیری اور اسکے گرد ولائیں لشکر و ملی سے بالکل بخیر و آسودہ ہیں اگر حکم ہوتومیں اپنے اقتطاعات کی فاضلات کے نئے سورا اور پیاوے نوکر کھلوں اور ان کو چندیری نی لجاوں اور وہاں کے راجاوں سر غنائم یہی اندازہ لاوں اور غنائم اور اقتطاعات کی فاضلات ایک بھی دفعہ سلطان کے خزانہ عامرہ میں داخل کروں سلطان جلال الدین نے اپنی حضور دل اور اپنے حُنْفَن سے بالکل اس درخواست کی کہ کونہ پایا کہ علاء الدین پنی ماس سکر جہاں کے جفاوں سے اور اپنی بیوی سے ایسا آزر دہ ہو کہ وہ کسی قلیم دور دست میں جا کر رہنا چاہتا ہے اور یہاں پھر آتا نہیں چاہتا سلطان نے ان پیادوں اور سوراووں کے بڑھانیکی اجازت اور دو لوگ اقتطاع کے فاضلات کے ادکرنے کے لئے حملت ہی یہی اور غنائم کی طمع کے سب سے اُنکو کڑہ جانے کی اجازت دیجی۔ اللہ میں علاء الدین یوں اپنے مقاصد کو حاصل کر کے کڑہ میں آیا۔

## علاء الدین کی حرم - دکن پر

علااء الدین نے دیکھا کہ چاپوڑھا ہو اپنے اختیاریں نہیں۔ بلکہ جہاں اسکی مختاری ہے جو وہ چاہتی ہے سو کرتی ہے۔ مجھے پرخاش کرتی ہے اور بیوی بھی اُنکو ہمیشہ آزر دہ رہتی ہے۔ سلطان کی حشمت و غلطی کے بہبے میں بیوی کی شکایت کچھ نہیں کر سکتا۔ اور کسی اور سے بھی فضیحت روائی کے خوف سے یہ درد اپنایاں نہیں کر سکتا۔ مثل مشورہ ہے کہ اپنی طائفیں کھولے آپ ہی لا جوں مریئے۔ اس بخش کے سب سے کڑہ میں آنکر تین چار ہزار سوراوں اور دو ہزار پاکیوں کو مال بہت کچھ دیا اور اُنکو متعید کیا اور کڑہ سے دیوگیر کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ مگر یہ ارادہ زبان سے ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ خلاہر میں یہ کہا کہ میں چندیری کو تاخت فتحا راج کرنے جاتا ہوں۔ کڑہ میں اپنی نائب علاء الملک مقرر کیا۔ سلطان جلال الدین کو اسکی خبر کچھ نہ تھی۔ وہی تباہی خبریں سنکر سلطان اپنی تشقی کر لیتا تھا علاء الملک کی متواتر عرض دشمنیں اس پاس پہنچتی تھیں کہ علاء الدین متمددون کے سر افسینے میں صرف ہے اُنجلیں یہ حضور کو عرض دشت بھیج گا۔ علاء الدین کی طرف سے سلطان ایسا صاف بتقا کہ کبھی اُپر بد گجان نہ ہوا۔

چلا آیا یہ مبارے مغل کلمہ پڑ کر مسلمان ہوئے۔ سلطان نے الغوکو اپنی دامادی سے مشرف کیا۔ الغوکو اپنے جو مغل آئے تھے وہ اپنے جو روپ تھوں کو دہلی میں اب تھے اور سلطان نے اُنکے موافق مقرر اور کیلئے لکھی اور غیاش پورا اندر پرت قملوک میں انہوں نے اپنے گھر بنائے وہ خود نو مسلم لارڈ جن محلوں میں وہ آباد ہوئے اُنکے نام مغل پوسے مشہور ہوئے۔ سلطان نے ایک دو سال تک انکو موافق دئے۔ بعض کوہیاں کی آب پووا اور حوالی شہر کی سکونت موافق نہیں ہوئی وہ اپنی ولادت کوہیوی بچوں کو ساتھ یا کرچلے گئے اور بعض بھیں میں کر رہے گئے ان کو وہاں دے گئے۔ بواب اُنکے مقرر ہوئے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ مغل جل سکتے اُنہیں ناطے رشتہ قاتیں کر لیں۔

## علاء الدین کی مہمات بھیلیسہ وغیرہ

اسی سال کے آخر میں سلطان مندو ریس گیا اور اسکے گرد نوچ کوتاخت و تاریخ کر کے بہت سی غنائم کے ساتھ مراجعت کی اور دوسری دفعہ پھر جماں پر شکر کشی کی اور باس دفعہ بھی اُس کوتاخت و تاریخ کر کے بازگشت کی لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ لی۔

باشدہ میں شعیفی اور پیری کا عیب پیدا ہو گیا تھا اُسکی مکافات بھتیجے داما دعا لار الدین کی نوجوانی شجاعت و لیاقت نے کر دی وہ بڑا ہونار اور الائق تھا۔ سلطان خلجی کے سے اسکے خیانت نہ تھے کہ جس سے سلطنت کے کام ناتمام پڑے رہیں۔ وہ موقعت کڑھ میں باشدہ کی طرف سے جائیداد تھا۔ اُس نے سلطان جلال الدین سے جب وہ منہ و میری تھا فرمان طلب کیا کہ بھیلی میں پاک اُسکی حدود کوتاخت و تاریخ لے سے جب یہ فرمان آگیا تو اُس نے کڑھ سے بھیلی پر شکر کشی کی۔ اُسکو بہت غنیمت ہاتھ لگی اور بتہ رہیں کہ اس دریا کے بندوں کا معبد و تھا اسکو چیکڑاں میں لد رکارہ کر دیا۔ پنج طریکی بہت سی غنائم بیمار دہلی میں سلطان کی غدرست میں حاضر ہوا۔ یہ بتہ تو بداوں کے درواز پر قرار آیا کہ پس سپر خلافت جو۔ سلطان جلال الدین نے ان غنائم کے لینے سے علامہ طلبین پر کہیجنا اور زادما دا در پر وہ اسکا تھا بہت نوازش کی اور غرض تکمیل مقرر کیا اور اقتدار کڑھ پر اقتدار اور دکا افساو کی۔ جب علاء الدین بھیلی میں گیا تھا تو بدل اُس نے یہ خبر سنی تھی کہ دیوگیہ ریا دیوگیہ دوست ہاتھیوں سے مالاں ہی اُن نے وہاں اُسکے جانشی راہ پر نہیں اور بی ارادہ کیا ان کوڑہ میں جا کر سور پریا

قول و فعل پر چل کرتے ہیں جنہوں نے دعویٰ خدا تی کیا تھا۔ خداوند گام سلطان محمد و سلطان سخراجی بحکم رسوم و طور طریق پر کیوں نہیں پڑتے۔ یہ بادشاہیں محمدی کے پناہ تھے۔ اُنکے غم مک گیری کی ہیروی پہنچے۔ احمد چپ کی یہ بات سنکر سلطان ہنسا اور کہا کہ ابھی تو نوجوان دوست ہستہ ہو گواہی اے رشکے سلطان محمد و سلطان سخراج کے صالح دار و رکابدار ہم مٹے نصہ با درجے بہتر تھے اور ثرف رکھتے تھے۔ ہمچوں یہ بادشاہی چند روزہ عاریت مشکل ہے ملی ہے۔ ترا داع غل چل گیا ہے کہ تو جو کتنا بیکار کان دین پر دردیں پناہ جہاں بالوں اور جنہیں لگیوں کی اقتدار کیں۔ کہاں یہ کہاں ہم چن جبت خاک را باغمل پاک ہیں نے تجوہ سے بارہ کہا ہے کہ مجھے اس بڑھاپے میں مناسب ہیں کہ افعال فرعونی کروں کہ لاکھوں مسلمانوں کے زن و فرزند کو بیوہ ویتم بناوں۔ احمد چپ یہ سنکر بادشاہ کے پاؤں میں گر پڑا اور کہنے لگا کہ حضور کا ارشاد درست ہے۔

## مغلوں کا حملہ

۱۴۷۹ء میں عبد اللہ بنیہ ہلاکو خال نے دہل پندرہ تھن مغلوں کے ساتھ لیکر مہندوقت ان کا تھد کیا تھن میں دس ہزار سوار ہوتے ہیں اس سلطان جلال الدین نے بھی لشکر اسلام جمع کیا۔ بڑی شان فی شوکت کیا تھا لشکر لیکر والملک کے باہر آیا۔ جب بہرام پر پتھر تو سامنے مغلوں کا لشکر افریماں یہاں لشکر اسلام و لشکر مغل کے درمیان صرف دریا حائل تھا۔ چند روز تک دونوں لشکر و نکے قوالوں میں لڑائیا ہوتی رہیں۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ پھر مسلمانوں کے لشکر کے مقدمہ نے دریا کو عبور کیا اور مغلوں پر حملہ کیا۔ دونوں لشکروں میں سخت لڑائی ہوئی اور لشکر اسلام کو فتح ہوئی اور بہت سے مغل ماسے گئے اور ایک دو امیر ہزارہ یعنی جو ہزار سوار کے سردار تھے اور دو امیر صدہ یعنی جو سوار کے سردار تھے گرفتار ہوئے۔ اُس کے بعد اہل صالح کی ایک جماعت کے درمیان میں ٹکر مقدرات صالح کو مرتب کیا۔ سلطان او عبد اللہ بنیہ ہلاکو خال میں ملاقات ہوئی سلطان نے اسکو بھایا اس نے سلطان کو باپ بھایا۔ لڑائی موقوف ہوئی۔ طفین میں تخفیہ شجاف پیچو گئے۔ دونوں لشکروں میں آپسیں خرد و فروخت ہوئے لگی مغلوں کے لشکر کو لیکر عبد اللہ اپنے چار گین اور الغو خاں بنیہ چلکر بخاں کی اصرار ہزارہ اور اصرار محمدہ مثل نے ساتھ سلطان پاس پڑا۔

سلطان کوچ بکجھ اپنے دادالملک کو آیا۔ جب امراء ملوك سے اپنے والپس چلے آئے میں اپنی  
دانائی کو خلاہ کریا تو احمد پنے عرض کی کہ جہانگیر کسی حکم کا غرم کرتے ہیں توجہ تک وہ پوری نہ ہو  
کوئی انذیشہ اُسکا مانع نہیں ہوتا کہ وہ اُسکو دعوہ را چھوڑیں جسنو جواں حصہ کو بغیر فتح کئے  
چھوڑ آتے ہیں توہاں کے راجہ کو زیادہ سرکشی کا حوصلہ ہو گا اور اور ہو میں اُسکے دل میں پیدا  
ہونگیں اور بادشاہ کی ملک گیری کا رعب لوگوں کے دلوں میں کم ہو گا۔ یہ سنکر سلطان نے جواب دیا  
کہ اے میرے احمد میں بھی جانتا ہوں کہ بادشاہ چنانگی اس ولستے کہ ان کا مقصد ولی برتری اور اُنکی  
ملک گیری کی شہرت ہو اور ملکوں میں اُنکا سیکھ اور حکم جاری ہو۔ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے  
مرنیکا فراغم نہیں کرتے اقلیم اور دشت میں چلے جاتے ہیں اور ملک گیری کی دہن میں آدمیوں کے  
ہلاک ہونیکا ذرا خیال نہیں کرتے اور اپنے غرم حکم کے پورا کرنے میں آدمیوں پر خواہ کیسی بھی سختی  
پیش آتے اور ایک خلق ایسیں ابڑا درآوارہ ہو کچھ پروانہیں کرتے اور مددتوں اپنی حکم کے سچھوڑتے ہیں  
رہتے ہیں اور آدمیوں کی ہلاکت اُنکے غرم کے مانع نہیں ہوتی۔ میں ان باتوں کو خوب جانتا ہوں  
اور روز قدریخ میں پڑتا ہوں۔ تجوہوں میں اپنے فردتکی برابر جانتا ہوں اور تو اپنی رائے زندیقانی سطح  
کرتا ہے کہ مجھے نادان جانتا ہی۔ مگر میں تجوہ سے کہتا ہوں کہ مسلمانی اور خدا اور رسول کا فرمانا کچھ اور ہے  
اور فرعونی اور جباری کچھ اور ہی میں پیغمبر و نبکے کئے پر چلتا ہوں۔ تو مجھے فرعون کی راہ پلنے کیلئے بتاتا ہی  
پیغمبروں کا ارشاد ہی کہ قیامت قائم ہو گی اور نیک بدنام ہو گی دنیا میں کہے ہیں خدا تعالیٰ کے سامنے اُن کا  
جو اپنیا پڑیگا۔ اور جو جباروں و قہاروں نے دنیا ناپامداری کی چند روزہ آبرو کیلئے کیا ہے اور اس پر مغرب  
ہوئے ہیں وہ عذاب فرقہ میں گرفتار ہونگے۔ ایسے بادشاہوں کے اقتدار سے اگر رعیت اول خلق میں اس  
و رعب پیدا کیا تو میں مسلمانی سے ایسا جدال کھل جاؤں گا جیسا کہ صابن سے تاریخ میں مسلمانی کی پاتیں کرتا ہوں  
اور مسلمانی بھی ڈھونڈتا ہوں تو بادشاہ ہونکے قول فعل کے دلائل لاتا ہے اور اُنکے موافق مجھے میں  
عیب بتاتا ہی۔ تو اپنی لڑکا میرے بیٹے کی براہمی بادشاہی کی باتوں کو تو کیا جانتا ہے ہر جو میں جانتا ہوں  
یہ سنکر احمد پنے عرض کی کہ پروردہ تے نومارا کر دگتلخ بد اس دفعہ قلعہ رختجنہوں کو بغیر فتح کئے جو نہ ہو  
چھوڑ آتے ہیں میرے زدیک اُس سے بادشاہی کے رعب میں خلل پڑے گا اس سے میرا دل جتنا  
ہے اور میرے دل میں جو اتا ہی وہ میں عرض کرتا ہوں۔ خداوند عالم میرے سو ابدید کو ان بادشاہوں کے

اور امران نے حتی الوضع اس مصیبت کے رفع کرنے میں کوشش کی۔ اسی سال میں باوشاہ کا بڑا بیٹا  
اخنیا رالدین خان خاناں بھیار ہو کر مر گیا۔ اس شاہزادہ کی پیشانی پر باوشاہی اور بزرگی کے آثار  
نمایاں تھے۔ کہتے ہیں کہ سید مولہ کے فرستے پر ایک ایسی کالی گھٹاٹھی کہ دنکی رات ہو گئی۔ عوام اتنا  
کا یہ یقین تھا کہ ایک درویش کے مارے جائے سے تھوڑے عرصہ میں یہ ساری شامیں آئیں اور  
مشتمل حقیقی نے اسکا خوب انتقام لیا۔ یہ سادہ لوحی کی باتیں ہیں کہ ان سب بالتوں کو سید مولہ کے  
قتل سے منوب کریں جو عادات آئی سے واقع ہیں وہ کب کسی خون ناحق کے ساتھ ایسی باتوں  
لازمی سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے سید مولہ یہ رباعی پڑھا کرتا تھا اور ہنسا کرتا تھا اس  
درست عشق جز نکو رانکشند لاغر صفتان رشت خور انکشند  
گر عاشق حساد قی زشتن گر زیز مردار بود ہرچہ اور انکشند

## سلطان کی لشکر کشی رتحبیور پر

سید مولہ کے قتل کے بعد ہی مالوہ میں بڑی بغاوت ہوئی ۱۴۹۲ء میں سلطان جلال الدین  
رتحبیور پر لشکر کشی کی۔ ان دونوں بڑا بیٹا مرحپا تھا اسلئے بخشلے بیٹے ارکلی خاں کو کیلو گڑھی میں پی  
حلکہ اپنا نائب مقرر کیا اور خود مالوہ کو روانہ ہوا۔ جاتے ہی جہاں (اجین) کو فتح کریا۔ اور وہاں کے  
بیٹھانوں کو خراب کیا۔ اور بتوں کو توڑاوجلا کیا۔ اور جہاں اور مالوہ کو خوب تباخت تباخ کیا اور  
بہت سی غنیمت حاصل کی۔ پھر لشکر کو آرام دیا۔ رتحبیور کا راجہ مع اپنی راتوں مقدموں اہل فوجیاں  
کے قلعے میں چلا گیا۔ سلطان نے چاہا کہ اس قلعے کو فتح کرے مخفین لگائے اور ساپاٹا اور گڑج بنائے۔  
اس حصار کی تنخیر کے سامنے ہو رہی تھے کہ سلطان جہاں سے آیا اور حصار کو دیکھا اور یہیت فکر کی اور  
پھر دوسرے روز جہاں چلا آیا۔ اور ارکان دولت و سران لشکر کو طلب کر کے فرمایا کہ اس حصاء کے  
محاصرہ کرنیکا۔ رادہ کیا اور ایک اور لشکر کے بلا نیکا مگر جب ہیں نے اُس کو دیکھا اور فکر درست سے سوچا تو  
معلوم ہوا کہ یہ حصاء بب تک ہاتھ میں نہیں آئیگا کہ کی ہزار مسلمان کی جائیں نہ جائیں اسلئے  
ہیں نے اس کی تنخیر کا ارادہ ترک کیا۔

بمردمی کہ ملک مہماں نہیں ہے نیزد کہ خون نہ چکدیر دیں

عاجز ہوا تو بادشاہ نے فرمایا کہ بھار پور میں آگ روشن کیجاے کہ جس کے شعلے ہبت اور پتھے  
 اٹھیں اور ملک و عنان و علماء مشائخ کو بیڑا یا اور خود اپنے کوشک خاص نصب کرائے  
 بیٹھا۔ تاشا یوں کا انبوہ ہو گیا۔ اُس نے حکم دیا کہ اس دنکتی آگ میں سید صاحب نجع پتھے  
 رفقا کے کو دکر نکلیں اگر پتھے ہوں گے تو آگ کے زبانیں گے اور جھوٹے ہونگے تو جل ہبند کر  
 خاک ہونگے یوں جھوٹ سچ معلوم ہو چاہیکا جس وقت ان مازموں نے کالہ شہادت پڑھکر  
 آگ میں گرنے کا ارادہ کیا تو بادشاہ کو رحم آیا۔ علماء حاضرین سے استفسا کیا ان دین  
 داروں نے کہا کہ اسلام میں درب جائز نہیں۔ آگ کا کام جلانا سچ جھوٹ سچ بستلانا  
 نہیں وہ سوکھی لیلی دونوں کو جلاتی ہے۔ جھوٹے پتھے اسکے اندر دونوں برابر ہیں۔ اور جو  
 شخص ان کی فتنہ پر داری بیان کرتا ہے ایک شخص ہے۔ شرع میں ایک شخص کی گواہی اپنے  
 جرم میں مجموع نہیں۔ اسپر بادشاہ نے درب کو موقوف کیا۔ قاضی جلال کو تو بداروں کا قاضی  
 بنالار و باب بھیجا اور خانزادوں اور ملک زادوں کو اور اطراف میں جلاوطن کیا اور کوئوں  
 برخختن اور بہتا پانک کو سیاست کے لئے قتل کرایا اور اپنے کوشک میں آیا اور سید مولہ کو وہ بتا  
 یونچ کھڑا کیا اور خود اُس نے صاحبۃ الشرع کیا۔ اس محجوب شیخ ابو بکر طوسی، حیدری بھی عہدی  
 درویشوں کی جماعت کو لئے ہوئے موجود تھا بادشاہ نے اُنکی رفث منہ کر کے کماکار لے دروثیہ  
 قم دیکھو کہ اس شخص نے محجوب کیا نظام کیا قم، ایضاً بحری ایک بیباک قلندر تھا اور  
 بادشاہ کے احتمانوں میں خرق تھا اس لئے اس نے یہ اپنا حق ادا کیا کہ استرا یکار سید مولہ کو زخمی کرنا  
 شروع کیا یہیں سے اُنکو ایسی اذیت پہنچی کہ وہ چلا آٹھا کہ تم مجھے جلد ایک فتح مار دالو مجھے اپنے  
 مرتے کا غم نہیں بلکہ نوشی تجھکرایا رکھو کہ درویشوں کو آزاد دینا شوم و نامبارک ہوتا ہے۔ عنقریب  
 تھا اسکی مکافات دیکھو گے۔ بادشاہ قتل کے صاف حکم دینے میں مسترد تھا کہ اسکے بیٹے ارکان خان تھے  
 فیلبان کو انشاہ کیا وہ ہیں مست کوہیں کریم پر نگیا اور اُس کا قام تمام کیا۔ یہ سید مولہ کا خون  
 کو اس مقام جلال الدین ہی اپنے اپنے اقبال سے گز۔ اسی سال میں خوشی میں دہلی میں ایسا  
 ہال پڑا کہ ایک پیس سیر بکا۔ سو ملک میں بڑی کرانی ہوئی۔ وہاں کے بندوق کینے کے  
 بیس میں تین ٹس کوں سے آتے اور جوہ ک کی سختی سے جھنپاہیں رہے تو بکر مر جاتے بادشاہ

اسکے ملک الامر امک فخر الدین کو توہل جکا بارہا ذکر کیا گیا ہے اس عہد میں مر گئیا تھا۔ اور بارہ دہنہ اسی جو ہر روز نہ رہ آن کا ختم اسکے ہاں پڑھا کرتے تھے۔ اور کسی نہ رہا سپاہی کو اسکے ذکر تھے سب بیکار اور پریشان حال ہو گئے تھے۔ اور اور امراء بلبن جو پہلے لکھ پتی تھے اب روٹیوں کو محتاج تھے وہ سب سید مولہ کی خانقاہ میں پڑے رہتے تھے اور عیش و عشرت سے گذرانے تھے۔ لوگ اس دبار دای کو تبرگا جانتے تھے نگر وہاں اور ہی مگل محلہ کا قاضی جلال الدین کاشانی جیسے ہرے قاضی تھے اسی ہرے فتنہ انگیز تھے وہ سید مولہ کی خدمت میں پہنچے اور اپنی خوبی زبانی سے کہ سحر ثانی تھی سید مولہ کے دل میں ایسی جگہ کی کہ وہ اُسکا اپنا سچا دوست اور خیر خواہ جانتے رہا۔ قاضی صاحب نے اتحاد خصوصیت کی نوبت یہاں تک پہنچا ہی کہ تین تین چار چار روز تک خانقاہ میں رہتے اور سید کو سلطنت تزعیج دیتے اور کہتے کہ قادر علی الاطلاق نے اس قدر قدرت جناب کو محض اسلئے کہ اس کی بیٹھ کر ظالموں کے ہاتھ سے بادشاہی خال کر خود اس عہدہ جلیل کے کفیل ہوا در شریعت رسول اللہ کی پڑی کر کے خلیق کو عیل وداد کے عہد میں امن و امان دو۔ اگر اسیم آپ کا ہمیل کرنے تکل قیامت کے دن خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ہر بشکر کو بشریت لازم ہے یہ سادہ سید اُن کے فریب میں آگیا اور اپنی ہاتھی کی مقدمات کی تمہید کرنے لگا۔ ہر مردی کو پوشیدہ خطاب دیئے۔ کو توہل برختن وہیتا پاہنک سکے تنفل ہوئے کہ روز جمعہ کو بوقت سواری سلطان جلال الدین کے پاس فدائوں کی طرح پہنچا اُسکے گام تمام کر یہ گئے اور دس نہر آدمیوں نے سید شمسی بیعت کی تھی کہ وہ اس وقت ظاہر ہو گئی کہ سید کو بادشاہ بنائیں گے اور سلطان ناصر الدین کی بیٹی سے اُسکا نکاح پڑھوائیں گے۔ قاضی جلال کو اطلاع ملکان ملے گی اور بلینی خانزادوں اور ملک زادوں کو حسب حیثیت اُنکے جاگیریں اور جاہ و نصب ملیں گے۔ ایک شخص جو اس مشورہ میں شرکیت تھا وہ الفاقا ناراض ہو گیا اور اس نے سلطان کے کانون تک اس فتنہ انگیزی کا کل جعل پہنچا دیا۔ سلطان بھیں بد کر اسے دیکھنے لگا تو جو حال سنا تھا اُس سر ہبھی زیادہ پایا تو سلطان نے سید مولہ اور اسکی بادشاہی کے لئے جو مسمی تھے سب کو پُلوا یا اُنس نے صورت حال کا ہر جنہاً استفسار کیا ہے بالاتفاق یہ نہ کانوں پر رہا۔ دہرے اُنہم کو کچھ اُنکی خبر نہیں۔ اس زمانہ میں یہ سسم نہ تھی کہ مٹکر سے لات گھونسے اور کڑھی سے افراد کرائیں گو غسل پر اور بادشاہ پر اُنکی سارش زدن ہو گئی لیکن ان کا انکار حیدر سے گذر اور مددی اپنی اپنی

کی ہوں ہوئی۔ اور حضرت شیخ سے خصت لیکر دہلی کو رواہ ہوا۔ جب اس نے دہلی آنیکا قصد کیا  
ہے تو ایک روز حضرت شیخ نے اُس سے کہا کہ اب تم دہلی جاتے ہو اور تھانوں کی آمد و رفت کا دروازہ  
وہاں کھولنا اور ہر طرف کے مسافروں کے لئے اپنا دستِ خوان بچانا چاہتے ہو۔ اس باب میں تم سے  
پوچھ کہتا ہیں مگر اس میں اپنے لئے صلاح و صواب تم خود دیکھ لو مگر ایک نفعیت کرتا ہوں اُس کو یاد رکھو  
اکہ وہاں امراء و ملوک سے اختلاط نہ کرنا اور اُنکی آمد و شد میں اپنی ہاکت جانتا۔ ملؤں امراء کے ساتھ  
فقر اکا اختلاط کرنا جان کے خطرہ سے خالی ہوتا ہے سید مولہ دہلی میں آنکر ستوطن ہوئے۔ عظیم الشان  
خانقاہ بنائی۔ فقر اور ساق و مجاو جتنے خانقاہ میں آتے دونوں وقت سید مولہ کے دستِ خوان پر  
پُر تخلف کہانا کھاتے۔ یہ کھانے کا تخلف اور وہ کساتھ تھا وہ خود چانوں کی روٹی کھاتا۔ ایک  
چادر اور ٹھڑتا۔ کوئی لونڈی غلام و خدمتگار پاس نہ رکھتا۔ جامع مسجد میں جمعہ کو نماز پڑھنے نہ جاتا یعنی  
گھر میں تہنم کا نماز کبھی قضاۓ کرتا۔ اگرچہ جماعت کی نماز کی شرائط کو جو بزرگان دین نے مقرر کیا ہے جب  
نہ لاتا یعنی عبادت میں یا صحت بہت کرتا۔ اور کسی ہوائے نفاسی کے پاس نہ جاتا۔ کسی آدمی سے  
پوچھ نہ ایتا۔ نہ کوئی اور آدمی کا صیغۂ لفاظ ہر کھت۔ مگر خیج استقدار رکھتا کہ آدمی حیرت زدہ ہو کر کہتے تھے کہ  
وہ کیمیا بنا تاہم یا سنگ پارس کھتا ہے۔ اُسکے دستِ خوان پر وہ دو و قسم طیخ کے کھانے چینے  
جاتے تھے۔ کہ بادشاہوں کو بھی میسر نہ ہوتے۔ ہزار ہندوستانی من میدا اور پانچ سو من گوشہ  
دو تین سو ان شکر تری و سو دو سو من بات اور کسی من گھنی اُسکے بان میخ میں پکتا اور خانقاہ میں  
خیج ہو جاتا۔ اسکا قاعدہ یہ تھا کہ وہ جب کسی شخص کو کوئی چیز عطا کرتا یا کوئی چیز مول لیتا تو وہ  
دونوں سے یہ کہتا کہ اُس پھر یا اینٹ یا پوری یہ کے نیچے جاؤ اور اتنا روضہ اشرفتی لیلو جب لینے  
والے اُس کو انھاتے تو اتنے ہی روپے اشرفتی جتنے وہ کتا وہاں پاتے اور یہ انکو معلوم ہوتا کہ  
وہ ابھی مکمال سے ذھلے ہوئے تازہ بتازہ نو ہے نو آئے میں سلطان بلبن کے محمد میں لٹک کا انتہا  
تحا اس میں تو انہکا دربار اور خیج بیمار اس حد کو نہیں ہو سکا جو سلطان کے قباد کے عہد میں ہوا۔ اس  
بادشاہ کا عہد میں الاد ہند تھا۔ میہ مول ناطر خواہ خیج کرنے لگا۔ اور اُسکے پاس آمد و شد ہونے لگا۔  
پھر عہد جلالی آیا تو اور بھی امراء کی آمد و رفت اسی پاس زیادہ ہوئی سلطان جلال الدین کا بڑا بیٹا  
خانقاہ نام اسکا معنی ہے وہ اور وہ اخلاص پیدا کیا کہ پسند نہیں اُس کو پاناسہ مولا بپیٹا بنا پا۔ سلطنت

اسکی ہنرمندی پر اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ حضرت امیر خسرو کے شعراء اولین آنکھیں کے سردفتر تھے اس عمدہ میں کہ وہ خود عوض حاکم تھا۔ سلطان نے انکو اپنا نامہ یعنی مجلس بنار کھا تھا۔ بارہ سو نئے جوانکے باپ کی تنخواہ تھی وہ ان کو بھی دیتا تھا۔ اپنے جامہ و الفعام خاصہ عنایت کرتا تھا جبکہ باشا ہو گیا تو امیر خسرو اپنا مقرب بنایا۔ صحفِ داری کا عمدہ دیا اور جو ملوک کبار کا جامہ تھا وہ حضرت کیا دوسرا صاحبِ کمال ملک سعد الدین منطقی تھا اسکو قائدِ ری جامہ سے نکال کر امیر کریمہ بنا دیا تھا۔

حُسن خلق و صافِ دلی کی بات تھی کہ وہ اپنی مجالسِ شراب میں اپنے مجلس سے مصاہب اپنے بے تکلف اختلاط کرتا اور نسبت مساواتِ معنی رکھتا اور اسکی مجلس شراب کے حلیف ملک تاج الدین کوچی و ملک فخر الدین کوچی و ملک اعز الدین غوری و ملک قابیگ نیجوں مقتول ملک نصرت صباح و ملک احمد جنیب و ملک کمال الدین ابوالمعانی و ملک نصیر الدین کرامی و ملک سعد الدین منطقی تھے کہ انہیں سے ہر لایکٹ ف طبعِ حُسن اختلاط و شجاعتِ مردانگی میں اپنے زمانہ میں عدیل و فیض نہیں کھتا تھا۔ تاج الدین عراقی و امیر خسرو و خواجه حسن و جابری و موند بیوانہ و امیر سلان کلامی و اختیار الدین باغ و تاج خطیب ملک نہیں میں شفطہ تھے اور ہر ایک علم اشعار و قرآن و تاریخ و ادب میں ممتاز تھا۔ شاہ کی مجلسِ میہشیہ غزل سرایان جان نے ارشل انیر خاں فہید راجہ و ساقیان دل را مشتعل پس پران ہبیت خاں نظام خرطیہ و مطریان بے بدل مثل محمد شاہ و فتوحاتِ نصیر جان سے ہر روز آراستہ ہوتی تھی حضرت امیر خسرو و ہر روز مجلس میں تازہ غذیں کہ کرتے اور انعام سے بہرہ مند ہوتے۔ سلطان بے تکلف شترنج و گنجہ اپنے مجلس سے کھیلت تھا۔

## سید مولہ کا قتل

اس باشا کے عمدہ میں سید مولہ کے قتل کا ایک عجیب غریب واقعہ ہے۔ وہ سلطان جلال الدین کے رحم و رافت کے بھی خلاف ہے۔ اس سے اہل ایشیا کا بھولاں بھی لیے زمانہ میں کہ مسلمان توبہات باطلہیں سبتلانیں ہوئے تھے ظاہر ہوتا ہے۔ سید مولہ ایک فقیر جاندیدہ و گرم و سرد روزگار چشیدہ جرجان سے مغرب کی طرف گیا اور اہل دل کی صحبت میں ڈلوں رہا اور انکا منظورِ نظر ہوا پھر جان میں آیا اور یہاں کچھ دنوں تھمہ کر شیخ فیزالدین شکر گنج کی زیارت کے لئے ہندوستان میں آیا جو دہن میں اُن لئے ملا قات ہوئی کچھ دنوں اُنکی صحبت سے فیض میاپ ہوا۔ باشا نعیاش الدین بیجن کے عمدہ میں سکوہ ہلی کی سیر

کہ اپنی عجیب میں کیا۔ لڑائیوں میں کیا۔ غارت گریوں تھیں میں نے تلوار چلانی ہے کوئی اس منڈاہر جیسا مفر  
نہیں تکھا۔ ایک لاکھ پتیل اسکا وظیفہ مقرر کیا اور ملک خورم کا وکیل درستہ کیا۔ اس باجرے کو سنکرا کا بڑا  
معارف دہلی نے سلطان کو دعا دی اور یعنی کی حکایت یادگار روزگار ہی جوتائیخ میں لکھی جاتی ہے:-  
ایک اور حکایت اُنکی راست بازی کی یہ شہور ہے کہ ایام بادشاہی میں اُس کو یہ خیال آیا کہ میں نے  
مغلوں سے برسوں جہاد کیا ہو۔ اگر جمعہ کو خطبہ میں میرزا نامِ المجاہد فی سبیل اللہ پڑھا چاہیا کہ تو مناب  
و بر محل ہے۔ سلطان نے اپنی بیوی ملکہ جہاں سے کہا کہ جب قاضی و صد و رشہ کسی کا زخمی کی تینیت کی  
تقربیہ میں حرم میں آئیں تو اُنے کہا کہ وہ مجھ سے درخواست کریں کہ خطبہ میں میرزا نامِ المجاہد فی سبیل اللہ  
پڑھا جائے یہ اتفاق کی بات ہے کہ انھیں دنوں میں سلطان مغزال الدین کی ذخیرت سے قدر خاں کا بخاخ ہوا  
اُسکی مبارکباد دینے کے لئے حرم سرٹیس تمام قضاۃ و صد و رائے۔ ملکہ جہاں نے یہ پیغام اُن پاس  
بھیجا کہ سلطان سے الہام کرو کہ اسہ نامِ خطبہ میںِ المجاہد فی سبیل اللہ پڑھا جائے۔ انھوں نے  
ملکہ جہاں کے پیغام کو پسند کیا اور کہا کہ بادشاہ مدت لوں تک مغلوں سے لڑا ہو وہ سب طح سے اُس  
خطاب کا مستحق ہے۔ جب یہ سب بادشاہ کو مبارکباد دینے آئے تو سر احمد علامہ قاضی فخر الدین نے عرض کیا  
کہ صد و رقاصات و جمیع علمائی سلطان سے یہ الہام ہے کہ اس سب سے کہ فارغ عن کے ساتھ سلطان نے  
بار بار جہاد کیا ہے۔ آپ کے نام نامی کے ساتھِ المجاہد فی سبیل اللہ کا لقب سبتوں پر پڑھا جائے۔ سلطان  
اس درخواست کو سنکر رونے لگا اور بولا کہ اے قاضی فخر الدین یہ بات ملکہ جہاں نے اس سب سے  
تم سے کہی ہے کہ میں نے اسکو یہ پیغام دیا تھا۔ لیکن یہ پیغام دیکر میں پیش کیا ہوا۔ اور اپنے دلیں چوچا  
مغلوں کے ساتھ میرزا نامِ حسن خدا رعوف جل کیلئے اور شہادت کی طمع کے واسطے اور اعلام دین اسلام  
کے بلند کرنے کیلئے نہ تھا۔ بلکہ تمہیشہ اس سے غرض یہ تھی کہ میرزا نام آوری اور بلند آوازگی ہوا اور  
آقاعیاث الدین بین کی نظر میں یہ اعتیاز ریا دہ ہو۔ ہر چند سلطان کے اس دقدعہ کے دور کرنے  
کے لئے وجہ و تاویلاست علمائے پیش کیے گئے کسی مجبہ کو اس نے قبول نہیں کیا۔

## سلطان کی ہر سر پری و ہر شناسی

جمال الدین بہادر پور و ہر شناس بادشاہ تھا۔ طبیعت موزوں رکھا تھا۔ غریب میں کہتا تھا۔

نار ارض ہوتا تو اپنے تند فراز سمجھلے بیٹے کا خوف دلاتا پنے عمد ملکی اور عصر باشناہی میں کسی اپنی برآورده سے نہ مصادرہ لیا نہ اُس اقطاع کو ضبط کیا نہ کبھی عمدہ سے مغزول کیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اس سے شرم آئی ہے کہ میں آج کسی کو جاگیر دوں گل اُس سے چھینوں اور کسی کو عمدہ پر مقرر کروں پھر اُسے مغزول کروں اگر میں اپنے متعلقین کے ساتھ بدھی کروں تو کوئی اور مجھ پر کیا اعتبار کرے گا۔ مگر ملوگ و امراء کا رداروں نے سلطان کے اس اخلاق کی قدرت کی اور اسکے حق نعمت کو نہ پہچانا اور اس کا شکریہ نہ ادا کیا بلکہ اُس کو بُرا کہتے رہے اُس کا معاد وضہ یہ ملا کہ اُس کے بعد ان کو سلطان علاء الدین سے پالاڑ پڑا جو نہایت درشت فراز تھا اور جس نے ان میں سے ایک کو جیتا نہ چھوڑا۔

سلطان جلال الدین کے اخلاق کی حکایت یہ ہے کہ زیادہ مشورہ کے حببہ شاہ بیان کا یہ جامد رہنا اور کمیبل اُسکے اقطاع میں تھی اور سماں میں نیابت کا کام کرتا تھا۔ مولا ناصر سراج الدین سادجی مشورہ شاعر تھا اور اپنے گاؤں و بہ معاش سماں میں رکھتا تھا۔ جلال الدین نے جیسے اور وظیفہ داروں سے خراج لیتا تھا مولانے سے بھی خراج طلب کیا۔ مولا نانے ملوں ہو کر اپنے مشنوی سلطان کی تعریفیں لکھی اور اُس میں عمال کی شکایت کی۔ سلطان کثرت مشا خل کے سبب سے بظاہر اس مشنوی پر متوجہ نہ ہوا۔ اور کارکنوں کو اُسے ایذا دینے سے منع نہیں کیا۔ پھر مولا نانے جلال الدین کی بھجو میں ایک مشنوی کمی اور اُس کا نام خلجی نامہ کھا۔ اور وہ اُس پاس پیچھو مولا نانے اس خوف سے کہ ذہ کیسی انسے انتقام نہ لے سماں کا رہنا چھوڑا اور دوسرا گجه توطن اختیار کیا۔ اور اخیں دونوں میں کیتمان کے منڈاہروں کے دہات جلال الدین لوٹتا تھا کہ ایک منڈاہر نے سامنے اگر اُسکے منہ پر تلوار ماری جسکے زخم کا نشان اُسکے چہرہ پر آخر عمر تک ہا رجب جلال الدین باشناہ ہو گیا اور ایک سال اُس پر الگز رگیا تو مولا ناصر سراج الدین سادجی اور منڈاہر کیتمان لپتے تمام دادوست کے معاملے چکا کر اپنی جان بلو سے ہاتھ د ہو کر اپنے تین قتل کرنے کے لئے گلے میں رسیاں ڈالے ہوئے دربار میں کی سلطان کو اسکی خبر ہوئی دونوں کو اپنے سامنے بُلایا۔ اول مولا ناصر سراج الدین کو کھڑے ہو کر گلے رکایا اور جامہ انعام دیا اور اپنے ندیوں میں داخل کیا اور وہی گاؤں اسکو بوجہ انعام دیا اور اسپر ایک گاؤں اور اضافہ کیا اور منڈاہر چوہم کو طلب کیا اور جامہ اسپ غنایت کیا اور حاضرین مجلس سے کہا

ہو کہ ہم کیا کہتے ہیں اور ڈا خوف نہیں کرتے ہو جو کچھ مجھے کہتے ہو اگر کسی اور بادشاہ کو کہتے تو اُس نے اب تک ممتاز امر بھٹا س اڑا دیا ہوتا۔ میں مسلمان ہوں جب و قہ میرے مزاج میں نہیں ہو کہ کسی کو مارا مگر میں نامردوں سے بھی نہیں ڈرتا ہوں کہ تم شکار کو مار سکتے نہیں۔ تم سے سوا ہ لونڈی اور زندی و راست دن شراب پیئے اور شاہد ہاڑی اور جگہا کھیلے اور بے سر دیا کام کرنے اور بکنے کے کچھ اوپریں ہو سکتا۔ ممتاز ای دل اور زہرہ کماں ہے کہ میرے ساتھ تلوار لیکر کھڑے ہو اگر میں تلوار ہاتھ میں لوں تو دو سو آدمیوں کے سر اڑا دوں اور میداں جنگ میں تھا کھڑا لڑا کروں تم خالی بائیں بنائے ہو کہ تلوار سے ہم سلطان کا یہ حال کریں۔ تم سب ہتھیار باندھ کر میرے سامنے کھڑے ہو تو دیکھوں کہ میں ممتاز کیا حال کرتا ہوں اور تم میرا کیا حال کرتے ہو۔ تم بادشاہی جانتے ہو اور مجھے کہتے ہو کہ بادشاہی اکثر نہیں جانتا۔ اگر بادشاہی کشتن و بتن و بر انداختن کا نام ہے تو وہ مجھے سے نہیں ہو سکتی اور نہ میں اس کو بھی کروں گا۔ میں ہر روز ایک سپارہ قرآن کا پڑھتا ہوں پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہوں میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ زبان سے کہتا ہوں بھلامیں لپنے پیغام بری شریعت کے خلاف کوئی نامعقول کام کر سکتا ہوں۔ میرے پیغمبر کی شریعت میں سوائے ان آدمیوں کا مارنا جائز نہیں قاتل کا مرتد کا۔ اور اُس کا جو جور و کے ہوتے دوسرے کی جور و سے زنا کرے میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے نہیں ڈرتے اور میری نسبت پر لیشان کلمات کہنے سے باز نہیں آتے مگر میرے منجھے بیٹھے ارکلی خان سے تو ڈراؤ کروہ سن لیکا کہ تم مجھکو ایسی بائیں کہتے ہو تو وہ تم کو جیتا نہ چھوڑے گا گوئیں ہزار سخ کروں مگر وہ تمہیں سو طح سے مزادرے گا۔ میرا حال یہ ہے  
 ز خلق اسچے آذان بینم ہے      نخواہم کر آزر دہ گرد د کے

## سلطان جلال الدین کی اور خلاق کی یا میں اور حکایتیں

سلطان جلال الدین میں مکار م اخلاق کی عادت نہایت پندریں تھی۔ اپنے ملوک اور امرا اور کارداروں اور بزرگوں کو کبھی مُراۃ کہتا اور نہ اُنکے ساتھ بدی کرتا۔ وہ کیسے ہی جرم کرتے نہ ان کو کبھی بلوا تا نہ قید میں ڈالتا نہ زنجیروں میں چھتا تا۔ وہ ان پر گرم بتو اچلنے کا رد ادارہ تھا مان با پر نگاہی طرح ان پر ہم با نی کرتا غیر فرزند نو کی طرح پالتا۔ اگر اپنے اہویں و انصار و منقربین سے

یہ قرار دیا کہ سلطان اگرچہ شجاع وصف شکن ہرگز فی الحال بوڑھا ہو گیا ہے۔ سوار بذلہ بخی او ر شعر کرنے اور  
یعنی کے اور شترخ اور چوسر تھیں کے کوئی اور کام نہیں ہوتا مناسب یوں ہے کہ سب متفق ہو کر سلطان  
کا کام تمام کریں۔ ملک تاج الدین کوچی سب میں زیادہ بزرگ تھا اُس نے اپنے گھر میں مجلس کی او  
امر اکو اُس میں مہمان بلایا جب یہ مہمان شراب پی پی کر بدست ہوئے تو ملک تاج کو کہنے لگے کہ بادشاہ  
کے لائق تو ہے سلطان نہیں ہے۔ بعض مستوں نے کہا کہ خلیجی بادشاہی کے لایت نہیں ہیں اور اگر کوئی  
ہے تو احمد چپ ہے نہ سلطان جلال الدین اور اسی طرح کی نعمود بہبودہ باقیں کیں اور کل امر انے جو  
مجلس میں حاضر تھے ملک تاج الدین کی بادشاہی پر بیعت کی۔ ایک نے کہا کہ میں ابھی سلطان کو اپنے خیم  
شکار سے شکار کرتا ہوں دوسرا نے تلوار را تھی میں لیا کہ ماں کی میں ابھی سلطان کا ستر تلوار سے کھیرے کی  
طح دو ٹکڑے کرتا ہوں۔ غرض اُس رو مجلس میں بہبودہ گوئی اپنی حد سے گزگئی۔ اس مجلس میں بتے  
ایک شخص اٹھ کر بے تامل سلطان کی خدمت میں پوچھا اور صورت حال کو بالتفصیل سلطان کو عرض  
کیا اگرچہ سلطان اب بھی اس دشام دھی اور بہزہ گوئی سے رنجیدہ ہے۔ مگر اہل مجلس کے ارادہ سے  
وہ لال پیلا ہوا اور اسی وقت سب اہل مجلس کو پکڑا الباؤایا جب یہ امیرزادے سامنے آئے تو میراں  
اپنی تلوار نکال کر اُنکے سامنے ڈال ڈی اور کہا آؤ دیکھوں کہ تم میں کونسا ایسا جوان زد ہے جو محظوظ  
کرتا ہے میں نہتا بیٹھا ہوں۔ بادشاہ کا چہرہ غصے میں لال خایہ امیر کا فرغت اُسکے سر جھک کا ٹکڑے  
تھے۔ مئنہ سے بات نہیں نکلتی تھی جب بادشاہ کا غصہ فرو ہو تو ملک نصرت صباح دوات دار کہ نیا  
ظریف تھا اور اُسی نے بادشاہ کو سب سے زیادہ گالیاں دی تھیں۔ سلطان کو جواب دیا کہ خداوند عالم  
جانتے ہیں کہ بدست سنتی میں جھک ملابھی کرتے ہیں۔ اگرچہ حضور کو ماریں تو ایسا بادشاہ کہاں سے  
لائیں گے جو ہماری پرورش اس طرح کے جیسے کہ باپ بیٹے کی پرورش کرتا ہے اور اگر ہم بدستوں اور  
یا وہ گویوں کو مستی کے جرم میں خصور قتل کر دیں تو ایسے خلص ملک اور ملکت اسے حضور کو پھر کہاں  
عیش ہوں۔ اس جواب پر بادشاہ کا غصہ دُور ہو گیا اور وہ مسکرانے لگا اور ملک نصرت کو ایک پیالہ  
شراب کا دیا۔ اور ان ادھر گو بد ان دیش کا قصور معاف کر کے سب کو لپٹے اقطع پر جانے کا حکم دیا  
کہ وہاں ایک سال تک رہیں اور شہر میں نہ آیں۔ سلطان جلال الدین ان بد گو بد ان دیشیوں کو کہا  
کرتا تھا کہ جب تم مجلس شراب میں ہوئے ہو تو جو کچھ زبان پر آتا ہے بلکہ ہو اور نشہ میں یہ نہیں جاتے

# استظام ملکی میں خمل و بغاوت

حکما کا قول ہے کہ بادشاہی کے دور کن ہیں ایک مہر دوسرا قہر جب ان میں سے ایک میں خلل پڑتا ہے تو سلطنت زوال آتا ہے۔ مبین

حمل دلکش ہست اما نہ چند اس شکل یا می خوش ہست اما نہ چند اس

جب سلطان نے قدرتے کہ لازمہ بادشاہی ہے بالکل ہاتھ چینچنگ لیا اور حلم اور بیے آزاری کی صفت کو کمال پر پہنچایا تو اس کم آزادی کی خبر چاروں طرف پھیلی۔ سارے ملک میں چوروں اور بیڑوں نے سر اٹھایا اور فتنہ و فساد مچایا جب اُسکے سامنے رہزن اور چور پکڑے آتے تو انے قول و قسم لیکر چھوڑ دیتا ایک فوج شہر میں ایک شخص نے نہار ٹھنگ گرفتار کے سلطان نے ان میں سے ایک کو بھی مارنے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ کشتوں میں سوار کر کے لکھنوتی میں چھوڑ دوا اور کہد کوہ وہ ہمایے ملک میں چھڑنے آئیں۔ ایسی رحمدیوں سے کہ بادشاہ ایک چینیوں کے آزار دینے کا روادار نہ یقنا جہا زاری کا کام کیسے چل سکتا تھا۔ ملک و وزراء اکابر و معتمد سلطانی کفران نعمت کر کے کہتے تھے کہ سلطان بادشاہی کے لایق نہیں۔ اس میں سطوت و قدر شاہی نہیں ہے اُسکی ساری عمر ملکی اور حرمت میں گذری ہے مغلوں سے جہاد کرنا خوب جانتا ہے اور انکی صفت شکنی میں شجاعت دکھاتا ہے مگر ملک رانی اور جہان بانی نہیں جانتا۔ عاقل و انا یہ کہتے تھے کہ سلطان میں وہ دو صفتیں نہیں ہیں جنکے بغیر سلطنت نہیں ہو سکتی اول صفت خیز فاخرہ اور عطا روا ف۔ دوم قہر و سلطنت فیاست۔ اتفاقاً بادشاہ از و بینے وہ نہیں جانتا تھا کہ رخاؤں کے خیز سے تنگ ہوتا اور ہماقتوں کے دانہ چارہ دشی کے لئے کہتا تھا کہ یہ ہائی کس کام کے ہیں۔ وہ مرد کیا ہے جو ہماقتوں کی قوت کے بھروسے رہا ای رکھ سیاست کا حال یہ تھا کہ وہ مھلوں تک تو سزا نہ دیتا تھا۔ جو ناحق شناس درندہ اور باش تھے وہ مجھ سیاست میں سلطان پر زبان طعن دراز کرتے تھے اور مجلس شراب میں سلطان کے مارہنے کی مشوت و محافل میں سلطان پر زبان طعن دراز کرتے تھے اور مجلس شراب میں سلطان کے مارہنے کی مشوت کرتے اور جو کچور بیان پر آتا بادشاہ کو سنتے۔ جب سلطان کے کان میں یہ خبر پہنچیں توہ کہتا کہ بی بی کی خاست نہیں آدمی ایسا بہت بجک ما کرتے ہیں اور بہبودہ بکار تھے ہیں وہ موادہ کے لایق نہیں ہوتے لیکن بادشاہ کے حکم کے سببے اب اس حد پر نوبت پہنچی کہ مقرر بان سلطانی نے اپنی کا ذلیل غمیتی نئے

نے ایسا جواب دیا کہ تربیت میں مل سیاست بتاتا ہے جیس نے نہیں مجھ سے زیادہ  
 لازم ہے تو وہ کیا ہے مگر میں یہ میں مسلمانی میں بورڈھا ہوا ہوں۔ مجھے اسی مسلمان کے خون  
 دت نہیں ہے میں نہ ساری عمر میں ایک مسلمان کا خون نہیں کیا۔ اب مشرب میں سے زیادہ  
 تحریر ہوئے آئیں گیوں کسی مسلمان کے خون میں لپٹنے والوں کا سان کراچی گردن پر عذاب لوں اور حکام  
 مشرب سے سب کروں۔ قیامت کے دن خدا کو بخوبی بادینا ہے۔ اگر بھم و شمتوں کے ہاتھ میں قفار  
 ہوتے اور وہ تمدن کے مسلمانوں کا خون ایسی لکھتے ہو تو اس عذاب کے بعد سے دوزخ  
 میں پڑتے۔ میں سے ہوں اس بغاوت پر جالہ بیٹے کا حصہ نہیں کیا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ مسلمان  
 ہیں، میرے اس احسان کے ممنون ہونگے۔ اور حدا در حق خدا سے شرعاً کے پھر ملک بینے کا حصہ نہیں  
 بلکہ اسی احمد چپ تو پہنچ کریمان میں منہ ڈالا اور سچی یہ کل کی بات ہے کہ میں اور میرا بھائی شہاب الدین  
 مان ملبن کے چار کرتھے اُسکے احسان اور حق ہماری گردن پر بہت سے ہیں یہ کیا انصاف ہی کہ میں اسکا  
 بھی لوں اور اُسکے اعوان اور انصار اور اعزیز و اقراباً کو بھی سیاست کروں تو تو اُسکی خواہ  
 نے کیا دیکھا ہے تیرے باپسے جو مجھ سے قرابت قریبہ بننا تھا دیکھا تھا کہ جن ملک اور امریکی ایس  
 میں نے درستات اڑوا کر اپنا مہمان بنایا ہے سلطان ملبن کے ہمدرمیں اسے بادشاہ و حشمتی  
 بخواہی کر رہا تو زور ہتھی تھی کہ ایمر علی جامد رہما سے سلام کے جواب میں ملک ہو بھی  
 اسے دو جملے ہاں بھم مہمان ہوتے تھے اور وہ ہما سے ہاں اور خاتمالی نے بخواہی  
 بلند ہر قبہ پر پہنچا یا اور کوئی وہ نجی ہیں پہنسا یا تو کیا میں سابق کی صحبتیں اور جملے کو یاد کروں  
 اور ان پر جبر و قهر کروں۔ مجھ سے نو یہ کبھی بے شرمی و ناخدا ترسی ہو گئی تھیں کہ جب وہ کروں ہے  
 جیلوں میں سے اور قم برادرزادوں نہیں سے کسی کو آرزو بادشاہی اور تمنا قہاری و جبارتی ہو تو  
 یہ بادشاہی کو ترک کرتا ہوں وہ قبول کرے اور ناحق خوزینی کرے میں مملوں سے شیر غار کی وجہ  
 سلطان جاتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے ملک میں نہ آ سکیں۔ مجھے بادشاہی مچھر نہ آسان ہو  
 ملک دکن کے غصب اُٹھا دیکھ کر اس کی ناقلت نہیں۔ اسی طبع کی وجہ سے اور درویث اسے باشیں کیں۔ یہ بھا  
 نکر جانچ کر کے اس کو سلطان بداؤں سے نہیں دی۔ اور حملہ ایسی ضمیمی کے  
 ملک کا اس سے سر بیٹ پہنچتا ہے اس کا بادشاہی ولایت میں صدر فوج بود

معارف کو اونٹوں سے اُتار دا اور گردن سے شاخیں نکالو اور ہاتھ کھولو اور جوان اسیہر و نمیں سلطان بلبن کے عمد میں مغز تھے ان کو قیدیوں میں سے نکال کر جدا کر دا اور ان کو غالی خیمے میں لے جاؤ۔ حاصلکم بادشاہ کے طست داروں اور جام داروں نے اُن کا منہ ہاتھ ڈھلایا۔ نفیں کپڑے پہنھائے عطر لگائے۔ بارگاہ خاص میں لائے مجلس شراب آراستہ ہوئی۔ چند قیدی ملوک کو سلطان نے اس مجلس میں طلب کیا اور ان کے ساتھ ہم پایلہ و ہم نوالہ ہوا۔ سلطان جنتی با تین لطف و کرم کی ان سے زیادہ کرتا تھے ہی وہ شیرم و خجالت کے مارے سرنگوں ہوتے جاتے۔

بڑی را بڑی سمل باشد جزا      اگر مردی حسن الی من اسا

سلطان نے ان کی تسلی اور تسکین کے لئے گما کر تم نے نہ کم حریمی نہیں کی میں ہتمارا بادشاہ تھا تیں کیوں کہوں کہ تم نے میرے ساتھ نہ کم حریمی کی بلکہ تم نے اپنے ولی نعمت کی دولت خواہی کی ہر اک سلطان غیاث الدین بلبن کے خاندان کے سلطنت حاصل کرنے کے واسطے نلوار چلائی۔ مگر خدا کی مرضی یوں تھی کہ اس خاندان سے سلطنت زائل ہو جائے اور مجھے اُس بڑھاپے میں ملیا کی اور ہتماری کو شش برباد جائے ملک چھو جب اُس پاس آ یا تو اُسکو محظیہ میں بھٹکے ملتاں بھیج دیا۔ اور لکھ بھیجا کہ وہ ایک عدہ مکان میں رہی اور اسکے عیش و طرب راحت کا سامان ہمیشہ جیسا رہے۔ ان واجب القتل قیدی امیروں پر سلطان کا یہ نوازش و شفقت کرنا امر اخليٰ کو خوش نہ آیا۔ وہ اپنے میں کہنے لگے کہ سلطان کو بادشاہی کرنی نہیں آتی اور جن باغیوں کی گردان اڑانی چاہیئے تھی اپنریز عنایت اور اس عنایت پر یہ شیافت کا اضافہ کہ لا حول ولا قوت۔ اگر دشمنوں کو ہم پر فتح نصیب ہوتی تو وہ ہم خلیجوں کا نام تک باقی نہ رکھتے۔ ملک احمد چپ کہ سلطان کا فریب کارثتہ دار اور بڑا صاحب اُ اور نائب امیر حاصل بخا اُس روز سلطان سے کہنے لگا کہ اگر آپ کو جہانداری چاہیئے تو جہانداری کی رسوم کا اتباع چاہیئے۔ اور اگر کہ نہیں ہو تو آپ کو اپنے ملکی ہی پر کہ جسیں سالمانگز سے ہیں فناعت کرنی چاہیئے آپنے ان واجب القتل امیروں پر یہ مہربانی کی۔ ملک چھو کو جس نے اپنے تین سلطان بنایا اور نطبہ پڑھوایا اور سکریٹری اس طرح ملتاں بھیجا۔ اب آپ کی کوئی سیاست باقی ہی کر جس کے خوفستہ اور آدمیوں کو سرکشی اور نتنہ پر دازی کا حوصلہ نہ پڑیں کیسے ہو سکتا ہے کہ اور سرکشی نکریں۔

سلطان غیاث الدین کو آپنے نہیں دیکھا کہ وہ باغیوں کی کسی باست کرتا تھا سلطان جلال الدین

اس کے تسلی برشکرولیں رکھ لے اسے ہو گئے اسکے نزدیک سلطنت کا سختی سی بیان کا سماں گاہ بجتو بیٹھے  
ملک چھو کر لیا ہوا تھا۔ اُسکے آگے نجیبوں کا کوئی استحقاق سلطنت نہ تھا۔ کسی وقت میں کوئی غلبی  
بادی نہیں تھی اس کے علاوہ جلال الدین غاصب سلطنت جانتے تھے۔ سلطان جلال الدین بھی اپنے محمد  
شکرے سے اسکے چھو کی طرف روانہ ہو اس جب وہ باراں کی حدود میں آیا تو اپنے بھنگے بیٹھے  
اوکلی فان کو جو سلطان اور صدر رہنگے صحابہ اور رہنے پڑے بیٹھے خانہ ان کو اپنا نامہ دیں  
تھیں میر کے رہائشیں۔ ارکان فان کا لشکر سلطان جلال الدین کے لشکرے سے دس بارہ کوئی آگئے  
جا تا تھا۔ سلطان جلال الدین نے بداؤں میں اب کلائیں نگر سے عبور کیا اور ان بڑے سے  
ملک چھجو کا بھی لشکر بڑھا۔ اس لشکر میں ہندوستان کے پا یک راوت بہت جمع ہو گئے تھے اور اینہیں  
سے بعض مشہور اور نامور راوتوں نے ملک چھجو کے آگے پان کا بڑی اٹھا کے دعویٰ کیا تاکہ اس کو  
سلطان جلال الدین کے تاج پر مار نیگے۔ مگر جب لشکر مقابل ہوئے اور سلطان کا لشکر اس لشکر  
تیرانہ اڑی کرتا تھا۔ تو یہ سُست مراجح محلی اور بھجات کے کھانیوں لے شور و شنگ کرتے تھے اور اسکے  
سلطانی کے شیر و شیر اگنی نلواریں سوت کر جلد کرتے تھے اور اُن کا گلا کاٹتے تھے۔ آخر کو کسے چھجو  
کے لشکر کو شکست فاحش ہوئی۔ اور اُنکی جمیعت پر لیشان ہوئی اور ملک چھو جال کر منبع مری  
میں چھپا۔ چند روز بعد بیان کے مقدم نے اُسے گرفتار کر کے سلطان جلال الدین پاس بیجا۔  
ارکلیخان نے ملک چھجو اور اُسکے امکو جو فساد کے خمیر مایا ہے پکڑ کر سلطان پاس بھیج دیا۔ سلطان بھی  
بیان آگیا تھا۔ تاریخ فیروز شاہی میں یہ لکھا ہو کہ حضرت امیر خسرو جو سلطان کے پیٹے مقرب تھے  
امکھوں نے تاریخ کے مصنف سے یہ حال اپنادیکھا ہوا بیان کیا ہو کہ سلطان جلال الدین کا دربار  
تھا ایک مومنہ پروہنی ہو اتھا۔ اور سلطان کے سامنے میں کھڑا تھا کہ اُسکے سامنے یہ باتیں دیکھ اور اس  
بلینی آئے جنہیں ملکا میر علی خاصہ جا مدار و ملک اپنی پسرباک طغی و ملک ناجور و ملک اپنیں ادا اور اس  
بزرگ تھے اُنکی حالت ایسی مصیبت ناک تھی کہ گردنوں میں دو شاخے پڑے ہوئے۔ ماہ پس لشت پتہ  
کیا جائیا اپنے بھتے سامنے کو دو فارس لپٹنے ہوئے اونٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے سلطان  
ان تیہوں کے سامنے یہی ہالت میں لشکرے اور اُس کی درخواست کی گئی۔ سلطان کی امداد جب ان پر  
کیا تو جلال سے اٹھنے کو مجب کر مجب آوانہ تھا کہ یہ کیا قیام مسترد ہے۔ اُسی وقت ان امراء کی

میں راحت پھیں تے گذری اور باتی زندگی بھی اسی طرح گذر جاتی۔ اب چار روز کی زندگی کے لئے سلطنت کا جمال اور جھگڑا جو میں نے اپنی گردان پر دیا ہے دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے اور سیری اولاد پر کیا گذر تی ہے۔ سلطان بن جسکی شان و شکوت و غلظت بڑی تھی اُسکا یہ حال ہوا کہ اُسکی اولاد میراث سلطنت سے اسکے اصحاب مارت و شروت کے محروم ہوئی۔ ہم تو اسکے نوکر چاکر ہیں اس سے بدتر حال ہماری اولاد کا ہے گا جب سلطان نے آبیدیہ ہو کر یہ لقریب کی تو اس محل میں جو عاقل تجھ پر کا رہتے وہ روتے تھے اور نو دوست معن نوجوان میباک کھڑے ہستے تھے اور آپ سیر ہستے تھے کہ اس بڑھ کی عقل جاتی رہی ہو۔ قمر و سطوت و دعوی انا و لایغیری کو سلطنت کہتے ہیں یہ اسمیں مطلق نہیں ہے۔ اُس نے اول ہی بادشاہی کاموں کے بوجھ سے کندھاڑا دیا ہے۔ آخر کار یہ سلطنت اس سے چپن جائیگی۔ کبھی ہ اپنی سیاست و سطوت کے نون کی ندی بھاکے گا کہ جس سے سلطنت کو تباہ ہوتی ہے۔ لیکن جو بزرگ عاقل تھے انہوں نے سلطان کی زبان سے یہ الفاظ کئے ہوئے اور حفظت آداب دیکھے تو اسکے نیک خواہ اور مخلص ہو گئے اور وہ تھین و آفیں کرنے لگے سلطان جلال الدین اُسی دن پرانی دہلي سے نئی دہلي میں آیا اور ایک اپنی بیٹی کا بیان اپنے بھتیجے علام الدین سے اور دوسرا بیٹی کا نکاح دو سکر بھتیجے الماس بیگی الخاں سے بہت دصوم دہام او جشن شاہزادے کے ساتھ کیا۔ علام الدین کی بیوی حسن بجمال و کمال کھتی تھی۔

## ملک چھپو کی بغاوت

سلطان جلال الدین کا اول سنہ جلوس کیا گرہی کی دارالسلطنت بنانے اور اپنے اعوان افسار و ملوک کے اقطاع اور حشم دینے میں سرف بوا۔ اب دوسرے سال جلوس کا حوال یہ ہو کہ ملک چھپو جو سلطان بن جن کا سُنہ بھتیجا تھا اور سلطان نے اُس کو کڑہ مانک پورا اقطاع میں دیا تھا اُس نے چترشہابی سرہ بھکا اور اُن طبقہ اپنے نام کا پڑھوا یا اور سلطان میغیث الدین اپنا نقاب رکھا۔ امیر علی جاما و مولی از رادہ سلطنت بلین جو اقطاع اور جنگخانہ اُسکا بیار و در دگار ہوا اور امرا بلبنی بھی جواں نواح میں جا گیر دار اور زین ارتقی اور بہند و راجہ اُسکے ماتوں ملنے اور بہت پیارہ و سوار اس پاس بیع ہو گئے اور وہ اس لا ولشکر بیسا کہ دہلی کی طرف پرے چاکے ملک رینے کے لئے روانہ ہوا۔ اور اُسکو یہ زعم تھا کہ شہر کی غلق نہیں ساتھ ہو گئی۔ بہت دلی کے اور اسکے نوں کے رہتے والے جو نازدان میبنی کے پروش یافتہ تھے

شکر کے لئے اور دلست خاتم پر اُنہاں اور دو گفتہ تھیں۔ شکر کی اولیٰ سادہ سلاسلیں ماضی کے سخت پر بیوس کیا اور اس کو اپنے نزدیک بلاؤ کرنا باؤ از جنہیں۔ ارشاد فرمایا کہ میں اپنے خدا کا شکر کس نہیں سے ادا کر دیں اس لئے اچھا ہیرا پاؤں اس کست پر لکھا یا ہے کہ جس کے سامنے میں برسوں سرچھہ یا بے۔ سبز و دست میرے پر ابر کے یا مجھ سے رہتے آن کو میرے سامنے دستی بتہ ساری سب پر زردہ درلت نادت سوار ہو کر کوتاک اول سلطان بلبن کا محل خاص تھا آیا یہاں مدیٰ دہلو کے موافق گھوڑے سے اٹڑا۔ اس بھیبھی پر ڈب کر نے کہ عمایدین سے خدا اور مجھ۔ دماغ رکھتا تھا۔ عرض کی کہ سارا ان شاہی سخوں سے یہاں گئے ہے اُنہاں کیا ضرورت ہے۔ سلطان نے کہا کہ اے حمد الگ کوشک بھرے باپ دادا کا ہذا یا بونا تو تمہے تک سے ہڑتا۔ یہ تو سلطان بلبن میرے ولی نعمتیں اپنے محمد خانی میں بخواہ۔ اسے وہ خدا کی تک ہک میں نے تعلبے تصرف کیا ہے۔ پھر احمد جدیبی نے عرض کی کہ مصلح الحکیم میں شاہ نہیں تھا۔ اس لذت شہ کی بلکے موروثی اور غیر موروثی ہونی کا ذکر کیا جائے۔ اس پر زاد شاد نے فرمایا کہ تو جو اس اور وہ میں بھی جانتا ہوں کیا تو یہ چاہتا ہو کہ چند روز کی مصلحت کے لمحوں کو اسے کے دار ہے غلبہ ہوں اور نفس الامر کے خلاف کلام یا کام کروں ۵

کے عقل باشرع فتوے دہ کہ اہل خرد دین ہے دنیا دہ۔

تو خوب جانتا ہو کر ہے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ نہیں ہوا کہ سخوت و کبر بادشاہی بھکاری رہے میں اپنی بھجاؤت ہے۔ وہم ہوا ہے کہ اس کوشک میں سبیں میں نے بہت سی نہ مرتیں کی ہیں بلبن سخت پر بیٹھا ہو اور میں اُسکے دربار میں جاتا ہوں۔ میرے ولی میں اُسکی ہمیت اور شہمت اثر کر رہی ہیں۔ غرض وہ اس کوشک میں پاپیا دہ گیا۔ اور جن مقامات پر کہ وہ سلطان بلبن کی تعظیم خدمت کرتا اور اس سستے کردار بنتا وہاں نہیں بیٹھا۔ ملوك خانہ میں آیا اور اُسکے صفحہ پر بھجاؤچھے اس سستے کردار کے نام منہ پر ڈال کر زار زار و پا اور ملوك سچی کئے نگاہ کے بادشاہی ایک خال نالیش مدد ہو کر فرمائے۔ سبے خوب منظر شو گھرین ہیں لیکن اندر سے اُس کا حال بالکل زار و زار ہے اپنے روحی و دینی سر جھر کا خزانہ جو اپنے امور کے اخنوں کے ناقص بھیجا رہیک قدر کیا اور مجھے جان کے خوف نے اس دشمنی انتبا اور نے پر بیور کیا۔ نہیں کہاں اور یہ بادشاہی کہاں۔ مساري عمر خانی و ملکی

تیار کرائے۔ اس حصار کی تعریف میں حضرت امیر خسر و نے یہ شعر لکھا ہے کہ ۵  
شہزادہ تور کردی حصار سے کرفت از لنگرا و تا قرسنگ

اور اُسے اپنے امراء کو جمل دیدیا کہ وہ یہاں اپنی مکانات بنائیں۔ گواں کو اپا پر ان مکان چھوڑنا اور یہاں  
نیا بنوانا ناگوار خاطر تھا۔ مگر جمل سلطانی سے مجبور تھے۔ ضرور تھا کہ جہاں بادشاہ کا مکان ہو وہیں اُسکے  
ہمسایہ میں اُنہا مسکن ہو۔ یہاں بادشاہ نے بازار بھی تیار کرایا اور بازاریوں کو شہر سے بازا ریا اور سجد  
عالیشان بنانی غرض اس بادشاہ کی توجہ سے پرانی دلی اجڑکرنی دلی آباد ہو گئی۔ اور ایسی برق  
ہو گئی کہ پرانی کی صل اُسکے آگے کچھ نہ رہی۔ اس بادشاہ نے تاج شاہی سر پر رکھتے ہی تاج کا نگ  
بدلا سُرخ سے سفید کیا۔ اپنے قہر و غضب کو مہرو حلم سے بدل دیا۔ اور وہ رحم دلی اختیار کی کہ پانوں  
کے تلے کی چینیوٹی کے آزار کار و ادارہ تحاوہ یہ سمجھتا تھا۔

تیغِ حلم از تیغ آہن تیزتر بل زصد شکر ظفر انگیستہ

در بار عام میں جو اُسے کیلو گڑھی میں کیا تھا اُس میں امراء کا بر دہی حاضر ہوئے تھے۔ اور جیت  
اور تعجب سے کہتے تھے کہ یہ خدا کی قدرت ہے کہ ترکوں کی نسل سے سلطنت خلیجوں میں منتقل ہو۔  
جب سلطان جلال الدین کے مکار م اخلاق و عدل احسان و دینداری اہل شہر پر روشن ہوئی تو  
تشرکتی لوگوں کے دلوں سے دُور ہوا۔ جو امیر اس پر تبر ابھی تھے وہ طوعاً و کرماً اقطاعات و ولایات کی  
امید میں بادشاہ کے مخلص نگے سلطان نے اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خان خان کا اور منجھے بیٹھی  
کو ارکلی خاں کا اور چھوٹے بیٹے کو قدر خاں کا خطاب دیا اور ہر ایک کا جلوس مقرر کیا۔ اپنے بھائی کو  
یغرش خاں کا خطاب دیا اور عرض مالک کا عمدہ تفویض کیا۔ علاء الدین کو امیر تورڈک منفرد کیا۔  
اور الماس بیگ کو والغ بیگ کا خطاب اور انور بیگ کا عمدہ دیا۔ دونوں اُسکے سے بھیج گئے تھے۔ بہت  
اور امرال خطاب اور اقطاع عنایت کے اور خواجہ خنیکو جو سبے زیادہ بزرگ تھے ذریم قدر کیا غرض  
سلطان کے وہ اعوان اور الفمار ہوئے جو بڑے بڑے تجربہ کا تبتہ ریج مرائب بزرگ پر پہنچے تھے  
اور اعتبار و مشورہ نیک نام تھے۔ اسے اول سال میں عمدہ داروں کا ایسا انتظام کیا کہ خواص  
اور عوام کو سب طبع کا آرام حاصل ہوا۔

بب سب طبع سے اطمینان حصل ہوا ایک دن بڑے ترک سے اپنے ارکین سلطنت کو لیکر

اُن یافت کر کر اُرہ بیٹھ تھے جنہیں ایک کان نام خلج تھا اُسکی اولاد کو تھی کہ ایں یہ قول صحیح میں ہے  
 مسلمان تھے اُنکے باتیں خلوجی میں بہت بلکہ ذکر ہوتا ہے کہ امیر ماصر الدین سلطان محمد بن غزالی  
 کے اس ایں سے قوم خلج کے بھی امیر تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہا محمد چنگیز خاں کے عمد پر تقدم تھا یہ  
 ہو سکتا ہے کہ قلعے نام خلج سے ہوا اور جلال الدین فیروز شاہ ڈپلوی و سلطان محمد دالوسے اُسکی اولاد  
 تھے سے ہے۔ بعض مونخ لکھتے ہیں کہ خلجی ایک تاتاری قوم ہے جس کا ایک گروہ دریا ریجنون کے میخچے  
 کے پاس ہوئی صدی میں بیت تھا اور اخیں دنوں میں اُس کا ایک گروہ سیستان اور سندھ و سistan کے  
 دریان یعنی المخاستان میں مدت سے آباد تھا اور دنوں میں صدی تک وہ ترکی زبان بولتے تھے۔  
 مگر افغانوں کے ساتھ وہ ایسے بل جلکر رہے کہ وہ بھی افغان شمار ہونے لگے۔

## ذکر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی

سلطان جلال الدین فیروز خلجی کو شاہ کیا گوڑھی میں تخت شاہی پر بیٹھا حضرت امیر خسرو  
 خوشیہ اور شاعر کہہ ہیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاہ میں تخت پر بیٹھا۔ اشعار

تجاذی دو یہیں راسویں روز سوم ساعت ترا در عالم افروز  
 پہ چاشت با فیروزی فال زہجت شش صدہ شہزادوں میں

ہے پہنچا کیا جو کہ یقیباً کے شیر خوار بچے شمس الدین کو جلال الدین پاس اُسکے بیٹوں نے پہنچا دیا تھا۔  
 اُن کوئی لشکر ہر کہ جلال الدین نے کچھ دنوں اُسکی نیابت میں کام کیا اور پھر اُسکو قید خانہ میں بھیجا یا  
 کوئی اپنی تھمت تھوڑا پتا ہے کہ اس شیر خوار بچے کا خون گردن پر لیا۔ اور آپ بوڑھا ست بر س کی عمر میں  
 تخت پر بیٹھا۔ دلی میں بڑے بڑے قدیمی خاندان کے امراء ہر قوم کے سردار موجود تھے۔ وہ اسی  
 بر س تکوں کی سلطنت ذکر کچھ کہے تھے۔ انکی نظر میں خلجی بے قدر تھے۔ اس بوڑھے خلجی کو تخت شاہی پر  
 بیٹھانا دیکھ سکتے تھے دل ہی دل میں جلتے تھے اور اُسکی اطاعت کو ننگ و عار جانتے تھے۔ اسے ب  
 سے بادشاہ بھی انکی طرف سے اطمینان نہیں رکھتا تھا۔ دلی میں ہے کو خطرہ سے خالی نہ جانتا تھا  
 کیا گوڑھی میں اُن عمارتوں کو کہ یقیباً کے زمانہ میں دھوکی پڑی ہوئی تھیں پورا بتوایا اور جمنا کے  
 کنارہ پر ایک باغ گلوایا اور سنگ کا ایک حصہ استوار اور اُسکے ساتھ اور عمدہ عجیہ مکانات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## جَلْدُ دُوْم

### بَابُ اُول

سِيَّرَةِ سَعْدِ بْنِ جَبَّابٍ ۖ ۱۲۹۰ھ - ۱۳۲۰ءِ عِیَوی

تاریخ فرشته میں خلیفوں کی صہیل کا حال بجو الانظام الدین احمد بن خشی یہ لکھا ہے کہ چنگیز خان کا داماد قاج خان تھا اور وہ اپنی بیوی سے کہ چنگیز خان کی بیٹی تھی مالاں رکھتا تھا اور چنگیز خان سے سوارہ اور ملائکت کے پھوٹا لاج نہ تھا اسلئے وہ ہمیشہ اپنے مفرکہ تماش میں رہتا تھا۔ جب چنگیز خان نے دریا و سندھ کو عبور کر کے سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب کیا اور حملات ایران اور توران سے اسکو غافت می اور اس نے اپنی وطن کو مرابحت کی تو قاج کو چنگیز خان سے جذبہ نہیں کی فرصت ملی۔ اور وہ اپنے ایں الوک جیسے تعریف نہ افغانستان تھے، اور اپنی کو مہتاب غور و جربت ان کے درمیان آن بنا۔ جب چنگیز خان مر گیا تو اس کی اولاد نے تھوڑی کمی کر کر بیان کیا۔ میں کی کہاں گیا۔ اس نے بیہیں توطن اختیار کیا اور اصل نسل اس کو حفظ کیا۔ جس سے ملاطیین فوریت اور اُنکے تابعین نے ہندوستان کو لے سمجھ کیا تو غلبی تھوڑے قرب دریا سے ہبک نہیں رہتا تھا تو ہبک ہے۔ اور بلاطیں اور اُنکی ملازمت اختیار کر کے صاحب قدر ہو گے۔ با اشادہ بلال الدین شیخ جلیل اور حسن کو وحی مت دی دیوں خلیفی حال کے پڑتے تو قاج کی ہوائی تکمیلے تھے تاریخ مسلم قیان، بلامائہ کو لے کر

سلطنت محمد شاہ بن فردیشہار، بن حضرت خاں ۲۶۴۔ ۹۷۳ھ تک  
سلطنت سلطان علاء الدین بہادر سلطان محمد شاہ سُلَيْدُوں کی سلطنت  
سلطنت امپال لوڈھی ۳۵۲۔ ۳۵۳ھ تک

سلطان بہول کی تخت نشینی اور اسکے ابتداء کی حالت ہی خاں کا قدر ہونا اور بیول  
کامیز دست و خط بادشاہ ہوتا۔ سلطان بہول کو بیوال پوریں رکھ کر جنگ زنا اور جنگ  
شرمنی کا محاذ آتا۔ سلطان بہول کا دورہ انفعام کے لئے سلطان بہول کی لڑائی اس  
شرمنی سے۔ ملکت لی تھیں۔ اور اسے پور کے رانا سندھ محمد خاں جھی سے سلطان بہول کی لڑائی  
رہونا۔ سلطان بہول کے خصائص۔

### سلطنت سلطان سکندر لوڈھی ۳۵۲ سے ۳۵۳ھ تک

سلطان بہول کی تخت نشینی۔ سلطان سکندر کا دورہ۔ مہات گواہیں اور بیانات  
بڑی پوری اور پیش کی ہوتی تھیں۔ امراء فغانی کی رنجش سلطان سکندر سے ہاتھ  
وہی کو سلطان سکندر کا شزادیتا۔ کو آباد و بیانہ و دہول پورا اور مندر میں کے معاملات  
خیر اگرہ کی بنا۔ اگر قس نہ زدہ۔ پنبل کے کنارہ کے واقعات۔ اوتھے گلکھ کی فتح۔  
لار کا صفر سے بیت ناک۔ تزویر کی عدم۔ ہشت کانت۔ لکھنؤ چنڈی گڑی۔ ناگوری سیلوس پور  
کے واقعات۔ وفات سلطان سکندر۔ حکایات وفات۔ سلطان سکندر کے خصائص  
حادثات و اشتہارات اور عحالات۔ سلطان سکندر کے عہد میں ہندو دل کا فارسی پڑھنا۔  
اویشنکرت سے کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرنا۔

سلطان ابراهیم لوڈھی ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ سلطان ابراهیم کی تخت نشینی۔ مخدود الیار سلطان  
జمال الدین ناما راجنا۔ اور سلطان ابراهیم کا راستہ رامیں پیاسا و دُکن کے نام سے۔ معمم گواہیاں  
بادشاہ اور رام اور اکی لطیفہ رام۔ سب سے پہلی بادشاہی کی راہیں۔ پہلی بادشاہی۔ انتہاں کی بادشاہی  
دوسری بادشاہی کے بادشاہ سلطان ابراهیم کے نام کی اور رام اور پیداوار کی افراط فتنہ۔

ارادہ سے۔ کٹور اور سیاہ پوشوں پر جہاد۔ مرزا شاہ بخت کا خراسان ہنچنا اور نہ سے  
ماہبی گیر کا بنا نا۔ اب سندھے حضرت صاحبقران کا جعوز کرنا۔ شہاب الدین مبارک شاہ  
تیمی کی متاثبت اور بعد ازاں اُس کی مخالفت۔ تلبائی کی بر بادی۔ نصرت گھری پر جملہ  
آوری شاہزادہ پیر محمد کا ملتان سے آنا۔ فتح شہر پند و قلعہ بھٹیز بھٹیز سے سرتی فتح آباد  
واہروں کی طرف سفر۔ جوں سے لڑائی۔ فتح دہلی کی تیاری۔ مجلسِ مشاورت درباب  
حمدہ دہلی۔ قیدیوں کا قتل ہونا۔ صاحبقران کا سلطان محمود سے لڑانا اور فتح پانیسلطان  
محمود و ملوخان کا بھاگنا ان کے پیچے سپاہ کا جانا دہلی کا فتح ہونا۔ دہلی کی تباہی  
امیر تیمور کا ہندوستان میں اور جگہہ عزٰیزی نیت سے جانا اور دہلی سے نہضت کرنا۔  
قلعہ میرٹھ کی فتح۔ دریاء گنگ پر ہندوؤں سے لڑائی۔ ایک دن میں امیر تیمور کی  
تین فتح۔ درہ کوپلہ (ہردوار) میں ہندویوں کا غارت کرنا اور پتھر کی گھائے۔ ممالک  
ہندوستان سے صاحبقران کا عزم مراجعت۔ کوہ سوالک کی تاخت و تاریج۔ کوہ سوا  
سے آگے کے جنگلوں میں لڑائیاں۔ نوآجی جموں میں لڑائیاں۔ لاہور اور شیخوں کو کر  
دھکر) کا ذکر۔

### سلطان محمود ۲۹۳۶ء۔ ۲۹۴۷ء تک

امیر تیمور کی مراجعت کے بعد ہندوستان کا حال۔ دولت خان لو دہی۔

پاب سوم سیدوں ولو دہیوں کی سلطنت ۲۹۴۷ء۔ ۲۹۵۸ء تک  
سید خضرخان کی سلطنت۔

### سید خضرخان کی سلطنت ۲۹۴۷ء۔ ۲۹۵۸ء تک

سلطنت معاذ الدین ابوالفتح مبارک شاہ۔ گھنگر دل کی لڑائی۔ کٹھیر اور اٹاودہ کی  
مہمات۔ جستہ شیخا اور داۓ بھیم۔ گوالیار اور میبوات کی مہم و بیانہ کی مہمات۔  
جستہ گھارکا قساد۔ فولاد غلام کا فساد۔ امیر کا بل سے لڑائی۔ جستہ شیخا گھنگر۔  
بادشاہ کی وفات اور اُسکے خصائی۔

طاسِ لشکریں ہے۔ بیجا دو صدیاتِ تسلیم سے خیر و رز شاہ کا با درہ تھا۔ بادشاہ کی اہتمام  
لہاسوں کے بیچ کرنے میں۔ فیروز شاہ کے واسطے خلیفہ کا خلعت آنا۔ فیروز شاہ کا اور بار  
تھیں بخدا۔ امراء ملوک کی بجت و سرست۔ ارزانی اشیا و فرانخ سالی و ملک کی آمدنی  
بادشاہ کے مالات۔ پس سر عالم والملک کا بادشاہ تھے سیاہ کے باب میں عرض کرنا اور شاہ تھے  
بمحاب و ماصوبت پانا۔ منار ہزار سنگین کا دہلی میں لانا۔ بادشاہ کے سر کا عامل۔  
ہام کی امارات۔ بادشاہ کا بیکار آدمیوں کا بکار کرنا۔ کار خانات فیروز شاہ کے اہم  
کی شرح بادشاہی سکتے۔ دیوان خیرات و شفاعة کا بیان۔ بادشاہ کے جنپ اور  
بیٹے۔ خلیل زیارتیں خواب کی تعبیریں۔ بادشاہ کا نامشی اور علیق کی شہزادیوں  
بادشاہ کا دُور کرنا۔ ایک بزمیں کا جلانا اور ہر ہنون سے جزیہ لینا۔ حیلہ سلطان  
خیر و سرخ۔ بادشاہ نے جو عجائب جمع کئے تھے۔ بادشاہ کے زمان کی افسوسی خانات  
خواص تھیں فیروز شاہی۔ ذکر بادشاہی غیاث الدین تعلق شاہ ثانی بن فتح شاہ بن  
سلطان خیر و رشاد بار بک۔

**غیاث الدین تعلق شاہ ثانی والیو یکہ بن طفرخان و ناصر الدین**

**بادشاہ و سکندر شاہ و ناصر الدین محمود شاہ ۲۴۵-۲۷۵ تک**

غیاث الدین تعلق شاہ ثانی بن فتح شاہ بن سلطان فیروز شاہ بار بک ذکر سلطنت  
بادشاہ بن طفرخان بن فیروز شاہ بار بک۔ ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین محمد شاہ  
سلطان فیروز شاہ بار بک۔ ذکر سلطنت سلطان سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ  
سلطان ناصر الدین محمود شاہ پس خود محمد شاہ ناصر الدین۔ خفیہ شاہ و مانگنی خان  
کی رہائی۔ اقبال خان کا اقبال چکنا۔

**ایمپریو کے نخل سندھستان پر ۲۴۵ سے ۳۰۵ تک**

ایمپریو کا مشورہ سندھستان پر حکم کرے میں باب میں۔ امیر یہودی روانگی ہندوستان کی

سلطان فیروز شاہ کا سفر ٹھٹھے سے دہلی کو۔ سلطان فیروز سے قوام الملک خان جہاں بقول  
اکا ملنا۔ خواجہ جہاں کا سلطان سے ملنا۔ خواجہ جہاں کے باب میں سلطان کی گفتگو اور اسے  
ساتھ۔ ہنسی میں سلطان فیروز شاہ کا آنا۔ سلطان فیروز شاہ کا دہلی میں آنا۔ فیروز شاہ کی  
نوادرش دہلی کے آدمیوں پر اور بغایا کی معافی۔ سلطان فیروز شاہ کا قاعدہ جدید معافیت  
جس کو قانون نام بھی کہتے ہیں۔ بادشاہ کی رعیت پروری خسر و مکار اور فیروز شاہ کا دیدزادہ  
کا عذر۔ سلطان فیروز کا نماز جمعہ اور نماز عیدین کے خطبوں میں سلاطین ماضیہ کا نام دلی  
کرنا اور سکون کا حکم دینا۔ بیگناں کی پیلی میم۔ بادشاہ کی مراجعت دہلی کی طرف شہر حصہ  
فیروزہ کا بنانا اور نہر کا جاری کرنا۔ استقامت املک یعنی بادشاہ کا محصول زمین تقریباً  
کرنا۔ ہنسی میں بادشاہ کی ملاقات شیخ نور الدین سے جہنا کے کنارہ پر فیروز آباد کا  
آباد کرنا۔ ظفر شاہ کا سنارگاؤں سے آنا اور فیروز شاہ کی پناہ مانچنا۔ لکھنوتی کی طرف  
بادشاہ کا دوبارہ روانہ ہونا۔ شہر جونپور کی بناء کا حال۔ سلطان سکندر شاہ سے  
بادشاہ کی جنگ۔ فیروز و سکندر شاہ کی مصالحت۔ سلطان کا روانہ ہونا اور جونپور  
سے جاجنگر جانا۔ ہاتھی کا شکار اور جاجنگر کی اطاعت۔ بادشاہ کی مراجعت جاجنگر  
سے دشوار گزار را ہوں سے۔ سلطان فیروز کے عمد میں ریایا کی خوشی حال و  
فلان الیالی۔ قلعہ نگر کوٹ کی فتح۔ ٹھٹھے کی مہم کا صلاح و مشورہ۔ ٹھٹھے کی سمیت فیروز شاہ  
کی روانگی اور دہاں پہنچنا۔ اہل ٹھٹھے اور سلطان کی لڑائی۔ سلطان فیروز شاہ کا  
گجرات جانا۔ بادشاہ کے لشکر کا کوچی رن (کچہر کارن) کوچی رن میں خلق کا زاری  
کرنا اور بادشاہ کا تاسف کرنا۔ فیروز شاہ کا گجرات میں آنا۔ سلطان فیروز شاہ پاس  
خاں جہاں کا اس باب جنگ کا بھیجننا۔ سلطان کا گجرات سے ٹھٹھے روانہ ہونا۔ اچھے موسم  
میں ٹھٹھے کے اندر سلطان کا آنا۔ ملک عاد الملک و ظفر خاں کا دریا رسندہ سے پار جانا  
اور رسندہ ہیوں سے لڑانا۔ کمک کے لئے عاد الملک کا دہلی جانا۔ اہل ٹھٹھے سے صلح ہونا  
بانجیہ کا فیروز شاہ پاس آنا۔ فیروز شاہ کی مراجعت دہلی میں۔ حاکم گجرات کی بغاوت  
اور چھوٹے چھوٹے چھوٹے و معاملات۔ بادشاہ کی ضعیفی کی باتیں۔ بادشاہ کی وفات

لے جائیں۔ اور رہایا کام ستر اور خدا۔ جو کال کی بحارت۔ - قنوج کا بربادگرنا۔ ساحل کا مرد مسئلہ پر بغاوت۔ شاہو افغان کی بغاوت۔ بادشاہ کا نام اور سامانہ کے ستر دن کا سزاد بینا۔ گھکروں کی بغاوت۔ خلیفہ مصر کا خلعت۔ گزناٹک کی بغاوت بادشاہ کا سرپر دواری میں رہنا۔ بغاوتیں۔ درہی میں بادشاہ کا رہنا اور اُس کے شمال۔ تغیریز حار کا دہارا۔ اور جو ۱۱۰۰ء میں اوتھوں کا ہونا۔ گجرات اور دکن کی بغاوت۔ محمد تغلق کے عمدہ یہ مسلم لوگوں کی بحافت۔ سلطنت۔ ابن بطوطہ نے جو شہروستان میں اپنے آنے کا اور بخت سلطان ہممال کیا ہے۔ ابن بطوطہ کا ہندوستان میں آمد۔ ترتیب یعنی ڈاک کا بیان۔ درہی کے اوصاف۔ درہی کی فصیل اور اُس کے دردرازے۔ درہی کی جامع مسجد۔ دو حوضوں کا بیان۔ مزارات کا ذکر۔ اوصاف سلطان۔ تغلق۔ ذکر بادشاہ کے ابواب مشور و آرائش گاہ کی تربیت کا۔ جلوس عام میں آمیوں کی نشست برخاست کی تربیت۔ غرباً یعنی مسافرین اور اصحاب ہدیہ کا دائل ہوتا۔ ہمال کے ہیوں کا سلطان تک پہنچنا۔ عیدِین میں بادشاہ کا سوار ہونا۔ بلوں۔ سر بر بغلہ و منجھہ غلطی۔ بادشاہ کا سفر سے آنا۔ طعام خاص کی ترتیب کا ذکر مدد و معلم ترتیبہ کا ذکر۔ بادشاہ کی فیاضی کی حکایات۔ سلطان کی تواضع اور الصافی کی کایا۔ افاقت صلوٰۃ و حکام شریعت میں سلطان کا شہنشاہ بادشاہ کے نام کا قتل لرنے اور کینے و انتقام کے افعال۔ سلطان کا قتل کرنا۔ اپنے جہان کو۔ سلطنت میں سوارتی کا قتل ایک ساعت میں۔ ابن بطوطہ نے جو اپنا ہمال دیں ایک کی جانبے اور کھصہ پیان سلطان چین کا تحفہ تحریف کا بھیجننا اور ابن بطوطہ کا روانہ ہوا۔

## ذکر سلطنت فیروز شاہ تغلق ۱۴۳۲ء تک

بادشاہی و لادت۔ فیروز شاہ کا قوانین و آمین سلطنت میں تعلیم پانا۔ سلطان فیروز شاہ کی بحافت۔ یہ و شاہ کی لڑائی مغلوں اور سرکشوں سے۔ سلطان نجود شاہ کے سخن لشیں کرنے میں ہرا پہ جہان احمد ایاز کا غلبی کرنا۔ خواجہ جہان کا سُن کے سلطان فیروز شاہ بادشاہ ہو گیا۔

شہاب الدین نمر۔ سلطان قطب الدین مبارک شاہ غلپی۔ قطب الدین کے بُرے سے بھلے کام۔ بُجرات اور دیوگڑہ کی مہم۔ دولت آباد اور دہلی کے درمیان سڑک۔ قلعہ گوالیار کا حال دہلی میں سلطان قطب الدین کا مر جمعت کرنا و خویش اقارب کا قتل کرنا اور بہیودہ حرث کا لیبیار خسر و خان کا جانا۔ طوک علامی کو دہلی بھینا۔ بادشاہ کائن کے ساتھ بدسلوکی کرنا۔ خسر و خان کے اختیارات اور ہندوؤں کا بادشاہ کے دربار میں بھرتی ہونا۔ سلطان مبارک کا قتل ہونا اور علاء الدین کے خاندان کا باہر کل مٹانا۔

### خسر و خان کی سلطنت ۸۹-۹۵

ملک فخر الدین جنون خان کا (جو آخر کو سلطان محمد تعلق ہوا) خسر و خان کے پاس سے بھاگنا اور اپنے ہا پ غازی ملک یعنی سلطان غیاث الدین تعلق شاہ پاس دیباں پور جانا اور پچھر وہاں سے دہلی میں فتح پا کر اور خسر و خان کو قتل کر کے غازی ملک کا بادشاہ ہونا۔

### باب دوم شاہان تعلق کا بیان

سلطان غیاث الدین تعلق شاہ۔ مہم تملکانہ۔ دوبارہ مہم تملکانہ کے لئے انغ خان کا درجنیل جانا۔ سلطان غیاث الدین تعلق شاہ کی مہم بھگالہ۔ نفات تعلق شاہ۔ قلعہ تعلق آباد۔

### سلطان المجاہد ابو الفتح محمد شاہ تعلق کی سلطنت ۱۰۸-۱۶۰

سلطان محمد تعلق شاہ کی عادات۔ مغلوں کے حلقے روکنے کی عجیب تدبیر۔ بادشاہ کی عمدہ تدبیریں۔ بادشاہ کے نامعقول منصوبوں اور تدبیروں کا بیان۔ اول نامعقول تدبیر۔ دو م نامعقول تدبیر۔ سوم نامعقول تدبیر۔ چہارم نامعقول تدبیر۔ پنجم نامعقول تدبیر۔ دہلی کی بربادی کا بیان جوابن بطورہ نہ لکھا ہے۔ بغاوتوں و ستم۔ مالوہ کی بغاوت ۲۳۹ء۔ قلعہ کندہانہ۔ ملتان کی بغاوت ۲۳۹ء۔ جبل قصر اچیں (بھالیہ) میں جو بیش سلطان پڑافت آئی۔ (لیبیار) کی بغاوت اور روزیہ کے بجانے کا قتل۔ بادشاہ کا

## فہرست سفماں بیان جملہ دوسم پاپ اول خاندان علی

ڈھنڈھان بلال الدین پیر و زادہ بنی - ملکت چھبھو کی بغاوت - انتظام ملکی میں خلوف بنا توں میں  
سلطان بلال الدین کی حسلاق کی بائیں تھیں - سلطان کی ہنر پروری و ہنر شناسی  
سید مردح قلن - سلطان کی شکر کشی رتھی بوری - مغلوں کا حملہ - علاء الدین کی مہمات  
بھی پیسہ وغیرہ - علاء الدین کی مہم و کرن پر -

## سلطان بلال الدین کی وفات اور سلطان علاء الدین کا باادشاہ ہونا

قدر خان کا باادشاہ ہونا - ذکر باادشاہی سلطان علاء الدین علیجی المغلب پر سکند - ثانی -  
جلال الدین کی اولاد اور اُس کے ہوا خواہوں کا حال - مغلوں کا حملہ - گجرات کی  
سباب کی بغاوت - سیستان کی فتح - مغلوں کا دوسرا حملہ - سلطان علاء الدین کے  
بیوی و خواتین - قلعہ رختہنور کا محاصہ - علاء الدین کے بھتیجے کا تخت حاصل کرنے کے  
لئے پیار کرنے لگئے اور ان کا استحکام - بھاجنبوں کی بغاوت اور دشیر  
اور رختہنور کا دوبارہ تصحیح کرنا - اسباب بغاوت اور اُن کے انسداد کی تدبیریں - سلطان  
وضھاوالہ بیان - باادشاہ اور قاضی مفتیت الدین کی گفتگو - مغلوں کی مہمات اور اُن  
اسلام دیکے راستے و اینیں اور ضوابط و قواعد کا مقرر ہونا - مغلوں سے اڑایاں چھپور گڑہ  
لیتی - اُن کی ممات - خضرخان و دیویل دیپی (دیویل دیپی)، کی عاشقی و شرمنی -  
چمار سبڑوان کی فتح - متم تامگا - کامیک اور بیمار سے راس آناری - مسرخ ہونا  
نے سلمان شاہ کو قتل - اپر کامد اور سارہ شر کی تصحیح کا بیان - ملکت کا دور کی علیتیں -  
گجرات کی بغاوت اور چھپور گڑہ کے تعلیماتیں کا حال - سلطان علاء الدین کی ممات  
سلطان علاء الدین کی عاواتیں اور اُس کے بعد سلطنت کی تحریک باتیں اور اُن سلطان  
ملکی - کے ضوابط اور آئینیں -

وکر شہاب الدین عز و قطب الدین مبارک ۸۶

# جلد دو م

اس جلد کے تین باب ہیں۔ باب اول میں سلاطین حججیہ کا بیان ہے۔ باب دوم میں سلاطین خاندان تعلق کا ذکر ہے۔ باب سوم میں سیدوں اور لودھیوں کے بادشاہوں کا حال اور باب اول میں تاریخ فیروز شاہی ضیا الدین برنسی سے اور باب دوم میں سلطان فیروز شاہ تعلق کا بیان تاریخ فیروز شاہی سراج عفیف سے جو مخصوص اسی بادشاہ کے عمدہ ہے اور باب سوم میں تاریخ مبارک شاہی سعیٰ بن احمد سے جو مخصوص سیدوں کے عمدہ ہے زیادۃ رمضان لکھے گئے ہیں باقی تواریخ مفصلہ ذیل سے مصاین کا اضافہ ہوا ہے۔

- (۱) تاریخ وصفۃ الصفا (۲) بحییب السیر (۳) تاریخ فیروز شاہی ضیا الدین برنسی (۴) سفرنامہ ابن بطوطہ
- (۵) تاریخ سلاطین افغان مصنفہ احمد یادگار (۶) نظر ان افغانی (۷) تاریخ خانہ باغی دہمی مصنفہ تعمت اللہ
- (۸) تاریخ داؤدی مصنفہ عبید اللہ (۹) انگریزی تواریخ ہند۔

فَهُنَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مُّجْوَدُونَ

حکم خواهی داشت که در جزو فتحت شاهزادگان میشود و این میتواند از  
این حکم برخوردار باشد که این حکم اولین حکم است که از این طبقه میباشد

# تاریخ ہندستان

سلطنتِ اسلامیہ کا بیان

DS

452

233

1915

V-2

## جلد دوم

جیسیں مصائبین تفصیل ذیل ہیں:

(۱) سلاطین خلیجیہ کی تاریخ

(۲) سلاطین تنقی کی تاریخ

(۳) سلاطین خاندان لوڈھی

(۴) سلاطین سیدوں کی تاریخ

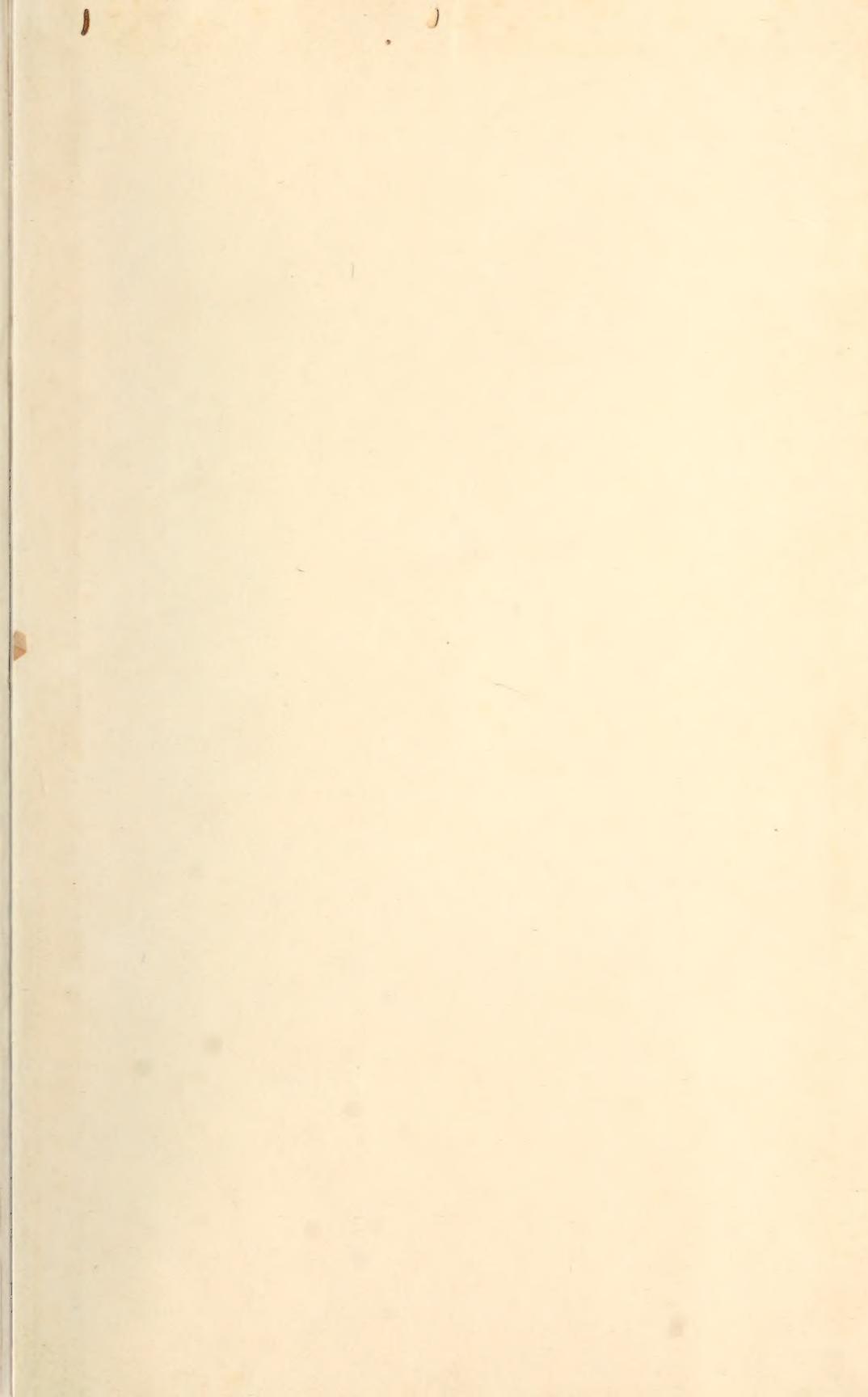
### مصنفہ

خان بہادر شمس لعہ سما مولوی محمد ذکار اللہ صاحب بلوی مر جوم

با احتمام محمد مقتدی خاں ثروانی

مطبع اسی پو و قع علی گٹ میں طبع ۱۹۱۶ء

تیسرا جلد ..... با رسم ایکہ اچلیبی



II

DS                   Zakā'ullāh, Muhammad  
452                 Tārīkh-i Hindustān  
Z33                 c Tab. 3  
1915  
v.2

PLEASE DO NOT REMOVE  
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

---

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

---

